

اسلام کے فیصلہ کن معرکے

غزوة حنین



PDFBOOKSFREE.PK

نفیس اکیڈمی بازار-کراچی ٹی پی

غزوة حنین

محمد احمد باثمیل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ایک ضروری گزارش!

معزز قارئین کرام! اس کتاب کو عام قاری کے مطالعہ، اُمتِ مسلمہ کی راہنمائی اور ثوابِ دارین کے خاطر پاکستان ورچوئل لائبریری پر شائع کر رہا ہوں۔ اگر آپ کو میری یہ کاوش پسند آئی ہے یا آپ کو اس کتاب کے مطالعے سے کوئی راہنمائی ملی ہے تو برائے مہربانی میرے اور میرے والدین کی بخشش کے لئے اللہ رب العزت سے دُعا ضرور کیجئے گا۔ شکریہ

طالب دُعا سعید خان

ایڈمن پاکستان ورچوئل لائبریری

www.pdfbooksfree.pk

اسلام کے فیصلہ کن معرکے

غزوة حنین

تالیف

محمد احمد باشمیل

ترجمہ

مولانا اختر فہیم پوری

نفسِ اکیسی
آرڈو بازار، کراچی طبعی

جملہ حقوق اردو ترجمہ کتاب

غزوة حنین

قانونی دائمی بحق

چوہدری طارقہ اقبال گاندھی

مالک نفیس اکیڈمی کراچی محفوظ ہیں

تعارف: ————— غزوة حنین

تالیف: ————— محمد احمد باثمیل

ترجمہ: ————— مولانا اختر فتح پوری

ناشر: ————— نفیس اکیڈمی - کراچی

طبع اول: ————— اپریل ۱۹۸۸ء

ایڈیشن: ————— آفست

ضخامت: ————— ۲۰۰ صفحات

ٹیلیفون: ۲۱۳۳۰۳

فہرست عنوانات

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱	مقدمہ	
۲	کلمۃ المؤلف	
۳	فتح مکہ اور غزوہ حنین کے درمیان ہونی والے مختصر واقعات	
۴	ہوازن سے قبل، مکہ کے ارد گرد مقادمت کی پاکٹیں	
۵	سریۃ المشلل	
۶	عربی کو تباہ کرنے والا دستہ	
۷	عربی کی تاریخ	
۸	عربوں میں عربی نام اختیار کرنے والا پہلا شخص	
۹	دستہ یلملم	
۱۰	دستہ عرفہ	
۱۱	غزوہ بنی جذیمہ	
۱۲	بنی جذیمہ کے قتل کے بارے میں حضرت خالد کے موقف کی حقیقت	
۱۳	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ناراضگی کے بعد، حضرت خالد سے راضی ہونا۔	
۱۴	ہوازن کون ہیں	
۱۵	ہوازن اور حروبِ نجار	

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
	جنگِ فجار اول	۱۶
	جنگِ فجار دوم	۱۷
	جنگِ فجار سوم	۱۸
	جنگِ فجار چہارم	۱۹
	عکاظ کی منڈی ہی اصل سبب تھی	۲۰
	چوتھی جنگِ فجار کا پہلا معرکہ	۲۱
	چوتھی جنگِ فجار کا دوسرا معرکہ	۲۲
	چوتھی جنگِ فجار کا تیسرا معرکہ	۲۳
	چوتھی جنگِ فجار کا چوتھا معرکہ	۲۴
	قریش کی ایک عورت کا ہوازن کو پناہ دینا	۲۵
	چوتھی جنگِ فجار کا پانچواں معرکہ	۲۶
	عربوں کا قریش کی طرف دیکھنا	۲۷
	غیر مکتوب دستور	۲۸
	پہلی عرب پارلیمنٹ	۲۹
	ہوازن کا خطرہ کو محسوس کرنا اور جنگ کے لئے فوج جمع کرنا	۳۰
	ہوازن کی عداوتِ اسلام	۳۱
	ہوازن کا مکہ پر چڑھائی کے لئے تیار ہونا	۳۲
	ناکب بن عوف کو ہوازن کا سالار مقرر کرنا	۳۳
	روایت میں واقعہ کا اسلوب	۳۴
	ظہور اسلام کے بعد، ہوازن اور قریش کے تعلقات	۳۵

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
	ہوازن کے مشہور سالار کا تیاری کا طریق	۳۶
	ہوازن کی فوج میں پہلی پھوٹ	۳۷
	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جاسوس، دیارِ ہوازن میں	۳۸
	ہوازن کی جنگی حالت کے متعلق بیان	۳۹
	ہوازن کا مکہ کی طرف مارچ	۴۰
	ہوازن کے اکٹھے کا بڑا مرکز — وادیِ اوطاس	۴۱
	درید بن الصمہ — ہوازن کی فوج میں	۴۲
	مطلق العنان سالارِ عام نے، درید بن الصمہ کے تجربے سے	۴۳
	فائدہ نہ اٹھایا۔	
	درید بن الصمہ کا فوج کو واپس جانے اور مسلمانوں کے ساتھ	۴۴
	جنگ نہ کرنے کی دعوت دینا۔	
	ہوازن کے سالار کا خودکشی کی دھمکی دینا۔	۴۵
	مکہ سے نبوی جیش کا مارچ کرنا	۴۶
	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مشرکین سے عاریتہ ہتھیار لینا	۴۷
	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل مکہ سے مال قرض لینا	۴۸
	مکہ سے حنین کی طرف جیش نبوی کے مارچ کرنے کی تاریخ	۴۹
	مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب	۵۰
	حنین کی طرف مارچ کرنے والی نبوی فوج کی تعداد	۵۱
	خود پسندی کے عواقب کا ضرر	۵۲
	فوج کے کثرت پر ناز کرنے کی بات	۵۳

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
	جاہلیت کا بقیہ اثر — ذات انواط کا مطالبہ	۵۴
	حنین کی طرف جاتے ہوئے راستے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکے سے قتل کرنے کی سازش	۵۵
	جیش نبوی کے متعلق، ہوا زنی جاسوسوں کے بیانات	۵۶
	نبوی انٹیلی جنس، ہوا زنی فوج میں	۵۷
	معرکہ کی شب، حفاظتی کاروائیاں	۵۸
	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی فوج کو کیسے تیار کیا	۵۹
	حنین کے سالاروں کے اسماء کا نقشہ	۶۰
	جیش نبوی کے ہراول سوار	۶۱
	ہوا زنی کے سالار نے، حنین میں اپنی فوج کو کیسے مرتب کیا	۶۲
	اپنے سپاہیوں کا مورال بلند کرنا	۶۳
	فوج کے پیچھے، ہوا زنی کی عورتوں، بچوں اور اموال کو اکٹھا کرنا	۶۴
	تلواروں کا سونمتا اور نیاموں کا توڑنا	۶۵
	گھات لگا کر حملہ کرنے والی فوج کو مقرر کرنا	۶۶
	حملہ میں پہل کرنا اور چانگ حملہ کرنے کے منصوبے پر عمل کرنا	۶۷
	دھوکہ دے کر خوفزدہ کرنا	۶۸
	ایک صحابی، ہوا زنی فوج کی ضخامت بیان کرتا ہے۔	۶۹
	گھسان کا معرکہ اور مسلمانوں کی شکست	۷۰
	مشرکین کے گھاتیوں کا، مسلمانوں کو شکست دینا۔	۷۱
	ہوا زنی گھاتیوں کی کامیابی کے اسباب	۷۲

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
	گھاتیوں کی کاروائی ہے، مسلمانوں کو کیسے شکست ہوئی۔	۷۳
	جیش اسلامی میں افواہیں اڑانے والے	۷۴
	شکست کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فریب سے قتل کرنے کی کوشش	۷۵
	شکست کے متعلق مورخین کا بیان	۷۶
	گھات لگانے والے، درید بن الصمہ کے مشورے سے مقرر کئے گئے تھے	۷۷
	شکست کے وقت سالار رسول کاشات	۷۸
	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شکست خوردوں کو روکنے کی کوشش کرنا	۷۹
	عظیم آزمائش	۸۰
	حضرت عباس کی آواز اور شکست خوردوں کی واپسی	۸۱
	از سر نو شدید جنگ	۸۲
	معرکہ کے متعلق واقعی کا بیان	۸۳
	شکست کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہنے والے اصحاب	۸۴
	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہنے والے	۸۵
	ایک سو آدمیوں کے حالات	
	محنین کے روز، حضور کی دعا	۸۶
	فریقین کے درمیان شدید جنگ	۸۷
	قبیلہ ہوازن کے سالار کی جانبازی	۸۸

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
	حنین کے روز آسمانی معجزہ	۸۹
	معجزہ پر سہیلی کا تبصرہ	۹۰
	معرکہ حنین میں مسلمان عورت کا کردار	۹۱
	ایک عورت کا شکست خوردہ مسلمانوں کے قتل کا مطالبہ کرنا	۹۲
	فوج سے بھاگنے والوں کے متعلق حکم	۹۳
	ان مسلمانوں کی گفتگو جن کے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا تھا	۹۴
	ہوازن کو کیسے شکست ہوئی	۹۵
	گھڑ سواروں کے سالار حضرت خالد بن ولید کا زخمی ہونا	۹۶
	ثقیف اور ان کے سالار کا قتل	۹۷
	ہوازن کے شکست خوردہ لوگوں کا تعاقب	۹۸
	معر شہسوار درید بن حصمہ کا قتل	۹۹
	ہوازن کے سالار عام کا انجام	۱۰۰
	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عورتوں اور بچوں کے قتل سے روکنا	۱۰۱
	ہوازن کی مفاد باقی پاکٹوں کا صفایا	۱۰۲
	جیش اسلام میں خودکشی کرنے والا شخص	۱۰۳
	عظیم غنائم	۱۰۴
	طائف سے واپسی تک غنائم کا سٹور کرنا	۱۰۵
	محاصرہ طائف	۱۰۶
	قبائل ہوازن کا انجام	۱۰۷
	ثقیف کی تاریخ	۱۰۸

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
	ظہور اسلام کے وقت ثقیف کی حالت	۱۰۹
	ثقیف کے دفاع کے لئے منجینقیق لانا	۱۱۰
	محاصرہ طائف سے قبل حربی کاروائیاں	۱۱۱
	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طائف کی طرف مارچ	۱۱۲
	طائف کی طرف جانے والی فوج کے ہراول کے سالار حضرت خالد	۱۱۳
	محاصرہ طائف کا آغاز	۱۱۳
	یزید بن زمعہ کے قاتل کا قتل	۱۱۵
	قلعہ طائف میں مسلمانوں کے داخل ہونے کی کوشش	۱۱۶
	طائف کے قلعوں کے ارد گرد گونہر دیکھنا	۱۱۷
	قلعہ ثقیف پر فدائیں کے حملہ کی ناکامی	۱۱۸
	ثقیف کے بعض جاننازوں کا قلعہ سے باہر نکلنا اور اسلام قبول کرنا	۱۱۹
	طائف میں غطفان کے سردار کی بڑی کاروائیاں	۱۲۰
	حضرت خالد بن ولید کا مبارزت طلب کرنا	۱۲۱
	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ثقیف کے باغات کو تلف کرنے کا حکم دینا اور پھر اس سے رکنہ۔	۱۲۲
	طائف سے محاصرہ اٹھانا	۱۲۳
	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محاصرہ کے جاری رکھنے یا توڑنے کے بارے میں ماہرین سے مشورہ	۱۲۴
	حضرت عمر بن الخطاب اور ابو بکر کے درمیان نوک جھونک	۱۲۵
	طائف کا محاصرہ توڑنے پر عیش نبوی کی برفروختگی	۱۲۶

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
	عین بن حصی کا ثقیف پر فخر کرنا اور حضرت عمرو بن العاص کا اُسے ڈانٹنا۔	۱۲۷
	ثقیف کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا	۱۲۸
	محاصرہ طائف کے شہداء	۱۲۹
	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ واپسی کے لئے کونسا راستہ اختیار کیا	۱۳۰
	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ	۱۳۱
	سراقہ بن جشم کا اثر انگیز واقعہ	۱۳۲
	کیا ثقیف نے، حبش رسول کی واپسی کے بعد اس کی یونٹوں کی اطاعت کی۔	۱۳۳
	غنائم اور قیدی، الحجرانہ میں	۱۳۴
	الحجرانہ میں قیدیوں کی رہائش گاہوں کی تعمیر	۱۳۵
	اعراب کا قیدیوں اور غنائم کی تقسیم کے متعلق اصرار	۱۳۶
	امانت — اور مسلمان سپاہی کا بلند کردار	۱۳۷
	فوج میں حنین کی غنائم کی تقسیم	۱۳۸
	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مولفۃ القلوب کو بے شمار عطیات دینا	۱۳۹
	ان مولفۃ القلوب کے نام، جنہیں غنائم سے حصہ دیا گیا۔	۱۴۰
	غنیمت کا پہلا سوالی — ابوسفیان	۱۴۱
	درویش حکیم بن حزام	۱۴۲
	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عباس بن مرداس کی ناراضگی۔	۱۴۳

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
	تقسیم غنائم کے دوران بعض منافقین کی باتیں	۱۳۴
	غنائم کے بارے میں انصار کی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ناراضگی	۱۳۵
	خزرج کے سردار کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قوم انصار کی ناراضگی کی اطلاع دینا	۱۳۶
	انصار کا غنائم کے بارے میں حضور علیہ السلام سے غصے ہونا اور آپ کا ان سے مناقشہ کرنا	۱۳۷
	خواہر رسول — قیدیوں میں	۱۳۸
	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوازن کے قیدیوں کو آزاد کرنا	۱۳۹
	ہوازنی وفد — دیباہ رسول میں	۱۴۰
	ہوازن کے بادشاہ، مالک بن عوف کا قبول اسلام	۱۴۱
	مالک بن عوف کی معافی کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان	۱۴۲
	سالار مشرکین کا سالار مسلمین بننا	۱۴۳
	اسلام کیسے قلبِ ماہیت کرتا ہے	۱۴۴
	صفوان بن امیہ کا قبول اسلام	۱۴۵
	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ واپسی	۱۴۶
	مکہ کا نوجوان، طاقتور اور صالح امیر	۱۴۷
	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ پہنچنے کی تاریخ	۱۴۸
	ثقیف کا اسلام لانا	۱۴۹

صفحہ	عنوانات	پریشمار
	ثقیف کا اپنے سردار کو اس کے مسلمان ہونے کے بعد قتل کرنا	۱۶۰
	تمام ثقیف کا اسلام میں داخل ہونا	۱۶۱
	ثقیف نے اسلام لانے کیلئے جو کمزور شرائط پیش کیں	۱۶۲
	امیر ثقیف	۱۶۳
	متکبرلات کی تباہی اور کچھ پریشانیاں	۱۶۴
	لات کی تاریخ اور وہ کون تھا	۱۶۵
	حضرت مغیرہ نے ثقیف کے لوگوں کو کیسے ہنسایا	۱۶۶
	ثقیف امدانکے بت لات کے متعلق واقعہ کا طویل بیان	۱۶۷
	معرکہ حنین میں فریقین کے مقتولین	۱۶۸
	مسلمان مقتولین کی تعداد پر تبصرہ	۱۶۹
	بدر، احد، اور حنین کے درمیان	۱۷۰
	حنین سے حاصل ہونے والے اسباب	۱۷۱
	آغاز میں مسلمانوں کی شکست کے اسباب	۱۷۲
	شکست کے بعد، مسلمانوں کی فتح کے اسباب	۱۷۳
	فتح کے بعد، ہوازن کی تباہ کن شکست کے اسباب	۱۷۴
	ہوازن کے درمیان پھوٹ	۱۷۵
	طائف کے محاصرہ میں مسلمانوں کی ناکامی کے اسباب	۱۷۶
	جزیرہ عرب میں بت پرستی کا خاتمہ	۱۷۷



مُقَدِّمَةٌ

از قلم جانا بشیخ ابراہیم العنقی و ذریعہ اطلاع احوال مملکت سنہ ۱۲۰۱

یہ کتاب (اسلام کے فیصلہ کن معرکوں) کے سلسلہ کی نویں کتاب ہے، جسے اُستاد محمد احمد باشمیل کئی سالوں سے پیہم جاری رکھے ہوئے ہیں، اور یہ کتاب (مؤلف کے معروف اسلوب کے مطابق) شاندار تعلیمات اور دقیق قیمتی تحلیلات پر مشتمل ہے اور ہر وہ شخص جو اپنی تاریخ اسلامی کے خزانے کے اکتشاف کا خواہاں ہے اُسے ان کا مطالعہ کرنا چاہیے اور مؤلف کے اس قیمتی تاریخی سلسلہ کی بقیہ کتابوں کی تعلیمات و تحلیلات کا بھی مطالعہ کرنا چاہیے۔ اور غزوہ حنین میں جو درس و عبرت اور نصائح پائی جاتی ہیں انہیں مؤلف نے اپنی اس کتاب میں اپنے تحلیل و تجزیہ کے دوران نہایت شاندار طریق سے پیش کیا ہے۔

معرکہ حنین — عسکری نقطہ نگاہ سے — سب سے بڑا اور اہم معرکہ ہے جس میں مسلمانوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر قیادت شمولیت اختیار کی، اس میں بُت پرست دشمن کی جانب سے بیس ہزار اور مسلمانوں کی جانب سے بارہ ہزار جانباڑوں نے شرکت کی، اگرچہ فریقین تمام عہد نبوی میں خونریز معرکہ آرائی کرتے رہے مگر اتنی تعداد میں جانباڑ جنگ میں شامل نہیں ہوئے، اسی طرح معرکہ حنین آخری معرکہ ہے جس میں مسلمانوں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر قیادت شمولیت اختیار کی، نیز اس معرکہ میں مسلمانوں کی فیصلہ کن فتح، جزیرہ عرب میں بُت پرستی

کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوئی، کیونکہ (ہوازن کی زبردست قوت کے خاتمہ کے بعد) کوئی طاقت مسلمانوں کے مقابلے کی قدرت نہ رکھتی تھی، یہی وجہ ہے کہ معرکہ حنین کے بعد مسلمانوں کو جزیرہ میں اسلام کے ستونوں کو مضبوط کرنے کے لئے زیادہ افواج بھیجنے کی ضرورت نہیں پڑی اور حنین کے بعد بت پرستوں کے لئے صرف چھوٹی چھوٹی پاکٹیں باقی رہ گئی تھیں جن میں سے ہر ایک پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کا ایک چھوٹا سادستہ بھیجا جس نے ان کی مقادرت کا خاتمہ کر دیا اور تبوک کے مشہور معرکہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس ہزار جاننازوں کی بنفس نفیس قیادت کی اس کا مقصد صرف ان روسیوں کو خوفزدہ کرنا تھا جن کے متعلق آپ کو اطلاع ملی تھی کہ وہ جزیرہ عرب پر حملہ کرنے کے لئے اکٹھے ہو رہے ہیں۔

برادر ام استاد محمد احمد ہاشمیل اس قیمتی تاریخی سلسلہ (اسلام کے فیصلہ کن محرکے) کے جاری رکھنے کے لئے جو کوشش برائے کار لار ہے ہیں وہ ایک قابل قدر کوشش ہے جس کی قدر دانی اور حوصلہ افزائی کا حق اسے ملنا چاہیے۔ بلاشبہ جو شخص اس کتاب اور اس سلسلہ کی بقیہ کتب کی درق گردانی کرے گا وہ مؤلف کی کوشش کی انتہا کو پائے گا جو وہ تاریخ کے خزانوں سے مٹی ہٹا کر ادا کر رہا ہے جسے ہمارے نوجوانوں کو تدر اور ذرف نگاہی سے پڑھنا چاہیے تاکہ وہ عزت و مجد اور شرف و استقامت کے راستوں میں ان کی راہنما ہو۔

پس تاریخ اسلام (اور خصوصاً عہد نبوی کی تاریخ) حیرت زا بہادر یوں اور فدا کاری، شرافت اور دلیری کی مثالوں سے بھری پڑی ہے، یہ وہ مثالیں ہیں جن کے راستوں سے مسلمان تاریخ کے وسیع ترین دروازے میں داخل ہوئے ہیں۔ اور ہم مسلمان اور خصوصاً عرب (بالخصوص ہماری تاریخ کے اس نازک وقت میں) ان مثالوں اور اپنے بزرگ اسلاف کے حیرت زا کارناموں کو اپنانے کے کس قدر

محتاج ہیں تاکہ وہ ہمارے لئے اچھے اور سود مند نمونہ ہوں اور ہمیں ان تباہ کن درآمدی اصولوں کی علامات کی پھسلنوں سے دور لپیٹیں جنہوں نے ہمیں دشمن کے فوجی اسلحہ سے بھی زیادہ نقصان دیا ہے۔

برادر امُستاد محمد احمد باشمیل نے اس کتاب کے اس سلسلہ کی اپنی بقیہ کتب میں اپنے تاریخی تحلیل و تجزیہ میں جو طریق اختیار کیا ہے آج اُسے کم لوگ ہی اختیار کرتے ہیں۔ پس قابلِ رشک بات یہ ہے کہ اس نے اس سلسلہ میں بڑی باریک بینی سے تحلیل و تجزیہ کیا ہے اور قاری کو بڑی فکر مندی کے ساتھ ان عظیم تاریخی مصادر کی طرف لے گیا ہے جن کا مؤلف ہمیشہ ذکر کرتا رہتا ہے اور ہر مناسب موقع پر قاری کی ان کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور قاری کے دل میں یہ اعتماد پیدا کر دیتا ہے کہ جب وہ اُستاد باشمیل کی ان نو کتابوں میں سے کسی ایک کتاب کو پڑھتا ہے تو وہ عظیم اسلامی تاریخ کے ماخذوں کا مطالعہ کرتا ہے، نہ کہ ان سطحی قصوں کا جن کا اثر مطالعہ کے ختم ہونے پر ہی ختم ہو جاتا ہے۔

پس (اور یہ ایک سچی بات ہے) اسلام کے فیصلہ کن تاریخی معرکوں کا سلسلہ جسے جاری رکھنے میں مؤلف نے بڑی کوشش کی ہے، عہدِ نبوی کے بارے میں ایک اہم قیمتی تاریخی ماخذ ہے اور خصوصاً جب ہم اس کوشش کو نگاہِ غائر سے دیکھتے ہیں جو مؤلف تاریخی واقعات کے ترتیب دینے میں صرف کر رہا ہے اور سہل متع کے انداز میں ان کا ایک دوسرے کے ساتھ محکم اور دقیق تعلق بیان کر رہا ہے جس سے دلچسپی رکھنے والے آدمی کے لئے کسی سر یہ کسی فوجی دستہ یا عہدِ نبوی کے کسی سیاسی واقعے یا اہم قانونی واقعے کی معرفت آسان ہو جاتی ہے، کیونکہ وہ اسے اس سلسلہ میں موجود پاتا ہے اور یہ وہ امر ہے جس میں یونیورسٹیوں اور مدارس میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے والوں کی بڑی خدمت پائی جاتی ہے۔

پھر یہ کتاب اور اس سلسلہ کی مؤلف کی تمام کتب یہ امتیاز بھی رکھتی ہیں کہ مؤلف اپنے تحلیل و تجزیہ میں معرکہ یا غزوہ کے مقام پر ہی اکتفا نہیں کرتا جسے اُس نے

کتاب کا بڑا عنوان بنایا ہوا ہے (جیسے کہ یہ غزوہ حنین ہے) بلکہ وہ اس دوران میں بڑے استقلال اور باریک بینی کے ساتھ تاریکیلئے فوجی، سیاسی اور اہم قانونی واقعات کا دلچسپ جائزہ پیش کرتا ہے جو بڑے معرکہ سے قبل رونما ہوئے ہیں۔

پس اس سلسلہ کی نوکتابیوں میں، تمام سرایا اور دوکے جنگی دستوں اور سیاسی واقعات اور دیگر اہم واقعات کا جو بڑے معرکہ کے درمیان اور اس معرکہ کے درمیان جو اگلی کتاب کا عنوان ہوتا ہے رونما ہوتے رہتے ہیں تفصیلی ذکر پایا جاتا ہے، جیسے غزوہ بدر اور غزوہ احد کے درمیان ہونے والے واقعات اور سرایا اور دستوں کا تذکرہ اور مؤلف نے اس سلسلہ کی نوکتابیوں میں یہی طریق اختیار کیا ہے۔

اس صورت میں یہ قیمتی سلسلہ اس لائق ہے کہ اسے عہد نبوی کی تاریخ کی عظیم کتاب قرار دیا جائے، خصوصاً جب سوں کتاب غزوہ تبوک مکمل ہو جائے جس کی تالیف میں مؤلف مشغول ہے۔ اس کے بعد میں استاد محمد احمد باشمیل کی اس عظیم کوشش کا تہ دل سے شکر گزار ہوں جو وہ اس سلسلہ کے شائع کرنے اور تاریخ اسلام کی خدمت کی خاطر بڑے استقلال اور صبر کے ساتھ جاری رکھے ہوئے ہیں، میں اپنے مسلم نوجوان — اور خاص طور پر ان میں سے طالب علموں کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی درخشندہ اسلامی تاریخ کے خزانوں کا اہتمام کریں جن میں وہ اپنی پیاس کی سیرابی کا سامان پائیں گے اور وہ اس سلسلہ میں یا اس عظیم آسان اور مفصل کتاب میں ان کے لئے راستہ کو روشن کرے گا جس کی تکمیل میں مؤلف نے بڑا سفر کیا ہے اور میں صمیم قلب سے برادر م مؤلف کے لئے حتی المقدور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس عظیم محنت پر اسے بڑا ثواب عطا فرمائے ۛ

وذیہ اطلاعائے

(براہیم العنقری)

ریاض مملکت سعودی عرب

کلمۃ المؤلف

(۱)

تَعَدَّكَ اللَّهُمَّ وَتَسْتَعِينُكَ وَتَسْتَهْدِيكَ وَتَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ رَأْفَتِنَا
وَمَيْمَنَاتِنَا عَلَمَانَا، وَصَلَّى اللَّهُمَّ عَلَيَّ وَرَسُولِكَ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ
قارئین کرام! غزوہ حنین، اسلام کے فیصلہ کن معرکوں کے سلسلہ
میں نویں کتاب ہے جن کی اشاعت کے لئے اللہ تعالیٰ ہم سے کام لے رہا ہے، ہم اللہ
سے دُعا کرتے ہیں کہ وہ اپنی مدد اور توفیق سے ہمیں سرفراز فرمائے اور ہمیں ان
لوگوں میں شامل کرے جو قول و فعل میں اس سے مخلص ہوئے ہیں اور دُنیا اور آخرت
میں ہمیں قول ثابت سے ثابت قدم رکھے اور ہمارا خاتمہ بالخير کرے اور اپنی ملاقات
کے روز کو ہمارا بہتر دن بنائے، بلاشبہ وہ سميع و مجيب ہے۔

ہم اس کتاب اور اس سلسلہ کی دیگر کتب کے قارئین سے اُمید رکھتے ہیں کہ وہ
اس سلسلہ کی کتب کی کسی فروگزاشت سے ہمیں مطلع کریں تاکہ ہم جلد اس کی اصلاح
کریں کیونکہ تمام آدم زاد خطاکار ہیں اور ہمارا مقصد صرف تالیخ اسلام کی خدمت
کرنا ہے۔

(۲)

بلاشبہ معرکہ حنین میں دروسِ دُعا اور مواظپائے جاتے ہیں جن میں اہم سبق یہ ہے
کہ فتح حاصل کرنے کے لئے صرف عسکری قوت کافی نہیں ہوتی اور عسکری مادی قوت پر
غور کی حد تک اعتماد کرنا ہی ہمیشہ مصائب کا منبع رہا ہے عسکری قوت پر غور کرنا، دشمن
کو حقیر سمجھنے تک پہنچا دیتا ہے اور دشمن کو حقیر سمجھنے سے فریب خوردہ فوج کے عناصر کے

درمیان لاپرواہی پھیل جاتی ہے، یہ بات اسکے دشمن کے لئے، اسکی کثرت اور اچھے اسلحہ کے برعکس، اس کی تباہی کا زیادہ موقع فراہم کرتی ہے۔

(۳)

اور معرکہ حنین میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اپنی قوت پر ناز کرنے کے باعث ادب سکھایا اور معرکہ کے پہلے مرحلہ میں ان پر خوفناک شکست وارد ہوئی اس لئے کہ انھیں معلوم ہو کہ اول درجہ میں انکی فتح کا کفیل ہتھیار، اللہ پر ایمان لائیکے قوت سے نہ کہ محض عسکری قوت اور اس کی حقیقت کی طرف قرآن کریم نے ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے۔

وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْتَبْتَكُمْ كَمَا كُفِّرْتَكُمْ فَاذْكُرُوا لَكُمْ تَعْنِينَ عَنكُمْ شَيْئًا
وَصَافَتْ عَلَيْكُمْ الْأَرْضُ بِمَا رَحَبَتْ فَكُلْتُمْ وَلَكِنَّكُمْ كُفِّرْتُمْ

اور حنین کے روز جب تمہاری کثرت نے تمہیں متلائے غرور کر دیا مگر وہ کثرت تمہارا

کچھ کام نہ آئی اور زمین اپنی فراخی کے باوجود تم پر تنگ ہو گئی پھر تم پشت کے بل پھر گئے،

اور مسلمانوں کی تاریخ — اپنے درخندہ ادوار میں — ان شواہد و دلائل سے بھر پور ہے کہ مسلمانوں نے اپنی قلت اور دشمن کی کثرت کے باوجود جو شاندار کارنامے سر انجام دیئے اس کا پہلا سبب نکاح اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اعتقاداً، قولاً اور سلوکاً اسلام کی اتباع کرنا تھا۔

پس ہماری وہ اقوام، جو عزت و سیادت کی خواہاں ہیں ان پر واجب ہے کہ وہ اسلام کے ساتھ قولی اور فعلی تمسک میں ہمارے اسلاف کے ابرار کے نقش قدم پر چلیں وگرنہ جو شخص مسلمانوں میں سے اسلام کے بغیر عزت کا خواہاں ہوگا اللہ تعالیٰ اُسے ذلیل و رسوا کرے گا۔ ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کو دوبارہ صحیح راستہ پر لے آئے تاکہ وہ اپنی ضائع شدہ عزت و مجد کو دوبارہ حاصل کر سکیں۔

مؤلف نے

جدہ — مملکت سعودی عرب

۱۹۷۳ء ۲۵/۱۹۷۳

۲۶-۲۵

فصلِ اول

فتح مکہ اور غزوة حنین کے درمیان ہونے والے

مختصر واقعات

مکہ پر مسلمانوں کے مکمل تسلط کے بعد (جو بت پرستی کا سب سے اہم اور بڑا گڑھ تھا) یہ بات نمایاں ہو گئی کہ بت پرستی کا ستارہ (نہ صرف حجاز بلکہ تمام جزیرہ عرب میں) جلدی سے ڈوب رہا ہے اور تمام جزیرہ میں بت پرستی کے خاتمہ کا معاملہ ہی فقط وقت کا مسئلہ ہے۔

کیونکہ مکہ (عسکری، سیاسی، معنوی اور روحی لحاظ سے) خیالات و خواہشات کے اختلاف کے باوجود بت پرستی کی نگاہوں کی آماجگاہ تھا اور عرب کے مشرق میں بت پرستی کے خاتمہ کے بعد، اور خیبر میں یہودی وجود کے خاتمہ کے بعد جو (بشری، سیاسی اور مالی نقطہ نگاہ سے) وجود اسلامی کو خوفزدہ کرنے والا سب سے بڑا خطرہ تھا۔ اس واقعہ کے اسلام اور مسلمانوں کے مفاد میں ہونے کے بعد کوئی ایسی قوت باقی نہ رہی جس سے مسلمان خوفزدہ ہوں اور اس کا دقیق جائزہ لیں اور دو عظیم قوتوں (قریش مکہ اور ہوازن) جو حجاز میں حدود حرم سے لیکر، مشرق اور شمال میں نجد کی اطراف تک کے پورے علاقے تک پھیلے ہوئے تھے) کے سوا، ان کی نظر میں اسلام کا بڑا وزن تھا۔

قریش بڑے دشمن تھے جو بڑے منظم اور اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ خطرناک عداوت رکھتے تھے، ہجرت کے آٹھویں سال ماہ رمضان میں

توحیدی فوجوں کے قبضہ میں ان کے دارالخلافہ مکہ کے آجانے کے باعث ان کی قوت ٹوٹ گئی تھی اذنان کا خطرہ دور ہو چکا تھا اور قبائل ہوازن کے سوا، جو زبردست جنگی قوت اور خوفناک تعداد کے حامل تھے، مسلمانوں کے لئے اور کوئی خطرہ باقی نہ رہا تھا اور ان قبائل کو بینل ہزار جانبازوں سے زیادہ جانبا اکتھے کر لینے کی استطاعت حاصل تھی اور مکہ کی طرف روانگی کے وقت عملاً انھوں نے یہی کچھ کیا، پس مسلمانوں نے اوطاس (وادئ حنین) میں ان سے ٹڈبھڑکی اور فریقین کے درمیان یہ فیصلہ کن تاریخی معرکہ ہوا جو اس کتاب میں ہماری عظیم تحقیق کا موضوع ہے۔

ہوازن سے قبل مکہ کے اردگرد مقادمت کی پاکٹیں | قریش کے اقتدار کے

زوال کے باوجود (جو بت پرستی کی بڑی جڑ تھی) مکہ کے اردگرد (ہوازن کے سوا) عرب بت پرستوں کی مقادمت کی کچھ پاکٹیں باقی رہ گئی تھیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبائل ہوازن کے ساتھ فیصلہ کن معرکہ کرنے سے قبل انہی مقادمت کو ختم کرنے اور انھیں توحید کے اقتدار کے آگے سرنگوں کرنے کے لئے غور و فکر کیا پس مسلمانوں کے لئے معاملہ کے رد براہ ہو جانے اور مکہ مکرمہ پر کامل تسلط ہو جانے کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے اپنی فوج کی کئی یونٹوں کو علاقہ میں بت پرستی کے ہر قسم کے آثار کو مٹانے کے لئے روانہ فرمایا، پس ان یونٹوں نے مکہ مکرمہ کے جنوب اور جنوب مشرق میں واقع علاقوں میں باقی ماندہ اصنام کو تباہ کرنے کی ذمہ داری لے لی۔

اور اسلامی فوج کی یونٹوں نے مناة اور عریبت کو تباہ کر دیا اور یہ دونوں تاریخی بتوں میں سب سے بڑے بت تھے جن کی عربوں کے ہاں بڑی

عظمت تھی اور ان دونوں کا ذکر قرآن کریم میں بھی آیا ہے، نیز ان یونٹوں نے ان دونوں کے علاوہ دیگر بتوں کو بھی تباہ کر دیا جو بت پرستی کے عظیم مظہر تھے۔ معرکہ حنین سے قبل، اسلامی فوج نے مکہ سے جو جنگی کاروائیاں کیں وہ پانچ عسکری کاروائیاں ہیں جو یہ ہیں۔

(۱)

سرتیہ المشللہ | یہ ایک گشتی جنگی پارٹی تھی، جسے مکہ سے سعد بن زید شہلی، المشلل میں مناة بت کے تباہ کرنے کے لئے لے گیا، پس اس نے بت کو تباہ کرنے کی ذمہ داری لی، واقدی نے اپنے مغازی میں اس کا ذکر کیا ہے مگر بت کے تباہ کرنے کی تفصیل کی کیفیت کو بیان نہیں کیا اور نہ اس کے پرستاروں کے موقف کو بیان کیا ہے کہ انھوں نے کوئی مقادمت کی بات نہ کی، واقدی نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ یہ ہے :

”اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن زید شہلی کو المشلل میں مناة کی طرف بھیجا تو اس نے اسے تباہ کر دیا اور مناة ان قدیم ترین بتوں میں سے تھا جن کی عرب پرستش کرتے تھے اور یہ عزنی اور دیگر تمام اصنام سے قدیم ترین تھا“

اور کلبی اپنی کتاب الاصنام میں بیان کرتا ہے کہ
”مناة، عربوں کا قدیم ترین بت ہے اور عرب عہد مناة اور

المشلال (پہلے حروف کے ضمہ اور دوسرے کی فتح مع الکسر کے ساتھ) کلبی اپنی کتاب الاصنام میں بیان کرتا ہے کہ المشلل مکہ اور مدینہ کے درمیان قدیمین ساحل سمندر پر ایک جگہ ہے

زید مناة نام رکھتے تھے اور یہ مکہ اور مدینہ کے درمیان قدید مقام پر المشلل کی جانب ساحل سمندر پر نصب تھا اور تمام عرب اس کی تعظیم کرتے اور اس کے ارد گرد قربانیاں کرتے تھے اور اوس اور خزرج اور مدینہ اور مکہ میں آنے والے اور قرب و جوار کے لوگ اس کی تعظیم کرتے تھے اور اس کے لئے قربانیاں دیتے تھے اور اسے تعظیم کی خاطر تحفے بھیجتے تھے۔

۲ اور معد کی اولاد، حضرت اسماعیل علیہ السلام کے باقیماندہ دین پر قائم تھی اور ربیعہ اور مضر بھی آپ کے بقیہ دین پر قائم تھے اور ادس اور خزرج سے بڑھ کر مناة کی تعظیم کرنے والا کوئی نہ تھا۔

کلبی بیان کرتا ہے کہ :

”اوس اور خزرج اور اہل یشرب اور دیگر عربوں میں سے جو ان کے طریق کے پیروکار تھے وہ حج کرتے اور لوگوں کے ساتھ تمام قضا میں ٹھہرتے اور اپنے سروں کو نہ منڈاتے، پس جب وہ چلتے تو مناة کے پاس آتے اور اُس کے پاس اپنا سر منڈاتے اور قیام کرتے اور وہ اس کے بغیر اپنے حج کو مکمل نہ سمجھتے۔“

پس اوس اور خزرج کے مناة کو عظمت دینے کی وجہ سے عبد العزی بن ودیعہ زنی یا اس کے سوا کوئی اور عرب کہتا ہے میں نے آل خزرج کے اُترنے کی جگہ کے نزدیک مناة کی سچی قسم کھائی ہے۔

اور جاہلیت میں عرب، اوس اور خزرج سب کو خزرج ہی کہتے تھے، اسی وجہ سے وہ کہتا ہے کہ (آل خزرج کے اُترنے کی جگہ کے نزدیک) اور اس مناة کا ذکر اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا ہے۔ فرماتا ہے :

ومناة الثالثة الاخرى على اوریه ہذیل اور خزاعہ کا بھی صبت تھا^۱
 اور کلبی امام واقدی کی مخالفت کرتے ہوئے بیان کرتا ہے کہ مناة صبت
 کے توڑنے کی ذمہ داری لینے والے حضرت علی بن ابی طالب تھے وہ کہتا ہے کہ
 تمام عرب اور قریش مناة کی تعظیم کرتے تھے اور ابھی وہ اسی
 ڈگر پر قائم تھے کہ ہجرت کے آٹھویں سال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 مدینہ سے نکلے اور یہ وہ سال ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح
 عطا فرمائی تھی پس جب آپ مدینہ سے چار یا پانچ راتیں چلے تو
 آپ نے حضرت علی کو اس کی طرف روانہ کیا اور آپ نے اسے تباہ
 کر دیا اور جو کچھ اس کے پاس تھا لے لیا اور اُسے حضرت نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے اور آپ نے جو چیزیں لیں ان
 میں دو تلواریں بھی تھیں جنہیں شاہ غسان حارث بن ابی شمر نے
 اسے تحفہ دیا تھا ان میں سے ایک کا نام مخذم اور دوسری کا رسوب
 تھا اور یہ حارث کی وہ تلواریں تھیں جن کا ذکر علقمہ نے اپنے شعر
 میں کیا ہے

مظاہر سربالی حداید علیہا عقیلا سیونہ مخذم ورسوب
 پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دونوں تلواریں حضرت علی کو عنایت
 فرمادیں کہتے ہیں کہ حضرت علی کی ذوالفقار ان میں سے ایک تھی اور یہ بھی کسا
 جاتا ہے کہ حضرت علی نے ان دونوں تلواروں کو فلس میں پایا تھا جو طی کابٹ تھا،
 حضرت نبی کریم نے آپ کو بھیجا تو آپ نے اُسے تباہ کر دیا^۲

یہ گشتی جنگی پارٹی تیس
سواروں پر مشتمل تھی

عزنی کو تباہ کرنے والا دستہ ۲۵ رمضان ۶۰۰ھ

جن کی قیادت حضرت خالد بن ولید نے کی جنہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
عزنی کے تباہ کرنے پر مامور کیا تھا اور یہ قریش کے نزدیک سب سے بڑا بٹ تھا
اور اصحابِ مغازی و سیر نے بیان کیا ہے کہ حضرت خالد بن ولید اپنے سواروں
کے ساتھ عزنی کی طرف گئے (جو وادیِ نخلہ کے پہل کی چھت کی ایک لکڑی میں نصب
تھا جسے آجکل وادیِ یانہ کہتے ہیں) اور اُسے تباہ کر دیا۔

واقعی بیان کرتا ہے کہ :

”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز، جبکہ رمضان کی دس ایتیں
باقی تھیں مکہ تشریف لائے اور آپ نے ہر جانب سرایا بھیجے اور
انہیں حکم دیا کہ جو شخص اسلام پر قائم نہیں اس پر حملہ کریں پس ہشام
بن العاص یلم کی طرف چلا گیا اور آپ نے خالد بن سعید بن العاص
کو عرنہ سے قبل تین سو آدمیوں کے ساتھ بھیجا۔“

اور آپ نے خالد بن ولید کو عزنی کے تباہ کرنے کے لئے بھیجا، ابن اسحاق
کا بیان ہے کہ عزنی، نخلہ میں تھا اور یہ ایک گھر تھا، اور قریش میں سے یہ قبیلہ
اور کنانہ اور حضر سب اس کی تعظیم کرتے تھے اور اس کے دربان اور حاجب بنی شیبانہ
سے ہوئے تھے جو بنی سلیم میں سے تھے۔

لہٰذا ”حین“ کی پیش اور ”ر“ کی زبر کے ساتھ، عرفات کے سامنے ایک وادی ہے جو عرفات
اور مزدلفہ کے درمیان ہے ۱۵ شیبانہ (ش کی زبر کے ساتھ) کا نام متعدد عرب
قبائل پر بولا جاتا ہے اور یہاں پر جن شیبانہ کا ذکر ہے وہ سلیم کا ایک بطن ہیں اور وہ بنی شیبانہ
کے حلیف ہیں ۱۵ سلیم کے حالات ہماری کتاب ”فتح مکہ“ میں دیکھیے۔

پس جب اس کے سلمیٰ دربان نے سنا کہ خالد غلام کی طرف آ رہا ہے تو وہ آہ پہاڑ پر چڑھ گیا جس کے بارے میں وہ کہتا ہے :

”اے عربی! خالد پر ایسا زبردست حملہ کر جس سے اُس کے ایسا زخم لگے جس سے موت واقع نہ ہو اور اُوڑھنی کو پھینک کر آستین چڑھا لے عربی! اگر تو نے خالد کو قتل نہ کیا تو تو عاجل گناہ کے ساتھ واپس آئے گا یا تیری مدد کی جائے گی؟“

پس جب خالد اس کے پاس پہنچے تو آپ نے اسے توڑ پھوڑ دیا اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس آ گئے۔

اور ایک مؤرخ کا بیان ہے کہ

حضرت خالد نے جب عربی کو توڑا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس آئے تو آپ نے اُن سے دریافت کیا، آپ نے اُسے توڑا ہے؟ آپ نے جواب دیا، ہاں یا رسول اللہ! رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا تو نے کوئی چیز دیکھی ہے؟ اُنہوں نے جواب دیا، نہیں، آپ نے فرمایا، واپس جاؤ تم نے اُسے نہیں توڑا، اس کی طرف جا کر اُسے توڑو۔ حضرت خالد غصہ کی حالت میں واپس گئے اور جب اس کے پاس پہنچے تو آپ نے اپنی تلوار سونت لی اور ایک برہنہ سیاہ قام عورت کھلے سر آپ کے پاس آئی اور دربان اُسے آوازیں دینے لگا، حضرت خالد کا بیان ہے کہ میری کمر میں لرزہ پیدا ہو گیا اور وہ چلانے لگا،

اے عربی! شدت سے حملہ کر اور خالد کے متعلق جھوٹ نہ بول، اور

اور صنی پھینک دے اور آستین چڑھا لے اور اے عزیزیٰ اگر تو نے خالد کو قتل نہ کیا تو تو عاجل گناہ کے ساتھ واپس لوٹے گا یا مدد دیا جائے گا۔

پس حضرت خالد تلوار لے کر اس کے پاس گئے اور آپ کہہ رہے تھے اے عزیزیٰ! میں تیرا انکار کرتا ہوں اور تیری پاکیزگی بیان نہیں کرتا، میں نے اللہ کو تیری اہانت کرتے پایا ہے۔

پس آپ نے تلوار مار کر اُسے دو ٹکڑے کر دیا۔ پھر آپ نے واپس آ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو آپ نے فرمایا، ہاں! یہ عزیزیٰ تھا اور وہ تیرے علاقے میں ہمیشہ کے لئے عبادت سے مایوس ہو چکا ہے۔ پھر خالد نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، اس اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں عزت دی اور ہمیں ہلاکت سے بچایا، میں اپنے باپ کو دیکھا کرتا تھا کہ وہ عزیزیٰ کے پاس معمولی عطیہ لایا کرتا تھا یعنی تنواؤنٹ اور بکریاں اور وہ انھیں عزیزیٰ کی خاطر ذبح کیا کرتا تھا اور تین دن اُس کے پاس ٹھہرا کرتا تھا، پھر شاداں و فرحان ہمارے پاس آجاتا تھا، پس میں نے اپنے باپ کی موت کی کیفیت کو دیکھا اور یہ وہ رائے ہے جس کے کنارے پر وہ زندگی بسر کرتا تھا اس نے کیسے فریب کھایا حتیٰ کہ وہ ایک پتھر کے لئے قربانی کرنے لگا جو سنسنے دیکھنے اور نفع و ضرر پہنچانے سے عاری تھا، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ معاملہ اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہے وہ جس کے لئے ہدایت کو آسان کر دیتا ہے وہ اس کے لئے آسان ہو جاتی ہے اور جس کے لئے وہ ضلالت کو آسان کر دیتا ہے وہ اس میں زندگی بسر کرتا ہے اور عزیزیٰ کی تباہی ہی ۲۵ رمضان شہہ ہجری کو ہوئی۔

اور اس کا دربان بنی سلیم کا افلع بن نصر شیبانی تھا، پس جب اس کی

و نجات کا وقت قریب آیا تو وہ غمگین ہو کر اس کے پاس گیا تو ابو لہب نے اُسے کہا کیا وجہ ہے کہ میں تجھے غمگین دیکھ رہا ہوں۔ اُس نے کہا مجھے اندیشہ ہے کہ میرے بعد عزی ضائع ہو جائے گا۔ ابو لہب نے کہا، غم نہ کر، میں تیرے بعد اس کی نگرانی کروں گا اور وہ ہر ملنے والے سے کہنے لگا کہ اگر عزی غالب آگیا تو میں نے اس کی نگرانی کر کے اس پر احسان کیا ہے اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم عزی پر غالب آگئے۔ اور مجھے وہ غالب ہوتا نظر نہیں آتا۔ تو وہ مسکے بھتجے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، تبتے ید الی لہب، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اُس نے یہ بات لات کے بارے میں کہی تھی لے

عزی کی تاریخ | جزیرہ عرب میں حبت پرستی کی ابتدا اور اصنام کی تاریخ کے ماہرین کا اسلوب کلام اس امر پر دلالت

کرتا ہے کہ مناة بنت، عزی سے بھی قدیم ترین ہے اور عزی کو قریش اور دیگر عربوں نے لات اور مناة کے بعد، اللہ کے سوا معبود بنایا تھا اور کلبی نے اپنی کتاب الاصنام میں بیان کیا ہے کہ عزی، لات اور مناة سے جدید تر ہے اور اس نے اپنے اس قول سے تعلیل کی ہے کہ میں نے عربوں کو سنا ہے کہ وہ عزی سے قبل ان دونوں کا نام لیتے تھے اور میں نے تمیم بن مرکو دیکھا کہ اس نے اپنے بیٹے کا نام (زید مناة) بن تمیم بن مرین اذبن طابخہ اور عبد مناد بن اذ رکھا اور لات کے نام پر، ثعلبہ بن عکابہ نے اپنے بیٹے کا نام تیم اللات رکھا۔ اور تیم اللات بن رفیدہ بن ثور۔ . . . اور زید اللات بن رفیدہ بن ثور بن ویرہ بن مرین اذ ابن طابخہ . . . اور تیم اللات بن النمر بن قاسط اور عبد العزی ابن

کعب بن سعد بن زید بن مناة بن تمیم رکھا۔ پس عربی پہلے دونوں بتوں سے جدید تر ہے۔

عربوں میں عربی نام اختیار کر نیوالا پہلا شخص اور عبد العزی بن کعب، عربوں میں

قدیم ترین نام رکھنے والا آدمی تھا اور عربی بنانے والے کا نام ظالم بن سعد تھا، جو نخلہ شامیہ کی وادی حراض میں عمیر کے بالمقابل، مکہ سے عراق کی جانب مصعد کی دائیں طرف واقع ہے اور یہ ذاتِ عرق سے اوپرستان کی جانب فومیل پر ہے۔ پس اس نے اس پر ایک مکان بنا دیا اور وہ اس میں آواز سنا کرتے تھے اور عرب اور قریش، عبد العزی کی طرف منسوب ہوتے تھے اور یہ قریش کے نزدیک سب سے بڑا بت تھا اور وہ اس کی زیارت کرتے، ہدیے دیتے، اور اس کے پاس قربانیاں کرتے تھے اور قریش کعبہ کا طواف کرتے اور کہتے تھے

وَمَنَاةُ الثَّالِثَةَ الْآخِرَى وَاللَّامَةَ وَالْعَزْمَى

فَاتَهْمَتِ الْغُرَانِيَةَ الْعُلَى وَأَنَّ شَفَاعَتَهُ لَتَرْجَى

اور وہ کہا کرتے تھے یہ اللہ کی بیٹیاں ہیں (اللہ ان باتوں سے پاک ہے) اور یہ اس کے پاس سفارش کرتی ہیں۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مبعوث فرمایا تو اس پر یہ آیات نازل فرمائیں۔

أَفْرَأَيْتُمُ اللَّامَةَ وَالْعَزْمَى وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْآخِرَى الْكُھْرُ الذَّكْرُ
وَلَهُ الْإِنشَاءُ تِلْكَ أذْنُ قِسْمَةٍ ضَمِيرِي أَنْ هِيَ الْآسْمَاءُ سَمِيَّةٌ وَهِيَ

انتم و اباؤکم ما انزل اللہ بھامن سلطات

اور قریش نے وادی حراض میں عزیٰ کے لئے ایک گھائی مخصوص کی تھی جسے سقام کہتے تھے اور وہ اسے حرم کعبہ کے مشابہ قرار دیتے تھے۔ اور یہ ابو جندب ہذلی ثم القردی کا ایک محبوبہ عورت کے بارے میں قول ہے اس نے بیان کیا ہے کہ اس عورت نے اس کے لئے عزیٰ کی قسم کھائی تھی۔

اور اس نے اس شایخ کی مغلف قسم کھائی جس نے سقام کی شانوں کو گرم کر دیا اور اگر تو نے میرے کپڑے نہ بھیجے تو اپنے دوسرے احسانات کو روک کر، ہماری زندگی کلام کے ساتھ ہے۔ اس پر اُمّ حویرث کی جدائی شاق گزرتی ہے پس وہ بات کا مکمل ارادہ کرتا ہے۔

اور درہم بن زید اوسی اس کے بارے میں کہتا ہے:

مجھے مبارک عزیٰ کے گھر کی قسم جو سرف سے ورے رہتا ہے۔

اور اس کے لئے ایک قربان گاہ تھی جس میں وہ اُس کی قربانی کے جانوروں کو ذبح کرتے تھے، اُسے غبغب کہا جاتا تھا۔ اور ہذلی ایک آدمی کی ہجو کرتے ہوئے کہتا ہے جس نے اسمار نامی ایک خوبصورت عورت سے شادی کر لی تھی کہ اسمار کا چہرے کے رنگیہ کے قبیلے سے نکاح ہوا ہے جسے بنی غنم کے ایک آدمی نے اسے تحفہ دیا تھا اور جب وہ اسے العزیٰ کے غبغب کی طرف لئے جاتا تھا تو اُس نے اس کی آنکھ میں میل دکھی تو تقسیم میں نقصان اٹھایا۔

اور وہ اپنی قربانیوں کا گوشت ان لوگوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے جو اس کے پاس حاضر ہوتے تھے اور اس کے پاس رہتے تھے۔ نہیکہ فزاری، عامر

بن طفیل سے کہتا ہے،

اے سال اگر ہمارے نیزے اور متی سے غنغب تک رقص کرنے
والی عورتیں تجھ پر قدرت پاتیں تو تجھے جوار مقام پر ٹھوس
لچکدار نیزے کی چوٹ لگتی یا تو بغیر جانچ کے ٹھہرا ہوتا۔

اور قیس بن منقذ بن عبید بن غاطر بن حبشیہ بن سلول خزاعی (جسے کسانہ
میں سے بنی حداد کی ایک عورت نے جنم دیا تھا) جسے قیس بن حدادیہ خزاعی کہتے ہیں،
اس کے متعلق کہتا ہے۔

”ہم نے بیت اللہ میں پہلی قسم کھائی، مگر نہ غنغب میں پتھر چل پڑتے۔
اور قریش اسے خاص عظمت دیتے تھے یہی وجہ ہے کہ زید بن عمرو بن نفیل
کہتا ہے، اور وہ جاہلیت میں خدا پرست ہو گیا تھا اور اس نے عزیٰ اور سحیح گھنام
کی پرستش کو چھوڑ دیا تھا۔

میں نے لات اور عزیٰ سب کو چھوڑ دیا ہے اور بہادر اور صابر آدمی
ایسے ہی کیا کرتا ہے پس میں عزیٰ اور اس کی دونوں بیٹیوں کی تابعداری نہیں کرتا
اور نہ ہی بنی غنم کے بتوں کی زیارت کرتا ہوں اور نہ ہیبل کی زیارت کرتا ہوں،
اور جب میری عقل چھوٹی تھی تو وہ زمانے میں ہمارا رب تھا۔

اور بنو شیبان بن جابر بن مرہ بن عبس ابن رفاعہ بن الحارث بن عتبہ
بن سلیم بن منصور جو بنی سلیم میں سے تھے عزیٰ کے دربان تھے اور ان میں سے
اس کا آخری دربان دبیہ بن حرمی السلسی تھا اور ابو خزاش ہذلی اسکے متعلق کہتا ہے
”اور وہ اسکے پاس آیا تھا اور اس نے اُسے دو شاندار جوتے پہنائے تھے۔“

دبیہ نے میرے جوتوں کے پھٹ جانے کے بعد مجھے جوتے پہنائے اور وہ
بہت اچھا دوست ہے۔ وہ دونوں بوڑھے بیلوں کی پیٹھی کے مقابل کی جگہ سے

بنائے گئے ہیں اور ان دونوں کا ملاپ بہت خوبصورت ہے۔ پس وہ مہمانوں کا کیا ہی اچھا شہستان ہے جن کے کجاووں کو نمدار ٹھنڈی ہوا لگتی ہے اور وہ ان کی بھوک کے ساتھ موٹی روٹیوں کے تاج سے جنگ کرتا ہے جنہیں سبکی خوفزدہ کرتی ہے۔

پس عزیٰ کی مسلسل یہی حالت رہی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو آپ نے اسکے اور دیگر اقسام کے تقاضے بیان کئے اور لوگوں کو ان کی عبادت سے منع کیا اور اس بارے میں قرآن بھی نازل ہوا، پس قریش کو یہ بات گراں گزری اور ابو جیحہ بیمار ہو گیا (یعنی سعید بن مسعود بن امیہ بن عبد شمس بن عبد منات) اور اسی بیماری سے مر گیا اور ابولہب اس کی عبادت کے لئے اس کے پاس آیا تو اس نے اسے روئے پایا تو کہنے لگا لے ابو جیحہ تجھے کونسی بات رلاتی ہے کیا تو موت کے خوف سے روتا ہے اس سے تو کوئی چارہ نہیں، اس نے جواب دیا، نہیں، بلکہ میں اس بات سے خائف ہوں کہ میرے بعد عزیٰ کی پرستش نہیں ہوگی، ابولہب نے کہا، خدا کی قسم تیری زندگی میں اسکی پرستش تیری وجہ سے نہیں ہوئی اور نہ تیری موت کے بعد اس کی پرستش متروک ہوگی تو ابو جیحہ کہنے لگا اب مجھے معلوم ہوا کہ میرا بھی کوئی جانشین ہے اور میں اس کی عبادت میں اس کے مضبوطی سے کھڑا رہنے کو تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ جب فتح کا سال آیا تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید کو بلایا اور فرمایا کہ نخلہ کے نشیب میں ایک درخت کے پاس جا کر اُسے کاٹ دیجئے، آپ گئے تو آپ نے دبہ کو پکڑ کر قتل کر دیا اور یہ اس کا دربان تھا۔ اور ابوخرش ہذلی دبہ کا مرثیہ کہتے ہوئے بیان کرتا ہے،

”آج دبہ کو کیا ہوا ہے کہ میں اُسے شرابوں کے درمیان نہیں دیکھ رہا

وہ نہ آیا ہے اور نہ اس نے چکر لگایا ہے اگر وہ زندہ ہوتا تو صبح صبح انہیں شیزی بنی المہطت میں لبالب پیالے پلاتا، وہ بہت مہمان نواز ہے جس کا پیالہ عظیم القدر ہے اور ستری کے وقت وہ ٹوٹے ہوئے گھاٹ کے حوض کی طرح ہوتا ہے، اسٹام خالی ہو گیا ہے اور درندوں اور کموں میں ہوا کے گزرنے کے سوا اس کا کوئی انیس نہیں رہا۔

سورفین کا بیان ہے کہ سعید بن العاص ابواحیہ مکہ میں عمامہ باندھا کرتا تھا اور جب وہ عمامہ باندھتا تو کوئی شخص اس کے عمامہ کے رنگ کا عمامہ نہ باندھتا تھا۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ عربی ایک شیطان تھی جو ادی نخلہ میں تین بار آتی تھی اور قریش مکہ اور مکہ میں مقیم عرب، بتوں میں سے عزیٰ کی طرح کسی بت کی تعظیم نہ کرتے تھے اور قریش نے اسے دیگر بتوں کے سوا، زیارت اور ہدیہ کے لئے مخصوص کیا ہوا تھا، نیز ثقیف نے لات کو اسی طرح مخصوص کر لیا تھا جیسے قریش نے عزیٰ کو مخصوص کیا تھا اور اس اور خزرج نے مناة کو مخصوص کر لیا تھا جیسے دیگر لوگوں نے دوسرے بتوں کو مخصوص کیا ہوا تھا مگر سب کے سب عربی کی تعظیم کرتے تھے۔

اور وہ ان پانچ بتوں کے بارے میں جنہیں عمرو بن لُحی لایا تھا اور جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کیا ہے

وَلَا تَدْرِكُ وَدًّا وَلَا سِوَامًا وَلَا يُغُوتُ وَيَعُوذُ وَنَسْرًا

وہ رائے نہیں رکھتے تھے جو اس کے بارے میں کرتے تھے اور نہ ہی اس کے قریب قریب کوئی رائے رکھتے تھے۔

(۳)

یہ ایک گشتی جنگی پارٹی تھی جو دو تین سو
جاننازوں پر مشتمل تھی جنہیں حضرت

رسول کریم ﷺ، آخر ماہِ رمضان ۶۰۰ھ

میں کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہشام بن العاص کی قیادت میں ان لوگوں سے جنگ
لڑنے کے لئے روانہ فرمایا جو مکہ مکرمہ کے جنوب مشرق میں واقع یلمہ سلاطے میں رہتے تھے۔
یہ اور طائف کے درمیان اور طائف سے پیدل آدمی کیلئے دو راتوں کے فاصلے
پر واقع ہے۔

اور یلمہ، حج کے لئے اہل یمن کا میقات ہے اور اس میں حضرت معاذ بن جبل
سجد ہے اور مرزوقی کہتا ہے کہ یہ طائف کا ایک پہاڑ ہے جو دو راتوں کے فاصلے پر
واقع ہے اور بعض کا قول ہے کہ یہ ایک واہی ہے جس کے متعلق ابو ذہبیل شاعر
کہتا ہے،

”پس کوئی نگران نہ سویا اہلہ قبیلے سے کوئی داستان گویا ایساں تک
کہ وہ مجھے یلمہ سے آگے لے گئی نہ“

اور میرے سامنے جو مصداق موجود ہیں ان میں مجھے یلمہ میں کوئی ایسا قبیلہ نظر
نہیں آیا جس نے اس فریج و سستہ کا قصد کیا ہو جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
ہشام بن العاص کی قیادت میں روانہ فرمایا تھا..... اسی طرح ہمیں یہ بھی نہیں ہو سکا
کہ کیا اس غزوة میں جنگ ہوئی یا نہیں۔

ہمیں جو کچھ معلوم ہو سکا ہے وہ واقدی کا قول ہے کہ
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر جانب سراپا بھیجے اور انھیں حکم دیا کہ

وہ ہر اس شخص پر حملہ کریں جو اسلام نہیں لایا۔ پس ہشام بن العاص دوسو جوانوں کے ساتھ یلیم کی جانب گیا۔

لیکن مرجع بات یہ ہے کہ ہشام بن العاص کا یہ دستہ، ہوازن کے ایک قبیلہ کی طرف بھیجا گیا تھا کیونکہ طائف کے ارد گرد واقع علاقہ میں تمام قبائل ہوازن سے تعلق رکھتے ہیں یا ثقیف کے حلیف ہیں اور وہ بھی ہوازن کا ایک بطن ہیں۔

(۴)

عرنہ، وہ مشہور وادی ہے جو آجکل عرفات کے سامنے

ہے اور اس میں شامل نہیں ہے اور اسی وادی میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات کی طرف جاتے ہوئے راستے میں — اپنا وہ مشہور خطبہ دیا جو حجۃ الوداع کے خطبہ کے نام سے مشہور ہے اور ظہور اسلام کے وقت عسرنہ کے باشندے ہذیل کا ایک بطن تھے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید عداوت رکھتے تھے اور انہوں نے ہجرت کے چوتھے سال عرنہ میں ایک فوج اکٹھی کی جس سے وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ میں جنگ کرنا چاہتے تھے۔

مگر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں سے ایک فدائی عبداللہ بن انیس الجہنی کو بھیجا جس نے عرنہ میں فوج کے سالار خالد بن سفیان ہذلی کو قتل کر دیا اور جب ان کے سالار کے قتل کے بعد جنگ کا منصوبہ بیکار ہو گیا تو ہذیل کی جنگ ناکام ہو گئی۔

اور جس فوج نے ہجرت کے آٹھویں سال فتح کے بعد مکہ سے عرنہ کی طرف
 مارچ کیا وہ تین سو جانبازوں پر مشتمل تھی جن کی قیادت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے خالد بن سعید بن العاص کو عرنہ سے بتوں کے وجود کے خاتمہ کے لئے عطا
 فرمائی مگر ہمارے علم کے مطابق کسی مؤرخ نے اس فوجی دستے کی کاروائیوں کی تفصیلی
 کا ذکر نہیں کیا جس کی قیادت خالد بن سعید بن العاص نے عرنہ تک کی تھی....
 ہیں اس بات میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ اُسے ہذیل قبیلہ کی طرف بھیجا یا
 نیا تھا جس کے بہت سے آدمی فتح مکہ کے بعد بت پرستی پر قائم رہ گئے تھے جن کا
 وطن عرنہ تھا جس کی طرف دستہ کو بھیجا گیا تھا۔

(۵)

فتح مکہ کے بعد اور غزوة حنین
 سے قبل جو اہم فوجی واقعہ

غزوة بنی جذیمہ آخر ماہ رمضان ۶۱۰ھ

دیکھا ہوا، وہ، وہ جنگ ہے جس میں حضرت خالد بن ولید نے بنی جذیمہ پر حملہ کیا
 اور اس میں ایک غلطی کے باعث جو بد نیتی پر مبنی نہ تھی انھیں حضرت رسول کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ملامت سے دوچار ہونا پڑا کیونکہ آپ نے بنی جذیمہ کے کچھ آدمیوں
 کو جو مسلمان تھے اس ظن کی بنا پر قتل کر دیا تھا کہ وہ ابھی تک مشرک ہیں۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چوتھے گروپ
 کے سالار حضرت خالد بن ولید کو جس نے مکہ پر جنوب سے چڑھائی کرنی تھی دیار بنی
 جذیمہ کی طرف جانے کا مکلف کیا، آپ نے انھیں داعی الی الاسلام بنا کر تھا

بنی جذیمہ، کنانہ کا بطن ہیں اور وہ بنو جذیمہ بن عامر بن عبد مناة بن کنانہ ہیں جو انقیصا
 میں سکونت پذیر تھے (مجم قبائل العرب جلد اول ص ۱۴)

جانناز بنا کر نہیں بھیجا تھا۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید کے لئے ساڑھے تین سو مجاہدین انصار اور بنی سلیم کے آدمیوں پر، لوئے قیادت باندھا اور انھیں مکہ سے بنی جذیمہ کی طرف مکہ کی ترائی میں بھیجا، اور حضرت خالد (دانا عسکری سالار کی طرح) جلد فیصلے کرنے اور انھیں جلد نافذ کرنے میں مشغول تھے۔۔۔۔۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے اجتہاد کرتے ہوئے بعض امور میں جلد بازی سے کام لیا اور ایسے اعمال کے مرتکب ہوئے جن سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار بیزاری کیا اور ان کی وجہ سے حضرت خالد سے ناراض ہوئے۔ اور یہ واقعات یہ ہیں کہ انہوں نے اپنے اجتہاد سے اپنے جوانوں کو حکم دیا کہ وہ بنی جذیمہ کے کچھ قیدیوں کو جن کے متعلق واضح ہو چکا تھا کہ وہ مشرک نہیں بلکہ مسلمان ہیں قتل کر دیں لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے تحقیق کرنے کے بعد ان کے لئے استغفار کیا، پھر بنی جذیمہ کے مقتولین کی دیات دیں کیونکہ وہ مسلمان تھے اس لئے کہ ان کا قتل، ذمہ دار سالار حضرت خالد بن ولید کی اجتہادی غلطی کے باعث ہوا تھا۔ واقعی بیان کرتا ہے کہ

”جب حضرت خالد بن ولید، عزیٰ کے تباہ کرنے کے بعد مکہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس آئے، آپ نے انھیں بنی جذیمہ کی طرف داعی الی الاسلام بنا کر بھیجا تھا، جانناز بنا کر نہیں بھیجا تھا پس وہ مجاہدین، انصار اور بنی سلیم کے مسلمانوں

کے ساتھ روانہ ہوئے جن کی تعداد سارے تین سو تھی پس آپ
 مکہ کی ترانی میں اُن کے پاس پہنچ گئے اور بنی جذیمہ سے کہا
 تمہیں کہ یہ خالد بن ولید ہیں اور ان کے ساتھ مسلمان بھی ہیں
 انہوں نے کہا اور ہم بھی مسلمان لوگ ہیں ہم نمازیں پڑھتے اور
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے ہیں اور ہم نے مساجد بنائی
 ہیں اور ان میں اذانیں دیتے ہیں۔ پس حضرت خالد انکے پاس
 گئے اور کہا اسلام قبول کرو، انہوں نے کہا ہم مسلمان ہیں
 آپ نے کہا، تم ہتھیار بند کیوں ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہمارا
 اور ایک عرب قوم کے درمیان عداوت پائی جاتی ہے۔ ہم
 ڈر گئے کہ کہیں تم وہی نہ ہو۔ پس ہم نے ہتھیار لے لئے تاکہ ہم
 دین اسلام کے مخالفین کو اپنے آپ سے دُور ہٹا دیں، آپ نے
 کہا، پھر ہتھیار اُتار دو، اور ان میں سے جدم نام ایک نبی
 نے اُنہیں کہا، اے بنی جذیمہ! قسم بخدا یہ خالد ہے اور محمد
 صلی اللہ علیہ وسلم کسی آدمی سے اقرار اسلام سے بڑھ کر اور کچھ
 نہیں چاہتے اور ہم اسلام کے اقراری ہیں اور خالد ہم سے
 وہ نہیں چاہتا جو مسلمانوں سے چاہا جاتا ہے اور وہ ہتھیاروں
 کے ساتھ قید کرنا چاہتا ہے اور قید کے بعد تلوار استعمال کرنا
 چاہتا ہے۔ اُنہوں نے کہا ہم تجھے اللہ کو یاد دلاتے ہیں تو ہمیں
 تکلیف دینا چاہتا ہے مگر آپ نے اپنی تلوار پھینکنے سے انکار
 کر دیا یہاں تک کہ سب نے آپ سے گفتگو کی تو آپ نے اپنی
 تلوار پھینک دی اور انہوں نے کہا ہم مسلمان ہیں اور لوگ اسلام

قبول کر چکے ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کو فتح کر لیا ہے اور ہم خالد سے نہیں ڈرتے، اس نے کہا قسم بجزاکہ وہ تم کو ان قدیم کینوں کی وجہ سے جنہیں تم جانتے ہو پکڑیں گے تو لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے پھر خالد نے انھیں کہا، اپنے آپ کو بطور قیدی کے حوالے کرو، تو محمد نے کہا اے لوگو! وہ مسلمانوں کو قیدی بنا کر کیا چاہتا ہے، وہ جو چاہتا ہے وہ چاہتا ہے، تم نے میری لغت کی ہے اور میرا حکم نہیں مانا اور خدا کی قسم وہ تلوار ہے پس لوگ قیدی بن گئے تو آپ نے بعض لوگوں کو کچھ لوگوں کی مشکیں کسنے کا حکم دیا، اور جب ان کی مشکیں کس دی گئیں تو آپ نے مسلمانوں کے ہر آدمی کو ایک یا دو آدمی دے دیئے اور انہوں نے بندھنوں میں رات گزاری اور جب نماز کا وقت آتا تو وہ مسلمانوں سے بات کرتے اور نماز پڑھتے پھر باندھ دیئے جاتے پس جب صبح ہوئی اور مسلمان ان کے درمیان غلط ملط ہو گئے تو ایک آدمی نے کہا ہم ان کو قید کر کے کیا کریں گے ہم انکو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جائیں گے اور ایک آدمی نے کہا، ہم دیکھیں گے کہ کیا یہ سنتے یا اطاعت کرتے ہیں اور ہم ان کا جائزہ لیں گے اور لوگ انہی دو باتوں پر قائم تھے، سحری کے وقت حضرت خالد بن ولید نے آواز دی کہ جس کے پاس کوئی قیدی ہے وہ تلوار سے اس کا کام تمام کر دے پس بنو سلیم نے ان تمام آدمیوں کو قتل کر دیا جو ان کے قبضے میں تھے اور ہاجرین اور انصار نے اپنے اپنے قیدیوں کو رہا کر دیا۔

اور سالار خالد بن ولید اور انصار کے ایک سردار ابو اسید الساعدی کے درمیان اس وقت مقابلہ بازی شروع ہو گئی جب انصار اور مهاجرین نے اپنے اپنے قیدیوں کو قتل کرنے کی بجائے رہا کر دیا اور حضرت خالد ناراض ہو گئے تو ابو اسید نے کہا، اے خالد! خدا سے ڈر، خدا کی قسم ہم مسلمانوں کو قتل کرنے والے نہیں، خالد نے کہا، تمہیں کس نے بتایا ہے کہ وہ مسلمان ہیں۔ ابو اسید نے کہا، ہم اُن کے اقرار اسلام کو سن رہے ہیں اور یہ مساجد ان کے میدان میں ہیں۔

خالد جب اپنے اس فعل کے بعد دیارِ جذیمہ سے واپس لوٹے تو کبار صحابہ حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت عثمان بن عفان نے انہیں ملامت کی اور انہوں نے جو کچھ کہا تھا اُس کے جواز سے وہ اپنا دفاع کرتے رہے مگر حضرت عمر نے انہیں بتایا کہ انہوں نے اپنی کاروائی میں غلطی کی ہے تو خالد نے غلطی کا اعتراف کیا اور حضرت عمر سے استدعا کی وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر آپ سے میرے لئے استغفار کی درخواست کریں۔

حضرت عمر نے حضرت خالد سے اس معاملے میں مناقشہ کرتے ہوئے کہا خالد تیرا بڑا ہوتو نے بنی جذیمہ سے اس بات پر گرفت کی ہے جو جاہلیت میں تھی، کیا اسلام نے اپنے سے پہلے کی جاہلانہ باتوں کو مٹا نہیں دیا؟ حضرت خالد نے کہا اے ابو حفص! میں نے ان پر حق کے ساتھ گرفت کی ہے، میں نے مشرک قوم پر حملہ کیا اور وہ قوت پکڑ گئے اور جب وہ قوت پکڑ گئے تو مجھے ان کے ساتھ جنگ کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا پس میں نے انہیں قید کر لیا پھر انہیں تلوار پر دھریا حضرت عمر نے کہا، عبداللہ بن عمر سے کس آدمی نے سیکھا ہے؟ اُس نے کہا خدا کی قسم میں اُسے نیک آدمی سمجھتا ہوں۔ آپ نے کہا مجھے اس نے وہ بات بتائی ہے جو تمہاری بات سے مختلف ہے اور وہ اس فوج میں تمہارے ساتھ تھا، حضرت

خالد نے کہا، میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اور اس کے حضور توبہ کرتا ہوں،
راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ ہو گئے اور فرمایا رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس جاؤ وہ تمہارے لئے استغفار کریں گے۔

مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت خالد
کے فعل کی اطلاع ملی تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے یہاں تک کہ آپ
کی بخون کی سفیدی نظر آنے لگی۔ آپ فرما رہے تھے،

”اے اللہ خالد نے جو فعل کیا ہے میں تیرے حضور اس سے برات

کا اظہار کرتا ہوں۔“

اور جب خالد آئے تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ناراض تھے۔ پھر آپ نے اطلاع
ملنے کے بعد اور تحقیقات سے حضرت خالد کے فعل کی غلطی ثابت ہو جانے کے
بعد، فیصلہ کیا کہ بنی جذیمہ کے ان مقتولین کی دیات دی جائیں جنہیں حضرت
خالد نے غلطی سے قتل کر دیا تھا پس آپ نے حضرت علیؓ کو بلا کر انہیں مال دیا اور
فرمایا، بنو جذیمہ کے پاس جاؤ اور جاہلیت کے معاملے کو اپنے دونوں پاؤں
کے نیچے رکھو اور خالد نے جو کیا ہے اس کی دیت انہیں دو۔

پس حضرت علیؓ اس مال کو لے کر ان کے پاس پہنچے اور ان کے مقتولین
کی دیات دینے لگے مگر آپ جو مال لے کر گئے تھے وہ کافی نہ ہوا تو آپ نے
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بنی جذیمہ کے حقوق کو پورا کرنے کے لئے مزید
مال منگوایا۔ اور آپ نے ابو رافعؓ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں مال کے مطالبے کے لئے بھیجا تو آپ نے اس کے مطالبے کو قبول اور کیا اور مطلوبہ

مال رافع کے سپرد کر دیا جسے وہ لے کر حضرت علی کے پاس دیا۔ بنی جذیمہ میں واپس آئے، پس حضرت خالد نے جو کچھ کیا تھا آپ نے اس کی دیت دی حتیٰ کہ آپ نے کتے کے پانی پینے والے برتن کی بھی دیت دی، یہاں تک کہ انکا کوئی مطالبہ باقی نہ رہا اور حضرت علی کے پاس کچھ مال بچ گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ بقیہ مال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے تمہارے لئے اس چیز کے بدلہ میں ہے جسے نہ وہ جانتے ہیں اور نہ تم جانتے ہو۔ پس آپ نے انہیں وہ مال دیدیا اور پھر واپس آ کر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی۔

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مال جس سے آپ نے بنی جذیمہ کی دیات اور معاوضات دیئے تھے قرض لیا تھا کیونکہ فتح مکہ کے وقت مسلمانوں کے پاس کوئی مال نہ تھا۔ مورخین کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مال مکہ کے تین بڑے تاجروں، حویطب بن عبد العزیٰ، صفوان بن امیہ اور عبد اللہ بن ابی ربیعہ سے قرض لیا تھا۔

بنی جذیمہ کے قتل کے بارے میں حضرت خالد کے موقف کی حقیقت

اس میں کچھ شبہ نہیں کہ حضرت خالد نے بنی جذیمہ کے جن لوگوں کو قتل کیا ان کے قتل کرنے میں آپ سے غلطی سرزد ہوئی اور اگر ان کا قتل کرنا اور ان کے اموال لینا خطا نہ ہوتا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیات اور معاوضات ادا نہ کرتے۔ اسی طرح اس امر میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ حضرت خالد

کی کاروائی جو بنی جذیمہ کے کچھ لوگوں کے قتل پر منتہی ہوئی وہ اجتہادی غلطی سے ہوئی تھی آپ نے انہیں عداً اور مسلمان سمجھتے ہوئے قتل نہیں کیا تھا بلکہ معاملے میں اشتباہ پیدا ہو گیا تھا۔ پس ان کا قتل اس لحاظ سے ہوا کہ آپ نے ان پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ نیز ان کے متعلق یہ گمان کیا گیا کہ وہ غیر مسلم ہیں اور یہ ایک حقیقت ہے جس کی تائید اس امر سے ہوتی ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی جذیمہ کے مقتولین کی دیات ادا کیں۔ اور اگر یہ بات ثابت ہو جاتی کہ حضرت خالد نے انہیں (مسلمان یقین کرتے ہوئے) قتل کیا ہے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بارے میں قصاص کا حکم نافذ کرتے، لیکن غلطی اجتہاد میں ہوئی، جو قضیہ میں موجود تھی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی دیات دینے پر اکتفا کیا جنہیں بنی جذیمہ میں سے حضرت خالد نے قتل کیا تھا بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خالد سے ناراض ہونے اور کچھ عرصہ ان سے اعراض کرنے کے بعد ان سے راضی ہو گئے، بلکہ بعض روایات میں صریحاً بیان ہے کہ حضرت خالد نے بنی جذیمہ کے لوگوں کے طاقت پکڑنے اور آپ سے جنگ کرنے کے لئے مستعد ہو جانے کے بعد قتل کیا تھا حالانکہ آپ نے انہیں کافی مہلت عطا کی تھی جس کی انتہا نمازِ عشاء تک تھی۔

واقعی بیان کرتا ہے کہ،

مجھے سیف بن یعقوب بن عتبہ نے، عثمان بن محمد احنسی سے اور اس نے عبد الملک بن عبد الرحمن بن الحارث سے بتایا، وہ بیان کرتا ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید کو بنی کنانہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا، ہاں اگر وہ اذان سننے یا اسلام کو معلوم کرے تو ان پر حملہ نہ کرے پس وہ نکلے اور بنی جذیمہ تک پہنچ گئے تو انہوں نے سخت حفاظتی انتظام

کر لئے اور جنگ کی اور ہتھیار پہن لئے، پس آپ نے انہیں نماز عصر، مغرب اور عشاء تک مہلت دی اور اذان کی آواز نہ سنی، پھر آپ نے ان پر حملہ کر دیا، پس جو قتل ہونے تھے وہ قتل ہو گئے اور جو قید ہونے تھے وہ قید ہو گئے اس کے بعد انہوں نے دعویٰ اسلام کیا، بلکہ میں کہتا ہوں کہ جو بات بنی جذیمہ کے قضیے میں الجھن کی تاکید کرتی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت خالد نے بدینتی کے بغیر ان کے قتل کرنے میں غلطی کی ہے جیسا کہ صحیح بخاری جلد ۵ صفحہ ۲ میں زہری کی روایت سے بیان ہوا ہے جو سالم نے اپنے باپ سے کی ہے وہ بیان کرتا ہے کہ

”حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید کو بنی جذیمہ کی طرف بھیجا تو آپ نے انہیں دعوت اسلام دی تو انہوں نے اچھی طرح اپنے اسلام کی بات نہ کی بلکہ وہ صبا بنا، صبا بنا، صبا بنا کہنے لگے یعنی ہم صابی ہو گئے، پس حضرت خالد ان میں سے لوگوں کو قتل کرنے اور قیدی بنانے لگے اور آپ نے ہم میں سے ہر آدمی کو اس کا قیدی دیا، اسی ایک روز آپ نے حکم دیا کہ ہم میں سے ہر آدمی، اپنے قیدی کو قتل کر دے میں نے کہا، قسم بخدا میں اپنے قیدی کو قتل نہیں کروں گا اور نہ ہی میرے ساتھیوں میں سے کوئی آدمی اپنے قیدی کو قتل کرے گا، یہاں تک کہ ہم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئے اور آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے اپنا ہاتھ اٹھا کر دوبار فرمایا۔ اے اللہ! خالد نے جو کچھ کیا ہے میں تیرے حضور اس سے براہت کا اظہار کرتا ہوں۔“

اور حضرت خالد کو معذور قرار دینے والا ایک آدمی بیان کرتا ہے کہ جب حضرت خالد کو ملازمت کی گئی تو آپ نے کہا کہ میں نے اس وقت تک جنگ نہیں کی جب تک مجھے عبداللہ بن حذافہ نے اس کا حکم نہیں دیا اس نے کہا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے ان کے اسلام سے رکنے کی وجہ سے جنگ کرنے کا حکم دیا ہے۔

اور سیرت کی کتب میں بیان ہوا ہے کہ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس امر کی اطلاع ملی جو حضرت خالد کے ہاتھوں بنی جذیمہ میں ہوا تھا تو آپ نے اس آدمی سے جو قویع سے خبر لے کر آیا تھا دریافت فرمایا، کیا خالد پر کسی آدمی نے عیب لگایا تھا؟ اس نے جواب دیا، ہاں! ایک سفید رو میانہ قد آدمی نے آپ پر عیب لگایا تھا، تو خالد نے اُسے سختی سے جھڑکا تو وہ خاموش ہو گیا اور ایک اور طویل مضطرب آدمی نے آپ پر عیب لگایا تو آپ نے اُسے بھی جواب دیا اور ان دونوں میں سخت کلامی ہو گئی تو حضرت عمر بن الخطاب نے کہا،

یا رسول اللہ! پہلا شخص تو میرا بیٹا عبداللہ تھا اور دوسرا سالم مولیٰ ابی حذیفہ تھا۔

انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ناراضگی کے بعد حضرت خالد سے رضی ہونا اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حضرت خالد اور حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت عمار بن یاسر جیسے سابق الاسلام

لوگوں کے درمیان بنی بنیہ کے ساتھ حضرت خالد کے سلوک کے بارے میں نوک جھونک شروع ہو گئی اور گفتگو میں حضرت خالد نے حضرت عبدالرحمن سے سخت کلامی کی اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے وہ حدیث بیان فرمائی جو مشہور و معروف ہے کہ

”اے خالد! میرے صحابہ کو میرے لئے چھوڑ دو، جب انسان

کی ناک زخمی ہو جائے تو وہ مغلوب ہو جاتا ہے۔ اور اگر اُحد

سونے کا ہوتا اور تو اُسے ایک ایک قیرا کر کے راہِ خدا میں

خرچ کرتا تو تو عبدالرحمن کی ایک صبح یا شام کو بھی حاصل

نہ کر سکتا۔ . . . اور حضرت عمار بن یاسر کے متعلق فرمایا،

”اے خالد! خاموش رہ، ابو القیظان سے مقابلہ نہ کر، جو اس

سے دشمنی کرے گا اللہ تعالیٰ اُس سے دشمنی کرے گا اور جو اُس

سے بُغض رکھے گا اللہ تعالیٰ اُس سے بُغض رکھے گا اور جو اُسے

بے وقوف قرار دے گا اللہ تعالیٰ اُسے بے وقوف قرار دے گا۔“

اور مورخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت خالد نے حضرت عبدالرحمن بن عوف سے

اپنی فرو گذاشت پر معذرت کی اور ان سے درگزر کرنے کا مطالبہ کیا اور حضرت

عثمان، حضرت خالد کو لے کر حضرت عبدالرحمن بن عوف کے پاس گئے اور ان سے

معذرت کی یہاں تک کہ وہ اُن سے راضی ہو گئے اور کہا اے ابو محمد میرے لئے

بخشش طلب کر لے

اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی (ناراضگی کے بعد) حضرت

خالد سے راضی ہو گئے اور بار بار آپ کی تعریف کی اور ابوالاحوص نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ
”خالد بن ولید عسکر کا کیا ہی اچھا بندہ اور بھائی ہے اور شمشیر ان
فدا میں سے ایک شمشیر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے کفار اور منافقین
پر سُوتا ہے“

اسی طرح جب حضرت علی بنی جدیمہ کے مقتولین کی دیات کی ادائیگی کے
بعد واپس تشریف لائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خالد سے راضی ہو گئے
اور ان کے پاس تشریف لائے اور حضرت خالد ہمیشہ ہی آپ کے بلند مرتبہ صحابہ
میں شامل رہے یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی۔
اور حضرت خالد کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں جو مقام تھا اُس پر
اس سے بڑھ کر دلالت کرنے والی اور کوئی بات نہیں کہ آپ نے جب حنین کی طرف
ناپہنچ کیا تو حضرت خالد کو ہراول دستہ کا سالار مقرر کیا اور آپ نے (جبکہ وہ
آپ کی ہراول فوج کے سالار تھے) ان کے ساتھ اس فیصلہ کن معرکہ میں شرکت فرمائی،
واقعی بیان کرتا ہے کہ

”حضرت خالد، وفات تک مقدم رہے اور اسکے بعد آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ جبکہ وہ ہراول فوج کے سالار تھے
حنین اور تبوک کی طرف گئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں
اکیدر اور دو متہ الجندل کی طرف بھیجا، پس آپ نے جن لوگوں کو
قید کرنا تھا قید کیا پھر ان سے مصالحت کر لی اور رسول کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے آپ کو بلحارث بن کعب کے پاس نجران کی طرف امیر اور داعی الی اللہ بنا کر بھیجا اور آپ تجتہ الوداع میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر منڈایا تو آپ کو اپنی پیشانی کے بال عطا فرمائے جو آپ کی ٹوپی کے آگے لگے رہتے تھے اور جس کسی کے ساتھ بھی آپ نے جنگ کی، اللہ تعالیٰ نے اُسے شکست دی اور یرموک کے روز آپ نے جنگ کی تو آپ کی ٹوپی گر پڑی تو آپ آواز دینے لگے ٹوپی، ٹوپی، اس کے بعد آپ سے کہا گیا اے ابوسلیمان! عجیب بات ہے کہ رن کے گھسان میں بھی آپ ٹوپی طلب کر رہے تھے تو آپ نے جواب دیا اس میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی کے بال تھے اور میں نے اُسے پہن کر جس کے ساتھ بھی جنگ کی وہ بھاگ گیا۔

اور جس روز حضرت خالد کی وفات ہوئی اس وقت بھی آپ مجاہد فی سبیل اللہ تھے اور آپ کی قبر، حمص میں ہے۔ واقعہ ہی بیان کرتا ہے کہ مجھے آپ کو غسل دینے والے نے بتایا اور وہ آپ کی موت کے وقت موجود تھا اور اس نے آپ کے کپڑوں کے نیچے دیکھا، نیزے، تلوار اور تیر کی چوٹ کے درمیان کوئی صحت مند جگہ نہ تھی، اور حضرت عمر بن الخطاب جن کے اور حضرت خالد کے درمیان کوئی ایسی بات نہ تھی وہ آپ کا تذکرہ کرتے تو آپ کے لئے رحمت طلب کرتے اور آپ نے جو کچھ ان کے بارے میں کہا تھا اس پر پشیمان ہوتے اور فرماتے، وہ الہی شمشیروں میں سے ایک شمشیر تھے اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حج میں لفت میں اترے تو

۱۰ معجم البلدان جلد ۳۳۳ میں بیان ہوا ہے کہ لفت، مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک گھائی ہے۔

آپ کے ساتھ ایک آدمی تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ کون ہے؟ اس آدمی نے کہا، فلاں ہوں، آپ نے فرمایا، فلاں اللہ کا بہت بڑا بندہ ہے۔ پھر ایک اور آدمی آیا تو آپ نے فرمایا، کون آدمی ہے؟ اُس نے جواب دیا، فلاں، آپ نے فرمایا، فلاں اللہ کا بہت بڑا بندہ ہے۔ پھر خالد بن ولید نمودار ہوئے تو آپ نے فرمایا، یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا خالد بن ولید، تو آپ نے فرمایا، خالد بن ولید اللہ کا بہت اچھا بندہ ہے۔

فصل دوم

- — ہوازن کون ہیں؟
 - — مسلمانوں کے لشکر پر غالب آجانے کے بعد، ہوازن کا خطرے کو محسوس کرنا
 - — ہوازن کا، مسلمانوں کو مکہ سے نکالنے کے متعلق سوچنا
 - — ہوازن کا، مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے ہمیں ہزار جانباڑوں کو جمع کرنا
 - — ہوازن کا، مالک بن عوف نصری کو اپنا بادشاہ اور اپنی فوجوں کا سالار عام مقرر کرنا
 - — ہوازن کے سالار کا عورتوں، بچوں اور اموال کو فوج کے ساتھ لیجانے کا حکم دینا
 - — درید بن الصمۃ المعمر کا مالک بن عوف کی جنگی حکمت عملی پر تنقید کرنا
 - — آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انشلی جنس، ہوازن کی چھاؤنیوں میں
 - — ہوازن کی فوج کا مکہ کی طرف مارچ کرنا
 - — مسلمانوں سے قبل، ہوازن کا وادی حنین میں پڑاؤ کرنا
- معرکہ حنین کی تفصیل میں داخل ہونے سے قبل،
- ہوازن کون ہیں؟ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قارئین کرام کو ہوازن کے

نسب اور تاریخ کی ایک جھلک دکھادی جائے۔

مؤرخین اور اصحاب معاجم کا اس امر پر اتفاق ہے کہ جزیرہ عرب میں ہوازن سب سے بڑا اور خطرناک قبیلہ تھا، یہ مضر بن عدنانی قبیلہ ہے اور قیس عیلان کی طرف منسوب ہوتا ہے اور اس کے اہم بطون میں سے سمجھا جاتا ہے۔

اور یہ ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ ابن قیس بن عیلان بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان کی طرف منسوب ہوتا ہے اور ہوازن کے بشمار بازو ہیں اور ان بازوؤں میں سے اہم ترین بازو ثقیف (طائف اور اسکے ارد گرد کے باشندے) کعب، کلاب، بنو ہلال، بنو عامر بن صعصعہ، بنو حنیملہ (درید بن صمہ کا قبیلہ) اور بنو نصر (مالک بن عوف کی قوم) ہیں۔ ہوازن تین بڑے قبائل کو جو سب کے سب بکر بن ہوازن کے ہیں، جمع رکھتا ہے جو یہ ہیں۔ بنو سعد بن بکر، بنو معاویہ بن بکر اور بنو منبہ ابن بکر۔

اور ہوازن، قوت و تعداد کے لحاظ سے نجد کے مشہور قبائل غطفان سے مشابہ ہیں، جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متعدد مقامات پر نبرد آزمانی کی اور احزاب کے صل، قریش کے ساتھ مل کر مدینہ کا محاصرہ کیا، ہوازن کے موطن کے متعلق یہ بات ہے کہ وہ جزیرہ عرب میں دور دراز مسافتوں میں فروکش ہیں حتیٰ کہ وہ اپنے بطون و عشائر کی کثرت کے باعث نجد و حجاز کی رہائش گاہوں میں اشتراک رکھتے ہیں اور ان کی منازل مکہ کے قریب وادی حنین سے لیکر نجد غربی کے جنوب میں جو زمین کے قریب ہے ڈوؤ تک چلی گئی ہیں پس ہوازن ایک نجدی اور حجازی قبیلہ ہے۔

ہوازن، جاہلیت میں بھی ایک جنگجو اور سخت قبیلہ تھا اور اس نے اپنے مختلف پڑوسی قبائل سے بہت سی جنگیں کی تھیں اور آپس میں بھی ان کی

بعض جنگیں ہوئیں جیسا کہ اسلام سے قبل جاہلی زندگی کی عام روش ہی تھی ، مثلاً ثقیف کو ہوازن کا اہم بازو سمجھا جاتا تھا کیونکہ وہ ہوازن کے تین بڑے قبیلوں میں سے ایک کی نسل سے تھا اور جاہلیت میں اس ثقیف اور ہوازن کے بقیہ قبائل کے درمیان ایک تاریخی معرکہ ہوا تھا جسے معرکہ افتان کہتے ہیں اور اس معرکہ کو یہ نام اس لئے دیا گیا کہ بہت سے مقتولین کے اجسام کو میدان میں چھوڑ دیا گیا یہاں تک کہ وہ بدبودار ہو گئے اور ثقیف اور ہوازن کے درمیان یہ معرکہ طائف کے قریب ہوا تھا۔

اسی طرح جاہلیت میں ہوازن نے کنانہ سے جنگ کی اور اس پر فتح پائی اور کنانہ ایک عظیم قبیلہ ہے جو حجاز میں قریش ، سلیم ، خزاعہ اور ہوازن کے درمیان گھومنے والے محور پر واقع ہے اور کنانہ ، قریش کا حلیف تھا اور ہوازن اور کنانہ کے درمیان جس روز معرکہ آرائی ہوئی اُسے یوم شمنظہ کہتے ہیں۔

اسی طرح جاہلیت میں ہوازن نے بنو اکارت بن کعب سے جنگ کی جو نجران اور اس کے اردگرد آباد ہونے والے قحطانی قبائل میں سب سے بڑا قبیلہ ہے۔

اور شاید ہوازن کی جاہلی جنگوں میں سب سے مشہور جنگیں حروبِ فجار ہیں اور یہ سب جنگیں

ہوازن اور حروبِ فجار

ایک جانب سے ہوازن کے درمیان اور دوسری جانب سے کنانہ اور قریش لے ان جنگوں کو حروبِ فجار اس لئے کہتے ہیں کہ لوگوں نے حرمت کے مہینوں میں ایک دوسرے سے محاربہ کیا اور اس میں بدکاری کی اس لئے لوگوں نے ان جنگوں کا نام فجار رکھا۔ فجار بمعنی مفاہرت ہے جیسے قتال اور مقاتلہ۔

کے درمیان تھیں اور یہ چار جنگیں تھیں جو سب کی سب حرمت والے مہینوں میں ہوئیں جبکہ عرب عکاظ کی منڈی میں جمع ہوتے ہیں اور ان جنگوں میں سب سے زیادہ سخت اور خطرناک جنگ فجار کی چوتھی جنگ تھی جو کئی سالوں تک جاری رہی جس میں فریقین کے شیوخ و سادات کی خونخاک تعداد قتل ہو گئی اب ہم اختصار کے ساتھ فجار کی چاروں جنگوں کا حال بیان کرتے ہیں۔

اس جنگ کا باعث یہ تھا کہ غفار اور پھر بنی ہمنانہ کا ایک آدمی جسے بدر بن معشر کہتے تھے، عکاظ کی

جنگ فجار اول

منڈی میں آیا، وہ بڑا متکبر تھا اور وہ لوگوں کو پھیلنے اور چیلنج کرنے لگا اور اس نے ایک نشست گاہ بنائی اور اس میں ٹانگیں پھیلا کر آواز دینے لگا، کہ میں عرب کا سب سے معزز آدمی ہوں اور جس شخص کو یہ خیال ہو کہ وہ مجھ سے معزز ہے تو وہ میری کھوپڑی پر تلوار مارے، پس ہوازن میں سے بنی نصر کا ایک آدمی احمد بن مازن بن اوس، اس کے پاس سے گزرا تو اس نے اسے چیلنج کیا اور اسے تلوار مار کر اس کی ٹانگ کاٹ دی، قریب تھا کہ فریقین کے درمیان ہمہ گیر جنگ برپا ہو جاتی مگر دانشمندیوں نے معاملے کو دفع کر دیا اور وہ آپس میں راضی ہو گئے۔

اس جنگ کا باعث یہ تھا کہ قریش اور کنانہ کے کچھ نوجوانوں نے عکاظ کی منڈی میں، ہوازن کے بنی حار

جنگ فجار دوم

بن صعصعہ کی ایک عورت سے چھیڑ خالی کر کے اس کی توہین کی جس کی وجہ سے ہوازن غضب ناک ہو گئے اور فریقین کے درمیان جنگ ٹھن گئی لیکن قریش کا سردار حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف اس جنگ کے روکنے میں کامیاب ہو گیا اور اس نے قریش کے نام سے اس حرکت پر جو قریشی نوجوانوں سے

عامری عورت کے بارے میں سرزد ہوئی تھی معذرت کی اور پھر اس نے ہوازن کے مقتولین کی دیات دیں اور قریش اور کنانہ کے مقتولین کا خیال نہ کیا، پس ہوازن راضی ہو گئے۔

جنگِ فجار سوم | اس جنگ کا باعث یہ تھا کہ ہوازن میں سے بنی چشم کے ایک آدمی کا، کنانہ کے ایک آدمی کے ذمہ کچھ قرض تھا وہ طویل عرصہ تک اس سے ٹال مٹول کرتا رہا پس جب اس نے اُسے درماندہ کر دیا تو اُس نے عکاظ کی منڈی میں اس کی تشہیر کرنے کا ارادہ کیا اور وہ اس طرح کہ اس نے ایک بندر پکڑا اور پھر قبائل کے ارد گرد گھومتے ہوئے آواز دینے لگا کہ کون شخص مجھے اس بندر کی طرح اس مال کے عوض جو کنانہ کے فلاں آدمی کے ذمہ ہے فروخت کرے گا۔ پس جب کنانہ کے متعلق اس کا اعلان کرنا اور اسے رسوا کرنا ملبا ہو گیا تو کنانہ کا ایک آدمی اس کے پاس سے گزرا جس نے بندر کو تلوار مار کر ہلاک کر دیا پس فریقین نے جنگ کا آوازہ لگایا مگر فریقین کے کچھ دانشمندان کے درمیان حائل ہو گئے اور کہنے لگے کیا تم ایک بندر کے بارے میں اپنے خون بہاؤ گے۔ پھر قریش کے مشہور شریف سردار عبداللہ بن جدعان نے اسکا فیصلہ کر دیا اور ہوازن کا جو مال کناتی کے ذمہ تھا اس کا ضامن بن کر اُسے ادا کر دیا اور یہ اُلجھ اپنے انجام کو پہنچ گئی۔

جنگِ فجار چہارم | اور یہ فجار کی چاروں جنگوں سے زیادہ خطرناک تھی کیونکہ اس کی وجہ سے ایک جانب ہوازن اور دوسری جانب قریش اور کنانہ کے درمیان پانچ تباہ کن جنگیں ہوئیں جن میں فریقین کی خوفناک تعداد قتل ہو گئی اور جب فریقین کو تباہی کا احساس ہوا تب یہ جنگیں رکیں اور انہوں نے آپس میں مذاکرات کئے جو مصالحت پر منتہی ہوئے۔ ان

جنگوں اور مشہور حرب نجد کے وقوع کا باعث یہ تھا اور ان کے آغاز اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے درمیان چھبیس سال کا عرصہ تھا کہ کنانہ میں سے بنی ضمہ بن بکر کا ایک آدمی بہت شراب نوش اور بدکار تھا جس کا نام البراض بن قیس بن رافع تھا اس کی قوم نے اُسے چھوڑ دیا تھا اور اس کی بد سیرتی کی وجہ سے اس سے علیحدگی اختیار کر لی تھی تو اُس نے مکہ میں قریش کی پناہ لے لی اور حرب بن اُمیہ بن عبد شمس کا حلیف بن گیا تو اس نے اس سے حسن سلوک کیا، لیکن البراض عیاش تھا وہ اپنی پہلی روش پر پلٹ آیا اور شراب سے مدہوش ہو گیا اور مکہ میں بد اخلاقی کی، پس حرب بن اُمیہ نے اس سے علیحدگی اختیار کرنے اور اس کے معاہدے سے اظہارِ برات کرنے کا ارادہ کیا، لیکن البراض نے اس شرط پر کہ وہ مکہ کو چھوڑ جائے گا حرب بن اُمیہ سے یہ خواہش کی کہ وہ ایسا نہ کرے اور اپنے معاہدے پر قائم رہے اور عملاً وہ مکہ سے باہر چلا گیا اور عراق میں حیرہ کے بادشاہ نعمان بن منذر سے جا ملا اور حرب بن اُمیہ کے معاہدے پر قائم رہتے ہوئے اس کے ہاں قیام پذیر ہو گیا۔

عکاظ کی منڈی ہی اصل سبب تھی | عکاظ کی منڈی نہ صرف جزیرہ عرب میں عربوں کے درمیان

بلکہ تمام شرقِ ادنیٰ میں مشہور ترین منڈی تھی اور یہ منڈی ہر سال یکم ذوالقعدہ کو شروع ہوتی تھی اور لوگ اس میں سلسل خرید و فروخت اور مقابلہ و مفاخرت کرتے رہتے تھے یہاں تکسرج کا موسم آجاتا تھا اور عکاظ نخلہ کے درمیان (بیانیہ اور طائف کی وادی) واقع ہے اور اصل میں دیار ہوازن میں ہے

اور نعمان بن منذر عکاظ کی منڈی کے موقع سے فائدہ اٹھاتا تھا اور وہ ہر سال اس منڈی میں فروخت کے لئے مال و متاع کے قافلے بھیجتا تھا تاکہ ان کی قیمت سے بلاد عرب کے دیگر مسلمانوں کو خسریا جائے جو عکاظ کی منڈی میں آتے تھے۔

اور اس سال جس میں حرب نجار برپا ہوئی، نعمان بادشاہ نے اونٹوں کے ایک بہت بڑے قافلے پر مختلف قسم کے سامان کے بھاری بوجھ لادے اور فیصلہ کیا کہ وہ انھیں دستور کے مطابق عکاظ کی منڈی میں بھیجے گا اور اس نے تلاش کیا کہ بلاد عرب میں اسے کون پناہ دے گا تاکہ وہ قافلہ عکاظ سے حیرہ واپس آجائے، البراض نے کہا میں اسے پناہ دوں گا، نعمان نے اُسے کہا (اور وہ جانتا تھا کہ یہ عیاش آدمی ہے اور پھر قیس میں سے بھی نہیں ہے) میں ایسے آدمی کو چاہتا ہوں جو اسے اہل نجد سے پناہ دے تو عروہ الرحال بن عتبہ بن جعفر بن کلاب (جو ہوازن میں سے تھا) نے کہا تو بڑائی سے محفوظ رہے میں اُسے پناہ دوں گا اور البراض نے (جو کنانہ میں سے تھا) اُسے کہا کیا تو اسے کنانہ سے پناہ دے گا؟ اس نے جواب دیا ہاں سب مخلوق سے اُسے پناہ دوں گا اور اس نے البراض بن قیس کو تعزیر کرتے ہوئے کہا، کیا آزاد کننا سے پناہ دے گا؟ اور عروہ الرحال ہوازنی نجدی قبیلہ بنو عامر بن صعصعہ میں سے تھا، پس نعمان بادشاہ نے عروہ کی پناہ کو قبول کر لیا اور عروہ نعمان بادشاہ کے قافلہ کو لے گیا اور اس کے ساتھ جزیرہ عرب کی حدود سے گزر گیا اور البراض بن قیس اس کے پیچھے لگا ہوا تھا اور عروہ کو بھی یہ بات معلوم تھی مگر وہ اس سے خوفزدہ نہ تھا، اور جب عروہ نے قافلے کے ساتھ بلاد نجد کے اکثر حصہ کو طے کر لیا اور وہ عطفان کے علاقے

میں تین مقام پر جو خیبر کے قریب ہے ایک درخت کے سایہ تلے سو گیا تو البراض نے اس موقع کو غنیمت جانا اور ماہ حرام میں عروہ پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا پھر اس نے قافلہ پر قبضہ کر لیا اور نعمان بادشاہ کے جو اموال باذنوں پر لہے ہوئے تھے انھیں مکہ لے گیا۔

اور جس وقت البراض بن قیس کنانی نے عروۃ الرحال ہوازنی کو قتل کیا اس وقت عکاظ کی منڈی لگی ہوئی تھی اور یہ ماہ حرام کا واقعہ ہے اور ذوالفقہ وہ مہینہ ہے جس میں تمام عرب ایک دوسرے سے مامون ہوتے ہیں خواہ ان کے درمیان کس قدر قتل عام ہو چکا ہو اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں البراض کنانی تھا اور قریش کا حلیف تھا اور عکاظ کی منڈی میں جو ہوازن کے علاقے میں تھی، قریش اور کنانہ دونوں موجود تھے پس البراض کو اپنے فعل کے ارتکاب کے بعد خوف پیدا ہوا کہ یہ خبر ہوازن کو پہنچ جائے گی اور وہ اپنے جوانوں کے ساتھ جنگ کرے گا اور عروہ، قریش اور کنانہ کا عظیم آدمی تھا، پس البراض نے ایک آدمی کو کرایہ پر لیا اور اُسے بہت سے اونٹ دینے کے بعد اس بات کا مکلف کیا کہ وہ اس کے حلیف حرب بن امیہ بن عبد شمس، عبداللہ بن جردعان اور مغیرہ کے دونوں بیٹوں ہشام اور ولید کو یہ اطلاع پہنچادے کہ اس نے عروۃ الرحال کو قتل کر دیا ہے اور وہ قیس عیلان کو اطلاع پہنچنے سے قبل بقیہ قریش اور کنانہ کے ساتھ عکاظ سے واپس چلے جائیں تاکہ وہ اس کے بدلے میں قریش کے عظیم آدمی کو قتل نہ کر دیں اور کرائے پر حاصل کئے ہوئے آدمی نے البراض سے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ وہ مقتول تو ہی ہو۔ اس نے جواب دیا، ہوازن اس بات پر رضامند نہ ہونگے کہ اپنے سردار کے بدلے میں ایک عیاش اور بنی ضرہ کے دھتکار ہوئے آدمی کو قتل کریں۔

اور قبل اس کے کہ یہ بُری اور نئی خبر ہوازن تک پہنچے — اسی وقت یہ خبر قریش اور کنانہ کو پہنچ گئی اور انہوں نے اسے پوشیدہ رکھا تاکہ ہوازن عکاظ میں ہی ان پر حملہ نہ کر دیں، پس انہوں نے چپکے سے وہاں سے واپسی کا فیصلہ کر لیا اور جب ماہِ حرام کا وقت آتا اور لوگ ایک دوسرے سے مطمئن ہوتے تو تمام عرب اپنے ہتھیار بطور امانت عبد اللہ بن جدعان قرشی کو دے دیتے تاکہ وہ اپنی منڈیوں اور حج سے فایض ہو جائیں پھر وہ انہیں ہتھیار واپس کر دیتا اور ہر سال ان کا یہی دستور تھا۔

اور عبد اللہ بن جدعان، قریش، چوتھی جنگِ فجار کا پہلا معرکہ کے بلند مرتبہ بلکہ تمام عرب کے

عالی قدر آدمیوں میں سے تھا اور وہ سردار، عقلمند، دانا اور بڑا مالدار تھا، پس حرب بن امیہ جو البراض قاتل کا حلیف تھا اس کے پاس آیا اور اس نے اس سے تقاضا کیا کہ ہوازن نے اس کے پاس بطور امانت جو ہتھیار رکھے ہوئے ہیں وہ انہیں واپس نہ کرے تاکہ جب قریش، کنانہ اور ہوازن کے درمیان جنگ ہو تو وہ آسانی کے ساتھ ہوازن پر غلبہ پالیں، پس عبد اللہ بن جدعان نے برا فروختہ ہو کر حرب بن امیہ سے کہا، کیا تو مجھے خیانت کرنے کا مشورہ دیتا ہے خدا کی قسم اگر میں جانتا کہ ان ہتھیاروں میں سے ایک ہی تلوار باقی رہ گئی ہے جس سے مجھے مارا جائے گا اور ایک ہی نیزہ باقی رہ گیا ہے جس سے مجھے چوٹ لگائی جائے گی تب بھی میں ان میں سے کسی ہتھیار کو نہ روکتا، پھر ابن جدعان کے منادی نے عکاظ میں اعلان کیا کہ جس کسی کا کوئی ہتھیار میرے پاس ہے وہ آکر لے لے، تو تمام لوگوں نے اپنے اپنے ہتھیار لے لے اور قریش اور کنانہ چپکے سے عکاظ سے کھسک گئے اور ان کے چلے جانے کے بعد جبکہ وہ ابھی حرم کے باہر

راستے ہی میں تھے عبداللہ بن جدعان اور حرب بن امیہ اور قریش کے بقیہ سادات نے ہوازن کو عکاظ سے ان کے اچانک چلے جانے کی اطلاع دیدی اور وہ مسلح جھڑپ اور منڈنی میں معاملے کے بگڑ جانے سے ڈرتے تھے کیونکہ اس میں عام عرب موجود ہوتے ہیں اور ہوازن کو دن کے آخری حصہ میں اطلاع ملی کہ البراض نے عروہ کو قتل کر دیا ہے، پس ہوازن کے سردار ابو البراء نے عکاظ میں کہا، مجھے حرب اور ابن جدعان نے دھوکہ دیا ہے اور وہ عکاظ میں آئے ہوئے ہوازنیوں کے ساتھ گھوڑوں پر سوار ہو کر جلدی سے قریش کے تعاقب میں گیا اور انھوں نے وادی نخلہ میں انھیں جا پکڑا پس انھوں نے آپس میں قتال کیا اور قریش رفتہ رفتہ پیچھے ہٹنے لگے اور لڑتے لڑتے حرم میں داخل ہو گئے اور رات چھا گئی اور ہوازن بھی حرم میں جنگ جاری رکھنے کے خوف سے ان کا پیچھا کرنے سے ترک گئے لیکن انھوں نے آئندہ سال عکاظ میں جنگ کرنے کا وعدہ کیا۔

چوتھی جنگِ فجار کا دوسرا معرکہ | فریقین نے دوسرے معرکے کے لئے تیاری کی اور یہ بھی

پر واہ نہ کی کہ یہ جنگ ماہِ حرام میں ہوگی، پس قریش اور کنانہ جمع ہو گئے اور اسی طرح کعب اور کلاب کے سوا ہوازن کے سب قبائل اکٹھے ہو گئے اور ہوازن نے عکاظ کی مکیر کی طرف سبقت کی اور قریش اور کنانہ بھی آگئے اور فریقین کے درمیان خوفناک جنگ ہوئی اور جنگ کے پہلے مرحلہ میں قریش اور کنانہ کو فتح ہوئی مگر ہوازن نے بہادری اور استقلال کے ساتھ جنگ کی اور قریش کا زبردست قتلِ عام ہوا، پس کنانہ نے ان کی مدد کی مگر بالآخر شکست ان کی قسمت میں تھی اور وہ رنما پہاڑ کی جانب چلے گئے۔

چوتھی جنگِ فجار کا تیسرا معرکہ | ایک سال گزرنے کے بعد فریقین

کی العبلار مقام پر مڈ بھڑ ہوئی اور انھوں نے باہم زبردست جنگ کی اور اس معرکہ میں کنانہ اور قریش کے مقابلہ میں فتح ہوا ذن کی حلیف تھی اور اس بارے میں ہوا ذن کا ایک شاعر کہتا ہے

”جب قریش اور بنو کنانہ کے قبیلے کو بھڑکایا گیا تو تجھے اس بات کی اطلاع نہیں ملی جو انھوں نے کھی تھی ہم نے ایک فرشرو زبردست لشکر کے ساتھ ان کو اچانک جالیا اور ہم ان کے صحیح میں شیروں کی طرح دباڑنے لگے اور ہم خطی نیزوں کی نوکوں کو ان میں سیدھا کرتے تھے اور ہمارے نیزوں سے آواز آتی تھی“

اور قریش اور کنانہ شکست کھانے کے بعد واپس آ گئے۔

اور قریش العبلار کی شکست

چوتھی جنگ فجار کا چوتھا معرکہ

سے بہت متاثر ہوئے اور انہوں

نے آئندہ معرکہ کے لئے زبردست تیاری کی یہاں تک کہ صرف عبداللہ بن جدعانے اپنے خاص مال سے ایک ہزار اونٹوں پر کنانہ کے ایک ہزار جانباڑ تیار کئے اور قریش کو خدشہ ہوا کہ یوم العبلار کی طرح ہوا ذن ان پر غالب آجائیں گے، پس اس نے کنانہ کے آدمیوں کو موت پر آمادہ کیا اور ایک سال گزرنے پر فریقین نے از سر نو ماہ حرام میں عکاظ میں مڈ بھڑ کی اور اس روز قریش نے بڑی ثابت قدمی دکھائی حتیٰ کہ تین بھائیوں، حرب، سفیان اور ابوسفیان نے جو امیہ بن عبد شمس کے بیٹے تھے اپنے آپ کو بیڑیاں ڈال دیں اور کہا کہ ہم مرے بغیر اپنی جگہ سے نہیں ہٹیں گے۔

اور خوفناک تباہ کنی جنگ ہوئی اور فریقین نے زبردست استقلال کا

مظاہرہ کیا اور سنی کنانہ کا دکھ وہ قتلام ہوا اور انھوں نے شکست کھانے کی

ٹھان لی لیکن قریش نے زبردست مدافعت کی اور بنو کنانہ (بھاگنے کے فیصلے کے بعد) شرمندہ ہوئے اور ڈٹ گئے اور معرکہ اذ سر فوشدت سے بھڑک اٹھا، اور قریش اور کنانہ نے ہوازن پر زبردست حملہ کیا اور ہوازن کے بعض قبائل شکست کھانے لگے اور سوائے بنی نصر کے سب شکست کھا گئے پس انھوں نے استقامت دکھائی اور ان کے سالار سبیح بن ابی ربیعہ نے اپنے آپ کو باندھ لیا تاکہ ہوازن پشیمان ہوں اور اس نے بار بار پکایا اے آل ہوازن! مگر شکست بہت بڑی تھی چہ جائیکہ اس میں کوئی سبیح کی آواز سنتا۔

اور قریش اور کنانہ

قریش کی ایک عورت کا ہوازن کو پناہ دینا

ہوازن کو قتل کرنے

اور قیدی بنانے لگے اور عروہ بن مسعود کے والد مسعود بن معتب ثقفی نے اپنی قرشی بیوی سبیعہ بنت عبد شمس بن عبد مناف کے لئے عکاظ میں ایک خیمہ لگایا ہوا تھا اور اس نے اسے کہا، تیری قوم قریش کا جو آدمی اس میں داخل ہوگا وہ امن میں ہوگا پس وہ خیمے میں تو سبیح کرنے لگی تاکہ جس قدر لوگوں کی تعداد اس میں آسکتی ہے آجائے اس کے خاوند مسعود نے اسے کہا، تیرا خیمہ مجھ سے تجاوز نہ کرے میں صرف اس آدمی کی زندگی کا ضامن ہوں گا جو خیمے کے اندر ہوگا پس اس کی بات نے اسے ناراض کر دیا اور اس نے اس سے ٹھٹھا کرتے ہوئے کہا،

”قسم بخدا میں خیال کرتی تھی کہ تو پسند کرے گا کہ میں اسکی وسعت

میں اضافہ کروں“

پس جب ہوازن کو شکست ہوئی تو ہوازن کے آدمی قتل سے بچنے کے لئے اس کے خیمے میں داخل ہو گئے تو اس نے اپنے بھتیجے حرب بن امیہ کو بلا لیا،

تو اس نے کہا، اے پھوپھی! جو شخص تیرے خیمے کی طناب کو پکڑے گا یا اسکے ارد گرد چکر لگائے گا وہ بھی امن میں ہوگا پس اس نے ہوازن اور قیس میں یہ اعلان کر دیا یہاں تک کہ وہ بہت زیادہ ہو گئے۔ اور جو شخص کوئی نجات کی راہ نہ پاتا وہ اس کے خیمے کے ارد گرد چکر لگانے لگتا پس اسی مقام پر کہا گیا ”مدار قیس“ (یہ وہ قیس عیلان ہے جس سے ہوازن ہیں اور اس سے ضرب المثل بن گئی جس سے قیس غصے ہو گیا) اور جب قیس عیلان شکست کھا گیا تو مسعود بن معتب بھاگتے ہوئے اپنی بیوی ربیعہ بنت عبد شمس کے پاس گیا اور اس نے اپنی ناک اس کے سینے پر رکھ دی اور کہنے لگا، میں اللہ اور تیری وجہ سے ہوں اس نے کہا، ہرگز نہیں، تو نے خیال کیا تھا کہ تو میرے گھر کو میری قوم کے قیدیوں سے بھر دیکھا، بیٹھے جا تو بھی امن میں ہے۔

پھر فریقین کے درمیان پانچواں
معرکہ ہوا اور یہ بھی عکاظ ہی میں

چوتھی جنگ فجار کا پانچواں معرکہ

ماہ حرام میں ہوا، اس معرکہ کو یوم الحسریہ کہتے ہیں اور یہ عکاظ کی جانب سیاہ پتھر ملی زمین ہے اور یہ معرکہ بھی اسی طرح شدید تھا اور فریقین کی صفوں میں سخت قتلام ہوا، مگر کنانہ اور قریش نے شکست کھائی اور اس معرکہ میں قریش اور کنانہ کے بہت زیادہ آدمی قتل ہوئے لیکن فریقین کے عقلمندوں نے اس امر کو محسوس کر لیا کہ جب تک دونوں فریق فنانہ ہو جائیں یہ جنگیں ہرگز ختم نہیں ہوں گی پس انہوں نے مذاکرات کے لئے معین وقت کے لئے مصلحت کر لی اور عملاً فریقین کے لیڈروں نے مذاکرات کئے اور صلح پر متفق ہو گئے اور یہ ایسے ہوا کہ فریقین کے مقتولین کو شمار کیا جائے پھر جس فریق کے زیادہ آدمی قتل ہوئے ہوں اسے زائد مقتولین کی دیات دی جائیں پس وہ اس امر

پر متفق ہو گئے تاکہ صلح کامیاب ہو جائے اور ہمیشہ کے لئے جنگ کا خاتمہ ہو جائے اور متحارب فریقین میں سے ہر ایک نے زائد مقتولین کی دیات کی ادائیگی تک ضمانتیں پیش کیں،

پس قریش کی جانب سے حرب بن امیہ نے اپنے بیٹے ابوسفیان کو گروی رکھا اور ہوازن کی طرف سے الحارث بن کلدہ ثقفی نے اپنے بیٹے نصر کو گروی رکھا اور کنانہ کی طرف سے سفیان بن عوف نے اپنے بیٹے حرث کو گروی رکھا یہاں تک کہ فریقین کے مقتولین کا شمار ہو گیا اور زائد مقتولین کی دیات دیدی گئیں جو بسزاً مقتول تھے، ہوازن کا خیال تھا کہ وہ قریش اور کنانہ میں سے ہیں اور کنانہ کا خیال تھا کہ وہ ہوازن میں سے ہیں اس صلح کے ذریعہ وہ خونخوار جنگیں ختم ہو گئیں جن میں فریقین نے حرمت والے مہینوں میں شمولیت کی جن کے متعلق عرب ہزاروں سالوں سے متفق ہیں کہ خواہ کس قدر بھی حجاز موجود ہوں ان میں خونریزی کرنا حرام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس جنگ کا نام (حرب فجار) رکھا گیا ہے۔ ان معرکوں میں قریش کی جو نمایاں شخصیات قتل ہوئیں وہ یہ ہیں:

ابوسفیان بن حرب کا چچا، ابوسفیان بن امیہ بن عبد شمس، زبیر بن العوام کا باپ ابوالعوام بن خویلد اور اس کا بھائی حنظل بن خویلد، اجمحہ بن ابی اجمحہ العبشمی اور معتمر بن جبیب الجمحی اور ابوسفیان بن حرب کا باپ حرب بن امیہ زخمی ہوا اور ہوازن میں سے (الصمۃ) ابودرید بن الصمۃ جو مشہور شاعر اور شہسوار تھا قتل ہوا۔

مورخین بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی حروب فجار میں شامل ہوئے تھے اس وقت آپ کی عمر سبب سے کم تھی اور آپ اپنے اہل اور بچوں کو جنگ میں تیر بکڑاتے تھے، کہتے ہیں کہ آپ نے ابوبرہ کونیزہ بازی

کی جگہ پر نیزہ مارا اور اس دن کئی حاضری کے متعلق آپ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا، مجھے وہاں حاضر ہونے سے کوئی خوشی نہیں ہوئی انہوں نے میری قوم پر ظلم کیا، انہوں نے ان کے سامنے یہ بات پیش کی کہ وہ اپنے ساتھی البراض کو ہمارے سپرد کر دیں مگر انہوں نے اسے قبول نہ کیا۔ یہ ہوازن اور قریش کے درمیان ہونے والی حربِ نجار کا خلاصہ ہے۔

اور بت پرست عرب قریش کی جانب
عربوں کا قریش کی طرف دیکھنا
 ایسی نظر سے دیکھ رہے تھے جس میں

بڑائی اور عظمت ملی ہوئی تھی کیونکہ دینی نقطہ نگاہ سے وہ کعبہ کے خادم تھے اور دیگر عربوں کو چھوڑ کر حرم کی نگہبانی اور حاجیوں کو پانی پلانے اور مہمان نوازی کے لئے مخصوص تھے پس وہ دینی نقطہ نگاہ سے تمام بت پرست عرب قبائل کے روحانی باپ تھے۔

یہ تو تھا ایک پہلو، دوسرے پہلو سے بت پرست عرب قریش کی جانب اس نگاہ سے بھی دیکھ رہے تھے کہ صرف وہی وحدت، اتفاق اور اتحاد کا ایک نمونہ تھے کیونکہ عربوں کے درمیان یہی ایک ایسی قوم تھی جو (اپنے متعدد قبائل کے برعکس) سیاسی وحدت، مضبوط اجتماعی ترابط اور محکم عسکری وحدت میں منسلک تھی اور یہ سب کچھ ایک منظم اور محکم منقسم اجتماعی قیادت کے ماتحت ہوا تھا جو اس کی گہری سیاسی بصیرت، دور اندیشی اور حاضر دماغی میں بہرہ وافر رکھنے پر دلالت کرتا ہے جبکہ بقیہ دیگر عرب قبائل سب کے سب ایسی تنظیموں میں زندگی بسر کر رہے تھے جن پر انار کی حکمران تھی اور انار کی کے

سوا اور کوئی چیز موجود نہ تھی۔

اور قریش اس یگانہ حالت میں زندگی بسر کرنے میں دیگر عربوں میں ممتاز تھے کیونکہ ان میں قدیم اصولوں کے مطابق اتحاد و اتفاق اور تنظیم پائی جاتی تھی، ان اصولوں پر قریشی قبائل قصی بن کلاب کے زمانے سے مستحق چلے آ رہے تھے جو ان کو متحد کرنے والا اور ان کی وحدت کی بنیادیں رکھنے والا تھا۔

اور قریشی سوسائٹی پر جو اصول حکومت کر رہے تھے اور وہ صدیوں سے ان کے زیر سایہ متحد چلے آ رہے تھے وہ ان کے نزدیک غیر مکتوب مقدس دائمی دستور کے مشابہ تھے، اس لحاظ سے قریشی، غیر مکتوب دستور بنانے میں برطانیہ سے سبقت لے گئے ہیں اور وہ اس کا احترام کرتے ہیں اور بیس صدیوں سے زیادہ عرصہ ہوا وہ اس کی مدد سے تجاوز نہیں کرتے۔

اور جاہلیت میں تمام عربوں کے درمیان کسی قبیلے کے خانہ انوں میں کوئی ایسا مجموعہ نہیں پایا جاتا جو قریش کی طرح اتحاد و اتفاق اور تنظیم کر سکا ہو جو قبائلی ماحول کے برعکس جو ان کی زندگی کی چھاپ تھی مضبوط اور متحد، اور یک فطرت حکومت کے مشابہ ہو۔

تمام بت پرست عرب قبائل کے درمیان پہلی عرب پارلیمنٹ قریش واحد قبیلہ تھے جن کی مجلس شوریٰ تھی جس میں مختلف قبائل کے نمائندے تھے اور اس میں یہ نمائندے اہم اہم کے بارے میں جن میں بحث و تمحیص اور مشورے کی ضرورت ہوتی تھی آپس میں ایک دوسرے سے مشورے کرتے تھے اور اس میں ضروری فیصلے کرتے تھے، اور وہ "دارالندوہ" تھا جس کی بنیاد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چوتھے دارے

قصی بن کلاب نے رکھی تھی اسلئے قرشی سوسائٹی کی فطرت قبائلی انار کی نہ تھی جیسا کہ دیگر عربوں کا حال تھا بلکہ قریش اپنی پارلیمنٹ (دارالندوہ) کے واسطے سے اپنے امور کا بہت پرست ماحول میں کنٹرول کرتے تھے اور یہی سوسائٹی میں نظام پر پوری طرح حاوی تھے اور جب کبھی بعض قرشی جہات یا بعض قرشیوں اور دیگر قبائل کے درمیان کوئی الجھن پیدا ہو جاتی تو قریش کے لیڈر داخلی بحران کو حل کرتے۔ اور وہ اس بات کی اجازت نہ دیتے کہ کوئی جھگڑا (خواہ وہ گفتا ہی شدید ہو) جنگ کی حد تک پہنچ جائے جیسا کہ دیگر بت پرست عرب قبائل کا عمومی حال تھا کہ ان کے درمیان ایک ناقہ اور گھوڑے کی دم سے سخت تباہ کن جنگ چھڑ جاتی تھی جیسا کہ داحس اور الغیراء کی دونوں جنگوں میں ہوا جو عیس اور ذبیان کے درمیان ہوئیں۔

اور اس تمدنی حقیقت پر (اگر یہ نام درست ہو تو) اس سے بڑھ کر دلالت کرنے والی اور کوئی بات نہیں کہ جب قریشی قبائل کے درمیان کسی قبیلے کے بارے میں شدید اختلاف ہو جاتا تو اسے حق دیا جاتا کہ وہ جاہلیت میں تعمیر کعبہ کے وقت حجر اسود کو اس کی جگہ پر رکھے اور جب اختلاف کی شدت ایک تباہ کن خانہ جنگی کے کنارے پہنچ جاتی تو متخاصم لیڈروں میں سے دانشمند لیڈر کسی حکیمانہ حل کے بارے میں گفتگو کرتے جو غالب عقل و تمدن پر دلالت کرتا اور وہ یہ کہ قریش میں سے جو شخص باب بنی شیبہ میں سب سے پہلے داخل ہوگا وہ حجر اسود کے عظیم جھگڑے کے بارے میں حکم ہوگا اور آسمانی وحی کے آنے سے قبل سب سے پہلے داخل ہونے والے محمد بن عبدالشکر ہاشمی تھے، پس زعمائے قریش خوش ہو گئے اور ان کے دل مطمئن ہو گئے کیونکہ ان کے درمیان وہ شخص حکم تھا جس کی محبت اور احترام کے بارے میں تمام قریش

متفق تھے اور وہ اسے امین کہتے تھے، پس حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اختلاف کو حل کر دیا اور عظیم نزاع کا ایسی تدبیر سے فیصلہ کر دیا جو بے مثال دور اندیشی اور عقلمندی پر دلالت کرتی ہے اور وہ اس طرح کہ آپ نے ایک کپڑا لانے اور اس میں حجرِ اسود کو رکھنے کا حکم دیا پھر ہر قبیلہ کے آدمی سے کہا کہ وہ کپڑے کی ایک طرف کو پکڑے پس تمام نے حجرِ اسود کو اٹھا کر اس کی جگہ پر رکھ دیا اس طرح تمام قریش حجرِ اسود کے اٹھانے میں شریک ہو گئے اور اس حکیمانہ تدبیر سے اس خانہ جنگی کا خاتمہ ہو گیا جو قریش کو فنا ہونے سے خوفزدہ کر رہی تھی۔

اور قریش نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا شکریہ ادا کیا۔ جسے وہ دعوتِ توحید دینے سے قبل امین کہا کرتے تھے اور انہوں نے آپ کے حکیمانہ تصرف کی تعریف کی جس نے انہیں تباہ کن خانہ جنگی کے کنارے سے دُور کر دیا قریب تھا کہ وہ اس میں جا پڑتے اور ان کا مقام ان کے درمیان مزید بلند ہو گیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول بنا کر مبعوث فرمایا، پس انہوں نے آپ سے عداوت کی اور جنگ کی اور آپ کے قتل کا ارادہ کیا جیسا کہ مشہور و معلوم ہے۔ اسی طرح قرشی سوسائٹی کے اتحاد اور بقیعہ بنت پرست عرب قبائل سے تمدن کے میدان میں متقدم ہونے پر اس سے بڑھ کر دلالت کرنے والی اور کوئی بات نہیں کہ انہوں نے ایک مجلس حلف الفضول قائم کی تھی جس کی دفعات کے مطابق ساداتِ قریش نے عہد کیا تھا کہ مکہ میں جو مظلوم ہوگا وہ اُسے ظالم سے اسکا حق لے کر دیں گے خواہ وہ کوئی بھی ہو، اس عہد سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور آپ نے رسول مبعوث ہونے کے بعد فرمایا، اگر آج بھی مجھے اس قسم کے عہد کی طرف دعوت دی

جائے تو میں ضرور اسے قبول کروں گا۔^۱

اور یہ کوئی بعبید از فہم بات نہیں کہ دیگر بت پرست عرب، قریش کی طرف دیکھیں اور وہ ایک اہم طاقت تھے جو بت پرستی کے نام سے دعوت توحید کے سامنے ڈٹ جانے اور اسے طاقت دینے والی اسلامی فوج کے درپے ہو جانے کی قدرت رکھتے تھے، نیز وہ اپنے اتحاد و اتفاق، حسن تنظیم اور زبردست فوجی ڈسپلن کے باعث لامحالہ اس جنگ کو رد کرنے کی طاقت رکھتے تھے جو صلح حدیبیہ کے توڑنے کے بعد انھیں درپیش تھی اور یہ صلح قریش اور ان مسلمانوں کے درمیان ہوئی تھی جنہیں صلح کے دن سے قریش دیکھ رہے تھے مگر ایک صاحب ہستی قوم کی طرح نہیں دیکھتے تھے بلکہ وہ انہیں رہزنوں کی ایک پارٹی کی طرح دیکھتے تھے حالانکہ اس کے برعکس وہ اعتقاد سلوک کے لحاظ سے اس آیت کے مصداق تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف میں فرمایا ہے، **رَبُّكُمْ خَيْرٌ مِّمَّا تُخَيَّرُونَ** اُخْرِجْتُمْ لِلنَّاسِ ، اور آج جبکہ ان مسلمانوں کے دس ہزار جاننازوں نے مقدس دار الخلافہ (مکہ) کو ڈھانپ لیا تھا پھر بھی سادات مکہ اسی غلط نظریہ پر قائم رہے اس غلط نظریے کو قریش کے سردار اور ان کی فوج کے سالار ابو سفیان بن حرب نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے پڑاؤ میں جو مکہ میں داخل ہونے سے قبل مکہ کے قریب کیا گیا تھا گفتگو کرتے ہوئے بیان کیا :

”اے محمد! آپ کیسے لوگوں کو جو معروف اور غیر معروف ہیں

اپنے خاندان اور اصل کے پاس لائے ہیں۔“^۲

یہی وجہ ہے کہ جب قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسلح افواج کی اطاعت اختیار کر لی تو بت پرستوں کو سخت خوف لاحق ہو گیا اور اس کے بعد مکہ اسلامی حکومت کے ماتحت آ گیا۔

اور عربوں میں سے جو لوگ بت پرستی پر قائم رہے — اور ان کی اکثریت حجاز اور نجد غربی کے اطراف کے باشندوں کی تھی — انہوں نے مکہ پر مسلمانوں کے غلبہ اور بت پرست قریش کی سیاسی اور عسکری ہستی کے خاتمے پر غور و فکر کیا کیونکہ یہ جزیرہ عرب میں علی الاطلاق اہم اور سب سے بڑا واقعہ تھا۔

ہوازن کا خطرہ کو محسوس کرنا اور جنگ کیلئے فوج جمع کرنا اور ان

پرستوں نے (بلا استثناء) محسوس کیا کہ قریش کے مسلمانوں کی اطاعت کہنے اور مکہ کے نبوی مسلح افواج کے قبضہ میں آنے اور بت پرستی کے وجود کے خاتمے پر مکہ میں اسلامی وجود کے پیدا ہو جانے کا ان کے مستقبل پر فعال اثر پڑے گا اور ان کا بت پرست وجود — اصل قریش کے شکست کھانے کے بعد — آندھیوں کی زد میں تھا اس لئے وہ بڑی گھبراہٹ اور شدید خوف کے ساتھ اپنے انجام کے متعلق سوچنے لگے اور ان کے لئے دو باتوں میں سے ایک کو اختیار کئے بغیر کوئی چارہ نہ تھا

(۱) دین تو حید یعنی دین اسلام میں داخل ہو جائیں۔

(۲) یا اپنی بت پرستانہ ہستی کی حفاظت کے لئے مسلمانوں کے ساتھ

مسلح تصادم کریں۔

اور بت پرست قبائل میں سے سب سے پہلے یہ کچھ اور سوچ قبائل ہوازن

کو آئی، اور یہ متعدد طاقتور اور ممتاز جنگی قوت کے حامل قبائل کی ناسندگی کرتے تھے اور ان قبائل میں بنو ہلال، ثقیف، جشم، بنو سعد، بنو مالک، بنو کلاب، بنو عامر، بنو نصر اور بنو الرباب اور ان کے تین بڑے قبائل جن میں ہوازن کے سارے تین قبیلے آجاتے ہیں شامل تھے۔ اور وہ سب کے سب بکر بن ہوازن بن منصور بن مکرہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان کے قبائل ہیں اور وہ تین بڑے قبائل یہ ہیں۔ بنو سعد بن بکر، بنو معاد یہ بن بکر اور بنو منبہ بن بکر۔

اور یہ بیشمار لوگ ہیں اور جزیرہ عرب کے وسط میں دور دراز علاقوں میں فروکش ہیں اور ان کی منازل وادی حنین سے لیکر جو مکہ سے بیس کیلو میٹر کے فاصلے پر ہے بلاد نجد تک ممتد ہیں جن میں ان کے قبائل کا بہت بڑا حصہ فروکش ہے ان میں سے کچھ حجاز اور یمن کے قریب ہیں، پس ہوازن اپنے اصل کے لحاظ سے عدنانی مضر قبائل ہیں اور جغرافیائی لحاظ سے حجازی نجدی ہیں۔

کنانہ کے بعد ہوازن، مہبت پرست عرب قبائل کی نسبت، اس اچانک آنے والے خطرہ کے مقام سے قریب تر تھے جو بت پرستی کو زوال سے ڈرا رہا تھا اور وہ اس جہش نبوی میں ممتثل تھا جو مکہ مکرمہ پر تسلط پانے کے بعد ہوازن کے دیار کے بہت قریب ہو گیا تھا۔

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں ہوازن ان دو عظیم طاقتور دشمنوں میں سے ایک تھا جو اسلام کی عداوت پر قائم تھے اور اس کے ساتھ حالت جنگ میں تھے اور وہ ہوازن اور قریش تھے، قریش کا سیاسی، عسکری اور مہبت پرستانہ دینی وجود، دار الخلافہ مکہ کے ۲۰ رمضان سنہ ۶ کو نبوی افواج کے قبضہ

میں آنے سے ختم ہو چکا تھا۔ اور ہوازن میدان میں اکیلا ہی رہ گیا تھا، یہ وہ عظیم قوت تھی جس پر جیش نبوی سے سامنا کرنا لازم تھا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں ہوازن ایک عظیم قوت تھے اور اپنی اسلام دشمنی سے اسکی عسکری قوت کا خاتمہ چاہتے تھے تاکہ وہ اپنی بنیادوں سے گر پڑے، اس لئے وہ مسلمانوں سے مقابلے کے لئے بڑی مدت سے تیاری کر رہے تھے جو فتح مکہ سے بھی قبل تک پہنچتی ہے۔ اور ہمیں معلوم ہے کہ جیش نبوی کے ہراول نمٹیلی جنس دستوں نے (جبکہ وہ مکہ کی طرف بڑھ رہا تھا) ایک جاسوس کو گرفتار کیا جو جیش نبوی کی حرکات کو دیکھ رہا تھا، اس جاسوس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انٹروگیشن کے بعد یہ بات واضح ہو گئی کہ وہ ہوازن کے لئے جاسوسی کر رہا تھا اور انہوں نے اسے مسلمانوں اور ان کی فوجی طاقت، اور جس جانب وہ ماریج کر رہے ہیں کے متعلق ضروری معلومات لانے کے لئے بھیجا تھا۔

پس ہوازن اس وقت مسلمانوں کے ساتھ تصادم کے لئے تیاری کر رہے تھے حتیٰ کہ مکہ پر ان کے تسلط سے قبل بھی وہ تیاری کر رہے تھے، اور یہ بات مسلمانوں کی حرکات کی نگرانی کے لئے ان کے جاسوس بھیجنے سے واضح ہے۔

اور اس وجہ سے کہ **ہوازن کا مکہ پر چڑھائی کیلئے تیار ہونا** |

دار الخلافہ اسلامی فوج کے قبضہ میں آچکا تھا ہوازن مسلمانوں کے ساتھ فیصلہ کن معرکہ میں تصادم پر اصرار میں بڑھ گئے اور بت پرست ہوازن کے سرداروں کو یقین ہو گیا تھا کہ مسلمانوں کے ساتھ ان کا جنگی مقابلہ لازماً قریب ہی ہوگا

لہٰذا اس جاسوس کے قصہ کی تفصیل ہمارے اس سلسلہ کی آٹھویں کتاب (فتح مکہ) میں دیکھیے۔

اور ہوازن مسلمانوں کے مقدس دارالخلافت پر قابض ہونے سے قبل ہی مسلمانوں سے مسلح جنگی مقابلہ کرنے کے لئے تیار تھے، علاوہ ازیں مکہ کے مسلمانوں کے قبضہ میں آجانے سے ہوازنیوں کے دلوں کو غصے سے بھرکا دیا جس میں مسلمانوں کی فوج کا خوف بھی شامل تھا جو ان کے دیار کی حدود کے قریب ہی پڑاؤ کئے ہوئے تھی، پس انھوں نے اپنی جنگی استعداد میں اضافہ کر دیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ وہ بہت سے قبائل و بطون تھے جو جزیرہ کے وسط میں دور دراز علاقوں میں رہائش پذیر تھے جن کے درمیان بلند پہاڑ اور بارشی وادیاں تھیں جو سب کی سب جنگی حکمت عملی کے لحاظ سے دفاع کے مناسب حال تھیں۔

اور اگر ہوازن اپنے بلاد میں قلعہ بند ہو جاتے اور جیشِ اسلامی کے سپننے کا انتظار کرتے اور اپنی اراضی اور دیار کے درمیان اس سے جنگ کرتے تو یہ ہوازن کے لئے زیادہ بہتر ہوتا اور جیشِ اسلامی کے لئے زیادہ دشواری ہوتی یہ نظریہ فوجی تیاری کے نقطہ نگاہ سے ہوازن کے لئے صحیح نظر یہ تھا کیونکہ اس نظریہ کی تنفیذ اس اسلامی جیش کی مہم کو بہت مشکل بنا دیتی جو جزیرہ عرب میں جنت پرستی کے خاتمے کا مکلف تھا، اس لئے کہ اسلام کے چھوٹے سے جیش کے لئے یہ آسان بات نہ تھی (بلکہ بہت مشکل تھی) کہ وہ ہوازنی قبائل کے لاکھوں سخت جنگجو جوانوں سے بلند پہاڑوں کی چوٹیوں اور بارشی وادیوں کے بطون اور ان کے علاقے کے اندر مضبوط قلعوں میں جنگ کرے۔

یہ فوجی نقطہ نگاہ سے ایک بے غبار حقیقت ہے، پس اسلامی فوج بارہنرا سے زیادہ نہیں تھی، جبکہ ہوازنی قبائل کے جنگجو چالیس ہزار سے کم نہ تھے، اور اپنے مضبوط بلاد میں پڑاؤ کئے ہوئے تھے اور مسلمانوں پر واجب تھا کہ وہ ان جنگجو جوانوں کی عظیم تعداد سے مقابلہ کریں جو عربوں کے درمیان ممتاز جنگی

قوت سے ممتاز تھے اور ان سے جنگ کرنا مسلمانوں کے لئے بڑا مشکل تھا اور جب وہ ہوازن کے ساتھ جنگ کرنے پر مجبور ہونگے تو وہ انھیں بہت ہنسا پڑے گا، خصوصاً جب ہم ان کے بلاد کی مضبوطی اور ان میں ان کے شدت کے ساتھ قلع بند ہونے کو نگاہ غور سے دیکھتے ہیں تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے۔

اور آئندہ ہم اس کتاب میں دیکھیں گے (انشاء اللہ) کہ کس طرح ثقیف نے جیش نبوی کا (اس کے حنین کے فیصلہ کن معرکے میں غالب آنیکے بعد) مقابلہ کیا اور وہ ہوازن کے ایک قبیلہ پر بھی غلبہ نہ پاسکا اور وہ ثقیف تھے، اور طائف میں جہاں انہوں نے اپنے مضبوط مقامات میں پناہ لی ہوئی تھی داخل ہونے کی سکت بھی نہ پاسکا پس اس نے ان کا محاصرہ چھوڑ دیا اور انکو مطیع کئے بغیر مدینہ واپس آ گیا اور انہوں نے اسلام کی اطاعت نہ کی اور جب انھوں نے دیکھا کہ علاقے میں ان کے سوا اور کوئی دائرۂ اسلام سے باہر نہیں رہا تو ۹ سنہ میں وہ اپنی مرضی سے اسلام میں داخل ہو گئے۔

علاوہ ازیں ہوازن کی بد قسمتی اور مسلمانوں

مالک بن عوف کو ہوازن کا سالار مقرر کرنا

کی خوش قسمتی سے ہوازن کے درمیان ایک شجاع، جسری اور بہت دلیری والا جوان نمودار ہوا جو موت سے خوف نہ کھاتا تھا اور اس کی شجاعت، تہور اور طیش تک پہنچی ہوئی تھی جس نے ہوازن کو تباہ کن شکست کا نشانہ بنا دیا، جس جیسی بڑی شکست عرب کے کسی قبیلے کو نہ ہوئی تھی جیسا کہ اسکی تفصیل میں بیان ہوگا انشاء اللہ،

یہ نوجوان مالک بن عوف نصری تھا جو بنی نصر بن معاویہ بن بکر بن ہوازن کا ایک آدمی تھا، اس نے ہوازن کے تمام قبائل کی قیادت حاصل کر لی

چونکہ وہ شجاعت و مفاحت میں ممتاز تھا اسلئے ہوازن نے اُسے اپنا بادشاہ مقرر کر لیا، اور جب مکہ کے مسلمانوں کے قبضہ میں آجانے کے بعد، موقف نازک صورت اختیار کر گیا تو انہوں نے اسے اپنی افواج کا سالار اعلیٰ مقرر کر لیا، اور مالک بن عوف — اپنی ممتاز جرأت، مفاحت، شجاعت، تہور

اور دلیری کے باعث جس کا عربی قبیلے والادلدادہ ہوتا ہے۔ ہوازن کے قبائل کو — جن کی اکثریت نے اس کی بات کو قبول کیا — مسلمانوں کے حملہ کے وقت اپنے بلاد کے دفع کے لئے نہیں بلکہ وہ ان قبائل کے شعور کو، اور ہزاروں جوانوں کو مکہ پر حملہ کرنے اور وہاں سے بزور قوت مسلمانوں کو باہر نکالنے کے لئے تیار کرنے لگا۔ طبری جلد ۳ ص ۷۱ پر بیان کرتا ہے کہ ہم سے حمید نے بیان کیا، وہ کہتا ہے کہ ہمیں سلمہ نے ابن اسحاق سے بتایا، وہ کہتا ہے کہ جب ہوازن نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ نے مکہ میں جو انھیں فتح دی اسکے متعلق سنا تو مالک بن عوف نصری نے انھیں جمع کیا اور تمام ثقیف ہوازن کے ساتھ اسکے پاس اکٹھے ہو گئے اور نصر اور حشم بھی سب اکٹھے ہو گئے اور سعد بن بکر اور بنی ہلال کے کچھ آدمی بھی جو تھوڑے ہی تھے اکٹھے ہو گئے اور قیس عیلان میں سے صرف یہی لوگ آئے اور ہوازن میں سے کعب اور کلاب بھی نہ آئے، اور نہ ان میں سے کوئی: امور آدمی آیا اور بنی حشم میں دزد بن الصمہ بڑا بزرگ تھا مگر اس میں اس کی رائے سے برکت حاصل کرنے اور اس کی جنگی واقفیت کے سوا اور کوئی بات نہ پائی جاتی تھی اور وہ بڑا تجربہ کار بزرگ تھا، اور ثقیف کے دوسرے احوال میں تھے قارب بن الاسود ابن مسعود اور بنی مالک میں سے ذوالنمار سیح بن الحارث اور اسکا بھائی احمر بن حارث بنی ہلال میں سے تھے اور مالک بن عوف نصری پر سب لوگوں کا اتفاق تھا۔

اور واقدی اپنی کتاب المغازی
جلد ۳ ص ۸۸۵/۸۸۶ پر بیان

روایت میں واقدی کا اسلوب

کہتا ہے کہ ہم سے ابو عبد اللہ محمد بن شجاع الشلمی نے بیان کیا، وہ کہتا ہے کہ مجھے واقدی نے بتایا وہ کہتا ہے کہ ہمیں محمد بن عبد اللہ، عبد اللہ بن جعفر، ابن ابی سبرہ، محمد بن صالح، ابو معشر، ابن ابی حنیبہ، محمد بن یحییٰ بن سہل، عبد الصمد بن محمد السعدی، معاذ بن محمد، بکیر بن سہار اور یحییٰ بن عبد اللہ بن ابی قتادہ نے بتایا اور سب نے ہم کو ایک طائفہ کے متعلق بتایا اور ان کے علاوہ بھی لوگوں نے بیان کیا اور ہم سے ان لوگوں نے بھی بیان کیا جن کا میں نے نام نہیں لیا اور وہ قابلِ اعتماد لوگ تھے اور سب نے ہم کو اس حدیث کے ایک طائفہ سے خبر دی اور بعض اسے دوسروں کی نسبت زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں، اور جو کچھ انہوں نے مجھ سے بیان کیا میں نے اسے اکٹھا کر لیا ہے۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو اشراف ہوازن ایک دوسرے کے پاس گئے اور تعقیف بھی ایک دوسرے کے پاس گئے انہوں نے سب کو اکٹھا کیا اور بغاوت کی اور بر ملا کہا، خدا کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھے جنگ کرنے والوں سے واسطہ نہیں پڑا، پس متحد ہو کر اس کی طرف جاؤ قبل اس کے کہ وہ تمہارے پاس آئے، پس ہوازن نے اتفاق کر لیا اور مالک بن عوف نے انہیں اکٹھا کر لیا۔ اس وقت اسکی عمر تیس سال تھی — اور وہ ان میں مونچھوں والا سردار تھا وہ اپنے سال میں تصرف کرتا اور اسکی تعریف ہوتی تھی پس سب ہوازن اکٹھے ہو گئے اور ان دنوں تعقیف کے دوسرے تھے قاربن بن الاسود بن مسعود اہلاف میں سے تھا اور اسی نے اہلاف کی قیادت کی تھی اور بنی مالک میں ذوالخمار سیح

بن الحارث تھا۔ اور کہتے ہیں، احمر بن حارث تھا اور اسی نے ثقیف کا دست
 بندگی کی قیادت کی تھی پس اس نے سب کو ہوازن میں جمع کر دیا اور انھوں
 نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جانے پر اتفاق کر لیا اور اس نے ثقیف کو اس جانب
 جلدی کرتے پایا تو انہوں نے کہا ہم نے اس کی طرف جانیکا ارادہ کر لیا ہے اور ہم اپنی
 طرف اسکے آنے کو ناپسند کرتے ہیں اور اگر اسکے باوجود وہ ہماری طرف آئے تو
 وہ ایک مضبوط قلع پائے گا جسکے درے ہم جنگ کریں گے اور بہت سی خوراک
 پائے گا یہاں تک کہ ہم اُسے پالیں گے یا وہ لوٹ جائے گا لیکن ہم یہ نہیں چاہتے
 اور ہم تمہارے ساتھ چلیں گے اور ہم ایک ہاتھ ہو جائیں گے پس وہ انکے ساتھ
 چل پڑے، غمیلان بن سلمہ ثقفی نے اپنے دس بیٹوں سے کہا، میں ایک حادثے کا خواہا
 ہوں جو کئی امور پر مشتمل ہے اور تم میں ہر کوئی اس میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر حاضر ہو
 تو اسکے دس بیٹے گھوڑوں پر سوار ہو کر حاضر ہوئے اور جب انھوں نے اوطاس
 میں شکست کھائی تو بھاگ گئے اور طائف کے قلعے میں داخل ہو کر اُسے بند
 کر لیا، کنانہ بن عبد یلیل نے کہا،

اے گروہ ثقیف! تم اپنے قلعوں سے نکلتے ہو اور ایسے آدمی کی طرف
 جاتے ہو جس کے متعلق تمہیں معلوم نہیں کہ تم اس پر غالب آؤ گے یا وہ تم پر غالب
 آئے گا، پس اپنے قلعے کی شکستگی کی مرمت کا حکم دو، اور تمہیں معلوم نہیں کہ شاید
 تمہیں اس کی ضرورت پڑ جائے پس انھوں نے اس کی مرمت کا آرڈر دیدیا
 اور انھوں نے اس کی مرمت کے لئے ایک آدمی کو پیچھے چھوڑا اور چلے گئے اور
 وہاں بنی ہلال کے لئے کچھ لوگ حاضر ہوئے جو زیادہ نہ تھے اور نہ ہی ہوازن
 میں سے کعب اور کلاب وہاں حاضر ہوئے۔

فضلِ سوم

- رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ سے حنین کی طرف ہاج کرنا
- رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل مکہ سے مالی قرضہ اور عادیہ ہتھیار لینا
- خود پسندی اور فریب کے محبوب
- جاہلیت کا اثر، ذاتِ اطوار سے مطالبہ کرنا
- نبوی پڑاؤ میں، ہوازن کے جاسوس
- اپنی فوج کے تیلد کرنے میں ہوازن کے سالار کا طریقہ
- رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی فوج کو کیسے تیار کیا
- ہاج کے دوران، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فریب سے متنب کرنے کی سازش

ظہورِ اسلام کے بعد ہوازن اور قریش کے تعلقات

قریش اور
ہوازن کے

درمیان اچھے تعلقات نہ تھے بلکہ ان کے تعلقات کی کیفیت قبائلی جنگ سے زیادہ مشابہت رکھتی تھی اور یہ حالت خربِ فجار کے زمانے سے تھی اور قریش اور ہوازن کے درمیان محبت کے تعلقات نہیں پائے جاتے تھے بلکہ بائیکاٹ اور تاک گھات کی کیفیت تھی۔ اس لئے جب مکہ کے ساتھ نبوی جنگ کی علاناتِ افق پر چمکنے لگیں تو ہوازن اور قریش کے درمیان کسی قسم کا کوئی رابطہ اور تعلق موجود نہ تھا۔ لیکن جب مکہ تو حیدری فوج کے قبضے میں آگیا تو ہوازن کے قائدین نے محسوس کیا کہ اسلامی دہجد کے خطرے کی حرارت ان کے چہروں کو جھلس رہی ہے، پس ان کا نوجوان قائد مالک بن عوف مقابلہ کے لئے تیار ہو گیا اور

اس نے ستر ہزار جانبا زوں کو اکٹھا کیا ، بلاد ہوازن کے دفاع کے لئے نہیں ، بلکہ مسلمانوں کو مارنے اور حیش بنی نبوی کو مکہ سے نکالنے اور مکہ پر چڑھائی کرنے کے لئے ، تاکہ وہ از عمر نو دوبارہ بت پرستی کے اقتدار تلے واپس آجائے۔

نوجوان سالار مالک بن عوف نے ہوازن کے مشہور سالار کا تیاری کا طریق

کے تیار کرنے میں ایک انوکھا اور مشہور اسلوب اختیار کیا جس اسلوب کو اس سے پہلے جزیرہ میں فیصلہ کن جنگوں میں کسی نے اختیار نہیں کیا تھا جب اس نے ہوازن کے مختلف قبائل سے بیس ہزار جانبا زوں کو اکٹھا کر لیا تو اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ ان کے ساتھ مکہ پر حملہ کرے گا اور وہ انوکھا اسلوب جمع ہوازن کے سالار نے اختیار کیا یہ تھا کہ اس نے فیصلہ کیا کہ ہوازن کی فوج کا ہر سپاہی اور سالار اپنی عورتوں اور بچوں اور اپنے مملوکہ اونٹوں بکریوں اور سونے اور چاندی کو اپنے ساتھ رکھے گا۔

اور اس فیصلے کے پس پردہ نوجوان سالار کا مقصد یہ تھا کہ جب مسلمانوں کے ساتھ اس کی فوج کی ٹڈ بھیر ہو تو وہ اپنی فوج کے جانبا زوں کو جنگ میں مزید ثبات عطا کرے اور یہ کہ جنگ کے وقت فوج کے ہر سپاہی کے دل سے مسلمانوں کے آگے فرار اختیار کرنے کا خیال نکال دے اور اسکی بنیاد اس یقین پر تھی کہ جانبا ز کے لئے یہ بات محال ہوتی ہے کہ وہ میدان سے بھاگ جائے اور اپنی بیوی اور عورتوں اور اپنی تمام مملوکہ اشیاء کو چھوڑ دے کہ وہ اس کے دشمن کے قبضہ میں آجائیں۔

اور یہ وہ طریق تھا جسے نوجوان سالار مالک بن عوف نے موقع کے مطابق سمجھا جبکہ وہ اپنی فوج کو اکٹھا کر رہا تھا اور مسلمانوں کے ساتھ

فیصلہ کن معرکہ کے لئے منصوبے بنا رہا تھا لیکن وہ بھول گیا بلکہ زیادہ مناسب یہ ہے کہ اسے علم نہیں تھا (کیونکہ وہ جنگی سیاست سے واقفیت نہیں رکھتا تھا) کہ شکست خوردہ آدمی کو کوئی چیز واپس نہیں لاتی جیسا کہ مشہور جانا باز درید بن الصمۃ الجشمی نے یہ بات مالک بن عوف سے کہی — جبکہ وہ اسے عورتوں، بچوں اور اموال کو بہاڑوں کی چوٹیوں پر واپس بھجوا دیتے، اور مسلمانوں کے ساتھ گھوڑوں کی پشت پر مقابلہ کرنے کا مشورہ دے رہا تھا — جیسا کہ عنقریب اس کتاب میں بیان ہوگا انشاء اللہ۔

اگرچہ مالک بن عوف نصری نے
ہوازن کی فوج میں پہلی پھوٹ
 ایک بہت بڑی فوج اکٹھی کر لی

تھی (مکہ میں مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے بیس ہزار فوج) پھر بھی بت پرست ہوازنی اکٹھ کی صفوں کے درمیان ایک خطرناک پھوٹ پیدا ہو گئی اور ان کے دو قبیلوں نے جن کا ہوازن کے درمیان بڑا عسکری وزن تھا، سالار عام مالک بن عوف کے نظریہ سے معارضہ کیا جو جنگ کو مکہ منتقل کرنے اور مسلمانوں سے جنگ کر کے انھیں وہاں سے نکلانے کا قائل تھا، اور ان دونوں قبیلوں کا معارضہ (جیسا کہ معلوم ہوتا ہے) یہ تھا کہ ہوازن کا اپنے دیار کو چھوڑنا اور اپنی تمام قوم اور عورتوں، بچوں اور اموال سمیت دیارِ ہوازن سے باہر مسلمانوں کے مقابلے کے لئے جانا تہور اور نتائج کے اندازہ نہ کرنے کے تمام معانی کا حامل ہے جبکہ ہوازن کو تباہ کن خطرہ پیش آسکتا ہے، کیونکہ کسی بھی جنگ کے عواقب نامون نہیں ہوتے، اور اگر ایسا ہو (اور وہ بالفعل ہوا) کہ ہوازن کو شکست ہو تو وہ بڑی رسوا کن اور تباہ کن شکست ہوگی اور ممکن نہیں ہوگا کہ اس کے بعد ہوازن کا وجود قائم رہ سکے کیونکہ

اس کی عورتیں اور بچے اور تمام ملوکہ اموال مسلمانوں کے ہاتھوں میں بطور غنیمت آجائیں گے۔

مگر مالک بن عوف پر جوانی کا ادچھاپن سوار تھا پس اُس نے اپنے نظریے کی تنقید پر اعتراض کیا اور (طے شدہ منصوبے کے مطابق) مکہ میں مسلمانوں پر چڑھائی کرنے کا فیصلہ کیا۔

اور جب ہوازن کے درمیان معارضہ کی آواز کی شنوائی نہ ہوئی وجود قبیلوں (کعب اور کلاب) اور یہ دونوں بنی عامر بن صعومہ میں سے تھے ہیں متحمل تھی تو ان دونوں قبیلوں نے ہوازن کی جنگی فوج کے ساتھ شامل ہونے

لے کعب، ہوازن کا عظیم بطن ہیں اور وہ بنو کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعومہ بن معادیہ بن بکر بن ہوازن ہیں اور انہیں سے کچھ لوگ اس علاقے میں مقیم تھے جو تمام مدینہ اور ارض شام کے درمیان واقع ہے اور معجم قبائل العرب میں بیان ہے کہ انہیں سے عقیل، قسرا، حریش اور جعدہ کے قبائل شام میں چلے گئے اور اسلامی حکومت میں تینوں کا خاتمہ ہو گیا اور صرف بنو عقیل باقی رہ گئے اور اسلام کی آمد کے وقت وہ نجد میں تھے اور ان کے گھر فلج اور اسکے اردگرد کے جنگل میں تھے اور سبھی معجم میں بیان کیا گیا ہے۔

لے کلاب، یہ بھی ہوازن کا ایک عظیم بطن ہیں اور معجم قبائل العرب میں بیان ہے کہ وہ کعب بن ربیعہ کے بھائی کلاب بن ربیعہ کے بیٹے ہیں اور معجم قبائل العرب میں ہے کہ ان کے دیار ضریہ کی رکھ میں تھے اور وہ کلب کی رکھ ہے اور ربذہ کی رکھ، مدینہ نبویہ کی حیات، ذک اور عوالی میں ہے پھر وہ شام منتقل ہو گئے اور جزیرہ میں انھیں شہرت حاصل تھی اور وہ بادشاہ بنے اور جاہلیت میں انہوں نے دو مہ الجندل میں ایک بُت بنایا جسے ”ود“ کہتے تھے اور وہ نصرانی دین میں داخل ہوئے اور پھر اسلام میں داخل ہوئے

سے انکار کا اعلان کر دیا۔ پس ہوا زنی فوج میں پہلی خطرناک بھوٹ پیدا ہو گئی۔ کیونکہ دونوں قبیلے (کعب اور کلاب) اہم فوجی بازوؤں میں شمار ہوتے تھے اور ہوازن کے قبائل کے درمیان بڑی جھگی توت اور عدوی کشتہ والے خیال کئے جاتے تھے اور اس بات کی گواہی تجربہ کار قومی ماہر (درید بن الصمہ) نے اس وقت دی تھی جب وہ عادی حنین میں سالارعام مالک بن عوف سے اس تباہ کن غلطی کے بارے میں مجادلہ کرتے ہوئے پہنچا تھا جو اس نے فوج کے ساتھ عورتوں، بچوں اور اموال کے لے جانے کے بارے میں کی تھی درید بن الصمہ نے دریافت کیا (اور وہ مالک بن عوف کو حور تیل بچوں اور اموال کو پہاڑوں کی چوٹیوں پر واپس لے جانے کے بارے میں مشورہ دے رہا تھا)

کعب اور کلاب نے کیا کیا؟ انہوں نے جواب دیا، ان میں سے کوئی آدمی فوج میں شامل نہیں، اس نے کہا، خوش قسمتی اور تیزی غالب ہو گئی ہے اگر رفعت و برتری کا دن ہوتا تو کعب اور کلاب اس سے غائب نہ ہوتے اور میرا خیال ہے کہ تم بھی وہی کچھ کر دگے جو کعب اور کلاب نے کیا ہے اور جس شخص نے کلاب کو ہوازن کے ساتھ حنین میں حاضر ہونے سے روکا تھا وہ ابن البراء تھا اور واقدی نے اپنے مغازی کی جلد ۳ کے صفحہ ۸۸۶ پر بیان کیا ہے کہ

”ہوازن میں سے کعب اور کلاب وہاں حاضر نہ ہوئے اور کلاب قریب ہی تھے اور ان میں سے ایک آدمی کو پوچھا گیا کہ

کلاب نے ہوازن کو کیوں چھوڑا ہے، اُس نے جواب دیا کہ
 قسم بجز اگرچہ وہ قریب ہی ہے لیکن ابن ابی البراء نے
 آکر اٹھیں حاضر ہونے سے روک دیا اور انہوں نے اس
 کی بات مان لی ہے۔ اور کہنے لگا خدا کی قسم اگر وہ مشرق اور
 مغرب کے درمیان محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے دُور ہو جائیں
 تو وہ ان پر غالب آجائے گا۔

اگرچہ ہوازنی اکٹھ سے کعب اور کلاب الگ ہو چکے تھے، اور انہوں
 نے سالار عام مالک بن عوف کے احکام کو نہ مان کر اور اس کی فوج
 میں عدم شمولیت کا اعلان کر کے اس سے سرکشی اختیار کی تھی، پھر بھی
 (جنگی نقطہ نظر سے) ہوازن کی قوت ایک زبردست خوفناک جنگی قوت
 تھی کیونکہ ہوازن کے بیس ہزار جانبازا اپنے نوجوان قائد مالک بن عوف
 کے پاس جمع تھے جن کے مقابلے میں مسلمانوں کے بارہ ہزار جانبازا تھے۔

تاریخ کی بنیادی کتب میں مورخین کے اسلوب کلام سے پتہ چلتا ہے
 کہ ہوازن نے کسی بھی جگہ پر مسلمانوں کا سامنا کرنے اور ان سے جنگ
 کرنے کا پختہ ارادہ کیا ہوا تھا اور وہ مسلمانوں کے مکہ پر قبضہ کرنے سے
 قبل بھی اس کے لئے تیاری کر رہے تھے۔ نیز وہ اس بات کی بھی استعداد
 رکھتے تھے کہ مسلمانوں کو بدترین حالات سے دوچار کر دیں۔ پس انہوں نے
 (اور وہ مسلمانوں کے خلاف جنگ کا منصوبہ تیار کر رہے تھے خواہ وہ کہیں
 بھی ہوں) ان کو شکست دینے کا اندازہ لگایا اور وہ کسی بھی جگہ پر مسلمانوں
 پر حملہ کر سکتے تھے۔

پس انہوں نے (اس اندازے کے مطابق) — حملے کے

منصوبے کے بعد — دفاع کا منصوبہ بنایا — اور اس دفاع کے منصوبے کا خلاصہ یہ تھا کہ اگر مسلمانوں پر حملہ کرنے کے نتیجے میں ان کے نصیب میں شکست ہو تو وہ شہروں میں (مثلاً طائف کی طرح) لہجہ بند ہو جانے کے لئے تیار ہوں۔

اور اس دفاعی منصوبے کی تکمیل کے لئے (اور یہ ایک احتیاطی منصوبہ تھا) انہوں نے ثقیف سے (جو ہوازن کا ایک بطن ہے) اردن کے جرش شہر کی طرف ایک وفد بھیجا جو شام کے اس علاقے کا ایک حصہ تھا جو ان دنوں اسلام اور مسلمانوں کی دشمن رومی شہنشاہیت کے ماتحت تھا اور اس وفد جس کی سربراہی عروہ بن مسعود کر رہا تھا کاسب سے بڑا کام یہ تھا کہ وہ جنگ کے بھاری ہتھیار حاصل کرے جو ان جنگوں کے سبب حال ہوں جن میں محاصرہ ہوتا ہے کیونکہ ان سے قلعوں کے دفاع میں کام لیا جاتا ہے اور دشمن کی جو فوج محاصرہ کئے ہوتی ہے اس کے خلاف حملے کئے جاسکتے ہیں۔

اور جرش (جو اُس وقت رومی شہر تھا) میں منجیقوں اور سنگباری کے آلات اور ٹینکوں کے کارخانے تھے اس لئے ہوازن نے اپنے حربی منصوبے کے ضمن میں یہ فیصلہ بھی کیا کہ اس وفد کو رومی کارخانوں سے یہ بھاری فوجی ہتھیار حاصل کرنے کے لئے جرش بھیجا جائے۔

لہذا دیابات، اس زمانے میں دیابہ اس بچاؤ کرنے والے آئے کو کہتے تھے جس کے پیچھے حملہ کے وقت تیروں سے بچنے کے لئے سپاہی چھپ جایا کرتے تھے مگر موجودہ زمانے میں دیابہ ٹینک کو کہتے ہیں اس لئے میں نے اس کا ترجمہ ٹینک کیا ہے (مترجم)

یہ منصوبہ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ ہوازن مسلمانوں کے مکہ پہنچنے سے قبل حتیٰ کہ ان کے مدینہ سے ماپچ کرنے سے بھی قبل ان سے جنگ کرنے کا پختہ ارادہ کر چکا تھا..... اس منصوبے کی نقاب کشائی اس ہوازنی جاسوس نے کی جسے سواروں کے اس دستے نے گرفتار کیا جو اس جیش نبوی میں جو مدینہ سے مکہ کی جانب ماپچ کر رہا تھا انٹیلی جنس کے پیچھے تھا۔

المقرئزی اپنی کتاب "امتاع الاسماع" میں بیان کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فوج کے ساتھ مدینہ سے مکہ کی جانب ماپچ کر رہے تھے کہ آپ نے سواروں کا ایک دستہ ہراول کے طور پر آگے بھیجا، اس ہراول دستے نے ہوازن کے ایک آدمی کو گرفتار کر لیا جو ہوازن کے سردار اور سالار مالک بن عوف کے جاسوسی بیڑے میں کام کرتا تھا تاکہ وہ اس بیڑے کو مسلمانوں کے بارے میں ضروری خبریں دے اور ان کی اس فوج کی حرکات کے متعلق بھی آگاہ کرے جس کی قریش، صلح حدیبیہ کے توڑنے کے بعد توقع رکھتے تھے۔

اور جب یہ ہوازنی جاسوس قائد اعلیٰ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہوا تو آپ نے قبائل ہوازن کی عسکری پوزیشن کی حقیقت کے متعلق اس سے انٹروگیٹ کیا تو اس نے جواب دیا،

انہوں نے بہت سی فوج جمع کی ہے اور عربوں کو لے آئے ہیں اور انہوں نے ثقیف کی طرف وفد بھیجا ہے تو انہوں نے ان کی بات قبول کر لی ہے، اور میں نے ثقیف کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ انہوں نے بہت سی فوج جمع کی ہے اور عربوں کو لے آئے ہیں اور انہوں نے ٹینکوں اور منجنیقوں کے بارے

میں جرش کی طرف وفد بھیجا ہے اور وہ ہوازن کی طرف جا رہے ہیں اور وہ سب اکٹھے ہو جائیں گے، ... رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب ہوازن نے ان کی بات مان لی ہے؟ جاسوس نے کہا، سب نے، بنی حامر میں سے کعب اور کلاب نے تاخیر کی ہے۔

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوازن کی جاسوس کی فراہم کردہ معلومات کے بعد فرمایا، میرے خیال میں اس نے مجھ سے سچ بولا ہے، پھر آپ نے اُسے حفاظت کے لئے قید کرنے کا حکم دیدیا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جاسوس دیا رہ ہوازن میں

صلی اللہ علیہ وسلم ان کاروائیوں سے آگاہ تھے جو دیا رہ ہوازن میں ہو رہی تھیں، اور آپ مکہ پر غالب آنے کے بعد جو کچھ وہاں ہو رہا تھا اُس سے غافل نہیں تھے۔ آپ کو (جیسا کہ واضح ہے) ہوازنی قبائل کی اس شدید عداوت کا بھی علم تھا جو وہ اپنے دلوں میں پوشیدہ کئے ہوئے تھے۔ نیز آپ ان کی اس نیت سے بھی آگاہ تھے جو ان کے دلوں میں اس عزم کو بھی بیدار کر رہی تھی کہ مسلمان جہاں کہیں بھی ہوں اُن سے برسرِ پیکار ہو جائے۔

پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے جاسوسوں نے جنہیں آپ نے اپنے آگے بھیجا تھا۔ اور اس وقت آپ فتح مکہ سے قبل، مکہ کی جانب مارچ کر رہے تھے۔ یہ اطلاع دی کہ وہاں بہت بڑی فوج جمع ہے، جسے ہوازن کے احلاف سنبھالے ہوئے ہیں۔ اور اس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ ایک فیصلہ کن معرکہ ہو۔

مگر دیا رہ ہوازن میں مسلمانوں کے خلاف جو معلومات چل رہی تھیں ان

کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری اطلاع نہ تھی کیونکہ آپ کی انٹیلی جنس کا کوئی آدمی دیار ہوازن کی طرف نہیں گیا تھا اور نہ ہی وہاں کے لوگوں سے ملا تھا اور مسلمانوں کے خلاف جو کچھ وہاں ہو رہا تھا اُسے اُس نے اپنے کانوں اور آنکھوں سے دیکھا اور سنا تھا۔

اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں سے ایک آدمی کو دیار ہوازن کی طرف بھیجنے کا فیصلہ کیا تاکہ جو کچھ وہاں مسلمانوں کے خلاف ہو رہا ہے اس کی تمام ضروری اطلاعات آپ کے لئے اکٹھی کرے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انٹیلی جنس کے جس آدمی کو اس خطرناک مہم کے لئے منتخب فرمایا وہ بنی سلیم کا ایک آدمی تھا جن کے دیار، ہوازن کے دیار کے پڑوس میں ہیں اور یہ آدمی عبداللہ بن ابی حدردہ سلمی تھا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے بلا کر اس بات کا مکلف کیا کہ وہ دیار ہوازن کی طرف جائے اور بھیس بدل لے تاکہ ہوازن کا کوئی آدمی اس کی حقیقت کو معلوم نہ کر سکے، نیز وہ اچھی طرح ان میں گھل مل جائے اور ان کی ہر ضروری بات کو معلوم کرے تاکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قوت کا اندازہ لگالیں نیز یہ کہ وہ کس راستے آنا چاہتے ہیں وغیرہ تاکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر پہلو سے اپنے دشمن کی حقیقت کو سمجھ لیں۔

اور ابن ابی حدردہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق کام کیا اور ہوازن کے علاقے میں ان کے مہیڈ کوارٹر میں چلا گیا اور وہاں مختلف بڑی اور ذیلی کمانوں سے ملا اور قبائل کی قوموں کے اندر چلا گیا اور کئی روز تک

لہ عبداللہ بن ابی حدردہ کے حالات ہماری کتاب غزوہ خیبر میں دیکھئے۔

مسلسل اپنے حافظے میں ان تمام معلومات کو مدقون کرتا رہا جو ان ہوا زنی فوجوں کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پریشان کئے ہوئے تھیں۔

اور جب عبداللہ بن ابی حدرد نے سمجھا کہ اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کافی ضروری معلومات حاصل کر لی ہے تو وہ ہوا زنی کی ان فوجوں کے درمیان سے چپکے سے نکل آیا جو ہر قبیلہ سے ہزاروں کی تعداد میں اپنے سالار عام مالک بن عوف نصری کے پڑاؤ میں اس کی دعوت کو قبول کرنے کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کے لئے آئی ہوئی تھیں اور ہوا زنی (جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں) ایک بڑا قبیلہ تھا جس کے بڑے بڑے بطون قبائل تھے جو اپنے دیار میں جزیرہ کی عظیم مساحت میں فروکش تھے جو حجاز اور نجد میں متداخل تھی۔ پس یہ حجازی نجدی قبیلہ تھا۔

نبوی اٹھیلی جنس کا آدمی (عبداللہ بن ابی حدرد) ہوا زنی کی بے شمار فوجوں کے درمیان سے چپکے سے نکل آیا اور اس نے مکہ کی جانب رخ کیا جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے بعد پڑاؤ کئے ہوئے تھے۔

اور جب اٹھیلی جنس کا آدمی ابن ہوا زنی کی جنگی حالت کے متعلق بیان

ابن حدرد مکہ پہنچا تو اس نے فوج کے سالار اعلیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوا زنی کی فوج اور جو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کرنے کے بارگاہیں تیار کیا کئے ہوئی تھی اس کے متعلق مفصل زبانی بیان دیا اور اس نے ہوا زنی کی عسکری پوزیشن کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بیان دیا اس میں یہ بھی کہا کہ ہوا زنی نے بسین ہزار فوج جمع کی ہے۔ اور اس میں کچھ شبہ نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیان سے یہ بات اخذ کی کہ ہوا زنی نے اپنے

دیار اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر انتظار نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے بلکہ اپنے فوجوں
 سالار مالک بن عوف کے فریب کو قبول کرتے ہوئے خود مکہ میں مسلمانوں سے
 جنگ کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور وہ وادی حنین میں پڑاؤ کئے ہوئے ہے یہی
 وجہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فوج سمیت نہایت سرعت کے
 ساتھ مکہ سے نکلے تاکہ جنگجو ہوازن کے ساتھ آپ کی مدد بھیڑ مکہ سے باہر ہو
 حتیٰ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (پوزیشن کی اہمیت کے پیش نظر) داد کا
 کے بیان کے مطابق، عید الفطر سے دوسرے دن مکہ سے اپنی فوج کے ساتھ
 مارچ کیا جیسا کہ عنقریب اس کتاب میں اسکی تفصیل بیان ہوگی انشاء اللہ،
 ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ

محب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوازن کے متعلق سنا تو عبد اللہ
 بن ابی حدرد کو ان کی طرف بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ لوگوں میں شامل
 ہو کر ان کے ساتھ مقیم رہے تاکہ ان کے متعلق معلومات حاصل کرے اور
 پھر آپ کے پاس ان کی خبر لے کر آئے، پس ابن ابی حدرد چلا گیا اور ان
 میں شامل ہو گیا یہاں تک کہ اس نے جو کچھ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے جمع کیا تھا اس کے متعلق سنا اور علم حاصل
 کیا اور اس نے مالک بن عوف اور ہوازن کی پوزیشن کے متعلق بھی سنا پھر
 اُس نے آکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری حقیقت حال سے آگاہ کر دیا کہ
 جب ہوازن نے اپنی تیاری مکمل
 کر لی اور اس کے بالائی علاقے میں

ہوازن کا مکہ کی طرف مارچ

اس کی سب سے بڑی فوج کا اکٹھا کمنڈ ہو گیا تو اس کا نوجوان بادشاہ مالک بن عوف قبل اس کے کہ مسلمان اس کی طرف روانہ ہوں وہ اُسے مسلمانوں سے جنگ کر لے کے لئے مکہ کی جانب لے کر چل پڑا اور مالک بن عوف نے (اپنے جنگی منصوبے کے مطابق) اپنی فوج میں تمام ہوازی قبائل کو حکم دیا کہ وہ اپنے ساتھ اپنے بیٹوں، عورتوں اور اموال کو بھی لے چلیں۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک خوفناک منظر تھا، بسینا ہزار جانبا زوں کے ساتھ کم از کم اندازے کے مطابق ان سے تین گنا عورتیں بچے اور بوڑھے بھی تھے، گویا ہوازن نے تقریباً ۸۰ ہزار انسانوں جن کے ساتھ ۲۴ ہزار اونٹوں اور لاکھوں بکریوں جن کا شمار نہیں ہو سکتا تھا کے ساتھ مکہ کی طرف مارچ کیا۔

ہوازن کے اکٹھا کا بڑا مرکز — وادی اوٹاس | فوج میں شامل ہوازنی قبائل

کے اکٹھا کا آخری مرکز وادی اوٹاس تھا جو حنین کی ان بڑی وادیوں میں سے ایک ہے جو مکہ کے مشرق میں واقع ہیں اور جو الشراخ اور الزیہ اور جبال کرا اور بنی مالک جو مکہ کے جنوب مشرق میں واقع ہیں کے درمیان وادی حنین میں گرتی ہیں اور جن کے نواح سے قبائل ثقیف (جو ہوازن کا ایک مشہور نطن ہیں) آکر اوٹاس میں ہوازن کے بادشاہ اور سالار عام مالک بن عوف نصری کے ساتھ مل گئے تھے اور وہیں ہر

ہوا زنی فوج کی تعداد پورے سینے ہزار ہوئی تھی اور ہوازن کی بڑی فوج نے مشرق سے مارچ کیا اور مالک کی کمان میں اوطاس میں پڑاؤ کر لیا اور حجاز کے مشرق میں دیار ہوازن میں بڑے اکٹھ کے مقام سے جو مختلف قبائل دُور رہتے تھے ان کی فوجیں پے در پے اوطاس میں آنے لگیں۔

واقعی بیان کرتا ہے کہ

”اور لوگ اوطاس میں اکٹھے ہو گئے اور پڑاؤ کیا اور ٹھہرے اور ہر جانب سے ان کے پاس فوجیں آنے لگیں“

اور درید بن الصمہ، بنی جشم بن بکر بن معاویہ

درید بن الصمہ — ہوازن کی فوج میں

ابن ہوازن کا ایک مشہور جانباز اور سادات ہوازن میں سے ایک سردار تھا لیکن معرکہ حنین کے اکٹھ کے وقت اس کی عمر ایک سو اٹھ سال تھی اور وہ جنگ کی قدرت نہ رکھتا تھا کیونکہ وہ اپنا سچ تھا جسے جنگ کرنا تو کجا، چل نہ سکنے کی وجہ سے ہو دج یا آدمیوں کے کندھوں پر اٹھا کر لایا جاتا تھا۔ مگر عمر رسیدہ ہونے اور بڑھاپے کے باعث جنگ سے عاری ہونے کے باوجود درید (سوائے ساعت کے مفقود ہونے کے) اپنے تمام قوائے عقلیہ اور حواس سے بہرہ مند تھا۔

اور قبائلی سوسائٹی میں جہاں ہمیشہ جنگوں کی آگ شعلہ زن رہتی ہے وہ اپنے متواتر ایک سو بیس سالہ جنگی تجربات کے باعث حربی فنون اور عسکری سیاست میں اپنی ہوا زنی قوم کا مرجع تھا اور وہ بلاشبہ تجربہ کار شہسوار، شاعر اور روشن دماغ مفکر سردار تھا۔

ادباً وجودیکہ اُسے جنگ کرنے کی سکت نہ تھی، اس نے اور اس کی قوم نے اس بات کو پسند کیا کہ وہ ہوازن کی جنگجو قوم میں شامل ہو، شاید وہ اسکے جنگی تجربات سے مستفید ہوں اور فوج نے اسے پاکی میں اٹھالیا، اور اسے سالار بنالیا اور وہ اس اونٹ کو چلاتا تھا جو اُسے اٹھائے ہوئے تھا یہاں تک کہ فوج نے اوٹاس میں پڑاؤ کر لیا۔

اور ہوازن کے بادشاہ اور نوجوان سالار مالک بن عوف نصری

مطلق العنان سالار عام نے درید بن الصمۃ کے تجربے سے فائدہ نہ اٹھایا

نے درید بن الصمۃ کے جنگی اور فوجی تجربات سے جو اس نے ایک صدی سے زیادہ عرصہ تک جسے اُس نے معرکوں کے بعد معرکوں میں گزارا تھا یہاں تک کہ بڑھاپے نے اُسے اپاہج کر دیا تھا، مستفید ہونا پسند نہ کیا۔ اور مالک بن عوف اپنی رائے کے بارے میں تجاوز کرنے والا، متکبر اور خود رائے تھا اور عنفوان شباب میں ابھرتا ہوا نوجوان تھا اور شجاعت و جرأت اور دلیری میں ممتاز ہونے کے باوجود، غرور و تکبر اور خود پسندی نے مالک کے لئے نتائج کے بارے میں سوچنے کے متعلق سب راستے بند کر دیئے تھے۔ حالانکہ اس کے متعلق سوچنا ان پر مقدم تھا اور وہ اپنے غرور کے باعث نیز اس لئے کہ وہ عرب کے بہترین بیس ہزار جانبازوں کی قیادت کر رہا ہے جن کے ساتھ اُن کی عورتیں، بچے اور اموال بھی ہیں اور ان کے آگے صرف بارہ ہزار جانباز ہیں جنہیں جنگ کا کوئی تجربہ نہیں ہے (جیسا کہ اس نے اپنی قوم میں یہ بات مشہور کی اور انھیں دھوکہ دیا) گویا یوں اس نے مسلمانوں پر

ہوازن کی فتح کی ذمہ داری لے لی۔

اور جب ہوازن نے اس کے سر تاج شاہی رکھا اور وہ اس کی فوجوں کا سالار عام بن گیا تو وہ خود رائے ہو گیا اور اکیلا ہی منصوبہ بنانے لگا اور پھر مطلق العنان طریقے پر اسے نافذ کرنے میں جلدی کرنے لگا اور اس نے ہوازنی قبائل کے سرکردہ لوگوں اور عمر رسیدہ سرداروں سے مشورہ کرنے کے متعلق نہ سوچا جنہیں حوادث نے طویل سالوں میں تجربہ کار بنا دیا تھا بلکہ اس نے ان سب کو چھوڑ دیا اور انفرادی فیصلے کرنے لگا اور پھر سختی سے ان کی تنفیذ کا حکم دینے لگا، پس ہوازن نے اس کی نافرمانی نہ کی کیونکہ انہوں نے اُسے اپنی رضامندی سے اپنا بادشاہ اور اپنی فوجوں کا سالار عام مقرر کیا ہوا تھا۔ ہاں بنی کعب اور بنی کلاب نے اس کی نافرمانی کی اور آغاز ہی میں اس کے احکام کی اطاعت سے انکار کر دیا۔ اور اس کے انفرادی فیصلے کرنے اور استبدادی صورت میں جلدی سے انہیں نافذ کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اپنی قوم کو ایک تباہ کن شکست کی طرف لے گیا کہ اس جیسی شکست سے عربوں کی کسی قوم کو پالانہ پڑا تھا۔

اور جن لوگوں کو اس نے درخور اعتناء نہ سمجھا تھا ان میں درید بن لہتمہ بھی تھا جو اپنے شدید بڑھاپے کے باوجود جس نے اسے اپنا سچ کر دیا تھا جنگوں کے حالات اور ان کی تدابیر اور فتح و شکست کے اسباب و وسائل کے بارے میں بڑا وسیع تجربہ رکھتا تھا کیونکہ وہ ایک صدی سے زیادہ عرصہ تک جنگوں میں شمولیت کرتا رہا تھا۔

یہ درید بن لہتمہ جو بہت بڑا ماہر جنگ تھا، مالک بن عوف نے اسے درخور اعتناء نہ سمجھا پس اُسے اس کے اونٹ پر سوار کر کے فوج میں لایا گیا

اور وہ اپنے بہوؤں کی وجہ سے سمجھ نہیں سکتا تھا کہ سالارِ عام مالک کیا کر رہا ہے اور وہ کس طرح فوج کو تیار کر رہا ہے اور اپنے دیگر متفقہ امور میں کیسے تصرف کر رہا ہے حتیٰ کہ درید بن الصمہ کو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ سالارِ مالک نے فوج کے لئے لازم قرار دیا ہے کہ وہ وادیِ اوطاس کے سوا، اپنی عورتوں بچوں اور اموال کو اپنے ساتھ لے جائیں کیونکہ وہ اکٹھے کا بڑا اور آخری مقام تھا اور وہیں پر ہوازن کے تمام بطنوں کی فوجوں کا اکٹھا (کعب اور کلاب کے سوا) مکمل ہوا تھا۔

پس اس وادی میں جس میں مالک بن عوف ہوازن کے ساتھ کئی روز تک پڑاؤ کئے رہا، درید بن الصمہ نے (گراں گوشی کے باوجود) ایک شدید شور مٹانا جو اونٹوں، گدھوں اور بکریوں کی آوازوں سے پیدا ہو رہا تھا، نیز اُس نے عورتوں اور بچوں کی آوازوں کو بھی سنا اور یہ ایک ایسی بات تھی، جس کی درید (تجربہ کار عسکری ماہر کی طرح) توقع نہیں کر سکتا تھا کہ ایک پیشہ فوج میں جو زندگی اور موت کے معرکہ میں حصہ لینے کے لئے مارچ کر رہی ہے یہ چیزیں بھی شامل ہوں گی اس لئے جب اس نے وادیِ اوطاس میں یہ خوفناک شور مٹانا تو اس نے — حیرت زدہ زبان میں کہا — کیا وجہ ہے کہ میں اونٹوں کے بلبلانے، گدھوں کے ریٹکنے، بکریوں کے مہمانے، بیلوں کے ڈکارنے اور چھوٹے بچوں کے رونے کی آوازیں سن رہا ہوں۔

اور تجربہ کار ماہر — درید بن الصمہ کی پالکی جب زمین پر رکھی گئی تو اُس نے اپنے ہاتھ سے زمین کو چھوا اور کہا، تم کس وادی میں ہو؟
انہوں نے کہا، اوطاس میں،

اس نے کہا، ہاں گھوڑوں کی جولا نگاہ، جو نہ اونچی اور نہ نوکدار تیز

پتھروں والی اور نہ زیادہ مٹی والی نرم ہموار زمین ہے میں اونٹوں کے بلبلانے گدھوں کے ریگنے، بکریوں کے میانے، بیلوں کے ڈکارنے اور چھوٹے بچوں کے رونے کی آوازیں کیوں سن رہا ہوں؟

انہوں نے کہا، مالک ان کے بیٹوں، عورتوں اور اموال کو بانک لایا ہے اس موقع پر اٹھس نے ہوازن کے سخت اور طاقتور ترین اور جنگ میں زیادہ استقلال دکھانے والے دونوں قبیلوں کے موقف کے متعلق دریافت کیا اور کہا، اے گروہ ہوازن! کیا تمہارے ساتھ بنی کلاب بن ربیعہ میں سے بھی کوئی آدمی ہے انہوں نے جواب دیا، نہیں

پھر اُس نے پوچھا، کیا تمہارے ساتھ بنی کعب بن ربیعہ میں سے بھی کوئی آدمی ہے انہوں نے جواب دیا، نہیں،

اُس نے کہا کہ اگر یہ کوئی اچھی بات ہوتی تو تم ان سے پہلے اس کی طرف سبقت نہ کرتے اور اگر یہ کوئی شہرت اور شرف کی بات ہوتی تو وہ اس سے تخلف نہ کرتے لے

اور جب دو پہر کو پتہ چلا کہ کعب اور کلاب نے حنین میں مسلمانوں کے ساتھ جنگ میں شرکت کرنے سے تخلف کیا ہے تو اس نے کہا کہ خوش قسمتی اور تیزی غائب ہو گئی ہے، اگر رفعت و برتری کا دن ہوتا تو کعب اور کلاب اس سے غائب نہ ہوتے اور میرا خیال ہے تم بھی وہی کچھ کر دگے جو کعب اور کلاب نے کیا ہے لے

پھر اس نے پوچھا، تم میں سے اس میں کون حاضر ہوا ہے؟

انہوں نے کہا، عمرو بن عامر اور عوف بن عامر اس نے کہا، یہ دونوں بنی عامر کے نوخیز جوان ہیں جو نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ یعنی حسرتی نقطہ نگاہ سے ان کی کوئی قیمت نہیں ہے۔

جب عمر اسیدہ
تجربہ کار ماہر جنگ
درید بن الصمہ کو

درید بن الصمہ کا فوج کو واپس جانے اور
مسلمانوں کیساتھ جنگ کرنے کی دعوت دینا

عورتوں، بچوں اور اموال کو فوج کے ساتھ لانے اور ہوازن کے ہم جنگی بازوں کو کلاب اور کلاب کے پیچھے رہ جانے کی حقیقت سے آگاہی ہوئی تو اس نے ہوازن کے سرکردہ حضرات اور قبائل کے شیوخ سے تقاضا کیا کہ وہ بھی کلاب اور کلاب کا سا عمل کریں اور مالک کی نافرمانی کریں اور مسلمانوں کے ساتھ تصادم سے قبل اپنے اپنے بلاد کو واپس چلے جائیں اس نے کہا،

اے گروہ ہوازن میری بات مانو اور واپس چلے جاؤ اور جو کچھ کلاب اور کلاب نے کیا ہے وہی تم کرو۔ مگر ہوازن نے اس کی بات نہ مانی تھی

اور جب ہوازنی فوج کے قبائل کے شیوخ اور سرکردہ حضرات نے درید بن الصمہ کی پکار کا جواب نہ دیا جو سالار بن عوف کی نافرمانی کرنے اور مسلمانوں سے جنگ کئے بغیر واپس جانے کی دعوت دے رہا تھا، کیونکہ اُسے معلوم ہو چکا تھا کہ متکبر، خود سر اور مغرور سالار مسلمانوں سے جنگ کرنے کا مصمم ارادہ کئے ہوئے ہے، تو اس نے ایک نئی کوشش کی جس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ اگر ہوازن کو شکست ہو تو وہ عورتوں اور بے شمار اموال کو اسلامی فوج کے

ہاتھوں میں آنے سے بچا سکے۔

پس اس نے نوجوان سالار عام سے بولو چھا کہ اُس کی فوج کو عورتوں، بچوں اور اموال کو ساتھ لائے پر مجبور کرنے کا سبب کیا ہے، اس کے بعد اس نے اس کی رائے کو احمقانہ قرار دیا اور اپنی رائے کی اہمیت کو اس کے سامنے واضح کیا اس کے بعد اس نے اس کے سامنے ایک تجویز پیش کی اور اس سے تقاضا کیا کہ وہ ہوازن کی عزت کو بچانے کے لئے اس کی تنفیذ کرے جس کے متعلق تجسربہ کار ماہر درید کو ذرا بھی شبہ نہ تھا کہ جب سالار عام عورتوں، بچوں اور اموال کو فوج کے ساتھ رکھنے پر اصرار کرے گا تو وہ کچھڑ میں پھنس جائے گی اور اس تجویز کا خلاصہ یہ تھا کہ سالار عام مالک بن عوف عورتوں، بچوں اور اموال کو پہاڑوں کی چوٹیوں پر واپس بھجوانے کا حکم دیدے تاکہ معرکہ میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہو تو وہ مسلمانوں کی قید میں آنے سے بچ جائیں اور مالک، مسلمانوں کو گھوڑوں کی پشتوں پر لے تاکہ شکست کی صورت میں ہوازن کم از کم نقصان اٹھا کر واپس ہوں لیکن مغرور مالک نے اس دفعہ بھی تکبر کیا اور ماہر جنگ (درید بن الصمہ) کے مشورے کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

اور اصحابِ مغازی و سیر اور اصحابِ حدیث نے بیان کیا ہے کہ جب مالک بن عوف فوج کے ساتھ ان کی عورتوں، بچوں اور اموال کو بھی لے آیا تو درید بن الصمہ کو اس بات نے پریشان کر دیا کیونکہ درید کی نظر میں (ایک ذمہ دار فوجی سالار کی طرح جسے ذمہ داری کا اندازہ ہوتا ہے) یہ ایک قسم کی خودکشی اور تمہور تھا ایسا اقدام وہ شخص نہیں کر سکتا جو معرکوں کے نتائج کا اندازہ معرکوں سے قبل کرنے والا ہو، یہی وجہ ہے کہ درید بن الصمہ نے بادشاہ اور سالار مالک کو بلایا اور جب مالک آیا تو ان دونوں کے درمیان یہ تیز

گفتگو ہوئی۔

درید — اے مالک! تو ایک کریم آدمی (یعنی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) سے جنگ کر رہا ہے اور تو اپنی قوم کا رئیس بھی ہے اور یہ دن اپنے بعد کے زمانے کے لئے ایک حادثہ ہو گا۔۔۔۔۔ اے مالک! کیا وجہ ہے کہ میں اونٹوں کے بلبلانے، گدھوں کے ریچکے چھوٹے بچوں کے رونے اور بکریوں کے میانے کی آواز سن رہا ہوں مالک — میں لوگوں کے ساتھ ان کے اموال، بچوں اور عورتوں کو بھی لے آیا ہوں۔

درید — کیوں؟

مالک — میں نے ہر آدمی کے پیچھے اس کے اہل، مال، بچوں، اور عورتوں کو رکھنے کا ارادہ کیا ہے تاکہ وہ ان کی جانب سے جنگ کرے۔ درید — (ذائق اور غصے سے) بھیڑوں کے چرواہے کو جنگ سے کیا واسطہ، — یعنی مالک کو — پھر اس نے اپنے ہاتھ سے تالی بجائی پھر درید کہنے لگا، کیا شکست خوردہ کو کوئی چیز واپس لاتی ہے؟ اگر جنگ میں تجھے فتح ہوئی تو تجھے تلوار اور نیزے والا آدمی فائدہ دیکھا اور اگر تجھے شکست ہوئی تو تو اپنے اہل اور مال کے بارے میں رُسوا ہو گا پھر اس کے بعد اس نے کہا،

اے مالک! تو نے ہوازن کی جماعت کو گھوڑوں کے سینوں کے آگے کرنے کے لئے کچھ نہیں کہا، پس جو کچھ تو کر چکا ہے، کر چکا ہے۔ پس تو میرے اس منصوبے کا انکار نہ کر اور عورتوں، مالوں، بچوں کو ان کے علاقے کے محفوظ مقامات، امدان کی قوم کے معزز لوگوں کے

پاس پہنچا دے، پھر صباۃؑ (یعنی مسلمانوں) سے گھوڑوں کی پشتوں پر جنگ کر، پس اگر تجھے فتح ہوئی تو یہ چیزیں تجھے مل جائیں گی اور تو اپنے زہل اور مال کو محفوظ کر لے گا۔

مالک — (غضب بکبر سے) خدا کی قسم میں ایسا نہیں کروں گا اور جو کچھ میں نے کیا ہے اُسے تبدیل بھی نہیں کروں گا، تو بوڑھا ہو گیا ہے اور تیرا علم بھی بڑھا ہو گیا ہے اور تیرے بعد وہ آدمی پیدا ہوا ہے جو جنگ کے بارے میں تجھ سے زیادہ بصیرت رکھتا ہے۔

دید — اے گروہِ ہوازن! خدا کی قسم اس راتے میں تمہارے لئے کوئی بہتری نہیں، یہ شخص تمہاری کمزوریوں کے بارے میں تمہیں رسوا کرنے والا اور تمہارے دشمن کو تم پر قابو دینے والا ہے اور تمہیں چھوڑ کر قلعہ ثقیف میں چلا جائیو الا ہے پس واپس چلے جاؤ اور اُسے چھوڑ دو۔

معلوم ہوتا ہے کہ تجربہ کار
ہوازن کے سالار کا خود کشی کی دھمکی دینا
 ماہر نے ہوازن کے بادشاہ

اور سالار سے جو دانشمندانہ گفتگو کی اس نے فوج کے افسروں اور ہوازن کی فوج میں جو قبائل کے سرکردہ حضرات تھے ان پر اثر کیا اور وہ عورتوں

لہ الصباۃ، صابی کی جمع ہے، اور صابی اُسے کہتے ہیں جو ایک دین سے نکل کر دوسرے دین میں داخل ہو... اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جب آدمی مسلمان ہو جاتا تو اس آدمی کے متعلق کہا جاتا کہ وہ صابی ہو گیا اور عرب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صابی کہتے تھے کیونکہ آپ قریش کے دین سے اسلام کی طرف آگئے تھے، پس درید کی گفتگو میں صباۃ سے مراد مسلمان ہیں... دیکھئے لسان العرب

بچوں، اہل اموال کو بہاروں کی چوٹیوں کی طرف واپس کرنے کے لئے درید بن الصمہ کے مشورے کو اختیار کرنے کی طرف مائل ہونے لگے اسلئے اور مالک نے بھی محسوس کیا کہ اس کی قوم کے لیڈر کہتے ہیں کہ منطق اور صواب درید بن الصمہ کے مشوروں میں پوشیدہ ہیں اور موافقت نے مالک کو اپنے تصرف میں ایک طرف کر دیا (نوجوان اوچھے سالار نے اپنے سامنے خودکشی کی دھمکی دینے کے سوا کوئی چارہ نہ پایا اس نے کہا کہ اگر ہوازن نے اس کی اطاعت نہ کی اور درید بن الصمہ کے مشورے سے صرف نظر نہ کیا تو وہ خودکشی کر لے گا۔

اور مالک نے (ہوازن کے سرکردہ لوگوں اور لیڈروں کے سامنے) اپنی تلوار سونت لی پھر اُسے اُلٹا کیا اور کہا،

اے گروہ ہوازن، خدا کی قسم تم ضرور میری اطاعت کر دو گے یا میں اپنی تلوار پر ٹیک لگاؤں گا یہاں تک کہ وہ میری پشت سے پار ہو جائیگی اور مالک نے جنگ کے بارے میں درید کے ذکر اور مشورے کو ناپسند کیا، پس لوگوں نے باہم مشورہ کیا اور پوزیشن کا جائزہ لیا اور ایک دوسرے کے پاس گئے اور کہنے لگے خدا کی قسم اگر ہم نے مالک کی نافرمانی کی تو وہ نوجوان آدمی ہے اور وہ ضرور خودکشی کر لے گا اور ہم درید کے ساتھ باقی رہ جائیں گے جو بہت بوڑھا ہے جس میں جنگ کی طاقت موجود نہیں اور ایک سو ساٹھ سال کا ہے اور انہوں نے مالک کے ساتھ اتفاق کر لیا اور ہوازن نے درید کی مخالفت کی۔

اور جب درید نے دیکھا کہ وہ اس کے مخالف ہو گئے ہیں تو اُس

نے کہا، میں اس دن نہ حاضر ہوا ہوں اور نہ اس سے غائب ہوا ہوں

پھہر کھینے لگا،

کاش میں اس جنگ میں نوخیز جوان ہوتا اور میں تیز اور دوگام چلتا اور میں دراز منہ گھوڑے کو چلاتا گویا وہ چھری کے بدن کی بکری ہے اور عدیہ شہسواری اور شجاعت میں مشہور تھا اور ابھی وہ بیس سال کا نہیں ہوا تھا کہ وہ بنی حشم کا رئیس، سردار اور بہترین نسب والا تھا لیکن عمر نے اس کا کام تمام کر دیا تھا اور وہ کعب بن الصمہ بن بکر بن علقمہ بن جراح بن غزیہ بن حشم بن معاویہ بن بکر بن ہوازن تھا۔

اس طرح نو جوان سالار اور ہوازن کا بادشاہ مالک بن عوف ہوازن کے شیوخ اور لیڈروں کو معرکہ میں حصہ لینے پر آمادہ کرنے میں کامیاب ہو گیا اور عدیہ بن الصمہ نے اُسے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ یہ ایک نئے کام جنگ ہوگی اور اس کے نتائج ہوازن کے لئے خوفناک اور پریشان کن ہونگے کیونکہ مالک بن عوف نصری نے جس طریق سے فوج اکٹھی کی ہے اس میں سب سے زیادہ خطرناک بات عورتوں، بچوں، بکریوں، اونٹوں گدھوں اور ہوازن کی تمام مملوکات کو اکٹھا کر کے فوج کے ساتھ حنین کی طرف لے جانا ہے۔

مکہ سے نبوی جیش کا مارچ کرنا
ہوازنی فوج مسلسل مکہ کی طرف مارچ کرتی رہی مگر جب اس کے سالار عام مالک بن عوف کو

۱۔ دیکھئے تاریخ طبری جلد ۳ ص ۲۷۱، مغازی الواقعی جلد ۳ ص ۸۸ تا ۸۹

تواریخ السیرة ص ۲۳۶، ۲۳۷، طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۱۵۰

الکلی فی التاریخ جلد ۲ ص ۱۷۶ تا تاریخ ابن خلدون جلد ۲ ص ۸۱۲ تا ۸۱۱

البدایہ والنہایہ جلد ۲ ص ۳۲۲ سیرة ابن ہشام جلد ۴ ص ۸۶ تا ۸۷

اطلاع ملی کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی فوج کے ساتھ مکہ سے ہوازن سے مقابلہ کرنے کے لئے چل پڑے تو اُس نے اپنی فوج کے ساتھ وادی حنین میں پڑاؤ کرنے کا فیصلہ کر لیا، اس لئے کہ یہ جگہ وسعت اور طوالت کے لحاظ سے ان گھوڑوں کی جولانی کے زیادہ مناسب تھی جن پر مالک اور ہوازن کے قائدین بھروسہ کرتے تھے اور وہ کئی ہزار تھے اور اُس دور میں گھوڑے سب سے اہم متحرک ہتھیار تھے جن پر جانناز بھروسہ کرتے تھے پس وہ اس زمانے کی بکتر بند گاڑیوں کے قائم مقام تھے۔

اور جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ انھوں نے اپنے دیار سے مکہ کی جانب مارچ کر دیا ہے تو آپ نے مکہ میں اپنی فوج کے جمع کرنے میں سرعت سے کام لیا اور قبل اس کے کہ ہوازن اپنی فوج کے ساتھ مکہ پہنچیں آپ اُسے ہوازن کے مقابلے کے لئے جلدی سے لے گئے اور یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حکیمانہ عسکری سیاست تھی جس کی اتباع کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو انہام کیا تھا، جبکہ مشرکین کے ساتھ جیش نبوی کی ملاقات مکہ سے دُور اور باہر ہونا (کسی لحاظ سے) جیش نبوی کے لئے مکہ کے اندر یا اس سے قریب ہونے سے بہتر تھا۔

اس لئے کہ داخلی طور پر مکہ کی حالت پُر سکون نہ تھی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فوجوں کو اس پر قبضہ کئے سترہ دن سے زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا، اور مکہ بُت پرستی کا قلعہ تھا اور وہاں قریش کے وہ بڑے بڑے سردار رہتے تھے جنہوں نے اسلام کو ختم کرنے کا کوئی ذریعہ نہ چھوڑا تھا۔

اور جیش اسلام کے مکہ میں داخل ہونے اور ان کے جیش نبوی کی اُمت کرنے اور اس کا مقابلہ نہ کرنے کا فیصلہ کرنا اس وجہ سے نہ تھا کہ وہ اس بات

کو تسلیم کرتے ہیں کہ اسلام ایک دین برحق ہے جس کے سامنے سر تسلیم خم کرنا چاہئے بلکہ اس کا باعث فوجی لحاظ سے جیش نبوی کے مقابلے کی عدم قدرت اور کمزوری تھا اور اگر قریش کو معلوم ہوتا اور وہ اپنے دل میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے مقابلہ کرنے اور پرفالب آنے اور انھیں ڈور کرنے کی سکت پاتے تو وہ مقابلے کے منصوبہ پر عمل کرنے میں ذرا بھی نہ ہچکچاتے اور وہ ضرور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو ڈور کرنے اور ہٹانے کے لئے فوجی مقابلہ کرتے

اس بات کی دلیل یہ ہے کہ جب قریش نے اپنے سردار ابوسفیان کی یہ ڈیوٹی لگائی کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی فوج سے ان کے لئے امان حاصل کرے اور ابھی آپ راستے ہی میں تھے اور مکہ میں داخل نہیں ہوئے تھے تو قریش نے ابوسفیان سے کہا، اس امان کا مفہوم یہ ہے کہ (تو ہمارے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے امان حاصل کر اور آجا کہ وہ مکہ میں داخل ہو جائیں لیکن اگر تو آپ کے اصحاب میں کمزوری دیکھے تو ان کے خلاف اعلان جنگ کر دے)

یہی وجہ ہے کہ جب جیش نبوی مکہ پر غالب آگیا تو بہت سے اہل مکہ نے اعلان اسلام کر دیا اور ایمان ابھی ان کے قلوب میں داخل نہیں ہوا تھا اور اس حقیقت کا اظہار ان کے ایک سردار نے کیا جو معرکہ حنین میں موجود تھا اس نے کہا (جب جنگ کے پہلے مرحلے میں مسلمانوں نے شکست کھائی) جادو بیکار ہو گیا ہے اور یہ شکست سمندر تک ختم نہ ہوگی۔

پس اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں قلعہ بند ہو جاتے اور ہوازن کے مقابلے میں گلیوں میں جنگ کرنے کے منصوبے پر بھروسہ کرتے تو آپ

کی اور آپ کی فوج کی پوزیشن خطرناک ہو جاتی۔ کیونکہ بہت سے قریشی پھر جاہلیت کو اختیار کر لیتے اور مکہ پر ہوازن کے حملہ کے موقع کو غنیمت جانتے اور وہ ایک قریشی فوج تشکیل کر کے مکہ کے اندر مسلمانوں کو مارتے اور یہ احتمال بعید نہیں ہے اور ہر وہ سالار جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم والی پوزیشن میں ہو، ضروری ہے کہ وہ (فیصلہ کن معرکے کا منصوبہ بنا ہونے) اس احتمال کو اپنے اندازے میں شامل رکھے۔

یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے نکلنے اور وہاں کے دو ہزار باشندوں کو فوج میں اپنے ساتھ لے جانے کا جو منصوبہ بنایا تھا وہ ایک دانشمندانہ منصوبہ تھا جس نے اُن اعلانِ اسلام کرنے والے شکی لوگوں کی مار سے جن کے دلوں میں ابھی تک اسلام داخل نہیں ہوا تھا کی آپ کی پشت کو محفوظ کر لیا، مثلاً وہ لیڈ جس نے حنین میں مرحلہ اولی مسلمانوں کی ہزیمت سے خوش ہو کر یہ بات کہی کہ

جادو بیکار ہو گیا ہے اور شکست سمندر تک ختم نہ ہوگی۔

بلکہ اہل مکہ میں سے کئی لوگ اپنے شرک پر قائم رہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اسلام میں داخل ہونے کے بارے میں مجبور نہیں کیا بلکہ انھیں آزادی دیدی جیسے صفوان بن امیہ وغیرہ۔ اور یہ بات قائل کے احتمال کو متوکد کرتی ہے کہ

جب مکہ میں ہوازن اور حبش نبوی کے درمیان معرکہ آرائی ہوتی تو اہل مکہ ہوازن کے ساتھ شامل ہو جاتے اس لئے (عسکری نقطہ نگاہ سے) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی فوج کے ساتھ مکہ سے نکلنا اور ہوازنی فوجوں کے ساتھ مکہ سے دور چٹیل میدان میں مقابلہ کرنا عین حکمت اور سیاسی دانائی

قرار پاتا ہے، آپ نے (ہوازن سے مقابلہ کے لئے نکلنے وقت) مکہ میں عتاب بن اسید کی کمان میں حفظ امن و نظام کے لئے ایک چھوٹے سے دستے کے سوا کچھ باقی نہ چھوڑا اور جس دستے کو آپ نے چھوڑا وہ حفظ نظام اور تہرہ ذاتیاً کرنے والے اور امن کو برپا کرنے والے کسی بھی شخص کی سرکوبی کے لئے کافی تھا خصوصاً اس لئے بھی کہ اللہ تعالیٰ نے حبش نبوی کے مقدس دار الخلافہ پر قابض ہو جانے کے بعد عوام قریش کے دلوں کو ہسیت اور رعب سے بھردیا تھا اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوازن سے مقابلے کے لئے مکہ سے باہر جانے کا فیصلہ کر لیا تو آپ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا
مشرکین سے عاریتہ ہتھیار لینا

اپنی فوج کے ضروری سامان جنگ کا جائزہ لینے لگ گئے تو آپ کو معلوم ہوا کہ اس سامان میں کمی پائی جاتی ہے جس کی تکمیل ضروری ہے تاکہ آپ کی فوج کی ہتھیار بندی مکمل ہو جائے، کیونکہ فیصلہ کن معرکہ میں جس میں اسلام اور مسلمانوں کے انجام کا فیصلہ ہونا ہو، اس سے یہ بات مقدم ہے اور آپ کا دشمن تعداد کے لحاظ سے زیادہ اور بہتر ہتھیاروں کا حامل تھا اس لئے آپ نے اس جنگی سامان کے سرچشمے کے متعلق غور کیا جس سے آپ اپنی فوج کی مکمل ہتھیار بندی کر سکیں۔

صفوان بن امیہ مکہ کے بڑے لیڈروں اور سرمایہ داروں میں سے

تھا اور ہتھیاروں کا مشہور ترین تاجر تھا اور باوجودیکہ مسلمان مکہ پر قابض ہو چکے تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اُسے امان دی جا چکی تھی وہ اپنے شرک پر قائم تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اسلام لانے پر مجبور نہیں کیا اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حنین سے

فتح یاب ہو کر واپس آئے تو وہ اپنی مرضی سے اسلام میں داخل ہو گیا۔
 رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیاروں کے سرچشمے کے متعلق تحقیق
 کی تاکہ اس کے ذریعہ اپنی فوج کو ضروری اشیاء جہم پہنچائیں تو آپ نے
 مکہ میں فقط دو سرچشمے پائے اور آپ نے آئندہ ہونے والے فیصلہ کن معرکہ
 کے لئے ان دونوں سے ضروری ہتھیار حاصل کئے اور یہ دو سرچشمے
 آپ کا عمزاد نوفل بن الحارث اور صفوان بن اُمیہ تھے۔

اور صفوان بن اُمیہ (معرکہ حنین تک) مکہ میں تھا، رسول کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے گفتگو کی کہ اُنھیں ہوازن کے ساتھ فیصلہ
 کن معرکہ میں شامل ہونے سے پہلے ہتھیاروں کی ضرورت ہے اور
 آپ نے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ آپ کو ہتھیاروں کی مدد دے ...
 آپ نے فرمایا،

”اے ابو اُمیہ ہمیں اپنے ہتھیار عاریتہ دید و رکھ لیں ہم ان سے
 اپنے دشمن سے مقابلہ کریں گے۔“

صفوان نے کہا، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ غاصبانہ طور
 پر ہتھیار لیں گے؟ آپ نے فرمایا، بلکہ عاریتہ لیں گے اور ان کی واپسی
 کے ذمہ دار ہوں گے، اس نے کہا اس میں کوئی حرج کی بات نہیں،
 پس اس نے آپ کو سونپ دیا اور کافی ہتھیار (تلواریں اور نیزے) دیئے،
 اس موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوان سے مطالبہ کیا کہ وہ ہتھیار
 کو معرکہ کے مقام تک پہنچائے، آپ نے فرمایا،
 ”ان کے اٹھانے میں ہمیں کفایت کرو“

پس صفوان اُنھیں اپنے اونٹوں پر لاد کر ادھاس لے گیا اور اُنھیں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور کرویا، اور نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب (یہ بھی ہتھیاروں کے بڑے تاجروں میں سے تھا) نے معرکہ حنین میں تین ہزار نیزوں سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور یوم حنین کے روز جیش اسلامی نے نوفل بن الحارث کے نیزوں سے بڑا فائدہ اٹھایا اور اس بات کی گواہی خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی۔ آپ نے نوفل سے فرمایا،

”میں تیرے نیزوں کو مشرکین کی پشتوں کو توڑنے دیکھ رہا ہوں“

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کو بنو نزیہ قوت فتح کیا تھا اور آپ کی استطاعت میں تھا۔ مکہ کے اطاعت کر لینے کا اہل مکہ سے مال قرض لینا

بعد — کہ آپ (غالب فاتح کی طرح) مکہ کے مغلوبین سے جو مال اور ہتھیار چاہتے لے لیتے۔

باوجودیکہ حسرتی دستور اس بات کے مقتضی ہیں کہ فاتح، شکست خوردہ دشمن کے ہیڈ کوارٹر سے تمام ہتھیار قبضہ میں کر سکتا ہے مگر فاتح رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف انہی ہتھیاروں پر قبضہ کیا جنہیں بعض قریشی دستہ جنموں نے ابوسفیان کے حکم کی نافرمانی کی تھی اور جیش نبوی کے مکہ میں داخلہ کے وقت اس کا مقابلہ کر کے شکست کھائی تھی گلیوں میں پھینک گئے تھے۔

اور مکہ کے گھروں میں جو ہتھیار جمع تھے خواہ وہ تجارت کے لئے تھے یا خاص استعمال کے لئے تھے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے کسی چیز کے لینے کی اجازت نہیں دی اور نہ ہی فاتح جیش اسلامی کی جانب سے

شکست خوردہ قریشیوں کے کسی گھر میں ہتھیاروں کی تلاش کے لئے داخل ہو کر انہیں حاصل کرنے کی کوئی کاروائی ہوئی ہے۔

اور ہم معلوم کر چکے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوان بن امیہ الجعفی سے کس طرح عاریۃ ہتھیار لئے (اور وہ مکہ کے عظیم مشرک لیڈروں میں سے تھا) اور جب صفوان نے آپ سے پوچھا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ غاصبانہ طور پر ہتھیار لیں گے؟ تو آپ نے فرمایا، بلکہ عاریۃ لیں گے، اور ان کی واپسی کے ذمہ دار ہوں گے۔

اسی طرح اموال کا معاملہ ہوا، جس وقت حبش نبوی نے مکہ پر قبضہ کیا اُس وقت اُسے مال کی شدید حاجت تھی اور باوجود اس حالت کے اور باوجود ایک فاتح فوج ہونے کے، جو اس وقت کے لحاظ سے بلاد عرب کے سب سے بڑے شہر پر قابض تھی، یہ فوج (اپنے سالار اعلیٰ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق) ایک درہم یا اہل مکہ کے اموال میں سے جبر و قوت کے ساتھ کسی ایک چیز کے لینے سے بھی رُک رہی۔

اور فاتح سالار رسول نے جو کچھ کیا وہ یہ تھا کہ جب آپ نے دیکھا کہ آپ کے بعض سپاہیوں کو فقر و فاقہ اور تنگدستی نے آلیا ہے تو آپ نے مفتوحہ مکہ کے سرمایہ داروں سے مطالبہ کیا کہ وہ آپ کو اپنے اموال میں سے کچھ قرضہ دیں تاکہ آپ اس سے فوج کے بعض سپاہیوں کی تنگی کو ہلکا کر سکیں، جو آپ کے اصحاب میں شامل تھے اور جب وہ اس کی ادائیگی کی سکت پائیں گے تو انہیں واپس کر دیں گے، پس مکہ کے سرمایہ داروں نے آپ کو ڈیڑھ لاکھ درہم قرض دیا، جسے آپ نے معرکہ حنین کے بعد شکر یہ کے ساتھ انہیں واپس کر دیا، اور یہ کاروائی فاتح سالار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خلق ہے جس کو

شرافت و پاکیزگی، پاکدامنی اور عسکری شہرت اور رسول انصاف کے لحاظ سے دنیا کے سالاروں میں سے کوئی ایک سالار بھی آج تک نہیں پہنچ سکا۔ حالانکہ یہ بات آپ کے بس میں تھی (اپنے لیچرہ دشمن پر غالب فاتح کی طرح) کہ آپ ان اہل مکہ سے جنہوں نے آپ اور آپ کی دعوت کے خاتمہ کے لئے ہر وسیلے کو آزما یا تھا، پر زور مطالبے کے طریق پر جو مال بھی چاہتے، لے لیتے، مگر آپ نے ایسی کوئی بات نہیں کی، لیکن اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں، کیونکہ آپ بشریت کی آزادی کے لئے تشریف لائے تھے اُسے دبانے اور ذلیل کرنے کے لئے نہیں آئے تھے۔

واقعی بیان کرتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح کے سال پیغام بھیجا اور عبداللہ بن ربیعہ سے چالیس ہزار درہم قرض لیا تو اس نے آپ کو قرض دیدیا اور جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہوازن پر فتح دی اور ان کے اموال آپ کو عنایت میں دیئے تو آپ نے یہ درہم واپس کر دیئے اور فرمایا، قرضہ کی جزا شکر یہ ہے۔ نیز فرمایا، اللہ تعالیٰ تجھے اور تیرے مال و اولاد میں برکت دے اور واقعی نے ایک اور مقام پر بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حویطب بن عبدالعزیٰ سے چالیس ہزار درہم اور صفوان بن اُسیہ سے پچاس ہزار درہم قرضہ لیا اور انھیں اپنے کمزور صحابہ میں تقسیم کر دیا۔

مکہ سے حنین کی طرف حبشہ نبوی کے مارچ کر نیکی تاریخ | مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد پندرہ روز قیام کیا، پھر آپ نے اپنی فوج کے ساتھ ۷ شوال ۶ ہجرت کو حنین کی طرف مارچ کیا اور اسی سال کے ماہ رمضان میں مکہ فتح ہوا تھا،

واقعی اپنے مغازی میں بیان کرتا ہے،

”مؤرخین کہتے ہیں کہ مکہ ۲۰ رمضان کو جمعہ کے روز فتح ہوا تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں پندرہ راتیں قیام کیا، آپ دو رکعت نماز پڑھتے تھے پھر آپ ہفتہ کے روز جبکہ شوال کے چھ دن گزر چکے تھے حنین کو چلے گئے بلکہ

اور بعض کہتے ہیں کہ ۱۳ رمضان کو مکہ فتح ہوا تھا اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں ٹھہر کر سترہ دن قصر نماز پڑھتے رہے۔

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی فوج

مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب

کو ہتھیار بند کرنے اور اُسے اکٹھا کرنے کا کام مکمل کر لیا اور مکہ سے مارچ کرنے کا فیصلہ کر لیا تو آپ نے ایک فرمان جاری کیا جس کے بموجب قریش کے صادق الاسلام جوانوں میں سے ایک کو مکہ کا امیر مقرر کیا تاکہ وہ آپ کی غیر حاضری میں اس کے معاملات کا انتظام کرے اور جس نوجوان کو حضور علیہ السلام نے اہل مکہ پر امیر مقرر کیا اس کا نام عتاب بن اسید تھا اور یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا

۱۵ مغازی الواقدی جلد ۳ ص ۸۸۹، سیرۃ ابن ہشام جلد ۴ ص ۸۳، تاریخ طبری جلد ۳ ص ۹۸۸، ۹۸۹ دیکھئے مغازی الواقدی جلد ۳ ص ۸۸۹

۱۶ عتاب بن اسید بن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف قرشی اموی جس کی کنیت ابو عبد الرحمن تھی اور بعض کا قول ہے کہ ابو محمد تھی، یہ فتح مکہ کے روز اسلام لائے، قبولیت اسلام کے وقت نوجوان تھے اور ان کی عمر ۲۵ سال سے زیادہ نہ تھی، بہت اچھے مسلمان تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر اعتماد کیا (باقی اگلے صفحہ پر)

ایک انتظامی دستور تھا کہ جب آپ مدینہ کو چھوڑتے تو اپنے مدینہ واپس آنے تک اس پر اپنا ایک نائب امیر مقرر کرتے اور حضرت عتاب بن اُسید حنین سے واپسی کے بعد اور مکہ چھوڑ کر مدینہ واپس جانے تک بھی مکہ کے امیر رہے بلکہ حضرت عتاب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک مکہ کے امیر رہے اور آپ ہی نے (سہیل بن عمرو کے اشتراک سے) اہل مکہ کو دھمکایا کہ اگر انہوں نے اسلام سے ارتداد اختیار کیا تو انہیں قتل کر دیا جائے گا، اور یہ اُس وقت کی بات ہے جب اکثر عرب مرتد ہو گئے تھے اور مکہ میں یہ فوجا ہیں پھیلی ہوئی تھیں کہ مکہ کے کچھ عناصر اسلام سے خروج کرنے کے بارے میں غور و فکر کر رہے ہیں، پس سہیل بن عمرو نے منبر پر چڑھ کر فرمایا،

”اے اہل مکہ! تم لوگ اسلام لانے کے لحاظ سے آخری، اور

ارتداد اختیار کرنے کے لحاظ سے پہلے آدمی نہ بنو“

اور حضرت عتاب بن اُسید نے فرمایا،

”جو شخص مسجد میں نماز میں حاضر ہونے سے پیچھے رہا ہم اُسے قتل کر دیں گے۔“

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور دیگر سادات مکہ پر انہیں مقدم کیا کیونکہ آپ نے ان میں دینی مناسبت اور بھائی غم کا مشاہدہ کیا تھا، حضور نے انہیں جبکہ آپ حنین میں مشرکین کے مقابلے کے لئے گئے مکہ کا امیر مقرر کیا اور حضرت اسید رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بھر مکہ کے امیر رہے اور حضرت ابو بکرؓ نے بھی اپنی وفات تک انہیں برقرار رکھا، ابن الاثیر اسد الغابہ میں بیان کرتے ہیں کہ عتاب، دانشمند، صالح اور فاضل آدمی تھے اور عتاب وہ ہیں جنہوں نے مشرکین میں مسلمانوں کے ساتھ حج کیا اور مشرکین نے اپنے مشرکانہ طریق پر حج کیا اور حضرت عتاب کی وفات اس وقت ہوئی جب خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق نے وفات پائی

حنین کی طرف مارچ کرنے والی نبوی فوج کی تعداد اور جب سال

صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں اپنی فوج کے اکٹھے اور اس کی تیاری کو مکمل کر لیا تو اس کے ساتھ حنین کی طرف مارچ کر گئے جس کے متعلق ہوازن نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان فیصلہ کن معرکہ کا مقام ہو اور حنین کی طرف مارچ کرنے والی نبوی فوج کی تعداد بارہ ہزار جانبازوں پر مشتمل تھی جن میں دس ہزار جانباز اہل مدینہ اور قبائل عرب کے مختلف عناصر کے تھے جنہوں نے فتح مکہ میں حصہ لیا تھا اور دو ہزار اہل مکہ میں سے فتح کے بعد مسلمان ہونے والے لوگ تھے۔ اور ان میں کچھ وہ لوگ بھی تھے جو معرکہ کے اختتام تک اپنے شرک پر قائم تھے (جیسے صفوان بن امیہ) اور اہل مکہ میں سے بعض ایسے لوگ بھی حبش نبوی میں شامل تھے جن کا مقصد صرف یہ تھا کہ جب مسلمانوں کو فتح ہو تو وہ غنیمت میں شریک ہوں اور جب معرکہ میں ناکامی ہو تو وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا سے اپنے دل کو ٹھنڈا کریں بلکہ ان میں کچھ ایسے لوگ بھی تھے کہ جب جنگ کے پہلے مرحلے میں مسلمانوں کو شکست ہوئی تو وہ صفوان بن امیہ کو جو ابھی تک مشرک تھا خوشخبری دینے کے لئے آئے تو صفوان نے انہیں ڈانسا اور بتایا کہ وہ ہوازن کے کسی آدمی کی حکومت کی بجائے اپنے اوپر قریش کے کسی آدمی کی سرداری کو ترجیح دیتا ہے۔

واقعی بیان کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ کے آدمی نکلے اور ان میں کسی نے قرض کے سوا کوئی چیز نہ چھوڑی وہ سوار اور

ہیادہ حالت میں دیکھتے تھے کہ فتح کسے ہوتی ہے اور وہ غنائم حاصل کرتے ہیں اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب سے جنگ کو ناپسند کرتے تھے اور ابو سفیان بن حرب بھی لشکر کے پیچھے پیچھے تھے اور جب وہ کسی گہری چوٹی پہنچتا یا نیرے یا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سلمان کے پاس سے گزرتا تو اسے اٹھالیتا، حالانکہ تیسرا ان کے ترکش میں موجود تھے یہاں تک کہ اس نے اپنے اونٹ کو گراں بار کر دیا اور صفوان بن امیہ بھی نکلا اور وہ اسلام نہیں لایا تھا اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقرر کردہ مدت میں تھا جسے وہ لوگوں کے پیچھے مضطرب ہو گیا اور حکیم بن حزام، حویطب بن عبد العزیٰ سہیل بن عمرو، ابو سفیان بن حرب، حارث بن ہشام اور عبد اللہ بن ابی ربیعہ بھی اس کے ساتھ تھے اور دیکھ رہے تھے کہ کسے فتح ہوتی ہے وہ لوگوں کے پیچھے مضطرب ہو گئے اور لوگ جنگ کر رہے تھے، پس صفوان بن امیہ کے پاس سے ایک آدمی گزرا اور کہنے لگا،

”اے ابو وہب مبارک ہو، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب شکست کھا گئے ہیں۔“

توصفوان نے اُسے کہا،

”اگر میں محکوم ہوا تو مجھے ہوازن کے حاکم کی بجائے قریش کا حاکم زیادہ محبوب ہے۔“

فتح مکہ کے بعد، معنوی اور عسکری نقطہ نگاہ سے مسلمانوں کی طاقت

خود پسندی کے عواقب کا ضل

میں اضافہ ہو گیا... معنوی نقطہ نگاہ سے مکہ اسلامی فوج کے قبضہ میں آجانے کے بعد جزیرہ ناعرب پر اسلام کا اقتدار، مطلق اقتدار کی

کی طرح ہو گیا کیونکہ مکہ کو تمام جزیرہ کا دار الخلافہ سمجھا جاتا تھا اس لئے کہ وہ عربوں کے درمیان نظریاتی اختلافات کے باوجود ایک دینی مرکز تھا۔ اور عسکری نقطہ نگاہ سے فتح مکہ کے بعد، اسلام کے لئے ایک جنگی فوج جمع ہو گئی تھی جس جیسی فوج جب سے کہ اس دین کا سورج طلوع ہوا تھا اسلام کے جھنڈے تلے نہیں آئی تھی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمان میں بارہ ہزار جانبازوں نے حنین کی طرف مارچ کیا اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ قبل ازیں اتنی تعداد کبھی بھی مسلمانوں کے لئے جمع نہیں ہوئی اور یہ کثرت، اس فوج کی کثرت تھی، جس جیسی کثرت قبل ازیں مسلمانوں نے اپنی عسکری تاریخ میں نہیں دیکھی تھی، اور یہ کثرت حبش نبوی کے بعض محارب قبائل کے لئے خود پسندی کا باعث بن گئی اور بعض کے نزدیک یہ خود پسندی فریب کی حد تک پہنچ گئی، اور فریب کا پہلا ثمر دشمن کو حقیر سمجھنا ہوتا ہے اور جنگ کی حالت میں دشمن کو حقیر سمجھنے کا سب سے خطرناک ثمر، دشمن کے مقابلے میں ضروری احتیاطوں کے اختیار کرنے میں تساہل کرنا ہوتا ہے اور تساہل اور احتیاط نہ کرنا بعد ازاں اس شکست اور انتشار تک پہنچاتا ہے جس کی تساہل کرنے والے اور خود پسندی کرنے والے توقع بھی نہیں کر سکتے۔ اور حبش نبوی کی صفوں میں عملاً یہی کچھ ہوا اور اپنی کثرت پر نازنے اُسے اس یقین تک پہنچا دیا کہ ہوازن پر اس کا غالب آنا ایک ایسا امر ہے جو تمام ہو چکا ہے اور اس خیال نے ہوازن اور ان کی خونخوار، تجربہ کار اور منظم افواج کو حقیر سمجھنے تک پہنچایا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کو حنین میں شکست ہو گئی اور اگر اللہ تعالیٰ سالار اعلیٰ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی چھوٹی سی جماعت

کو ثبات نہ بخشا، جو بڑی شکست کی گھڑی میں ثابت قدم رہی تو قریب تھا کہ یہ شکست مہلک اور تباہ کن صورت اختیار کر جاتی، اس امر نے شکست خوردہ مسلمانوں کی تنظیم کو دوبارہ قائم کر دیا جسے انہوں نے پہلے حملے کے وقت کھو دیا تھا جب فجر کی تاریکی میں ہوازن کے گھاتی گھاٹیوں میں سے اُن پر ٹوٹ پڑے تھے جنہیں ان کے نوجوان سالار اور شجاع بادشاہ مالک بن عوف نے وہاں تنہا دمر تب کیا ہوا تھا۔

پس پہلے حملے کے وقت جب اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست سے آزما دیا تو اس کے بعد جنگ کا ترازو جیش نبوی کے حق میں ہو گیا اور وہ شکست جس نے جیش اسلامی کی جمعیت کو پریشان کر دیا (حتیٰ کہ بعض شکست خوردہ مکہ کے قریب پہنچ گئے) اس سے جنگ کا ترازو تباہ کن فتح تک پہنچ گیا جو حسرتی نقطہ نگاہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی کامیابی تھی جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے ان زبردست شد خواہ جنگجو افواج پر نظر کرتے ہوئے جن سے دادی حنین میں آپ کا تصادم ہوا تھا عہد نبوی کے کسی معرکے میں حاصل کیا تھا، کیونکہ ہوازنی افواج میں ہزار ہا جانباڑوں سے کم نہ تھیں جبکہ جیش اسلامی بارہ ہزار جانباڑوں سے زیادہ نہ تھا۔

جیش نبوی کے کچھ عناصر نے
فوج کی کثرت پر ناز کرنے کی بات
 کچھ ایسی باتیں کیں جو اس فوج
 کی کثرت پر فخر و ناز اور فریب کی آئینہ دار تھیں، اور کثرت پر ناز کرنے کے نتیجہ
 میں بعض دلوں میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں غفلت پیدا ہو گئی پس اللہ تعالیٰ
 نے انہیں شکست سے سزا دی۔

ترجمہ: تحقیق اللہ نے بہت سے جنگ کے میدانوں میں تمہاری مدد کی اور حنین کے روز بھی جب تمہیں تمہاری کثرت نے خود پسند بنا دیا تھا پس وہ کثرت تمہارے کام نہ آئی اور زمین باوجود اپنی وسعت کے تم پر تنگ ہو گئی پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور مومنین پر اپنی سکینت نازل کی اور ایسے لشکر آتا رہے جنہیں تم نے نہ دیکھا اور کفار کو عذاب دیا اور یہ کفار کی جڑ ہے، پھر اس کے بعد اللہ جسے چاہے گا اپنے فضل و کرم سے نوازے گا اور اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

علامہ سید قطب اپنی کتاب ”فی ظلال القرآن“ میں بیان کرتے ہیں۔
 ”پھر یاد دہانی سے جذبات کو چھیڑا اور اس واقعہ کا ایک پہلو پیش کیا جسے مسلمانوں نے جبکہ وہ حنین کے قریب تھے زندہ رکھا ہوا تھا جس روز تعداد اور سامان کی کثرت سے متاثر ہو کر کچھ وقت کے لئے مسلمانوں کے دل خدا تعالیٰ سے غافل ہو گئے تھے تاکہ مومنین سمجھ لیں کہ محض خدا کے لئے جدوجہد کرنا اور اس سے بچتے تعلق رکھنا ہی فتح کا وہ سامان ہے جو انھیں اس وقت بے یار و مددگار نہ چھوڑے گا جب انھیں تعداد اور سامان کی کثرت بے یار و مددگار چھوڑ دے گی۔ نیز جس وقت اولاد، مال اور بھائی انہیں چھوڑ دیں گے۔“

پھر کہتے ہیں (قرآن کریم نے مسلمانوں کے اپنی کثرت پر ناز کرنے کے جو نتائج بیان کئے ہیں ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) نص معرکہ کو اس کے بادی مشاہد اور شعوری اثرات کے مطابق دوبارہ پیش کرتی ہے۔

اِذَا نَجَّيْتُمْ

مُذَبَّرِيْنَ

پس کثرت پر ناز کرنے کے اثر سے روحانی شکست کے زلزلہ تک اس قدر تنگ دلی پیدا ہوئی کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ ساری زمین حتی شکست، پشت دیکر بھاگ جانے اور اڑیڑیوں کے بل بھر جانے تک ان پر تنگی اور سختی کر رہی ہے (لَقَدْ اَنْزَلْنَا لِلَّذِينَ كَفَرُوا عَذَابًا اَلِيمًا وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ رِجَاؤٌ وَآيَاتٌ لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ) گویا سکینت ایک چادر تھی جو نازل ہو کر پریشان دلوں کو ثبات اور بھروسے ہوئے جذبات کو سکون بخش رہی تھی (وَآيَاتٌ لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ) پس ان کی کیفیت و ماہیت معلوم نہیں ہو سکتی — وَآيَاتٌ لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ رَبِّكَ (اَلَا هُوَ — وَعَذَابٌ اَلِيمٌ) اور اس نے قتل و قید اور سلب و ہزیمت سے کفار کو سزا دی اور یہی کفار کی جزا ہے۔

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ جہالت کا بقیہ اثر ذات انوار کا مطالبہ

نے اپنی فوج کے ساتھ مکہ سے ۷ شوال سنہ ۸ھ کو ہوازن کے مقابلہ کے لئے حنین کی جانب مارچ کیا تھا اور آپ کی فوج میں بارہ ہزار جانناز تھے — جن میں دو ہزار اہل مکہ کے حدیث الاسلام تھے اور ان میں سے بہت سے آدمی کلیتہً جاہلیت کے معتقدات سے الگ نہیں ہوئے تھے بلکہ ان کے دلوں میں ابھی تک بت پرستی کے تصورات کے اثرات راسخ تھے کیونکہ ان کے شرک و بت پرستی کا زمانہ قریب ہی تھا۔

اور ان انزات کی ایک بات یہ ہے کہ جیش نبوی میں سے کچھ لوگوں نے جو حدیث الاسلام تھے اور ابھی تک انہوں نے اسلام کی پوری تعلیم حاصل نہیں کی تھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ وہ ان کے ایک مطالبہ کو پورا کریں اور اس کا پورا کرنا عین کشرک اور بت پرستی تھا۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فوج کے ساتھ مکہ اور حنین کے درمیان مارچ کر رہے تھے تو فوج ایک بہت بڑے سرسبز درخت کے پاس سے گزری جس کی قریش اور دیگر عرب تعظیم کیا کرتے تھے، اس درخت کو ذات انواط کہا جاتا تھا، اور اس موقع پر (جب انہوں نے مذکورہ درخت کو دیکھا) ان میں سے بعض نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ وہ بھی ان کے لئے اس درخت کی طرح ایک درخت مقرر کر دیں اور وہ اس کی اسی طرح تعظیم کریں گے جیسے مشرکین ذات انواط کی تعظیم کرتے ہیں، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے برا مناتے ہوئے فرمایا، اللہ اکبر اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم نے بھی وہی بات کہی ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے حضرت موسیٰ سے کہی تھی کہ

اجعل لنا الهما كما لهم الهة قال انكم قوم متفهلون

ہمارے لئے بھی ان کے معبودوں کی طرح معبود بنا دو فرمایا بلاشبہ تم جاہل قوم ہو۔ یہ وہ طریقے ہیں اور تم ضرور اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں کو اپنائو گے۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے اور مجھے ابن شہاب زہری نے سنان ابن ابی سنان الدولی سے بتایا ہے اور اس نے ابو واقد اللیثی سے روایت کی ہے کہ حارث بن مالک نے کہا کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حنین کی طرف گئے اور ہم نے نیا نیا جاہلیت کو چھوڑا تھا وہ بیان کرتا ہے کہ ہم آپ کے ساتھ حنین کی طرف گئے اور قریش کے کفار اور دیگر عربوں کے لئے ایک بہت بڑا سرسبز درخت تھا جسے ذات انواط کہا جاتا تھا، وہ ہر سال اُس کے پاس آتے تھے اور اُس پر اپنے ہتھیار لٹکاتے تھے اور اُس کے پاس

قربانیاں کرتے تھے اور ایک دن اُسکے پاس ٹھہرتے تھے وہ بیان کرتا ہے کہ ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلتے ہوئے ایک بہت بڑی سرسبز بیری دیکھی، پس ہم نے راستے کے گوشوں سے آواز دی، یا رسول اللہ! ہمارے لئے بھی ایک ذات انواط مقرر کر دیجئے جیسا کہ ان کے لئے ذات انواط ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ اکبر، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم نے بھی وہی بات کہی ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے حضرت موسیٰ کو کہی تھی کہ

اجعل لنا الها كما لهم الهة قال انكم قوم تجهلون

یہ وہ طریقے ہیں اور تم ضرور اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں کو اپناؤ گے لہ

اور عکرمہ کی ایک روایت میں جو حضرت ابن عباس سے مروی ہے بیان

ہوا ہے وہ کہتے ہیں کہ ذات انواط ایک بہت بڑا درخت تھا اور اہل جاہلیت اُس کے پاس قربانیاں کرتے تھے اور ایک روز اس کے پاس ٹھہا کرتے تھے اور ان میں سے جو اس کا قصد کرتا اپنی چادر اس کے پاس رکھ دیتا اور اس کی تعظیم کی خاطر چادر کے بغیر اس کے پاس جاتا پس جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حنین کی طرف جاتے ہوئے اُسکے پاس سے گزریے تو آپ کے اصحاب میں سے کچھ لوگوں نے کہا جن میں حارث بن مالک بھی شامل تھا، یا رسول اللہ! ہمارے

لہ سیرۃ ابن ہشام جلد ۲ ص ۸۲-۸۵ ۵۷ الحارث بن مالک قیس بن عوذ بن جابر بن عبدمنہ بن شیح الکنانی البکری اللبشی جو ابن البرصاء کے نام سے مشہور ہے، ابن اثیر کا بیان ہے کہ وہ حجازی ہے جو مکہ میں مقیم ہو گیا تھا اور بعض کا قول ہے کہ وہ کوفہ میں اُترا تھا اور بہت سے تابعین نے اس سے حدیث کی روایت کی ہے جن میں عبید بن جریج اور الشعبي شامل ہیں اور اس سے الشعبي نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے فتح مکہ کے روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ قریش آج کے بعد قیامت تک نہ سونہیں گے

لئے بھی ایک ذات انواط مقرر کر دیجئے جیسا کہ ان کے لئے ذات انواط ہے۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار اللہ اکبر کہا، اور فرمایا،

”یہی کچھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے حضرت موسیٰ سے کہا تھا“

ہر جنگ میں (اور
خصوصاً ان قدیم
جنگوں میں جنہیں سالار

حنین کی طرف جاتے ہوئے رسول کریم
(صلی اللہ علیہ وسلم) کو دھوکے سے قتل کرنے کی کوشش

فوج کا قتل اس کی فوج کی شکست کا بڑا سبب بن جاتا تھا) دونوں فوجیں اس فوج کے سالار سے نجات حاصل کرنے کے بارے میں سوچتی ہیں جس کے ساتھ گتھم گتھا ہونے کا فیصلہ ہو جاتا ہے تاکہ وہ اس کے قتل سے اس کے سپاہیوں کے حوصلے کو کمزور کر دے اور یہ کوئی مستبعد امر نہیں کہ ہوازن کے بادشاہ اور اسکی فوجوں کے سالار عام نے اس بارے میں بھی سوچا ہو، پس اس نے جنگ چھڑنے سے قبل سالار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکے سے قتل کرنے کا منصوبہ بنایا اور اس منصوبے کی تنفیذ کا کام اپنے ایک با اعتماد آدمی کے سپرد کیا۔

مورخین نے بیان کیا ہے کہ مشرکین میں سے ایک آدمی — جس کا نام انھوں نے بیان نہیں کیا — چپکے سے اس مقام پر پہنچ گیا جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حنین کو جاتے ہوئے راستے میں سوتے ہوئے تھے اور وہ جلدی سے نبوی محافظوں سے بھی آگے چلا گیا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس کا اس وقت پتہ چلا جب وہ مشرک آدمی آپ کے سر پر تلوار سونتے کھڑا تھا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سوتے

ہوئے تھے اور آپ کے ہتھیار آپ سے ڈور پڑے تھے، مگر اللہ تعالیٰ نے اس خطرناک کوشش کو ناکام بنا دیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے شر سے نجات دی، پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے محافظوں کو آگاہ کیا تو انہوں نے مستلط مشرک کو گرفتار کر لیا اور اُسے قتل کرنے کا ارادہ کیا لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس بات سے منع فرمایا۔

ابو بردہ بن نیار بیان کرتا ہے اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

مقربین میں سے تھا کہ

جب ہم ادھاس کے درے تھے تو ہم اترے اور ہم نے ایک عظیم درخت

کو دیکھا پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے نیچے اترے اور آپ نے اپنی تلوار اور ڈھال اس کے ساتھ لٹکادی، وہ بیان کرتا ہے کہ میں آپ کے قریب ترین صحابہ میں سے تھا پس مجھے آپ کی آواز نے گھبرا دیا، آپ نے فرمایا، اے ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا لبیک اور میں سرعت کے ساتھ آیا، کیا دیکھتا ہوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور آپ کے پاس ایک آدمی بیٹھا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں سویا ہوا تھا کہ یہ آدمی آیا اور اس نے میری تلوار سونتی اور پھراٹھے لیکر میرے سر پر کھڑا ہو گیا، تو میں گھبرا گیا اور یہ کہنے لگا، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آج تجھے مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ میں نے جواب دیا، اللہ، ابو بردہ بیان کرتا ہے کہ میں اپنی تلوار کی طرف لپکا اور میں نے اُسے سونٹ لیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اپنی تلوار نیام میں کرو۔ وہ بیان کرتا ہے میں نے عرض کیا،

یا رسول اللہ مجھے اس دشمن خدا کو قتل کرنے دیجئے، یہ مشرکین کا جاسوس ہے آپ نے مجھے فرمایا، اے ابو بردہ خاموش ہو جا، وہ بیان کرتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ اُسے کوئی بات کہی اور نہ سزا دی وہ بیٹا کرتا ہے کہ میں فوج میں آوازیں دینے لگا تاکہ لوگ اُسے دیکھ لیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے بغیر ہی کوئی آدمی اُسے قتل کر دے رہی میری بات تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس کے قتل سے روک دیا تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے، اے ابو بردہ اس شخص کو بھول جا، وہ بیان کرتا ہے کہ پس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پلٹا تو آپ نے فرمایا،

اے ابو بردہ! جب تک اللہ تعالیٰ اپنا دین تمام ادیان پر غالب نہ کر دے وہ میرا محافظ ہے

جیسا کہ ہر جنگ میں یہ عام دستور ہے کہ دشمن کے مختلف شعبوں کے متعلق مکمل معلومات حاصل

جیش نبوی کے متعلق ہوازنی جاسوسوں کے بیانات

کرنا ایک ایسا امر ہے جسے ہر ذمہ دار سالار دشمن کے مقابلے کے لئے اپنے منصوبوں، اندازوں اور تیاریوں میں مقدم رکھتا ہے۔ اس اصول کے مطابق (جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا) جس وقت آپ نے اپنے جاسوسوں کو ہوازن کی فوج کے متعلق ضروری معلومات حاصل کرنے کے لئے بھیجا تو ہوازن کے بادشاہ اور سالار مالک بن عوف نصری نے

بھی بعینہ ہی کام کیا اور جب مسلمانوں نے وادی حنین کی طرف سبقت کر کے
 پڑاؤ کر لیا اور اُسے مکہ سے ان کے ملحقہ کرنے کا علم ہو گیا تو اسکے بعد اس
 نے اپنے فوجی جاسوسوں کو پیش نبوی کے متعلق ضروری معلومات حاصل
 کرنے کے لئے بھیجا کہ وہ پیش نبوی کے متعلق اہم اور ضروری معلومات لیکر
 ہواذنی افواج کے سالار عام کے پاس آئیں جو ایک فیصلہ کن امر کے کے
 دروازے پر کھڑا تھا اور جس کے نتائج پر بہت پرستی کے انجام کا مکمل فیصلہ
 ہونا تھا۔ پس مالک بن عوف نے تین جواہروں کو منتخب کیا اور انہیں حکم دیا
 کہ وہ مسلمانوں کی فوج کی قوت کی معلومات کے لئے جاؤ یہی کی مہم کی ذمہ داری
 لیں اور اس نے اس مہم کو پورا کرنے کے لئے ان سے انشلی جنس کا ایک
 خاص بڑا بنایا اور مالک بن عوف نے ان تینوں کو حکم دیا کہ وہ مسلمانوں کے
 پڑاؤ میں گھس جائیں اور اسلامی فوج کے بارے میں تمام وہ معلومات
 اسکے پاس لے کر آئیں جن کی اُسے ضرورت ہے۔

پس یہ تینوں اپنے بادشاہ اور سالار کی حکم کی تعمیل کے لئے تیار ہو گئے
 اور بھیس بدل کر چپکے سے اسلامی پڑاؤ تک پہنچ کر اس میں گھس گئے اور
 کسی مسلمان کو ان کے متعلق کوئی پتہ نہ چلا اور انہوں نے اسلامی فوج کے
 متعلق وہ باتیں معلوم کیں جنہوں نے ان کے معنوی قوی کو ڈھیلا کر دیا اور
 اور انہیں اپنے دلوں میں یقین ہو گیا کہ جس اسلامی فوج کو انہوں نے دیکھا
 اس پر کوئی شخص بھی (خواہ کوئی بھی ہو) ہرگز غالب نہیں آسکتا۔

اس لئے وہ اپنے بادشاہ اور سالار مالک بن عوف کی طرف واپس
 آ گئے اور انہوں نے مسلمانوں کی فوج کے متعلق ایسا بیان پیش کیا جس
 نے اُسے غضبناک کر دیا اور مالک کے انشلی جنس کے بیڑے نے صرف

اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ اپنے سالار کو یہ صحابہ مشورہ بھی دیا کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ مقابلہ کرنے سے اجتناب کرے اور جیش نبوی سے جنگ کٹے بغیر اپنی فوج کے ساتھ دیارِ ہوازن کو لوٹ جائے کیونکہ یہی ایک ذریعہ ہے جس سے ملک نجات پاسکتا ہے اور اپنی فوج کو شکست سے بچاسکتا ہے جو لامحالہ تباہ کر دینے والی ہوگی۔

شاہِ ہوازن کے انٹیلی جنس کے بیڑے نے اپنا بیان پیش کیا اور جو کچھ انھوں نے مکہ اور حنین کے درمیان مسلمانوں کے پڑاؤ میں ان میں بل جھل کر دیکھا اور محسوس کیا تھا اسکی بنا پر اسے مقابلہ نہ کر نیکا مشورہ دیا کیونکہ انھوں نے جو کچھ دیکھا تھا اس نے انھیں خوفزدہ کر دیا تھا اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا تھا۔

لیکن مالک نے اپنے انٹیلی جنس بیڑے پر بزدلی کا اتہام لگایا، اور ان کا اور ان کے مشوروں کا مذاق اڑایا۔ اور ایک اور آدمی کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ اسے اسلامی فوج کے متعلق اطلاع دے پس وہ آدمی حالات معلوم کرنے کے لئے مسلمانوں کے پڑاؤ کی طرف گیا لیکن وہ بھی اسی شعور و احساس کے ساتھ سالار مالک کی طرف واپس آیا جسے تینوں جاسوس لیکر آئے تھے اور اس نے سالار مالک کو مشورہ دیا کہ وہ مسلمانوں سے ڈبھیڑ کے بغیر دیارِ ہوازن کی طرف واپس چلا جائے اور اگر اس نے مسلمانوں کے ساتھ مقابلہ کرنے پر اصرار کیا تو اسے اور اس کی فوج کو شکست نصیب ہوگی۔

لیکن انٹیلی جنس کے آدمیوں نے مسلمانوں کی فوج کے متعلق اسے جو بیانات اور مشورے دئے تھے ان پر عمل کرنے کے درمیان غرور حائل ہو گیا اور اس نے ہر قیمت پر مسلمانوں سے جنگ کرنے پر اصرار کیا اور مقابلہ کیا، پس

اسے اور ہوا زنی فوج کو بڑی طرح شکست ہوئی جو جزیرہ عرب میں اسلام اور بت پرستی کے درمیان آخری خونریز جنگ تھی۔

واقعی بیان کرتا ہے کہ — مالک بن عوف نے ہوا زن کے تین آدمیوں کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی نگرانی کے لئے بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ فوج میں متفرق ہو جائیں پس وہ اس کی طرف واپس آگئے اور ان کے چور الگ الگ ہو چکے تھے، اس نے کہا تمہارا بڑا ہونٹھیں کیا ہو گیا ہے انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے ابلق گھوڑوں پر سفید آدمیوں کو دیکھا ہے، اور قسم بخدا ہم ضبط نہیں کر سکے اور ہماری وہ حالت ہوئی ہے جو تو دیکھ رہا ہے نیز انہوں نے اسے کہا، ہم اہل زمیہ سے جنگ نہیں کر رہے بلکہ آسمان والوں سے جنگ کر رہے ہیں — اور اس کے جاسوسوں کے دل دھڑک رہے تھے، اور ہماری بات مان کر اپنی قوم کے ساتھ واپس چلا جا، اور اگر لوگوں نے بھی وہ کچھ دیکھا جو ہم نے دیکھا ہے تو ان کی حالت بھی ہماری طرح ہو جائے گی۔

اس نے کہا، تم پر افسوس ہے بلکہ تم سب فوج سے زیادہ بڑھلے ہو اور اُسے انہیں خوف کے باعث اپنے ہاں قید کر دیا کہ کہیں فوج میں رعب نہ پھیل جائے اور کہنے لگا مجھے کوئی بہادر آدمی بتاؤ، پس وہ گیا پھر وہ اسکے پاس واپس لوٹ آیا اور اسکی بھی وہی حالت ہو گئی جو اس سے پہلے آدمیوں کی ہوئی تھی، اُس نے پوچھا تو نے کیا دیکھا ہے؟ اُس نے جواب دیا میں نے ابلق گھوڑوں پر سفید آدمیوں کو دیکھا ہے جن پر نظر نہیں ٹپک سکتی اور خدا کی قسم میں ضبط نہیں کر سکا، اور میری وہ حالت ہوئی ہے جو تو دیکھ رہا ہے گمناستانے بھی اُسے اسکے انادے سے نہ روکا

نبوی انٹیلی جنس ہوا زنی فوج میں

عجب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ولدی حنین کے قریب آئے جسے مالک بن عوف نے ہوا زنی افواج کا پڑاؤ بنایا ہوا تھا تو آپ نے اپنے ایک ساتھی کو ہوا زنی کے پڑاؤ کی طرف بھیجا تاکہ وہ اس فوج کے متعلق ضروری معلومات کو اکٹھا کرے اور ممکن حد تک اس کے حالات معلوم کرے، اور نبوی حربی انٹیلی جنس کا آدمی چلا گیا اور جیسے بدل کر ہوا زنی کے پڑاؤ میں داخل ہو گیا جہاں حنین میں وہ پڑاؤ کئے ہوئے تھے اور اس کی تمام افواج میں گھوما، یہاں تک کہ وہ پڑاؤ میں ہوا زنی کی کمان کے ہیڈ کوارٹر میں پہنچ گیا اور اس نے ان باتوں کو مشنا جو شاہ ہوا زنی اور ان کے سالاروں اور بقیہ سرداروں کے درمیان جنگ کے بارے میں اور مسلمانوں کے متعلق ہو رہی تھیں، بلکہ نبوی انٹیلی جنس کے آدمی نے اس منصوبے کی بھی مکمل تفصیل حاصل کر لیں جسے ہوا زنی کے سالار اور بادشاہ نے معرکہ کے لئے تیار کیا ہوا تھا اور اس نے جیش نبوی سے جنگ کرنے والی فوج کی ٹھیک تعداد بھی معلوم کر لی جس کی کمان مالک بن عوف کر رہا تھا اور نبوی انٹیلی جنس کا یہ آدمی، عبداللہ بن ابی حدرد سلمی تھا جس نے مالک بن عوف کو (کمان کے خیمہ میں) ہوا زنی کے لئے حملے کا منصوبہ بناتے اور انکے سامنے مسلمانوں کی حالت کو کمتر بتانے اور اپنی فوج کے سالاروں کے مورال کو بلند کرتے سنا کہ اسکے پاس ہوا زنی کے بیس ہزار جانناز موجود ہیں اور بلاشبہ انھیں مسلمانوں پر غلبہ حاصل ہوگا اسلئے کہ مسلمانوں نے — اسکے خیال کے مطابق — اپنی تمام جنگوں میں صرف ان لوگوں سے جنگ کی ہے جنہیں جنگ کا کوئی علم نہ تھا اور (مالک کے خیال کے مطابق) ہوا زنی

ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو بتائیں گے کہ جنگ کیسے ہوتی ہے، اور ابن ابی حدرد نے مالک بن عوف کو اپنی کمان کے ہیڈ کو اڑ میں ہوازن کے زعمار اور قائدین کو کہتے سنا کہ

”محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اب سے پہلے کبھی جنگ نہیں کی، وہ ایسے ناتجربہ کاروں سے جنگ کرتے رہے ہیں جنہیں جنگ کا کوئی علم نہ تھا اور ان پر فتح پاتے رہے ہیں۔“

پھر وہ فیصلہ کن معرکے کا منصوبہ بنانے میں لگ گیا اور کہنے لگا، ”جب سحر ہو تو تم اپنے پیچھے اپنے مولیشیوں، عہد توں اور بچوں کی صف بناؤ، پھر اپنی صفیں بناؤ، پھر تمہاری طرف سے حملہ ہو۔“

پھر اس نے انہیں اس طریقے کے اپنانے کی دعوت دی جس سے وہ جنگ شُبک حرکتی، جاں سپاری اور عدم واپسی پر قادر ہو سکیں گے، اور وہ طریقہ تلواروں کی نیاموں کو توڑ کر ایک طرف پھینک دینا تھا۔ اور اسے انہیں کہا کہ وہ پہلے حملہ کریں، کیونکہ فتح — اسکے بقول — پہلے حملہ کرنے والے کے لئے ہوتی ہے، اس نے کہا پھر تمہاری طرف سے حملہ ہو اور تم اپنی تلواروں کی نیام توڑ دو اور تم اُسے میں ہزار شکستہ نیام تلواروں کے ساتھ ملو اور یکبارگی حملہ کر دو اور سمجھ لو کہ پہلے حملہ کرنے والے کو غلبہ حاصل ہوتا ہے۔

اور جب عبد اللہ بن ابی حدرد نے ہوازن اور ان کے حربی منصوبوں کے متعلق یہ اہم معلومات حاصل کر لیں تو اسکے بعد بغیر اسکے دشمن کے کسی آدمی کو اسکے متعلق کچھ معلوم ہو وہ ان کے پڑاؤ سے چپکے سے چلا آیا اور جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمان کے ہیڈ کو اڑ میں پہنچا تو اُسے دشمن

کے پڑاؤ میں جو کچھ دیکھا اور سنا تھا اسکے متعلق آپ کے سامنے مفصل بیان کر دیا۔

سہل بن حنیف کا بیان ہے کہ غزوة ہوازن میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے اور آپ جلد جلد چلے، یہاں تک کہ آپ کے پاس ایک آدمی آکر کہنے لگا یا رسول اللہ! مسلمان آپ کے پیچھے سے متفرق ہو گئے ہیں اسکا مقصد یہ تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج نے اپنی تنظیم کو کھو دیا ہے، سہل کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتر پڑے اور آپ نے انھیں نماز عصر پڑھائی اور لوگ آپ کے پاس آئے اور آپ نے انھیں حکم دیا تو وہ اتر پڑے۔ اور ایک اور شہسوار جسے انھوں نے خبریں حاصل کرنے کا مکلف کیا تھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمان کے ہیڈ کوارٹر میں آیا اور اس نے اپنی روایت کے مطابق دشمن کی فوجوں کی پوزیشن کے متعلق ایک دوسرا بیان دیا۔ اس نے کہا، یا رسول اللہ! میں آپ کے سامنے فلاں فلاں پہاڑ پر گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ تمام ہوازن اپنی عورتوں، اونٹوں اور مویشیوں کے ساتھ وادی حنین میں موجود ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متبسم ہو کر فرمایا، ”یہ کل مسلمانوں کے لئے غنیمت ہونگے“

اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فوج کے ساتھ وادی حنین

معرکہ کی شبِ حفاظتی کاروائیاں

کے قریب آئے جہاں فیصلہ کن معرکہ ہوا تو آپ نے ایک حفاظتی بیڑہ بنانے کا حکم دیا۔ جو دشمن کی گھات لگائے۔ اور اس کی حرکات کی نگرانی کرے تاکہ مسلمانوں پر اچانک حملہ نہ ہو اور لڑنے والی فوجوں کے لئے اچانک

حملہ سب سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔

اور جس شخص کو آپ نے دشمن کی گھات لگانے اور اس کی حرکات کی نگرانی کرنے اور حفاظتی مہم کا کام سپرد کیا وہ انیس بن مرثد بن ابی مرثد الغنوی تھا۔ جو بڑا شہسوار، دلیر اور جری تھا، نیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ حفاظتی مرکز، اسلامی پٹراؤ سے دور اور دشمن کے پٹراؤ کے قریب ہوتا کہ مشرکین کی ہر حرکت معلوم ہو سکے اور مسلمان اس سے متنبہ ہو جائیں واقدی بیان کرتا ہے (اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی فوج کے ساتھ حنین کی جانب بڑھنے کا حال بیان کرتا ہے)

پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آج شب کون شہسوار ہمارے حفاظت کریگا؟ تو اچانک انیس بن ابی مرثد الغنوی اپنے گھوڑے پر آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! میں یہ کام کروں گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چلے جاؤ اور فلاں فلاں پہاڑ پر ٹھہرو اور نماز یا قضا کے حاجت کے سوا اور کسی کام کے لئے نہ اُترو اور جو لوگ تمہارے پیچھے ہیں ان کو دھوکہ نہ

۱۵ انیس بن مرثد بن ابی مرثد، یہ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کا حلیف تھا اور اس کا نسب بنی غنی بن اعصر تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فتح مکہ اور حنین میں شامل ہوا انہی کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زنا کا اعتراف کرنے والی عورت کو رجم کرنے کا حکم دیا تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ان کا باپ الرجیع کی جنگ میں فوت ہو گیا تھا، انیس کی وفات سنہ ۶ کو ہوئی، محدثین نے آپ سے حدیث فتنہ کو روایت کیا ہے کہ عنقریب ایک اندھا، بہرہ اور گونگا فتنہ ہوگا

نہ دینا، وہ بیان کرتا ہے کہ ہم نے شب بسر کی یہاں تک کہ فجر روشن ہو گئی اور ہم نماز کے لئے آئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے پاس آکر پوچھا، کیا تم نے آج شب اپنے شہسوار کو دیکھا ہے، ہم نے جواب دیا قسم بخدا نہیں تو نماز کھڑی ہو گئی اور آپ نے ہمیں نماز پڑھائی، پس جب آپ نے سلام پھیرا تو میں نے آپ کو درخت کے درمیان نظر ڈالتے دیکھا، آپ نے فرمایا مبارک ہو تمہارا شہسوار آ گیا ہے۔۔۔۔۔ اور وہ شہسوار آیا اور کہنے لگا، یا رسول اللہ میں آپ کے حکم کے مطابق پہاڑ پر ٹھہرا رہا، اور میں سوائے نماز یا قضاے حاجت کے صبح تک اپنے گھوڑے سے نہیں اُترا اور میں نے کسی آدمی کو نہیں دیکھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جاؤ اور اپنے گھوڑے سے اُترو اور وہ ہمارے پاس آیا تو آپ نے فرمایا،

”اگر اس کے بعد وہ کوئی عمل نہ کرے تو اس پر کوئی حرج نہیں“

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی فوج کو کیسے تیار کیا

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوازن اور وادی حنین میں اس کی پڑاؤ کرنے والی فوجوں کے متعلق ضروری معلومات حاصل کر لیں تو اسکے بعد آپ اپنی افواج کی طرف گئے اور انہیں عنقریب ہونے والے فیصلہ کن معرکہ میں جنگ کے لئے تیار کرنے لگے جو ۱۳ شوال ۶۰۰ھ کی فجر کو برپا ہوا۔

پہلے مرحلہ میں — مسلمانوں کو نہایت بڑی شکست ہوئی، اگر اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے تھوڑے سے مخلص صحابہ کو ثابت قدم نہ رکھتا جو آپ کے جنگی بورڈ کے ارکان تھے جن میں حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عباسؓ اور انصار کے سردار شامل تھے

تو قریب تھا کہ تباہ کن شکست ہوتی اور جب شکست خوردہ لوگوں کو اس بات کا علم ہوا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معرکہ کے قلب میں موجود ہیں، تو وہ میدان جنگ کی طرف پلٹ آئے اور انھوں نے مشرکین کی افواج پر یکبارگی حملہ کر دیا اور ان کی صفوں کو بڑی طرح کچل دیا اور پھر ان پر تباہ کن شکست نازل کی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی فوج کو فجر سے پہلے تیار کیا تھا۔

سالار رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے معرکہ حنین میں حصہ لینے کے لئے اپنی فوج کو قبائلی بنیاد پر تیار کیا تھا اور یہی طریق آپ نے اُس وقت بھی اختیار کیا تھا جب آپ مکہ میں داخل ہوتے اور اُسے آزاد کرانے کے لئے تیار ہوئے تھے۔ آپ اپنی اس فوج کے پاس آئے جو حنین کی طرف بڑھ رہی تھی اور بارہ ہزار جانبازدوں پر مشتمل تھی پس آپ نے اسے تین حصوں میں تقسیم کر دیا۔

پہلا حصہ : اہل مکہ کے مہاجرین اور ان کے خلفاء پر مشتمل تھا۔

دوسرا حصہ : انصار

تیسرا حصہ : مختلف قبائل پر مشتمل تھا جن میں سابقین الاولین مہاجرین

بھی شامل تھے۔

پہلا حصہ ، قریشی مہاجرین اور ان کے حلیفوں کا تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں تین دستوں میں تقسیم کیا اور ان کی کمان تین کبار مہاجرین کو دی جو سب کے سب قریشی تھے۔

دوسرا حصہ ، انصار تھے (جو فوج کی ریڑھ کی ہڈی تھے) آپ نے انھیں دو بڑے گروہوں اوس اور خزرج میں شامل کر دیا جن کی طرف سب انصار منسوب ہوتے ہیں اور ان دونوں کی کمان اوس اور خزرج کے دوسرا دونوں کو عطا

فرمائی جو اپنے اپنے قبیلے کا سب سے بڑا جھنڈا اٹھائے ہوئے تھے۔

پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں بڑے قبیلوں کے جوانوں کو قبائلی بنیاد پر ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا جس سے اوس اور خزرج کی ہر ٹکڑی حبش میں شامل اپنے جوانوں کا ایک الگ قبیلہ بن گئی جس کا اپنا سالار بھی خاص تھا اور اپنا علم بھی خاص تھا۔

علاوہ انہیں قبیلہ کی ہر ٹکڑی کے سالار کا انصار کے سب سے بڑے علمبردار سعد بن عبادہ یا اسید بن حضیر سے ارتباط تھا۔ جن میں سے ہر ایک اپنے اصل قبیلے کا سالار عام تھا۔۔۔۔۔ سعد بن عبادہ قبیلہ خزرج کے سالار عام تھے اور اسید بن حضیر قبیلہ اوس کے سالار عام تھے اور رسول عظیم صلی اللہ علیہ وسلم فوج کے سالار اعلیٰ کی طرح سب کے مرجع تھے۔ مہاجرین اور انصاریوں کے علاوہ فوج میں جو باقی عرب قبائل تھے انھیں بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبائلی بنیاد پر تیار کیا اور انھیں بھی ٹکڑیاں بنا دیا، یہ ٹکڑیاں (قلت و کثرت کے لحاظ سے) قبیلہ کے جوانوں کی تعداد کے مطابق ہوتی تھیں، پس بعض قبائل کو (انہی کثرت کے باعث) چار ٹکڑیوں میں تقسیم کر دیا گیا اور ہر ٹکڑی کے لئے علمبردار سالار مقرر کیا گیا اور بعض کو تین ٹکڑیوں میں تقسیم کیا گیا اور بعض کو دو ٹکڑیوں میں تقسیم کیا گیا اور بعض قبائل کے جوانوں کی قلت تعداد کے باعث ایک ٹکڑی ہی بنی۔

ذیل کا نقشہ ان قبائل
سالاروں کے اسماء

حنین کے سالاروں کے اسماء کا نقشہ

کو واضح کرنے کا جو علمبردار تھے، پھر مہاجرین، انصار اور بقیہ بدوی عرب قبائل کی ٹکڑیوں کے علمبردار سالاروں کے اسماء کا نقشہ آئے گا۔

علمبرداروں کے اسماء

نسب	نام
قرشی مہاجر	حضرت علی بن ابی طالب (۱)
خزرجی انصاری	حضرت سعد بن عبادہ (۲)
اوسی انصاری	حضرت اسید بن حضیر (۳)

بڑے علمبرداروں کے اسماء

نسب	نام
قرشی مہاجر	حضرت سعد بن ابی وقاص (۱)
" "	حضرت عمر بن الخطاب (۲)
اوسی انصاری	حضرت ابو نائلہ (۳)
" "	حضرت ابو بردہ بن نیار (۴)
" "	حضرت ابو لبابہ بن عید المنذر (۵)
" "	حضرت قتادہ بن نعمان (۶)

ذیلی نسب

اوسی انصاری
خزرجی انصاری
" "
" "

ذیلی نام

حضرت جبر بن عتیک (۷)
حضرت ابو اسید الساعدی (۸)
حضرت عمارہ بن حزم (۹)
حضرت ابو سلیط (۱۰)

خزرجی انصاری

⑪ حضرت سلیمان بن قیسؓ

یہ مہاجرین و انصار کے علمبرداروں کے نام ہیں اور بقیہ بدوی عسرب قبائل جو فوج میں اپنی کثرت تعداد کے باعث درجہ دوم میں آتے ہیں انہیں سے حنین کے روز اٹھارہ علمبردار سالار تھے اور وہ درجہ ذیل ہیں۔

نسب	نام
اسلم	① حضرت بریدہ بن الحصیب
"	② حضرت جندب بن الاکحتم
غفار	③ حضرت ابوذر غفاری
بنو ضمصرہ	④ حضرت ابوفاقد اللیثی
بنو کعب بن عمرو	⑤ حضرت بشر بن سفیان
"	⑥ حضرت ابوشریح
مزینہ	⑦ حضرت بلال بن الحارث
	⑧ حضرت نعمان بن مقرن

۱۵ اس بات کی طرف بھی اشارہ کر دینا مناسب ہے کہ جو فوج مکہ میں داخل ہوئی تھی وہی معرکہ حنین میں شامل ہوئی تھی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قید میں اپنی فوج کو قبائلی بنیاد پر مرتب کیا تھا اور اپنے اوس اور خزرج سے دستوں کے چھ چھ سالار مقرر کئے اور اس جگہ یہ بات بھی نوٹ کی جا سکتی ہے کہ معرکہ حنین ٹکڑیوں کے تمام سالار وہی ہیں جو فتح مکہ میں دستوں کے سالار تھے۔ ہاں معرکہ حنین میں اوس کی ٹکڑیوں کے پانچ سالار تھے اور خزرج کے فقط چار سالار تھے (دیکھئے ہماری کتاب فتح مکہ صفحہ ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹)

- | | | |
|----------|-----------------------------|----|
| مزینہ | حضرت عبداللہ بن عمرو بن عوف | ۹ |
| جمینہ | حضرت رافع بن مکیث | ۱۰ |
| " | حضرت عبداللہ بن یزید | ۱۱ |
| " | حضرت معبد بن خالد ابو زرعہ | ۱۲ |
| " | حضرت سوید بن صخرہ | ۱۳ |
| اشیح | حضرت نعیم بن مسعود | ۱۴ |
| " | حضرت معقل بن سنان | ۱۵ |
| بنو سلیم | حضرت عباس بن مرداس | ۱۶ |
| " | حضرت خفاف بن ندبہ | ۱۷ |
| ۵۲ | حضرت حجاج بن علاط | ۱۸ |

واقعی بیان کرتا ہے کہ — جب رات ہوئی تو مالک بن عوف اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور انھیں وادی حنین میں منظم و مرتب کیا — اور ایک گھائیوں اور تنگ راستوں والی گہری وادی ہے — اور اس نے لوگوں کو تقسیم کیا اور انھیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب پر یکبارگی حملہ کرنے کا اشارہ کیا،

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے اصحاب کو مرتب و منظم کیا اور سحر کے وقت ان کی صف بندی کی اور علمبرداروں کو جھنڈے دیئے، پھر

۱۵ جن سالاروں اور قبائل کے نام ان نقشوں میں بیان ہوئے ہیں ان کے حالات ہماری آٹھویں کتاب فتح مکہ ۱۵۵ اور اس کے بعد کے صفحات پر ملاحظہ فرمائیے

واقدی جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں انصار، مہاجرین اور بدویوں کے علمبرداروں کے ناموں کا ذکر کرتا ہے۔ واقدی کا بیان ہے کہ جاہلیت میں اوس اور خزرج کے جھنڈے سبز اور سرخ تھے اور اسلام نہیں بھی انہوں نے اپنے جھنڈوں کو قائم رکھا اور مہاجرین کے بڑے جھنڈے سیاہ اور چھوٹے جھنڈے سفید تھے۔

بادجو دیکر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی فوج کو تیار کیا

جلیش نبوی کے ہراول کے سوار

کے وقت قبائلی بنیاد پر مرتب کیا تھا پس جیش نبوی ۲۹ ٹکڑیوں میں منظم ہو گیا..... مہاجرین کی دو ٹکڑیاں تھیں اور انصار کی نو ٹکڑیاں تھیں اور اٹھارہ دیگر بدوی قبائل کی تھیں اور آپ نے سواروں کی ترتیب یہی رکھی جو مکہ میں داخل ہوتے وقت اس کو آزاد کروانے کے لئے رکھی تھی، پس آپ نے سواروں کو (مکہ سے حنین کی طرف مابح کرتے وقت) فوج کے ہراول میں رکھا اور اگرچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی فوج کو قبائلی بنیاد پر منظم کیا تھا پھر بھی آپ نے (استثنائی صورت میں) مشہور سالار حضرت خالد بن ولید کو ایک ہزار سواروں کا سالار مقرر کیا جو سب کے سب بنی سلیم میں سے تھے جن کی کمان انکے تین سالار حضرت عباس بن مرداس، حضرت حجاج بن علاط اور حضرت خفاف بن مذہبہ کر رہے تھے، پس حضرت خالد معرکہ حنین اور حصار طائف کے خاتمہ تک سواروں کے سالار عام رہے اور حضرت خالد ہمیشہ ہی فوج کے ہراول میں رہے یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حنین اور طائف سے الجعرانہ کی طرف واپس آ گئے۔

اور سواروں کو فوج کے ہر اڈل میں رکھنے کے طریق کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اپنی جنگوں میں اس وقت اپناتے تھے جب فوج میں آپ کے پاس وافر گھوڑے ہوتے تھے اس لئے کہ اس دؤر میں علی لاطلاقاً سب سے طاقتور ہتھیار تھے جو اس زمانے کی بکتر بند گاڑیوں کے قائم مقام تھے

ہوازن کا سالار اور بادشاہ
مالک بن عوف نصری جو
اپنے عنفوانِ شباب میں

ہوازن کے سالار نے حنین میں
اپنی فوج کو کیسے مرتب کیا؟

تھا اور ہوازن کی سینئ ہزار فوج کی کمان کر رہا تھا اور انکے مقابلے میں اسلامی جانب صرف بارہ ہزار جانباڑ تھے۔

مالک بن عوف اپنی کسنی کے باوجود (جیسا کہ اگلے فوج کے مرتب کرنے کے اسلوب سے معلوم ہوتا ہے) اول درجہ کا ممتاز جانباڑ تھا اور وہ ایک ماہر فوجی اور معرکوں کے لئے منصوبے بنانے اور گھات میں فوجیں بٹھانے کا بڑا تجربہ کار تھا، علاوہ ازیں اسکی شجاعت، تہور کی حد تک پہنچی ہوئی تھی..... اور ان سب باتوں کے ساتھ ساتھ وہ ہوازن کے تمام قبائل پر کامل اختیار سے بہرہ اندوز تھا کیونکہ وہ ان میں بمنزلہ بادشاہ کے تھا جسے انھوں نے تلج پھنایا تھا اور اسکے مطلق اقتدار کو تسلیم کیا تھا۔

مالک نے معرکہ کے لئے جو منصوبہ بنایا تھا وہ بڑا دقیق اور مضبوط تھا، جس نے آغاز جنگ کے پہلے حملہ میں مسلمانوں کو بُری طرح شکست دی اور ان کے دستوں کو پراگندہ کر دیا اور وہ ایک دوسرے کو روندنے لگے جبکہ وہ گھاٹیوں سے طلوع فجر کے وقت مکہ کی جانب کسی چیز کی طرف توجہ دینے بغیر بھاگ رہے تھے، اگر اللہ تعالیٰ سالار رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مخلص صحابہ کی ایک

پارٹی کو ثابت قدم نہ رکھتا تو قریب تھا کہ اسلامی فوج کا انجام بڑا دکھ دہ ہوتا، انھوں نے اپنے نبی کے گرد ثابت قدمی دکھائی اور جان پر کھیل گئے اور شکست خوردہ لوگوں کو آوازیں دیں کہ وہ میدان کا رزار کی طرف واپس آجائیں، پس وہ واپس آئے اور انھوں نے مشرکین کے ساتھ زبردست شمشیرنی کی اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کمان میں ان سے سخت جنگ کی یہاں تک کہ جنگ کا پانسہ کفار کے خلاف الٹ گیا اور ان کو تباہ کن شکست ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے مؤید فتح کا فیصلہ فرمایا۔

سالار مالک بن عوف نے اپنی فوج کی ترتیب تنظیم اور اسے معرکہ کے لئے تیار کرنے کا جو طریق اختیار کیا وہ یہ تھا۔

۱۔ اپنے سپاہیوں کا مورال بلند کرنا

مالک نے ہوازن میں کھڑے ہو کر تقریر کرتے ہوئے ان کی تعریف کی اور انھیں اس طرف توجہ دلائی کہ وہ اپنے آپ پر اعتماد کریں کیونکہ وہ مسلمانوں سے زیادہ تعداد میں ہیں اور (اسکے خیال میں) وہ انکے مقابلے میں صبر و ثبات پر زیادہ قدرت رکھتے ہیں۔ اس نے اپنی تقریر میں ہوازن سے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پہلے کبھی جنگ نہیں کی، وہ صرف نا تجربہ کار لوگوں سے جنگ کرتے رہے ہیں جنہیں جنگ کا کوئی علم نہ تھا اور ان پر فتح پاتے رہے ہیں۔

۲۔ فوج کے پیچھے ہوازن کی عورتوں کی پتھوں اور اموال کو اکٹھا کرنا

مالک نے ہوازن کی سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ اپنی عورتوں کی پتھوں اور مویشیوں کو میدان کا رزار کے قریب اپنی صفوں کے پیچھے رکھیں، اس کا روائی سے

سالار مالک کا مقصد یہ تھا کہ ہوا زنی جانباز جنگ میں جان پر کھیل جائے کیونکہ جانباز کے لئے فرار کے بارے میں سوچنا مشکل امر ہوتا ہے کہ وہ خود تو بچ جائے اور اپنی عورتوں، بچوں اور بیٹوں کو اپنے دشمنوں کے ہاتھوں میں قیدی بننے کے لئے چھوڑ جائے، اس سے مالک کا مقصد یہ تھا کہ وہ اپنی فوج کے جانبازوں کے دلوں میں استقلال و ثبات کا ایک نیا عنصر داخل کر دے اور درید بن القمہ حبشی نے جو ایک مشہور جانباز اور شاعر تھا اس نے حنین کی طرف مارچ کے دوران سالار مالک کے منصوبے پر زبردست تنقید کی تھی اور اسے ایک قسم کی جانبازی خیال کیا تھا بلکہ ایک قسم کی خودکشی سمجھا تھا اور مالک کو مشورہ دیا تھا کہ وہ اپنے اس منصوبے پر نظر ثانی کرے اور عورتوں، بچوں اور مویشیوں کو پہاڑوں کی چوٹیوں پر داپس بھیج دے اور گھوڑوں کی پشت پر مسلمانوں سے جنگ کرے، لیکن مالک نے اصرار کیا اور اپنے منصوبے کو نافذ کیا، اور عورتوں، بچوں اور مویشیوں کو اپنے ساتھ رکھا یہاں تک کہ جنگ ختم ہو گئی اور وہ سب کے سب اسلامی فوج کے قبضے میں آ گئے۔

۳۔ تلواروں کا سونٹنا اور نیاموں کا توڑنا

عسروں کے نزدیک تلواروں کے نیاموں کو توڑنا، دل کو موت پر آمادہ کرنے کے لئے سب سے زیادہ کارگر بات ہے، اور ان کے ہاں اس کا مفہوم واپس نہ جانا ہوتا ہے بلکہ فتح یا موت تک جنگ کرنا ہوتا ہے اور جب سالار مالک نے ہوا زنی فوج کی تنظیم کرتے ہوئے انہیں خطاب کیا تو اسکا بھی یہی مقصد تھا، اس نے کہا اپنی تلواروں کے نیام توڑ دو اور تم اُسے میں ہزار سکتے نیام تلواروں کے

۴۔ گھات لگا کر حملہ کرنے والی فوج کو مقرر کرنا

وادی حنین
جیسا کہ مورخین

نے بیان کیا ہے ایک گہری اور مختلف راستوں اور متعدد گھاٹیوں والی وادی ہے، اور مالک کے پاس اس وادی کے متعلق تمام جغرافیائی معلومات موجود تھیں اس لئے اس نے فیصلہ کیا کہ وہ گھات لگا کر حملہ کرنے کے منصوبے کو اختیار کرے تاکہ جنگ میں مسلمانوں کو سب سے پہلے گھات لگا کر حملہ کرنے والی فوج کی آفات سے واسطہ پڑے، اور قدیم جنگوں میں بلکہ تمام جنگوں میں فوجوں کے لئے گھات لگانے والی فوج کے اچانک حملوں سے زیادہ نقصان دہ اور کوئی بات نہیں ہوتی، اور مالک بن عوف وادی حنین میں پہلے آ گیا تھا اور اس نے اپنی فوج کی ضمانت کے مناسب حال مقام پسند کر کے اس میں پڑاؤ کر لیا تھا، اور جس رات کی صبح کو معرکہ حنین ہوا، مالک بن عوف نے ہوازن کے طاقتور جوانوں کی ٹکڑیوں کو منتخب کیا اور شب کی تاریکی میں انھیں گھاٹیوں اور ان تنگ راستوں کی طرف لے گیا جن کے سامنے سے عنقریب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج گزرنے والی تھی اور وہاں پر مالک نے اپنے جوانوں کو متعدد ٹکڑیوں میں تقسیم کیا اور انھیں گھاٹیوں کی شکل پر منظم کیا اور جب وہ ان گھاٹیوں کو تاریکی کی شب میں منظم و مرتب کر چکا تو اسکے بعد (مزید پوشیدگی کے لئے) ان کے سالاروں کو سخت احکام دیئے کہ قبل اسکے کہ فجر اپنی روشنی کو پھیلا دے وہ صبح کے دھندلکے میں مسلمانوں پر حملہ کر دیں تاکہ اس سے وہ ان کی صفوں میں انتشار اور انکے دلوں میں خوف پیدا کر دیں،

اور انکی جمعیت کو پریشان کر دیں اور انھیں موقع نہ دیں کہ وہ دوبارہ اپنی تنظیم کر لیں اور عملاً یہی بات رونما ہوئی۔

اور مالک بن عوف نے مسلمانوں کے خلاف جنگ میں گھاتیوں کے جس منصوبے کو اختیار کیا وہ کامیاب ترین منصوبہ تھا کیونکہ اس سے گھاتیوں کے ہاتھوں مسلمانوں کو بڑی طرح شکست ہوئی، اگر اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو اپنی جگہ پر آپ کے تھوڑے سے مخلص صحابہ کے ساتھ ثابت قدم نہ رکھتا تو قریب تھا کہ وہ شکست، تباہ کن شکست ہو جاتی اور ان سب کی ثابت قدمی شکست خوردوں کے دوبارہ منظم ہونے اور معرکہ سے بھاگ جانے کے بعد معرکہ کے قلب کی طرف پلٹ آنا سبب بن گئی جیسا کہ ہم ذیل میں ملاحظہ کریں گے ان شاء اللہ۔

۵۔ حملہ میں پہل کرنا اور اچانک حملہ کرنے کے منصوبے پر عمل کرنا

مالک بن عوف نے معرکہ حنین کیلئے جو منصوبہ تیار کیا اس میں حملہ میں پہل

کرنا بھی شامل تھا، یعنی ہوازن پہل کرتے ہوئے مسلمانوں کے حملہ کرنے سے قبل ہی ان پر حملہ کر دیں کیونکہ مالک بن عوف کی تصریح کے مطابق فتح (غالباً) حملہ میں پہل کرنے والے ہی کو ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ مالک نے (ان کے لئے) منصوبہ بتاتے ہوئے) ہوازن سے کہا،

پھر تمہاری طرف سے حملہ ہو اور تم یکبارگی حملہ کرو اور سمجھ لو کہ فتح اسی کو ہوتی ہے جو پہلے حملہ کرتا ہے۔ اور سالار عام مالک بن عوف کے ان تمام منصوبوں پر ہوازن نے عمل کیا جنہیں اس نے معرکہ کے لئے تیار کیا تھا اور ان مضبوط منصوبوں نے جنگ کے پہلے مرحلہ میں اپنے پکے ہوئے پھل دیئے

اور مسلمانوں نے شکست کھائی، یہاں تک کہ انہیں سے شکست خوردوں کے ہراول مکہ کے نواح میں پہنچ گئے اور حبش اسلامی کے جو عناصر اسلام لائے تھے اور ابھی ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا تھا وہ کہنے لگے،

”یہ شکست سمندر تک ہوگی“

مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مہاجر اور انصار قلیل مخلص صحابہ نے شکست کے وقت جو ثابت قدمی دکھائی اس نے ہوازن کی فتح کے پھل کو ضائع کر دیا جس سے یہ فتح اللہ تعالیٰ کے فضل اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے چنیدہ صحابہ کی ثابت قدمی کی مہربانی سے تباہ شکست میں بدل گئی اور جب شکست خوردہ مسلمانوں کو اس ثابت قدمی کے متعلق علم ہوا تو دل میں شرمندہ ہوئے اور پلٹ کر حملہ کیا اور ہوازن سے سخت جنگ کر کے انھیں بڑی طرح شکست دی۔

اسی طرح مالک بن عوف کے منصوبے اور

دھوکہ دے کر خوفزدہ کرنا

جنگ کی تیاری کے اسلوب میں مسلمانوں کے دلوں میں اپنی فوجوں کا خوف داخل کر کے نفسیاتی جنگ کے منصوبے کو اختیار کرنا بھی شامل تھا اور وہ اس طرح کہ اس نے اپنی فوج کو یوں بنا دیا کہ وہ اپنے طبعی حجم سے بہت زیادہ معلوم ہوتی تھی تاکہ مسلمانوں میں سے جو اسے دُور سے دیکھے وہ اسے ایک لاکھ جانتا ز خیال کرے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ بات دلوں پر بہت اثر انداز ہونے والی ہے، پس دُور اندیش مالک بن عوف نے (اپنی حقیقی فوج کے علاوہ) دسیوں ہزار اونٹوں کو جنھیں وہ اپنے ساتھ لایا تھا اپنی حقیقی فوج کے پیچھے ریزو فوج کی طرح صف بند کر دیا، پھر ان پر عورتوں کو سوار کروا دیا، پس اس کی فوج کے اسلحہ اور سلمان

وغیرہ سے یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایک لاکھ جانباز ہیں۔ اور عملاً مسلمانوں نے بھی یہی خیال کیا کہ جن اونٹوں پر عورتیں سوار ہیں ان پر جنگجو مرد سوار ہیں، اور خاص طور پر اس دور میں اونٹ (گھوڑوں کے بعد) جنگ کا اہم ہتھیار تھے اور عرب ان پر ایسے ہی جنگ کرتے تھے جیسے کہ وہ گھوڑوں پر سوار ہو کر جنگ کرتے تھے۔

ایک صحابی ہوا زنی فوج کی ضمانت لیا کرتا ہے | اب ہم معرکہ حنین میں شامل ہونے

والے کبار صحابہ کرام میں سے ایک صحابی سے کہتے ہیں کہ وہ ہمارے سامنے اس جنگی چال کا حال بیان کرے جسے سالار مالک بن عوف نصری نے اختیار کیا تھا، اور وہ جلیل القدر صحابی حضرت انس بن مالک ہیں۔ وہ بیان فرماتے ہیں کہ:

”جب ہم وادی حنین میں پہنچے جو تہامہ کی وادی ہے اس میں تنگ راستے اور گھاٹیاں ہیں تو ہم نے کچھ ہوازیوں کو دیکھا۔ اور قسم بخدا کہ میں نے اس زمانے میں اتنی کثرت اور سامان کبھی نہیں دیکھا تھا، وہ اپنی عورتوں، بیٹوں، اولاد اور اموال کو بھی لے آئے تھے، پھر انھوں نے صف بندی کی اور مردوں کی صفوں کے پیچھے اونٹوں کے اوپر عورتوں کو بٹھا دیا۔ پھر اونٹوں، سیلوں اور بکریوں کو لاکر انکے پیچھے لگا دیا تاکہ وہ بھاگ نہ جائیں (انکے خیال کی مطابقت) پس جب ہم نے اس سامان کو دیکھا تو ہم نے خیال کیا کہ یہ سب آدمی ہیں اور جب وادی میں اترے اور ابھی صبح کا دھند لگا ہی تھا تو ہم نے محسوس کیا کہ وادی کی تنگنائی اور گھاٹی سے فوجی دستے ہمارے مقابلے کے لئے نکل آئے ہیں، پس انھوں نے یکبارگی حملہ کر دیا، تو ہراول سوار سلیم کے سوار۔ پشت پھیر کر منتشر ہو گئے، پس انھوں نے پشت پھیری اور اہل مکہ نے ان کی

پیروی کی اور شکست کھا کر لوگوں نے ان کی پیروی کی۔

ہوازن کے سالار نے حنین کی عمر ابھی تیس سال سے متجاوز نہیں ہوئی تھی، تھلیل دایہام کے جس منصوبے کو اپنی تیاری کے دوران اپنایا اسکی اس کیفیت سے جسے حضرت انس بن مالک صحابی نے بیان کیا ہے.... واضح ہوتا ہے کہ حنین کے فیصلہ کن معرکہ میں مسلمانوں نے جس شخص سے مقابلہ کیا وہ کس قدر مخالف، عنید، شجاع، ہوشیار اور تجربہ کار تھا اور اس نے اپنی بہادری اور اپنی فوج کی ترتیب و تنظیم کی اچھائی سے پہلے حملہ میں کامیابی حاصل کی، اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے رسول اور آپ کے چندہ قلیل صحابہ کی مدد نہ کرتا تو قریب تھا کہ وہ مسلمانوں کے کندھوں پر سوار ہو جاتا اور مکہ پر قبضہ کر لیتا، پس انہوں نے (اللہ تعالیٰ کی مدد کے بعد اپنی ثابت قدمی سے) طاقت کا ترازو اسلام کے مفاد میں پلٹ دیا اور انہوں نے اسلامی فوج کے بلیس کو (جو میدان کی طرف پلٹ آئی تھی) صفر سے بلند کر کے فتح کے بلند ترین درجات تک پہنچا دیا۔

فصل چہارم

- نجر کے وقت گھمسان کی جنگ
- مسلمانوں کے لئے جنگ میں برا آغاز
- ہوازن کے گھاتوں کا مسلمانوں پر اچانک اور ہلک حملہ
- معرکہ کے آغاز میں مسلمانوں کی خوفناک شکست
- شکست کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے فقط تلاوت کا ثبات
- شکست کے دوران رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فریبے قتل کرنے کی کوشش
- رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسلمانوں سے ثابت قدم رہنا اور میدان جنگ کی طرف واپس آنے کی اپیل
- میدان جنگ کی طرف واپس آکر شکست خوردہ لوگوں کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دینا
- معرکہ کی شدت اور جوش
- معرکہ حنین میں مسلمان عورت کا کردار
- ہوازن کی تباہ کن شکست
- جان پر کھیلنے کے بعد ہوازنی سالار کا فرار

جب حنین میں فریقین
یعنی مسلمانوں اور

گھمسان کا معرکہ اور مسلمانوں کی شکست

مشرکوں نے اپنی تیاری مکمل کر لی تو اس کے بعد ہجر کی گھڑی قریب

آگئی اور فریقین فیصلہ کن معرکہ کے لئے تیار ہو گئے۔ اور فجر کے قریب سحر کے وقت مسلمانوں کی فوج مرتب ہو گئی اور فجر کے دھند لگے میں جب تاریکی روشنی پر غالب ہوتی ہے وہ وادی حنین میں اتر گئے اور سالار ہوازن نے گھاٹیوں اور تنگنائیوں میں جو بہت سے گھاتی مقرر کئے ہوئے تھے ان کے لئے یہ ایک سنہری موقع تھا اور سالار ابن عوف نے رات کے دوران اور حبش نبوی کی اٹیلی جنس کے علم کے بغیر گھاٹیوں کی تنگنائیوں میں بڑی باریک بینی اور مضبوطی سے جو کثیر گھاتی مقرر کئے ہوئے تھے ان کی کامیابی پر اُسے معرکہ جیت جانے کا بڑا اعتماد تھا، اور حبش نبوی نے ان گھاٹیوں کے آگے سے گزر کر اس وسیع میدان میں جانا تھا جس میں ہوازن اپنی فوج کے پیچھے اپنی عورتوں بچوں اور اموال کے ساتھ پڑاؤ کئے ہوئے تھے۔

مسلمانوں کا خیال تھا (ہوازن کے گھاتیوں کا علم نہ ہونے کی وجہ سے) کہ معرکہ میں پہلا حملہ حنین کے میدان میں ہوگا جہاں عام ہوازنی فوج اپنے اطفال و اموال اور مستورات و اطفال کے ساتھ پڑاؤ کئے ہوئے تھی اور انہوں نے ان گھاتیوں کے معاملہ کو جنھیں سالار ہوازن نے وادی حنین کے راستوں پر مقرر کیا ہوا تھا اپنے اندازے میں شامل ہی نہیں کیا تھا وگرنہ وہ اس کے لئے تیار ہوتے اور انھیں اپنے مقاصد میں سے کوئی مقصد بھی پورا کرنے کا موقع نہ دیتے لیکن خدا تعالیٰ کا فیصلہ ہو کر رہتا ہے اُس نے فیصلہ کیا کہ مشرکین کے گھاتی کامیاب ہوں اور مسلمانوں کو (وہ مسلمان جنھیں اپنی کثرت پر ناز تھا) پہلے حملہ کے وقت قبل اس کے کہ وہ وادی میں نیچے اتریں اور اس میدان میں پہنچیں جس میں (بعد ازاں) شکست کے بعد مسلمانوں کی واپسی کے بعد فیصلہ کن معرکہ ہوا، شکست ہو،

مشرکین کے گھاتیوں کا مسلمانوں کو شکست دینا

بلاشبہ جدید و قدیم
منظم فوجوں کو جن

خطرناک خطرات سے پالا پڑتا ہے ان میں گھاتی سب سے خطرناک ترین خطرہ ہیں اور کتنے ہی گھاتی، ان فوجوں کو جو تعداد اور سامان کے لحاظ سے ان سے برتر تھیں تباہ کن شکستیں دینے کا باعث بن گئے،

اور اس بات کو تجربہ کار سالار مالک بن عوف نصری نے سمجھا اور حنین میں بلند زمینوں کے پیچھے اور گھاٹیوں اور ٹیلوں کی تنگائیوں میں مسلمانوں کیلئے محکم ترکیب کے ساتھ گھاتیوں کو بٹھادیا اور اس نے پڑے حملہ میں حبش نبوی کو شکست دی اور فوج میں سے کسی آدمی نے نہ نیرہ بلند کیا اور نہ تلوار سونتی اور فوج پشت دیکر بھاگ گئی۔

اس میں کچھ شبہ نہیں کہ مالک بن عوف نے حبش نبوی کے راستے میں جن گھاتیوں کو ان کی جگہوں پر بٹھایا ہوا تھا وہ اسلامی فوج کی تعداد سے بہت کم تھے لیکن اچانک حملہ کرنے کا (ہمیشہ ہی جنگوں میں) ایسا منگ اثر ہوتا ہے جو فوجوں کی فعالیت کو شل کر دیتا ہے اور انھیں اس طرح پیچیدگی میں ڈال دیتا ہے کہ خواہ وہ کس قدر کثرت، تنظیم اور اچھے ہتھیاروں سے آراستہ ہو شکست ان کا احاطہ کر لیتی ہے، اور ہوازن کے گھاتیوں نے بھی (حالانکہ وہ چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں تھے) عظیم اسلامی فوج سے یہی کچھ کیا جو بارہنرا جانباڑوں پر مشتمل تھی جن کے ہراول میں ایک ہزار گھڑ سوار تھے جن کی کمان عرب کا ماہر ترین شہسوار خالد بن ولید کر رہا تھا۔

اور ہراول کے سالار حضرت خالد ان لوگوں میں سے نہیں تھے جو گھاتیوں یا کسی اور کے سامنے کمزوری دکھاتے ہیں، لیکن معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے

ان سواروں کی نگرانی سے چمک گئے تھے جن کی اکثریت ان بدویوں کی تھی جو منظم جنگ میں حدیث العہد تھے، جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مدد مقابل مالک بن عوف نے اختیار کیا تھا، پس گھاتیوں کے اچانک حملوں نے جو ان پر مسلک طریقی سے کئے گئے ان کا ثبات کھودیا، اور وہ بھاگتے ہوئے مکہ کو واپس ہو گئے حالانکہ وہ ایک ہزار سوار تھے، پس وہ بقیہ حبش کو بھی جو ان کے پیچھے تھا اپنے بھاگنے سے ان کے دل نہیں رعب ڈالی کرا اپنے ساتھ بھالے گئے اور حبش نبوی کی تنظیم جاتی رہی اور ان کٹھن گھروں میں جن میں ہوازن کے گھاتیوں کو مکمل کامیابی حاصل ہوئی تھی ہر سہاکی اپنی جان بچانے کے لئے فکر مند تھا۔

ہوازن کی گھاتیوں کی کامیابی کے اسباب

پہلے حملہ کے وقت مالک بن عوف کے گھاتیوں

کی کامیابی کا خلاصہ تین امور میں بیان کیا جاسکتا ہے :

اولے : حبش اسلامی کی کمان کو ان گھاتیوں اور ان کی جگہوں کا علم نہ ہونا اور اگر اسے ان گھاتیوں کی جگہوں کا علم ہوتا تو وہ ان کی فعالیت کا قلع قمع کر دیتی۔

دوم : گھاتیوں کا مسلمانوں پر اس وقت حملہ کرنا جب طلوع فجر کے ساتھ اندھیرا چھایا ہوا تھا جس کی وجہ سے مسلمانوں نے تیروں کی شدید بوچھاڑ اور ہر جانب سے مختلف ہتھیاروں کے مہلک حملوں کا سامنا کیا اور انھیں معلوم نہ ہو سکا کہ ان پر کہاں سے حملہ ہو رہا ہے، پس ان کے گھوڑے تیروں سے ہرک گئے، اور تیروں کی مانند اور کوئی چیز گھوڑوں کو اپنا نہیں دیتی اور نہ انھیں پریشان کرتی ہے۔ پس

گھڑ سوار پیچھے کی طرف سمٹ گئے حالانکہ وہ ہراول میں تھے، اور ایک ہزار سوار تھے اور ان کا سمٹنا بڑی شکست میں تبدیل ہو گیا، سووم : گھاتیوں کی پوزیشنیں، تنگ، دشوار گزار اور بہت پیچیدار نشیبوں پر جھانکتی تھیں جو ہراول فوج کے گھوڑوں کی جولانی کیلئے مناسب حال نہ تھے جن کے موڑ ۱۳ شوال ۶۰۰ء کی صبح کے وقت جیشِ نبوی کی ہزیمت کا باعث بنے۔

مؤرخین کے اسلوبِ کلام | گھاتیوں کی کاروائی سے مسلمانوں کو کیسے شکست ہوئی

سے پتہ چلتا ہے کہ ہواذنی سالار مالک بن عوف اپنی توقعات اور حملہ کے وقت تقریر کرنے میں بڑا باوریک ہیں تھا، اس نے فیصلہ کیا کہ اس کے گھاتی حملہ کا آغاز کریں اور جیشِ نبوی پر یہ حملہ اس کی فوجوں کا پہلا حملہ ہو۔

اس سالار نے جنگ کا منصوبہ بتاتے ہوئے، اپنے دقیق اندازوں کے ضمن میں یہ بھی فرض کیا اور اندازہ لگایا (اولا سکا فرض کرنا اور اندازہ لگانا بر محل تھا) کہ جیشِ نبوی عنقریب صبح کے دھندلکے میں قبل اس کے کہ صبح کی روشنی اپنے نور سے زمین کو ڈھانپ لے ان مقامات سے گزرے گا جہاں اس نے گھاتیوں کو مقرر کیا ہے، پس مالک نے اپنے گھاتیوں کے ساتھ جیشِ اسلامی پر اچانک اور ہلکے حملہ کرتے ہوئے تاریخی سے فائدہ اٹھایا اور اس کی اس توقع اور فرض کی بنیاد ان معلومات پر تھی جو اسکے جاسوسوں نے جیشِ نبوی کی حرکات کے متعلق اسے لا کر دی تھیں۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ سالار مالک نے جو توقع کی تھی اسی کے مطابق امور سرانجام پائے، پس طلوعِ فجر کے وقت، قبل اس کے کہ صبح

رہنشی رات کی تاریکی کا خاتمہ کرے جیشِ اسلامی کے ہراول دستے نے جو سب کا سب گھر سوار تھا اپنے آپ کو ہوازی کے گھاتیوں کی زد میں پاپہ پس یہ گھاتی مسلمانوں کے ہراول پر یکبارگی ٹوٹ پڑے اور اُسے تیر و پنج بوچھا اور مختلف جہات سے مختلف قسم کے ہتھیاروں کے حملوں سے توڑ کر رکھ دیا اور ہوازی کے گھاتی صرف پیادہ ہی نہ تھے بلکہ سوار گھاتی بھی صبح کے دھند لکے میں مسلمانوں پر حملہ کرنے میں شریک ہو گئے، کیونکہ یہ ہوازی گھاتی، حنین کی طرف آنے والی گھاٹیوں کے دروں اور چھوٹی وادیوں میں پڑاؤ کئے ہوئے تھے اور جب گھاتیوں کی طرف سے جیشِ نبوی کے ہراول پر یہ اچانک اور مہلک حملہ ہوا تو وہ سب شکست کھا گئے اور بغیر تلوار سونتے نیزہ اٹھائے اور تیر چھوڑے، بھاگتے ہوئے مکہ کی طرف منہ کر لیا اور جیشِ اسلامی کے ہراول کی واپسی اور اس کے فرار نے جیشِ نبوی کی صفوں کے اندر جو کلیتہً اپنی تنظیم کو کھو چکا تھا ایک ہمہ گیر انتشار اور مکمل پھیپیدگی پیدا کر دی، اور مسلمانوں کے شکست خوردہ گھوڑے اپنے آگے آنے والی ہر چیز کو توڑنے اور مسلمان سپاہیوں کو روندنے لگے اور بہت سے لوگوں نے خیال کیا کہ یہ وہ شکست ہے جس کے بعد مسلمانوں کی کوئی پوزیشن نہیں رہے گی، اور جیشِ نبوی کے دستے تباہ کن سیلاب کی طرح بڑھنے لگے، معرکہ قتال کی طرف نہیں۔۔۔ بلکہ مکہ کی طرف بھاگنے کے لئے۔۔۔ اور ہوازی فوجیں ان مسلمانوں کا تعاقب کرنے لگیں جنہوں نے ابھی تک کسی جنگ حصہ نہیں لیا تھا، کیونکہ انہوں نے گھاتیوں کے مہلک حملہ کی شدت کا سامنا کرتے ہوئے فرار اختیار کیا تھا۔

اور یہ ایک کٹھن مرحلہ اور شدید آزمائش تھی اور اسلامی ہائی کمان

بت پرستی کے خلاف اپنی حربی تاریخ میں اس قسم کی آزمائش سے دوچار نہیں ہوئی تھی، حتیٰ کہ یوم احد کے روز بھی ایسا نہیں ہوا تھا کیونکہ اُس روز مسلمانوں نے جنگ کے پہلے مرحلہ میں مشرکین پر شاندار فتح حاصل کی تھی،

اور حنین کے روز اسلامی فوجیں متفرق ہو گئیں اور ہزار ہا پیادہ اور

سوار، کسی چیز کی طرف توجہ دینے بغیر بھاگتے ہوئے پشت پھیر گئے اور

اگر وہی پولیشن رہتی جو پہلے حملہ کے وقت تھی تو جیشِ اسلامی کی اکثریت

تباہ ہو جاتی اور خود مکہ بھی ہوازن کے مشرکوں کے قبضہ میں آ جاتا جنکی فوجوں

کی تعداد بیس ہزار تھی اور وہ دو گھنٹوں سے بھی کم وقت میں مکہ کی

بیخ کنی کر سکتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے امر پر غالب ہے پس حضرت نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مخلص اصحاب کا ثبات ان خطرناک حالات

کے دھارے کو اسلام کے مفاد میں تبدیل کر نیکا فیصلہ کن عامل ثابت ہوا،

اسلامی فوج میں ڈو ہزار

جیشِ اسلامی میں فواہیر اُڑنے والے | اہل مکہ تھے جن میں سے بہت

سے اسلام لائے تھے اور ایمان ابھی ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا تھا،

وہ جیشِ نبوی کے ساتھ اسلامی جانب سے بت پرستی کے خلاف جنگ کرنے

کے لئے نہیں گئے تھے بلکہ وہ مسلمانوں کی فتح کی صورت میں غنیمت میں اپنا

حصہ لینے کے لئے شامل ہوئے تھے، ان کی عناصر نے جب مسلمانوں کی شکست

کو دیکھا اور بت پرست ہوازن کے سواروں کو ان کا تقاب کرتے دیکھا تو

ان کی اندرونی کیفیت ظاہر ہو گئی اور انہوں نے ایسی باتیں کیں جو جیشِ نبوی

کی شکست پر ان کے خوش ہونے اور ان کے دل کے ٹھنڈا ہونے پر دلالت کرتی

ہیں، ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ

جب لوگوں کو شکست ہوئی تو اجداعرب کے دلوں میں جو کینہ تھا انھوں نے اس کے مطابق باتیں کیں اور ابوسفیان بن حرب نے کہا (جس نے نیا نیا اسلام قبول کیا تھا اور ابھی اس کے اسلام لانے پر بیس دن سے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا)

”ان کی شکست سمندر تک ختم ہوگی“

اور کلدہ بن حنبل نے بلند آواز سے کہا (اور وہ اپنے ماں جائے بھائی صفوان بن امیہ کے ساتھ تھا اور صفوان کے لئے جو مدت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کی تھی وہ اس میں مشرک تھا اور جیش نبوی میں شامل تھا) ”آج جادو بیکار ہو گیا ہے“ تو صفوان بن امیہ نے اُسے کہا ”اللہ تیرے منہ کو بند کرے۔ قسم بخدا، ہوازن کے کسی آدمی کے مجھ پر حکومت کرنے سے یہ بات مجھے زیادہ پسند ہے کہ قریش کا کوئی آدمی مجھ پر حکومت کرے۔“ اور واقدی کے مغازی میں ہے کہ کلدہ بن حنبل نے صفوان بن امیہ سے — مسلمانوں کی شکست کے وقت — کہا،

ابو وہب مبارک ہو، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کو شکست ہو گئی ہے تو صفوان نے اُسے ڈانٹتے ہوئے کہا، اگر مجھ پر کسی نے حکومت کرنی ہے تو مجھے ہوازن کے حاکم کی نسبت قریش کا حاکم زیادہ پسند ہے..... صفوان نے یہ بات اُس وقت کہی جب وہ

۱۔ اہل حدیث و سیر کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف وجدال نہیں پایا جاتا کہ ابوسفیان اچھے مسلمانوں میں سے تھا اور وہ تمام ائمہ حدیث کے نزدیک عادل ثقہ صحابی ہے ۲۔ البدایہ والنہایہ جلد ۴ ص ۳۲۷

مشرک تھا، پھر اس نے اسلام قبول کر لیا اور وہ بہت اچھا مسلمان تھا نیز عقلمند اور بہت انصاف کرنے والا تھا اور اس نے شام کے معرکہ ہائے جہاد میں شہادت پائی۔

شکست کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فریب سے قتل کرنے کی کوششوں میں جنہیں مسلمانوں نے شکست اور

پسپائی اختیار کی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ آپ اس موقف کا مقابلہ کر رہے تھے — فریب سے قتل کرنے کی ایک شرانگیز کوشش کا سامنا کیا، قریش کے ایک کینہ توڑ نے مسلمانوں کے انتشار کے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ احد کے روز مسلمانوں کے ہاتھوں سے اپنے باپ کے قتل کے انتقام میں فریب کے ساتھ قتل کرنے کا فیصلہ کیا اور اس کا باپ احد کے روز مشرکین کا علمبردار تھا۔

اور شخص جس نے دل میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فریب سے قتل کرنے کی ٹھانی تھی شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ العبدری کعبہ کا کلید بردار تھا اور یہ ان لوگوں میں شامل تھا جو فتح کے روز مسلمان ہوئے تھے مگر ابھی ایمان اس کے دل میں داخل نہیں ہوا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شریر سازش سے بچالیا۔

اس سازش کا منصوبہ باز اپنے اچھی طرح مسلمان ہو جانے کے بعد خود بیان کرتا ہے کہ میں نے کہا کہ آج میں اپنے باپ کا بدلہ لوں گا، اور آج میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کروں گا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ

میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو ایک چمیز نے آکر میرے دل کو ڈھانک لیا اور میں اس کام کی سکت نہ پاسکا، اور میں نے سمجھ لیا کہ آپ مجھ سے محفوظ رہیں گے لہ

مسلمانوں کو فوجہ کے وقت
پہلے حملہ میں جو شکست ہوئی

شکست کے متعلق مؤرخین کا بیان

اس کے متعلق مؤرخین اور اصحابِ حدیث کا اتفاق ہے کہ وہ ایک خوفناک شکست تھی اور اس موقع پر صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مخلص صحابہ میں سے فقط ایک سو آدمی جو آپ کے جنگی بورڈ کے ارکان تھے اور سب کے سب انصار و مہاجرین کے سادات میں سے تھے ثابت قدم رہے تھے، اور مؤرخین اور اصحابِ حدیث نے شکست کو فی البدیہہ بیان کیا ہے اس میں زیادہ تفصیل موجود نہیں، اس جگہ ہم اس شکست کو تاریخ کی بنیادی کتب کے بیان کے مطابق بیان کرتے ہیں۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے — مجھے عاصم بن عمر بن قتادہ نے عبد الرحمن بن جابر اور اس کے باب جابر عبد اللہ سے بتایا کہ وہ بیان کرتا تھا کہ جب ہم وادی حنین میں آئے تو ہم تھامہ کی ایک گہری وادی میں آئے اور ہم اس میں صبح کے دھندلکے میں اترے اور دشمن ہم سے پہلے وادی میں چلے گئے تھے اور انھوں نے اس کی گھاٹیوں، ٹوروں اور تنگ راستوں میں ہمارے لئے گھات لگائی اور وہ اکٹھے ہوئے اور انھوں نے تیاری کی، اور ہم بچا ہم نیچے اتر رہے تھے کہ اچانک ہم پر فوج نے یکبارگی حملہ کر دیا

اور لوگ پلٹے ہوئے شکست کھا گئے اور کوئی کسی کی طرف توجہ نہ دیتا تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دائیں جانب ہٹ گئے، پھر آپ نے فرمایا لوگ کہاں ہیں میرے پاس آؤ، میں اللہ کا رسول ہوں۔ راوی بیان کرتا ہے کہ کوئی چیز موجود نہ تھی اور اونٹ ایک دوسرے پر چڑھ دوڑے پس لگ چلے گئے یہاں رسول کریم کے ساتھ انصلا و مہاجرین اور آپ کے اہل بیت کی ایک پارٹی باقی رہ گئی یونس بن بکر بیان کرتا ہے کہ مالک بن عوف اپنے ساتھیوں کے ساتھ حنین کی طرف گیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے وہاں پہنچ گیا پس انھوں نے وادی کی تنگائیوں اور موڑوں میں تیاری کی اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور صبح کے دھند لگے میں ان کے ساتھ اترنے تو ان کے سامنے سوار نمودار ہو گئے اور انھوں نے ان پر حملہ کر دیا اور لوگ شکست خوردہ ہو کر پلٹ پڑے اور کوئی کسی کی طرف توجہ نہ دیتا تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے ہوئے دائیں جانب ہٹ گئے کہ لوگ کہاں ہیں میرے پاس آؤ میں اللہ کا رسول ہوں، میں محمد بن عبد اللہ ہوں، راوی بیان کرتا ہے کہ کوئی چیز موجود نہ تھی اور اونٹ ایک دوسرے پر چڑھ دوڑے۔

اور ابن حزم، شکست کا حال بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ پھر رسول کریم اٹھے، پس جب آپ وادی حنین میں آئے جو تھامہ کی وادیوں میں سے نشیبی وادی ہے تو ہوازن وادی کی دونوں جانب گھات لگائے ہوئے تھے اور یہ صبح کے دھند لگنے کا واقعہ ہے پس انھوں نے مسلمانوں پر یکبارگی حملہ کر دیا اور شکست خوردہ بھاگ گئے اور کوئی کسی کی طرف توجہ نہ دیتا تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انھیں آواز دی مگر وہ واپس نہ آئے۔

اصطیر ہی اپنی تاریخ میں — اپنی اسانید بیان کرنے کے بعد
 جابر بن عبد اللہ اور ان کے باپ سے بیان کرتا ہے کہ — جب ہم وادی
 حنین میں آئے تو ہم تمامہ کی ایک نشیبی وادی میں اترے اور ہم اس میں
 صبح کے دھند لگے میں آہستہ آہستہ اتر رہے تھے اور دشمن ہم سے پہلے
 وادی میں پہنچ چکے تھے اور انہوں نے اس کی گھاٹیوں، موڑوں اور تنگائیوں
 میں ہمارے لئے گھات لگائی اور وہ اکٹھے اوتیار ہوئے اور قسم بخدا ہم اتر
 رہے تھے کہ فوج نے ہم پر یکبارگی حملہ کر کے ہمیں خوفزدہ کر دیا اور لوگوں نے
 شکست کھائی اور کوئی کسی کی طرف توجہ نہ دیتا تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ
 دلائیں جانب ہٹ گئے پھر آپ نے فرمایا، لوگ کہاں ہیں؟ میرے پاس آؤ
 میں محمد بن عبد اللہ ہوں مگر کوئی چیز موجود نہ تھی اور اونٹ ایک دو سے
 پر چرٹھ دوڑے، پس لوگ چلے گئے یہ

اور محمد بن سعد اپنے طبقات میں بیان کرتا ہے کہ
 اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سفید حجر دلدل پر سوار ہو کر
 وادی حنین میں اترے، اور آپ نے دو زہریں اور خود پہنا
 ہوا تھا، پس ہوازن کے کچھ لوگوں نے ان کا سامنا کیا، اور
 اتنی کثرت میں وہ کبھی نہیں دیکھے گئے تھے اور یہ صبح کے
 دھند لگے کا واقعہ ہے اور وادی کی تنگائیوں اور گھاٹیوں سے
 فوجوں نے نکل کر یکبارگی حملہ کر دیا اور بنی سلیم کے سواروں کے
 گھوڑے پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے اور اہل مکہ نے ان کی پیروی کی

اور لوگوں نے شکست کھکر ان کی پیروی کی اور اسلحہ کو زمین پر
 علیکم فرمانے لگے، اے اللہ اور اس کے رسول کے مددگارو!
 میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، لے

اور محمود شیت خطاب (جو معاصر اسلامی فوجی مؤرخین میں سے ہے) بیان کرتا ہے کہ
 مسلمانوں کی فوجیں فجر کے وقت وادی حنین میں داخل ہوئیں
 جو ایک گہری نشیبی وادی ہے، جب کبھی سواروں کو چھپنا
 ہوتا ہے تو وہ اس میں اتر جاتے ہیں گویا وہ گہرے گڑھے
 کی طرف جا رہے ہیں، پس جب مسلمان فوج کی اکثریت
 وہاں ٹھہر گئی تو مشرکوں نے ان پر اپنے تیروں کی بوچھاڑ کر دی
 مگر مسلمانوں کو اس تیر اندازی کے مقام کا پتہ نہ چلا کیونکہ
 اس وقت اندھیرا چھایا ہوا تھا اور مشرکین کے مقناات کلیئہ
 پوشیدہ تھے پس مسلمانوں کا ہراول سٹ گیا اور اپنے آگے
 کے دوسرے مسلمانوں کو بھی بہا لے گیا۔ پس مسلمانوں کا
 سٹنا شکست میں تبدیل ہو گیا اور ابو سفیان نے مسلمانوں
 کی شکست دیکھی تو کہا، یہ شکست سمندر تک ختم ہوگی۔

اور دیگر مسلمان ہونے والے لوگوں نے بھی اسی قسم کی بات کی بلکہ عثمان
 نے طلحہ نے جب کا باپ غزوہ احد میں مقتول ہوا تھا اس کٹھن مرحلے میں

الطبقات الکبریٰ جلد ۱ ص ۱۵۷ مسلمانوں کے ہراول میں ایک ہزار سوار تھے
 ایک فوجی ماہر تصور کر سکتا ہے کہ جب ایک ہزار گھوڑے دوڑ رہے ہوں تو وہ
 اپنے آگے چلنے والے پیادوں اور اونٹ سواروں سے کیا سلوک کرتے ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فریب سے قتل کرنے کی کوشش کی تاکہ آپ سے اپنے باپ کا انتقام لے اور مسلمانوں کے ہٹنے کے بعد مشرکوں نے تعاقب کرنے کے لئے اپنی جگہیں چھوڑ دیں اور شہزادہ اونٹ پر سوار ایک آدمی جسکے ہاتھ میں ایک سیاہ جھنڈا تھا جو ایک طویل نیزے کے سر پر لگا ہوا تھا ہوازن کی پیشوائی کر رہا تھا اور جب کبھی وہ مسلمانوں کو پالیتا اپنے نیزے سے چوٹ لگاتا اور اسکے پیچھے ہوازن اور ثقیف بھی اترتے ہوئے نیزے مار تے اور مسلمانوں کے درمیان گھبراہٹ پھیل گئی اور چلنے والوں سے راستوں میں ازدحام ہو گیا اور صفوف و قبائل ایک دوسرے سے گتھ گئے اور بھاگنے پھرنے اونٹ اپنے سواروں سمیت ایک دوسرے پر چڑھ دوڑے اور حالات بچھیدہ ہو گئے۔

اور ابن اسیر بیان کرتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ والوں پر حضرت عتاب بن اسید کو امیر مقرر کیا، جاہر بیان کرتے ہیں کہ جب ہم وادی حنین میں آئے تو ہم ایک گہری نشیبی وادی میں اترے، ہم صبح کے دھند لکے میں آہستہ آہستہ اتر رہے تھے اور دشمن ہم سے پہلے وادی میں آگئے تھے، پس انھوں نے اس کی گھاٹیوں اور تنگائیوں میں ہمارے لئے گھات لگائی اور وہ اکٹھے ہوئے اور انھوں نے تیاری کی اور قسم بخدا، ہم اتر رہے تھے کہ فوج نے یکبارگی ہم پر حملہ کر کے ہمیں خوفزدہ کر دیا، پس سب لوگ شکست کھا گئے اور کوئی کسی کی طرف توجہ نہ دیتا تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دائیں جانب ہٹ گئے، پھر آپ نے فرمایا، "میرے پاس

آؤ، میں اللہ کا رسول ہوں، میں محمد بن عبد اللہ ہوں“

آپ نے تین باریہ بات کہی پھر اونٹ ایک دوسرے پر چڑھ دوڑے

ابن بربان الدین بیان

کرتا ہے کہ نوجوان سالار

مالک بن عوف نے گھات

گھات لگانے والے درید بن الصمہ
کے مشورے سے مقرر کئے گئے تھے

لگانے والے ہر عمر تجربہ کار درید بن الصمہ کے مشورے سے مقرر کئے تھے، وہ بیان کرتا ہے کہ

جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حنین میں آئے تو وہ صبح کے گھنڈکے

میں وادی میں اترے تو دشمن نے ان پر حملہ کر دیا اور وہ ان کے لئے وادی کی گھاٹیوں اور تنگنائیوں میں گھات لگائے ہوئے تھے اور یہ سب کچھ درید بن الصمہ کے مشورہ سے ہوا تھا، اس نے مالک سے کہا۔ اپنے لئے گھات لگانے والے مقرر کردہ تیرے لئے مددگار ہونگے، اگر دشمن نے تجھ پر حملہ کر دیا تو گھات لگانے والے ان کو پیچھے سے آلیں گے اور تو اپنے ساتھیوں کے ساتھ حملہ کر، اور اگر تو نے حملہ کیا تو دشمن کا ایک آدمی بھی نہیں بچے گا، پس انھوں نے یکبارگی ان پر حملہ کر دیا اور تیروں سے ان کا استقبال کیا گیا وہ منتشر ہڈیاں ہیں اور ان کا ایک تیر بھی خطا نہیں کرتا تھا

یوں حنین میں پہلے حملہ

کے موقع پر مسلمانوں

شکست کے وقت سالار رسول کا شہادت

کو بڑی طرح شکست ہوئی اور مسلمان میدان جنگ بھاگتے ہوئے ایک

دوسرے کو روندنے لگے ، اور وہ کسی چیز کی طرف توجہ نہیں دیتے تھے ، اور یہ شکست ایک ہمہ گیر شکست تھی جو بارہ ہزار فوج کے تمام دستوں پر حاوی تھی اور شکست خوردہ کو (جیسا کہ دریہ بن الصمہ نے مالک بن عوف سے کہا تھا) کوئی چیز واپس نہیں لاتی ۔

اور ماہر حرب کے لئے یہ تصور کرنا ضروری ہے کہ بارہ ہزار جانباز جن میں دو ہزار چار سو سے زیادہ گھڑ سوار اور کئی ہزار اونٹ ہوں اور وہ کسی ترتیب اور نظام کے بغیر بھاگ رہے ہوں تو یہ ایک خوفناک کھلبلی ہوتی ہے ، لوگ ایک دوسرے کو روندتے ہیں حالانکہ وہ ایک خوفناک فوج تھے جن کا نظام بگڑ چکا تھا اور وہ ایک شکست خوردہ فوج بن گئے تھے ، سالار رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کی تھوڑی سی تعداد کے سوا ، جو بڑے سے بڑے اندازے کے مطابق ایک سو سے زیادہ نہ تھے ، ان کے تمام گھوڑے ، اونٹ اور پیادہ شکست کھا چکے تھے اور اس شکست خوردہ فوج کے پیچھے بیس ہزار ہوا زنی جانباز تھے جو انتہائی طاقت کے ساتھ اسکا تعاقب کر رہے تھے ۔

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا
شکست خوردہ و نکور و کئے کی کوشش کرنا

آپ میدان میں ثابت قدمی سے کھڑے تھے ، آپ نے انھیں آواز دی کہ وہ ثابت قدم ہو جائیں اور آپ کے گرد اکٹھے ہو جائیں مگر کسی شخص نے آپ کی طرف التفات نہیں کیا اور نہ کسی نے آپ کو جواب دیا ، بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ ان خوفناک گھڑوں میں جن میں سارا تانا بانا لٹھ گیا تھا کسی نے آپ کی آواز ہی نہ سنی

ہوا کیونکہ ہر سپاہی کو جان بچانے کی فکر دامنگیر تھی اور یہ کوئی مستبعد نہیں کہ اکثر شکست خوردہ لوگوں نے یہ خیال کیا ہو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہو چکے ہیں یا شکست کھا گئے ہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ جب انھیں شکست کے صدے سے ہوش آیا اور انھوں نے حضرت عباس بن عبدالمطلب کی آواز سنی جو انھیں بتا رہے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ پر زندہ اور ثابت قدم ہیں اور وہ ان سے میدان شرف کی طرف واپس آنے کی اپیل کر رہے ہیں تو انھوں نے ایک دوسرے کو آواز دیکر خبر دی اور از سر نو میدان کی طرف واپس آ گئے۔

اور سالار رسول صلی اللہ علیہ وسلم شکست کے وقت ثابت قدم رہے اور آپ نے اپنی تلوار سونت کر اسکا نیام پھینک دیا اور ثابت قدمی کے ساتھ دشمنوں کے مقابلے کے لئے اپنا برچھا پکڑا اور آپ کے چہندہ اصحاب کی یہ چھوٹی سی جماعت آپ کے ارد گرد تھی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان نازک گھڑیوں میں بسالت و شجاعت اور اس ثبات کے ساتھ مشرکین سے جنگ کی جو نبی مرسل اور ذمہ دار سالار اعظم کی شان کے مناسب حال تھا، اور آپ نے ہوازن کی خوفناک فوجوں کا مقابلہ کیا اور آپ کے اصحاب کی یہ چھوٹی سی مستقل مزاج جماعت آپ کی مدد کر رہی تھی حالانکہ ان کی تعداد فقط ایک سو تھی جبکہ ہوازن کی بیس ہزار فوج میدان میں تیزی سے دوڑ رہی تھی۔

اور صرف حنین کا دن ہی وہ کٹھن دن نہ تھا جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی گھبراہٹ یا شکست کے وقت ثابت قدمی دکھائی تھی بلکہ خوف اور نازک حالات میں ثابت قدم رہنا سالاروں اور شجاعوں کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اساسی اور بلند مرتبہ خلاق میں سے ایک خلق ہے

اور جنگ احد کے روز جب مسلمان تیرا نازوں کی غلطی کے نتیجے میں منتشر ہو گئے اور خالد بن ولید کے سوار، مسلمانوں کے پھلے حصے پر ٹوٹ پڑے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ پر انتہائی شجاعت اور ثبات کے ساتھ کھڑے رہے حتیٰ کہ اس نازک وقت میں آپ کا ثبات قدم دہنا، مسلمانوں کے شکست سے واپس آنے اور متحد ہونے اور از سر نو دوبارہ اپنی فوج کے منظم کر نیکا بڑا سبب بن گیا، اور وہ اس طرح کہ انھیں اس دن خطرناک نقصانات اٹھانے کے باوجود، جو اس روز ان کی فوج کے سویں سے دس آدمیوں کو پہنچے تھے اس سبب نے انھیں دوبارہ میدان کارزار میں ہیبت اور غلبہ عطا کر دیا۔

اور جب خندق میں حالات نازک ہو گئے اور قریظہ کے یہودیوں نے عہد شکنی کی اور مسلمانوں کو شدید ترین خطرے کا سامنا کرنا پڑا یہاں تک کہ دل گلوں میں اٹک گئے جیسا کہ قرآن کریم میں بیان ہوا ہے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر و شجاعت اور ثبات کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا اور آپ کی شجاعت اور ایمان نے ان مضطرب دلوں کو سکون بخشا جن کا احزاب کی خوفناک فوجوں کے ڈر سے گلا گٹھا جا رہا تھا بلکہ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حفاظتی کارروائیاں کر رہے تھے، اور کہاں؟ ان خطرناک پوزیشنوں کے آگے، جن کے درمے احزاب کے سواروں کا نشانہ بن جانا ممکن تھا اور یہ کام آپ شدید سرد راتوں میں جبکہ اس کے ساتھ خوفناک آندھیاں بھی چل رہی تھیں، خندق کے بلند مقامات پر سرانجام دے رہے تھے، نیز اس وقت مسلمانوں کی حالت نازک ہو چکی تھی اور احزاب کی دس ہزار

۱۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ثبات کی تفصیل بہاری بیسری کتاب غزوات میں دیکھیے

جانبا زوں پر شتمل فوج کے خوف سے جیشِ نبوی سے منافقین اور کمزور
دل لوگوں کے کھسک جانے کے بعد مسلمانوں کی فوج کی تعداد کم ہو کر
تین سو تک پہنچ چکی تھی۔

اس طرح رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم (ہمیشہ ہی) اپنے اصحاب کی
پناہ گاہ رہے اور جب جنگ کے مصائبِ شدت اختیار کر جاتے تو ثبات
و صبر کے میدانوں میں آپ کا تصرف — ان کی جانبا زی اور لنگے مورال
کی تقویت اور جنگ کے وقت اور مصائب اور حربی آزمائشوں کے وقت
جن راستوں سے ان کے دلوں میں کمزوری اور بزدلی راہ پاسکتی ہے انہیں
بند کر نیکاسب سے بڑا سبب رہا ہے۔

عظیم آزمائش | حقیقی بات یہ ہے کہ (پہلے جملے میں) مسلمانوں کی
شکست ایک عظیم آزمائش تھی جس میں کچھ شبہ
نہیں پایا جاتا اور رسولِ عظیم اور سالارِ اکبر صلی اللہ علیہ وسلم اس آزمائش
میں ڈٹے رہے، آپ اپنی جگہ پر قطب کی طرح ڈٹے رہے اور اپنے شکست
خوردہ اصحاب کو واپسی کے لئے قوت دیتے رہے تاکہ جب انہیں علم ہو
کہ آپ زندہ اور اپنی جگہ پر قائم ہیں تو وہ آپ کے ارد گرد اکٹھے ہو جائیں، اور
جو شخص محمد بن عبد اللہ ہاشمی کے مقام پر ہو خواہ حالات کچھ بھی ہوں اور
خواہ ان خوفناک گھڑیلوں کے جن میں اسلامی فوج حضرت نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی قیادت میں اس قسم کے تلخ تجربے سے نہیں گزری تھی کچھ بھی
نتائج و احتمالات ہوتے، وہ فرار اختیار نہیں کر سکتا..... آپ نبی مرسل

لہ ایامِ خندق میں مسلمانوں کی عظیم آزمائش کی تفصیل ہماری تیسری کتاب غزوہ خندق میں دیکھیے

اور اللہ کی مدد پر یقین رکھنے والے تھے اور جو اللہ تعالیٰ پر اعتماد رکھتا تھا وہ اُس کے دشمن کو اس پر قابو نہیں دیتا، پھر محمد بن عبداللہ سیدہ الساہۃ اور قائد القادات، فوج کے سالارِ اعلیٰ اور اس کے ذمہ دار تھے، اور آپ کے لئے حبشِ اسلامی کی اس پوزیشن کو (شکست کے باوجود) جسے وہ اختیار کر چکا تھا درست کرنا ضروری تھا تاکہ وہ محفوظ رہے اور اُسے کوئی قابلِ ذکر نقصان نہ پہنچے۔

جن لوگوں پر ہوازن کی طرف سے اچانک اور مہلک حملہ ہوا اور ان کے دوبارہ میدان میں آنے سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ وہ بزدل نہ تھے اور ان میں وہ سر بلند لوگ بھی تھے جنہوں نے بدر کے روز اسلام کی تاریخ کے وسیع تر دروازے میں داخل کیا، پس وہ اس روز بھی، شمرک کی فوجوں کے سامنے ڈٹے رہے اور ان پر فتح پائی حالانکہ وہ تعداد میں ان سے تین گنا زیادہ تھے، اور سامانِ جنگ اور رسد اور ہر مادی چیز میں ان پر زبردست فوقیت رکھتے تھے اور حنین میں ہوازن کی فوج بیسٹل ہزار اور مسلمانوں کی فوج بارہ ہزار تھی، بلاشبہ اس موقع پر ہوازن کو تعداد میں مسلمانوں پر زبردست فوقیت حاصل تھی پس حنین کے روز، پہلے حملہ کے وقت مسلمانوں کو جو اچانک شکست ہوئی اس کے اسباب میں کمزوری اور بزدلی کا کوئی شائبہ نہیں پایا جاتا، و سبب (جنگی ماہرین کے بیان کے مطابق) حیران کن اچانک حملے۔ اور حدیث العہد قبائلی عناصر کے پائے جانے کا تھا جن میں ہمیشہ انتشار کی حکمرانی ہوتی ہے، اسی طرح اسلامی فوج کے اندر اظہارِ اسلام کرنے والے عناصر بھی پائے جاتے تھے (جنکے دلوں میں ابھی تک اسلام داخل

نہیں ہوا تھا، ان عناصر نے شکست دلانے میں بڑا کردار ادا کیا کیونکہ ان کے دلوں میں جاہلیت کی کچھ باتیں بقایا تھیں جنہوں نے حبش نبوی کو شکست دلائی اور ہوا زنی فوج کو فتح ہوئی، اس کی دلیل یہ ہے کہ پہلے حملہ کے وقت حبش نبوی میں سب سے پہلے شکست کھانے والے لوگ انہی عناصر میں سے تھے جیسے کہ معرکہ حنین کی جنگوں کے حالات لکھنے والے عظیم مؤرخین نے بار بار اس امر کا ذکر کیا ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ پہلے حملہ کے وقت جو شکست ہوئی وہ ایک آزمائشی دھکا تھا جس میں حبش نبوی کی یونٹیں مضطرب ہو گئیں اور پھر شکست کھا گئیں، پس سالارِ اعلیٰ صلے اللہ علیہ وسلم ثابت قدم رہے، پس آپ کا اور آپ کے ایک سوا صحاب کا ثبات، پوزیشن کی تحسین و تعدیل اور درستگی اور شکست خوردہ حبش اسلامی کے پلٹے کے جھکاؤ کا بنیادی سبب تھا جس نے اسے شکست خوردگی اور فرار کے بعد، مہلک حملہ کرنی پوزیشن میں کرایا اور یہ پوزیشن اللہ تعالیٰ کے مومنین کو ثابت قدم رکھنے کے بعد ہوئی، پس جب انھیں پتہ چلا کہ ان کے نبی اور سالارِ اعلیٰ میدان میں اپنی جگہ پر ابھی تک ڈٹے ہوئے ہیں اور ہوا زنیوں کے مونہوں پر تلوار اور ان کے سینوں میں نیزے مار رہے ہیں تو وہ میدان جنگ کی طرف واپس آگئے۔

حضرت عباس بن عبد المطلب بھی اس ثابت قدم قلیل جماعت میں شامل تھے جو حنین کے روز مسلمانوں

حضرت عباس کی آواز اور
شکست خوردوں کی واپسی

کی شکست کے موقع پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہی تھی، اور جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ شکست خوردہ

جیشِ اسلامی کسی چیز کی طرف متوجہ نہیں ہوتا تو آپ نے اس گرتی ہوئی پوزیشن کی درستگی کا ارادہ کیا (اور آپ کو یہ اعتماد تھا کہ جب آپ کے اصحاب خصوصاً انصار اور مہاجرین کو) آپ کی جگہ کا علم ہوگا نیز یہ کہ آپ شکست کھائے بغیر مشرکین کے ساتھ ثابت قدمی سے جنگ کر رہے ہیں تو وہ لازماً میدانِ جنگ کی طرف واپس آئیں گے اور ان کی واپسی سے طاقت کا توازن، اسلام اور مسلمانوں کے مفاد میں تبدیل ہو جائیگا اور فتح، جیشِ توحید کی حلیف ہوگی اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں کہ اللہ ان کا مددگار ہوگا ادنیٰ سا بھی شبہ نہ تھا اس لئے آپ نے اپنے چچا حضرت عباس سے (آپ بڑے بلند آواز تھے اور آپچی آواز کئی میلوں تک سنائی دیتی تھی) خواہش کی کہ وہ فوج کو میدانِ شرف و جہاد کی طرف واپس آنے کی اپیل کریں اور آپ کی ڈیوٹی لگائی کہ آپ خاص طور پر انصار اور اصحابِ شجرۃ الرضوان کے نام سے آواز دیں کیونکہ یہ لوگ ہر اس معرکہ میں جس میں مسلمانوں نے عہدِ نبوی میں حصہ لیا، فوج کی ریڑھ کی ہڈی تھے۔ (خصوصاً وہ انصار) جو ہمیشہ ہی اسلام اور اس کے دشمنوں کے درمیان ہونے والے ہر معرکہ میں اکثریت میں ہوتے تھے۔

حضرت عباس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق عمل کیا اور انصار کے نام سے اور خصوصاً اصحابِ السمرۃ (وہ درخت جس کے نیچے مسلمانوں نے فتح مکہ سے قبل حدیبیہ کے روز حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

لہ سمرۃ، ببول کے درخت کو کہتے ہیں یعنی حضرت عباس نے ان لوگوں کو آواز دی جنہوں نے ببول کے درخت تلے بیعت کی تھی۔ مترجم

کی بیعت کی، کے نام سے آواز دی -

جونہی شکست خوردہ مسلمانوں نے حضرت عباس بن عبدالمطلب کی آواز میں نبوی اپیل کو سنا تو وہ اچانک حملے کے صدمے سے سنبھل گئے اور خصوصاً اس یقین کے بعد کہ ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ پر ڈٹ کر مشرکین سے جنگ کر رہے ہیں پس وہ سب کے سب میدان کارزار کی طرف واپس آگئے اور حیرت انگیز سرعت کے ساتھ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد جمع ہو گئے اور حبش نبوی کی حالت بہتر ہونے لگی اور ہوازنیوں کو مسلمانوں کی ضربیں لگنے لگیں، حالانکہ قبل ازیں وہ ان کے کندھوں پر سوار ہو چکے تھے اور ان کے قائدین خیال کرنے لگے تھے کہ مسلمانوں کو تباہ کن شکست ہوگی اور بالآخر مکہ ہوازن کے قبضہ میں آجائے گا

حضرت عباس کی آواز میں رسول حبیب
صلی اللہ علیہ وسلم کی اپیل کو شکست

از سر نو شدید جنگ

خوردہ صحابہ کے قبول کر لینے کے بعد مسلمانوں اور ہوازنیوں کے درمیان پہلے سے بھی زیادہ شدید جنگ شروع ہو گئی اور ایک خوفناک معرکہ ہوا اور چند ہی لمحوں میں ہوازن حملے کی پوزیشن ترک کر کے دفاع کی پوزیشن میں آگئے اور مسلمانوں نے غیظ و غصے کے ساتھ مشرکوں سے جنگ کی اور عظیم استقلال دکھایا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں زبردست فتح عطا فرمائی اور ہوازن کو ایسی تباہ کن شکست ہوئی کہ تاریخ میں عربوں میں سے کسی کو اس قسم کی شکست نہ ہوئی تھی جس نے ہوازن کی عظمت کا ستیاناس کر دیا، جنہیں پہلے حملہ کے وقت اچانک اور وقتی فتح نے مسرت کر دیا تھا اور ان پر ذلت اور رسوائی نازل ہوئی، اور اس شکست کے

متعلق ان کا کوئی قائد تصور بھی نہ کر سکتا تھا، یا یہ کہ شکست کے عدم مواصلت کے باعث مسلمان، مکہ یا سمندر تک ثابت قدم رہ سکیں گے جیسا کہ اسلام لانیوالے ان لوگوں میں سے جن کے دلوں میں ابھی تک ایمان داخل نہیں ہوا تھا، ایک آدمی نے یہ بات کہی تھی،

یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل اور سالا نبی صلی اللہ علیہ وسلم، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، کے ثبات کے طفیل ہوا جن کا مسلمانوں کی شکست کے وقت اپنی جگہ پر ثابت قدم رہنا اور مشرکین کے ساتھ جنگ کرنا (حالانکہ آپ کے ساتھ صرف ایک سو صحابہ ثابت قدم رہے تھے) معرکہ میں مسلمانوں کے بلیس کو فتح کے حساب سے صفر سے بلند کر کے کامیابی اور غلبہ کے اعلیٰ نمبروں تک لیجانے کا سبب بن گیا۔

جب مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ ان کا نبی اپنی جگہ پر ثابت قدم رہ کر ہوا زنی فوج کی موجوں سے نبرد آزما ہے تو وہ شرمندہ ہوئے حالانکہ وہ شکست خوردہ ہو کر بھاگ رہے تھے۔ اور جب انھوں نے نبوی اپیل کو سنا کہ وہ انھیں اپنے نبی کے گرد میدان جنگ میں واپس آئیگی دعوت دے رہی ہے تو وہ شرمندہ ہوئے اور واپس آکر (غیظ و غصہ کیساتھ) دشمن پر ٹوٹ پڑے گویا وہ تند ہوائیں ہیں جو ہر حالت ہونے والی چیز کو اڑا کر لے جاتی ہے یہاں تک کہ ان میں سے ایک (تاکہ وہ میدان جنگ میں آنے والوں میں سب سے سابق ہو) اپنے اونٹ کی مہار پھینکتے ہوئے اور پھر اس کی پشت سے پھلانگ لگاتے ہوئے اپنی تلوار اور نیزہ اٹھاتے ہوئے مشرکین سے لڑنے کے لئے نہایت سرعت کے ساتھ اس طرف دوڑ رہا تھا جہاں رسول عظیم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے تھے۔

اور جس طرح پہلے حملے کے وقت شکست کے موقع پر مسلمان ایک دوسرے کو روندتے تھے اس سے کہیں بڑھ کر انھوں نے میدان شرف کی طرف واپسی پر ازدحام کیا اور اپنے چسبوں سے شکست کا غبار جھاڑا، قریب تھا کہ مشرکین سے مقابلہ کے لئے جو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد ازدحام کئے ہوئے تھے اس سے ان کے نیروں سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچ جاتی۔

اور شاید ہمارے لئے یہ مستحسن ہو
معرکہ کے متعلق واقدی کا بیان کہ ہم امام المغازی محمد بن عمر الواقدی

کی طرف کان لگائیں، وہ ہمارے لئے ان نازک اور شرمندہ کرنے والی گھڑیوں جن میں مسلمانوں نے شکست کھائی، اور ان شاندار اور بلند قدر لمحات کا ذکر کرتا ہے جن میں مسلمان واپس ہوئے اور انھوں نے اچانک شکست کی عار کو اپنے پاک اور مقدس خون سے دھویا اور عبد نبوی میں بت پرستی پر اسلام کی سب سے بڑی فتح کو ریکارڈ کیا، واقدی بیان کرتا ہے کہ

”انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ جب ہم وادی حنین میں اترے اور ابھی صبح کا دھند لگا ہی ہوا تھا کہ ہم نے محسوس کیا کہ وادی کی تنگنائیوں اور گھاٹیوں سے فوجوں نے ہم پر حملہ کر دیا ہے، پس انہوں نے یکبارگی حملہ کیا تو ہراول کے سوار جو سلیم کے سوار تھے۔ پیٹھ دیکر بھاگ گئے۔ اور اہل مکہ نے ان کی پیروی کی اور شکست کھا کر لوگوں نے ان کی پیروی کی وہ کسی چیز کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے“
 حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کوٹنا۔ اور آپ نے اپنے دائیں بائیں دیکھا۔ لوگ شکست کھا رہے تھے اور آپ کہہ رہے تھے،

اے اللہ اور اسکے رسول کے مددگارو! میں اللہ کا بندہ اور اس کا ڈنٹا رہنے والا رسول ہوں۔

راوی بیان کرتا ہے کہ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے برچھے کے ساتھ لوگوں کے آگے آئے۔

اور حضرت عباس بن عبدالمطلب بیان کرتے ہیں کہ

جب حنین کے روز مسلمانوں اور مشرکوں کی مڈ بھیر ہوئی تو مسلمان بھاگ گئے تو میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کے ساتھ ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب کے سوا اور کوئی آدمی نہ تھا، وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خسر کو منہ سے پکڑے ہوئے تھے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین کی طرف جلدی سے بڑھنے میں کوئی کوتاہی نہیں کر رہے تھے، حضرت عباس بیان کرتے ہیں، میں بلند آواز آدمی تھا، جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی حالت دیکھی کہ وہ کسی چیز کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تو آپ نے فرمایا، اے عباس! آواز دو، اے گروہ انصار اور اے اصحاب السمرہ، پس میں نے آواز دی، اے گروہ انصار اور اے اصحاب السمرہ، تو وہ یوں لبیک لبیک کہتے آئے جیسے اونٹ اپنے بچوں کے مشتاق ہوتے ہیں، پس ان میں سے ایک آدمی جانا اور اپنے اونٹ کو موڑتا مگر وہ اس کی سکت نہ پاتا تو اپنی زرہ کو لیتا اور اسے اپنی گردن کے آگے رکھتا اور اپنی ڈھل اور تلوار لیتا اور پھر اپنے اونٹ سے کود پڑتا اور اسے لوگوں میں کھلا چھوڑ دیتا اور آواز کا پیچھا کرتا، ہوا رسول کریم صلی اللہ

بچوں کی طرف مڑتی ہے، انھوں نے نیزے بلند کئے ہوئے تھے، حتیٰ کہ مجھے مشرکین کے نیزوں سے بھی بڑھ کر انکے نیزوں سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں خوف پیدا ہوا، وہ نیزوں کو بلند کئے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے، یا لبیک یا لبیک، پس جب وہ ملے اور انھوں نے شمشیر زنی کی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر پر اپنی رکاب میں کھڑے فرما رہے تھے، اے اللہ میں تجھ سے تیرے وعدے کے مطابق سوال کرتا ہوں انھیں غالب نہیں آنا چاہیے۔ پھر آپ نے حضرت عباس سے فرمایا مجھے زمین سے کچھ سنگریزے پکڑاؤ، پھر فرمایا، چسورے قبیح ہو گئے، اور ان سنگریزوں کو مشرکین کی طرف پھینک دیا، اور فرمایا، ربّ کعبہ کی قسم وہ شکست کھا گئے بلکہ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی دعا کو قبول فرمایا اور معرکہ میں طاقت کا ترازو مسلمان کے مفاد میں ہو گیا یہاں تک کہ انھوں نے مشرکین کو بڑی طرح شکست دی۔

حضرت انس
رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم

شکست کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہنے والے اصحاب

اور آپ کے چند اصحاب کے ثبات کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا اور آپ نے اپنے دائیں بائیں دیکھا اور لوگ شکست کھا رہے تھے، آپ فرما رہے تھے، اے اللہ اور اس کے رسول کے مددگارو! میں اللہ کا بندہ اور

اسکا ڈنار ہننے والا رسول ہوں، راوی بیان کرتا ہے پھر آپ اپنے برچھے کے ساتھ لوگوں کے آگے آئے، پس قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مسجوث فرمایا ہے کہ ہم نے کوئی تلوار اور نیزہ نہیں مارا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اٹھیں شکست دیدی۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوج کی طرف واپس آئے، اور آپ نے انہیں سے جن لوگوں پر قابو پایا تھا انکے قتل کرنیکا حکم صادر فرمایا اور ہوازن لپسا ہونے لگے اور جو مسلمان شکست کھا گئے تھے وہ واپس آگئے، اور تاریخ کی کتابوں میں ان آدمیوں کے ناموں کا بھی ذکر آیا ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے تھے ان میں سے چند نام یہ ہیں۔

- ۱ - حضرت ابو بکرؓ
- ۲ - حضرت عمرؓ
- ۳ - حضرت عباس بن عبد المطلب
- ۴ - حضرت علی بن ابی طالب
- ۵ - حضرت فضل بن عباسؓ

۱۷۲ فضل بن عباس بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف، آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمزاد تھے، آپ کی کنیت ابو عبد اللہ تھی، آپ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فتح مکہ میں حاضر ہوئے اور حنین کے روز آپ کے ساتھ ثابت قدم رہے، اسی طرح آپ حضور کے ساتھ حجۃ الوداع میں بھی حاضر ہوئے اور آپ حضور کے ردیف تھے، آپ بڑے خوبصورت تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کرنے والوں میں سے ہیں، فضل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل میں بھی شامل تھے اور آپ حضرت علی پر پانی ڈالتے تھے اور مرج الصفر کی جنگ میں شام میں شہید ہوئے اور بعض کا قول ہے کہ اجنادین میں شہید ہوئے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ نے طاعون عمواس میں شہید ہوئے اور وفات پائی تھی۔

- ۶۔ حضرت ابوسفیان بن الحارث
- ۷۔ حضرت ربیعہ بن الحارث
- ۸۔ حضرت امین بن عبید خزرجیؓ
- ۹۔ حضرت اسامہ بن زید
- ۱۰۔ حضرت حارثہ بن النعمانؓ

۱۱۔ امین بن عبید بن عمر بن بلال، بنی غنم بن عوف بن خزرج میں سے تھے اور آپ رسول کریم ﷺ کی دایہ ام امین کے بیٹے تھے جو حضرت اسامہ بن زید کے ماں بھائی تھے، مجاہد اور عطاء نے ان سے روایت کی ہے، اسد الغابہ میں انکے متعلق بیان ہے کہ امین حنین کے روز شہید ہوئے تھے، یہ بیان ابن اسحاق کا ہے۔

۱۲۔ حارثہ بن النعمان بن لقیع بن زید بنی نجار کے خزرجی تھے، بدر و احد، خندق اور سب معرکوں میں شامل ہوئے، آپ فضلاء صحابہ میں سے تھے اور رسول کریم ﷺ کے بہنوئی آدمیوں میں سے تھے، حنین کے روز حضور کیساتھ ثابت قدم رہے، آپ ہی کو جبریل نے سلام کہا تھا، روایت ہے کہ ایک روز جبریل حضور کے پاس آئے تو یہ حارثہ آپ کے پاس گئے تو آپ نے کہا حارثہ! تو میں نے سلام کہا اور گزر گیا، پس جب میں واپس آیا اور رسول اللہ ﷺ واپس آئے تو آپ نے فرمایا، کیا تو نے اس شخص کو دیکھا تھا جو میرے ساتھ تھا؟ میں نے عرض کیا ہاں، آپ نے فرمایا، جبریل نے تجھے سلام کا جواب دیا ہے، ابن حجر اصابعہ میں (بخاری سے روایت کرتے ہوئے) بیان کرتے ہیں کہ حضرت حارثہ نے حضرت عثمان بن عفان سے کہا، اگر آپ کی مرضی ہو تو ہم آپ کی حفاظت میں جنگ کریں حضرت حارثہ نے حضرت معاویہ کی خلافت کا زمانہ پایا ہے اور بصارت جانے کے بعد حضرت معاویہ کی خلافت کے زمانے ہی میں وفات پائی۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ، عبدالرحمن بن جابر بن عبداللہ سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ

جب لوگ منتشر ہو گئے، اور قسم بخدا اس وقت ان کی شکست واپس ہوئی جب انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قیدیوں کو مشکیں باندھے ہوئے پایا، رادی بیان کرتا ہے کہ اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، ابوسفیان بن الحارث کی طرف متوجہ ہوئے جو لوہے سے ڈھکے ہوئے تھے، اور یہ بھی اس دن ثابت قدم رہنے والوں میں سے تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کے منہ کو پکڑے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا یہ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا یا رسول اللہ میں آپ کی ماں کا بیٹا ہوں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ نے فرمایا، تو کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں آپ کا بھائی ابوسفیان بن الحارث ہوں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں میرا بھائی ہے، مجھے زمین سے سنگریزے پکڑاؤ، پس میں نے آپ کو سنگریزے پکڑائے تو آپ نے انہیں ان سب کی آنکھوں میں دے مارا اور وہ شکست کھا گئے۔

واقعی بیان کرتا ہے کہ مورخین کہتے ہیں کہ

جب لوگ منتشر ہو گئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دائیں جانب سمٹ گئے، اور آپ اپنی سواری پر کھڑے تھے اور آپ اس سے اپنی تلوار سونت کر اور اس کے نیام کو پھینک کر اترے اور آپ انصار و مہاجرین اور اپنے اہل بیت (حضرت عباس

حضرت علی، حضرت فضل بن عباس، حضرت ابوسفیان بن
الحارث، حضرت ربیعہ بن الحارث، حضرت امین بن عبید
خزرجی، حضرت أسامہ بن زید، حضرت ابو بکر اور حضرت عمر
علیہما السلام کی ایک جماعت میں باقی رہ گئے یہ

بعض مورخین نے رسول
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ ثابت قدم رہنے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم
رہنے والے ایک سو آدمیوں کے حالات

والے ایک سو آدمیوں کے حالات کے بارے میں بیان کیا ہے کہ جب لوگ
منتشر ہو گئے اور شکست کھا گئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے حملے
کے وقت حارثہ بن النعمان سے فرمایا، تمہاری رائے میں ثابت قدم رہنے والے
کتنے آدمی ہیں؟ حضرت حارثہ بیان کرتے ہیں، جب میں تنگی سے ایک طرف
ہو کر اپنے پیچھے متوجہ ہوا تو میں نے اپنے دائیں بائیں دیکھا تو میں نے ایک
کا اندازہ لگایا، اور میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! وہ ایک سو ہیں...
یہاں تک کہ میں ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا تو آپ
مسجد کے دروازے پر جبریل سے گفتگو کر رہے تھے، جبریل نے کہا، اے محمد!
یہ کون ہے؟

آپ نے فرمایا، حارثہ بن النعمان،

جبریل نے کہا، یہ خین کے روز ثابت قدم رہنے والے سو آدمیوں
میں سے ایک ہے۔ اگر یہ سلام کہے تو میں اسے ضرور جواب دوں گا، پس

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے خبر دی تو حارثہ نے کہا، میں نے اسے خیال کیا کہ وحیِ کلبی آپ کے ساتھ کھڑا ہے۔

اور عمر بن راشد زہری سے اور وہ عروہ سے اور وہ حضرت عائشہ سے بیان کرتے ہیں کہ جبریل نے کہا کہ

اللہ تعالیٰ جنت میں ان لوگوں کے (جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے تھے) ارزاق اور ان کے عیال کے ارزاق کا ضامن کیا ہے اور حضرت عباس فرمایا کرتے تھے کہ

ابوسفیان بن الحارث ان لوگوں میں سے ہے جن کے اپنے اور ان کے عیال کے ارزاق کا اللہ تعالیٰ جنت میں ضامن ہے

اور شکست کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ثبات کے متعلق البرابر بن عازب (جو ثابت قدم لوگوں میں سے تھے) سے روایت ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ اس ذات کی قسم ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ رسول خدا نے پشت نہیں پھیری بلکہ آپ کھڑے رہے اور مسدِ طلب کی پھر آپ اترے اور آپ فرما رہے تھے۔

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ

أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمَطْلَبِ

میں اللہ کا نبی ہوں یہ جھوٹ نہیں اور میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح عطا فرمائی اور آپ کے دشمن کو پچھاڑ دیا اور آپ کی حجت کو کامیاب کیا ہے

حنین کے روز حضورؐ کی دُعا: جب آپ کی فوج شکست کھا گئی

اور آپ ثابت قدم رہے (اور انصار و مہاجرین کے چندہ سو آدمی بھی) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرما رہے تھے،

اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَالِيكَ الْمَشْتَكِي وَالنَّاسُ الْمُسْتَغَاثُ

اے اللہ سب تعریف تیرے لئے ہے اور تجھ سے ہی شکایت ہے اور تجھ سے ہی مدد طلب کی گئی ہے۔

جبریل بیان کرتے ہیں کہ میں نے وہ کلمات تلقین کئے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سمندر پھٹنے کے روز تلقین کئے تھے جبکہ سمندر ان کے آگے اور فرعون ان کے پیچھے تھا۔

اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ انصار ہمیشہ ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بھر نبوی مسلح افواج کی ریڑھ کی ہڈی رہے، یہی وجہ ہے کہ حنین کے روز شکست کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہنے والوں میں سے ۶۷ آدمی انصار اور ۳۳ آدمی مہاجر تھے۔

فریقین کے درمیان شدید جنگ
میدان کارزار کی طرف

واپس آجانے کے بعد جنگ بھر ٹک اٹھی اور ہوازن بے نظیر شدت اور سختی کے ساتھ لڑے، لیکن تمام شکست خوردہ اسلامی فوج کی واپسی کے بعد وہ حملے کی پوزیشن کو چھوڑ کر دفاع کی پوزیشن میں آگئے اور مسلمانوں نے (اپنے نبی کی کمان میں) ہوازن پر زبردست تباہ کن مخالفانہ حملہ کیا جس کے سامنے ہوازن ادا کے حلیفوں نے ثابت قدم رہنے کی کوشش کی مگر بے سود۔

مسلمانوں نے غیظ و غصے کے ساتھ ان کا صفایا کر دیا اور انہیں

قتل کیا اور انھیں اپنے آگے اس طرح بہا لے گئے جیسے آندھی خشک پتے کو اڑا بیجاتی ہے پس انھوں نے ان میں خوب خونریزی کی، اور بعض مسلمانوں کا غصہ اس حد تک بڑھ گیا کہ انھوں نے مشرکین کے بچوں کو قتل کرنے کے لئے اپنے ہاتھ دراز کر دیئے تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود انھیں اس کام سے روک دیا کیونکہ شریعت اسلام خواہ کیسے بھی جواز اور اسباب ہوں بچوں کے قتل کی اجازت نہیں دیتی۔

محمد بن ابی صعصعہ بیان کرتے ہیں کہ

جب حضرت عباس نے بلند آواز سے مسلمانوں کو سکوت سے واپسی کے لئے پکارا تو خنجر کے سردار حضرت سعد بن عبادہ نے آواز دی، اے خنجر اے خنجر اور اوس کے سردار حضرت اسید بن حضیر نے آواز دی، اے اوس، اے اوس! تو خدا کی قسم وہ ہر جانب سے یوں واپس آئے جیسے شہد کی مکھیاں اپنے بادشاہ کی طرف آتی ہیں۔

راوی کا بیان ہے کہ مسلمانوں کو مشرکوں پر غصہ آیا، اور انہوں نے انھیں قتل کیا یہاں تک کہ مسلمانوں نے بچوں کے قتل کے بارے میں جلدی کی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا،

ان لوگوں کا کیا حال ہے کہ قتل انھیں بچوں کے قتل کرنے تک لے گیا ہے۔ آگاہ رہو، بچوں کو قتل نہ کیا جائے۔ آپ نے یہ بات تین بار کہی، حضرت اسید بن حضیر نے کہا، یا رسول اللہ! وہ تو مشرکین

کے پتھے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُسید کو جناب میں فرمایا، کیا تمہارے بہتر آدمی مشرکین کی اولاد نہیں؟ ہر روح فطرت اسلام پر پیدا ہوتی ہے یہاں تک ان کے متعلق ان کی زبان سے بیان کرتی ہے کہ ان کے والدین انھیں یہودی یا نصرانی بنا لیتے ہیں^۱

اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ مسلمانوں کے میدان کارزار میں واپس آنے کے بعد ہوازن نے شدید جنگ کی اور انہیں کچھ ایسے لوگ تھے جنہوں نے مسلمانوں کو بڑی سختی سے قتل کیا اور اس امر پر اس سے بڑھ کر دلالت کرنے والا اور کوئی واقعہ نہیں جسے مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ ہوازن کا ایک آدمی اپنے اونٹ پر مسلمانوں کو اپنی تلوار سے قتل کر رہا تھا یہاں تک کہ اس نے ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا تا آنکہ حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت ابو دجانہ نے تعاون کر کے اسے قتل کر دیا۔

ایک آدمی جس کے قتل پر مہاجرین اور انصار کے دو مشہور ترین شہسوار تعاون کرتے ہیں یقیناً وہ ایک دلیر اور بہادر آدمی ہے اور اس میں کچھ شبہ نہیں، حضرت علی مہاجرین کے شہسوار تھے اور حضرت ابو دجانہ انصار کے شہسوار، اور احد کے روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شمشیر بردار تھے اور اس روز یادگار بہادرانہ کارنامے سرانجام دینے والے تھے۔

مؤرخین بیان کرتے ہیں (اس ہوازنی شخص کے بارے میں جس نے

مسلمانوں کے بہت سے لوگوں کو قتل کیا، کہ

ہوازن کا ایک آدمی سُرخ اونٹ پر سوار تھا جسکے ہاتھ میں سیاہ جھنڈا تھا جو اس کے طویل نیزے کے سر پر لگا ہوا تھا اور وہ لوگوں کے آگے آگے چل رہا تھا جب وہ کسی آدمی کو پاتا اسے نیزہ مارتا اسے بہت سے مسلمانوں کو قتل کیا، پس حضرت ابو دجانہ اسکے سامنے ڈٹ گئے اور آپ نے اس کے اونٹ کی کوچیں کاٹ دیں تو اس کے اونٹ کے خرخر کرنے کی آواز سنی گئی اور اونٹ لیٹ گیا، اور حضرت علی اور حضرت دُحّان نے اس کا راستہ روک لیا، پس حضرت علی نے اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا اور حضرت ابو دجانہ نے اس کا دوسرا ہاتھ قلم کر دیا اور دونوں اسے اپنی تلواریں مارنے لگے یہاں تک کہ ان دونوں کی تلواریں ٹوٹ گئیں، پس ان دونوں میں سے ایک رُک گیا اور دوسرے نے اس کا کام تمام کر دیا، پھر ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا چلئے اس کے سامان پر توجہ نہ دیجئے، پس دونوں مارتے مارتے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چلے گئے اور ہوازن کے ایک سوار نے دونوں کو روکا، جسکے ہاتھ میں سُرخ جھنڈا تھا پس دونوں میں سے ایک نے اسکے گھوڑے کی اگلی ٹانگ پر تلوار ماری اور وہ منہ کے بل گر پڑا، پھر دونوں نے اسے اپنی تلواروں سے مارا اور اسکے سامان پر سے گزر گئے اور حضرت ابو طلحہ نے گزرتے ہوئے پہلے اور دوسرے آدمی کا سامان لے لیا، اور حضرت عثمان بن عفان، حضرت علی، حضرت ابو دجانہ اور حضرت امین بن عبید رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے جنگ کیا کرتے تھے۔

اسی طرح مورخین نے
(یعنی گواہوں کی روایت)

قبیلہ ہوازن کے سالار کی جانبازی

سے) بیان کیا ہے کہ ہوازنی فوجوں کے سالار عام مالک بن عوف اور اس کے قبیلے بنی نصر نے بڑی سختی، شجاعت اور ثبات کے ساتھ جنگ کی قریب تھا کہ وہ اپنے آخری آدمی تک فنا ہو جاتے اور سالار عام مالک بن عوف اس وقت میدان سے پیچھے ہٹا جب اس نے دیکھا کہ اسکا اپنی ان فوجوں پر کوئی کنٹرول نہیں رہا جنھیں شکست نے اس طرح پرانگندہ کر دیا تھا جیسے آندھی خشک پتوں کو پراگندہ کر دیتی ہے اور ہوازن کے ہر سپاہی کو اپنی جان بچانے کی فکر پڑی ہوئی تھی۔

واقعی بیان کرتا ہے کہ بنی نصر (مالک بن عوف کی قوم) اور بنی رباب میں جو بنی نصر میں سے تھے قتل کی خوب گرم بازاری ہوئی یہاں تک کہ عبداللہ بن قیس النصری — جو مسلمان تھا — کہنے لگا، یا رسول اللہ بنو رباب ہلاک ہو گئے ہیں، تو آپ نے فرمایا، اے اللہ ان کی مصیبت کا ازالہ فرما،

حضرت ابو قتادہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حنین کے روز دو آدمیوں ایک مسلمان اور اور ایک مشرک کو جنگ کرتے دیکھا، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مشرک آدمی، مسلمان کے خلاف اپنے مشرک ساتھی کی مدد کرنے کا خواہاں ہے، پس میں نے اس کے پاس آکر اس کے ہاتھ پر تلوا مارا اور اسے قطع کر دیا اور اس نے مجھے اپنے دوسرے ہاتھ کے ساتھ گلے سے پکڑ لیا اور خدا کی قسم اس نے مجھے اس وقت چھوڑا جب مجھے اس سے موت کی بو آئی اور قریب تھا کہ وہ مجھے قتل کر دیتا اور اگر سیلان خون

کے باعث وہ قریب لگ نہ ہو گیا ہوتا تو وہ ضرور مجھے قتل کر دیتا، پس وہ
 گر پڑا اور میں نے اسے تلوار مار کر قتل کر دیا اور جنگ نے مجھے اس سے غافل
 کر دیا اور مکہ کا ایک آدمی اس کے پاس سے گزرا تو اس نے اس کا سامان
 لے لیا اور جب جنگ رُک گئی اور ہم دشمن سے فارغ ہو گئے تو رسول کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی کو قتل کیا ہو اس کا سامان اسے ملے گا،
 میں نے کہا، یا رسول اللہ قسم بخدا میں نے ایک سامان والے آدمی کو قتل
 کیا ہے اور جنگ نے مجھے اس سے غافل کر دیا ہے، مجھے معلوم نہیں کہ اس کا
 سامان کس نے لیا ہے؟ تو مکہ کے ایک آدمی نے کہا، یا رسول اللہ! اس نے
 درست بات کہی ہے اور اس مقتول کا سامان میرے پاس ہے، پس آپ
 اس شخص کے سامان کے بارے میں اسے مجھ سے راضی کر دیں۔ حضرت
 ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں، خدا کی قسم وہ اس سے خوش نہیں
 ہوگا، تو خدا کے دین کے دفاع کرنے والے شیرانِ خدا میں سے ایک شیر کا
 قصد کرتا ہے اور اس کے سامان کا حصہ دار بنتا ہے، اسکے مقتول کا
 سامان اسے واپس کر دے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آپ نے
 درست فرمایا ہے اس کا سامان اُسے واپس کر دے، حضرت ابوقتادہ
 فرماتے ہیں، میں نے اس سے سامان لے لیا اور اسے فروخت کیا اور اس
 کی قیمت سے میں نے چند کھجوروں کے درخت خریدے اور یہ پہلا مال تھا
 جسے میں نے جمع کیا۔

حنین کے روزِ اسمانی معجزہ: مختلف موزیوں نے ان معجزات

کے متعلق گفتگو کی ہے جن کے ذریعہ حنین کے روز اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی مدد کی یعنی ان کے ذریعے مشرکین کے دلوں میں رعب پیدا کر دیا وہ حنین میں شامل ہونے والے بعض صحابہ سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے ہوائن کی شکست سے پہلے (جبکہ لوگ آپس میں جنگ کر رہے تھے) ایک سیاہ چادر سی دیکھی جو آسمان سے آئی یہاں تک کہ ہمارے اور دشمنوں کے درمیان گر پڑی۔ اور ان میں سے ایک نے بیان کیا ہے کہ

میں نے دیکھا کہ سیاہ چیونٹیاں پھیلی ہوئی تھیں جنہوں نے وادی کو بھر دیا ہے مجھے کوئی شک نہیں کہ فرشتے تھے پھر دشمن کو شکست ہو گئی اور ایک دوسرے آدمی کا بیان ہے کہ

مالک بن عوف کے آدمی (جو اسکے جاسوس تھے) اس کے پاس واپس آئے اور ان کے جوڑ ڈھیلے پڑ چکے تھے، اس نے کہا، تمہارا بڑا ہو، تمہارا کیا حال ہے؟ انھوں نے کہا کہ تم نے ابلق گھوڑوں پر سفید آدمی دیکھے ہیں اور قسم بخدا ہم ضبط نہیں کر سکے، حتیٰ کہ ہماری وہ کیفیت ہو گئی جو تم دیکھ رہے ہو اور انصار کے کچھ شیوخ بیان کرتے ہیں کہ

ہم نے اس روز دیکھا کہ سیاہ چادروں کی مانند کوئی چیز آسمان سے گری ہے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ چیونٹیاں پھیلی ہوئی ہیں اور ہم انھیں اپنے کپڑوں سے جھاڑتے ہیں پس وہ اللہ کی مدد تھی جس کے ذریعے اُس نے ہماری تائید کی۔

اور حنین کے روز فرشتوں کی علامت، شرح عما سے تھے، جنہیں انھوں نے اپنے کندھوں کے درمیان لٹکایا ہوا تھا اور حنین کے روز

اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے دلوں میں جو رعب بڑا لایا وہ ٹب میں سنگریزوں کے پڑنے کی طرح تھا اور سوید بن عامر السوایٰ جو اس روز مشرکین کے ساتھ حاضر تھا، بیان کیا کرتا تھا کہ اس سے رعب کے متعلق دریافت کیا گیا تو وہ سنگریزے لیکر انھیں ٹب میں دے مارنا اور وہ ٹبن کی آواز دینا وہ بیان کرتا ہے کہ ہمارے اندر اس قسم کی آواز آتی تھی۔

اور مالک بن اوس بن الحدثان ان سنگریزوں کے اثر کے متعلق بیان کرتا ہے جنھیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے چہروں پر پھینکا تھا، وہ بیان کرتا ہے کہ میری قوم کے متعدد آدمیوں نے جو اس روز (مشرکین کیسے) حاضر ہوئے تھے، بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنگریزوں کی یہ مسھی پھینکی تو ہمارا ہر آدمی اپنی آنکھوں میں تنکا پڑنے کی شکایت کرنے لگا اور ہمارے دلوں میں جو دھڑکا تھا اس کی کیفیت ٹب میں سنگریزے پڑنے کے مانند تھی اور یہ دھڑکا ہم سے دُور نہیں ہوتا تھا اور ہم لباس روزا بلق گھوڑوں پر سفید آدمی دیکھے جن پر سُرُخ عامے تھے جنھیں انہوں نے اپنے کندھوں کے درمیان لٹکایا ہوا تھا وہ زمین و آسمان کے درمیان فوج در فوج تھے اور وہ کسی چیز کے پاس نہیں ٹھہرتے تھے اور نہ ہی ہم ان کے رعب کے باعث ان سے جنگ کرنے کی طاقت رکھتے تھے۔

سہیلی اپنی کتاب الروض الانف جلد ۱
ص ۲۱۳ تحقیق و تبصرہ عبد الرحمن کیل

معجزہ پر سہیلی کا تبصرہ

میں ان معجزات پر تبصرہ کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ

۱۔ سیرۃ ابن ہشام جلد ۲ ص ۸۲، ۹۱، مغازی الواقدی جلد ۲ ص ۹۵، ۹۶، ۹۷، سیرۃ حلبیہ جلد

۲ ص ۲۳۵، طبری جلد ۲، البدایۃ النہایۃ جلد ۲، الکامل فی التاریخ جلد ۲

حضرت جبیر بن مطعم (آپ صحابی ہیں اور اس معرکہ میں شامل تھے) بیان کرتے ہیں کہ میں نے پھیلی ہوئی چیونٹیوں کی مانند ایک چادر آسمان سے اترتے دکھی، وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے اس بارے میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ ملائکہ تھے اور ابن اسحاق نے دوسرے قول کو مقدم کیا ہے کہ — میں نے ابلق گھوڑوں پر سفید آدمیوں کو دیکھا اور وہ فرشتے تھے، پس اللہ تعالیٰ نے اس ہوا زنی کو دشمن کو خوفزدہ کرنے کے لئے گھوڑوں اور آدمیوں کی صورت میں دکھایا۔ اور جبیر نے انہیں پھیلی ہوئی چیونٹیوں کی صورت میں دیکھا، یہ ان کی کثرت تعداد بتانے کے لئے تھا کیونکہ چیونٹیوں کو شمار نہیں کیا جاسکتا، پھر یہ کہ چیونٹی سے قوت کی مثال بیان کی جاتی ہے۔ کہتے ہیں، اقویٰ من القملۃ، وہ چیونٹی سے زیادہ طاقتور ہے کیونکہ وہ اپنے جسم سے کئی گنا بڑی چیز اٹھا لیتی ہے اور ایک آدمی نے ایک بادشاہ سے کہا، اللہ تعالیٰ تجھے چیونٹی کی قوت عطا کرے تو اس نے اس بات پر ہرمانایا، تو اس نے کہا کہ حیوانات میں چیونٹی کے سوا کوئی ایسی چیز نہیں جو اپنے جسم سے زیادہ بوجھ اٹھاتی ہو، اور اس مثال کو اصہبانی نے اپنی کتاب الامثال میں اس واقعہ کے ساتھ ملا کر بیان کیا ہے، اور ایک قوم کو چیونٹیوں کے ذریعے ہلاک کیا گیا اور وہ جرم تھے۔

اور دوسرے معجزے کے متعلق بیت اللہ کا دربان شیبہ الحمی

(تفصیلی طریق پر) ہم سے بیان کرتا ہے وہ — اپنے قبولِ اسلام کے سبب کے متعلق کہتا ہے کہ

ہمارے گذشتہ آباء و اجداد جن ضلالتوں سے وابستہ تھے میں نے انکی پابندی سے عجیب تر بات کوئی نہیں دیکھی، جب فتح کا سال تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے اور جنگ ہوازن کی طرف روانہ ہوئے، میں نے کہا کہ میں قریش میں سے حنین میں ہوازن کی طرف جاؤں گا ممکن ہے وہ گتھ جائیں اور میں موقع پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دوں اور میں تمام قریش کا بدلہ لینے کے لئے تیار ہو گیا، بالفاظِ دیگر میں آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا بدلہ لوں گا — کیونکہ اسکا باپ اور چچا اُحد کے روز قتل ہو گئے تھے اور ان دونوں کو حضرت حمزہؓ نے قتل کیا تھا — اور میں کہتا تھا کہ اگر عربِ عجم میں سے ایک آدمی بھی باقی نہ رہا تو بھی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہیں کروں گا، اور میں اس بات کی شدت میں بڑھتا ہی گیا، پس جب لوگ آپس میں مل جل گئے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر سے اترے تو میں تلوار سونت کر ان کے قریب ہو گیا اور میں نے تلوار اٹھائی اور قریب تھا کہ میں ان پر وار کر دیتا، کہ بجلی کی مانند ایک گ کا شعلہ میری طرف بڑھا، قریب تھا کہ وہ مجھے ہلاک کر دیتا، پس میں نے اسکے خوف سے اپنی آنکھوں پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آواز دی، اے شیبہ! میرے قریب آجا، پس میں آپکے قریب ہو گیا تو آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور تبسم فرمایا اور جو کچھ میں چاہتا تھا اُسے معلوم کر لیا، پس آپ نے میرے سینے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا، اے اللہ! اے شیطان سے محفوظ رکھ، شیبہ بیان کرتا ہے کہ قسم بخدا وہی گھڑی تھی جب آپ مجھے اپنے کانوں، آنکھوں اور جان سے

بھی زیادہ محبوب ہو گئے اور جو کچھ میرے دل میں تھا اللہ نے اسکا خاتمہ کر دیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قریب ہو اور جنگ کر، پس میں آپ کے آگے آگے اپنی تلوار چلاتا تھا، اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ میں اپنی جان ہار کر بھی آپ کو بچانا زیادہ پسند کرتا تھا، اور اگر میرا باپ زندہ ہوتا اور اس گھڑی میں میری اس سے ملاقات ہوتی تو میں ضرور اس پر تلوار کا وار کرتا، پس میں آپ کے ساتھ رہنے والے لوگوں کے ساتھ رہا یہاں تک کہ مسلمان واپس آگئے اور انھوں نے یکبارگی حملہ کر دیا، اور میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کو آپ کے قریب کیا تو آپ اس پر اچھی طرح کھڑے ہو گئے اور ان کے تعاقب میں گئے یہاں تک کہ مشرک تمام اطراف میں منتشر ہو گئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جو آدمی کسی پر قابو پائے اُسے قتل کر دے اور مسلمان انکا تعاقب کر کے انھیں قتل کرنے لگے یہاں تک کہ انھوں نے بچوں کو بھی قتل کر دیا، پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بچوں کے قتل کرنے سے روک دیا۔

اور معرکہ حنین میں، مسلمان

معرکہ حنین میں مسلمان عورت کا کردار | عورت کا کردار بڑا بلند

تھا اور جیش نبوی میں انصار کی چار عورتیں شامل تھیں جو حنین کے وفد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہیں جن کی سربراہ حضرت ام عمارہؓ تھیں جنہوں نے معرکہ احد میں مشہور کارنامے سرانجام دئے تھے۔

سليمان بن بلال نے حضرت ام عمارہ سے روایت کی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ اُس دن (یعنی حنین کے روز) لوگ ہر طرف شکست کھا رہے تھے اور میں اور چار عورتیں تھیں، میرے ہاتھ میں ایک شمشیر برآمد تھی اور حضرت ام سلیم کے پاس ایک خنجر تھا جسے انھوں نے کمر میں باندھا ہوا تھا اور ان دنوں وہ عبداللہ بن ابی طلحہ

۱۸ شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ بن عبد العزی بن عثمان بن عبدالدار القرشی العبدری الجلی اہل مکہ میں سے تھے اور ان کی کنیت ابو عثمان تھی۔ اور بعض کا قول ہے کہ ابو صفیہ تھی، اور ابو عثمان ادقص کے نام سے مشہور تھے اور ان کا باپ احد کے روز مشرکین کا علمبردار تھا اسے (مشرک ہونے کی حالت میں) حضرت علی بن ابیطالب نے قتل کیا، شیبہ فتح مکہ کے روز بظاہر مسلمان ہو گئے لیکن حنین کے روز صحیح معنوں میں مسلمان ہوئے، ابن الاثیر اسد الغابہ میں بیان کرتے ہیں کہ شیبہ، بہترین مسلمانوں میں سے تھے، رسول کویم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے اور اسکے عمزاد عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ کو کلید کعبہ عطا فرمائی، اور فرمایا، اے بنی طلحہ اے لے لو، یہ روز قیامت تک ہمیشہ تمہارے پاس رہے گی، اور کوئی ظالم ہی اس کو تم سے لیگا، اور شیبہ، ان بنی شیبہ کے جد ہیں جو بیت اللہ کے حاجب ہیں اور آج تک کلید کعبہ انہی کے ہاتھوں میں ہے، اور شیبہ روایت حدیث میں سے ہیں، آپ نے سیکہ ہجری میں لوگوں کو حج کروایا، جب حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے انصار میں اختلاف پیدا ہو گیا کیونکہ ان میں سے ہر ایک حاجیوں کا امیر بننا چاہتا تھا تو درمیانی حل کے طور پر انھیں امیر حج بنایا گیا شیبہ نے ۵۹ھ میں وفات پائی۔

سے حاملہ تھیں، اور حضرت اُمّ سلیمان اور حضرت ام المہاجر تھیں۔

مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام عمارہ خنجرستان کو انصار کو آواز دینے لگیں (مسلمانوں کی شکست کے وقت) یہ کیا دستور ہے؟ تم کیوں بھاگ رہی ہو، حضرت ام عمارہ بیان کرتی ہیں کہ میں ہوازن کے ایک آدمی کی طرف دیکھ رہی تھی جو خاکستری رنگ کے اونٹ پر سوار تھا اور اسکے پاس جھنڈا بھی تھا وہ اپنے اونٹ کو مسلمانوں کے پیچھے دوڑا رہا تھا، پس میں نے اسے روکا، اور میں اونٹ کی کوپوں پر مارنے لگی اور وہ اپنے سرین کے بل گرا اور میں نے آدمی پر بھی حملہ کیا اور میں مسلسل اُس پر وار کرتی رہی یہاں تک کہ میں نے اُسے ٹھکانے لگا دیا اور میں نے اس کی تلوار لے لی اور اونٹ کو خسر خسر کرتے چھوڑ دیا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ میں تلوار سونٹے کھڑے تھے جسکے نیام کو آپ نے پھینک دیا تھا اور آپ آواز دے رہے تھے کہ اے اصحاب سورہ بقرہ۔

راوی بیان کرتا ہے کہ مسلمانوں نے پلٹ کر حملہ کیا اور وہ کہنے لگے اے بنی عبدالمہجن، اے بنی عبید اللہ، اے اللہ کے سوارو، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سواروں کا نام اللہ کے سوار رکھا تھا، اور آپ نے

۱۵ حضرت ام سلیمان کے متعلق اسد الغابہ میں بیان ہوا ہے کہ آپ بیعت کفندہ عورتوں میں سے تھیں اور اُحد کے روز حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہوئی تھیں، حضرت عمر بن خطاب بیان فرماتے ہیں کہ آپ اُحد کے روز ہمارے لئے مشکیزے اٹھا کر لاتی تھیں ۱۶ حضرت ام المہاجر، عمارہ بن غزیہ کی دادی ہیں، اور ابن عبد البر کے قول کے مطابق آپ خزرجی انصار میں سے ہیں۔

مہاجرین کا نشان امتیاز بنی عبد الرحمن، اور اوس کا نشان امتیاز بنی عبد اللہ مقرر کیا، پس انصار نے پلٹ کر حملہ کیا اور ہوازن، ایسی اوشنی جسکے تھنوں کا سوراخ وسیع ہو، کے دودھ کی طرح کھڑے ہو گئے اور خدا کی قسم میں نے اس جیسی شکست کبھی نہیں دیکھی، وہ ایک جانب چلے گئے اور میرے دو بیٹے زید کے بیٹوں حبیب اور عبد اللہ کو — مشکیں باندھ جوئے قیدیوں کے ساتھ میرے پاس لوٹے اور میں غصے کے ساتھ ان کے لئے کھڑا ہونے لگا اور ان میں سے ایک کو قتل کرنے لگا اور لوگ قیدی لے کر آنے لگے اور میں نے بنی مازن ابن النجار میں تیس قیدی دیکھے اور مسلمان اپنی شکست کے انتہا میں مکہ پہنچ گئے پھر اسکے بعد حملہ کیا اور لوٹے اور حضرت نبی کریم ﷺ علیہ وسلم نے ان سب کا حصہ لگایا۔

اور یہ عجیب بات ہے کہ
رسول کریم ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہنے
ایک عورت کا شکست خوردہ مسلمانوں کے قتل کا مطالبہ کرنا

کے جوش اور شکست خوردہ مسلمانوں پر ناراضگی کے محرک نے ہزیمت کے وقت ثابت قدم رہنے والی عورتوں میں سے ایک کو (حضرت ام سلیم بنت ملحان) اس حد تک پہنچا دیا کہ اس نے رسول کریم ﷺ سے مطالبہ کیا کہ آپ حنین کے روز پہلے حملے کے وقت اپنے بھاگ جانے والے اصحاب کے متعلق قتل کا حکم نافذ کریں۔

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ یہ حضرت ام سلیم — اپنے خاوند ابو طلحہ

کے ساتھ تھے اور اپنے بیٹے عبداللہ سے حاملہ تھیں اور اپنی کم کسے ہوئے تھیں اور ابو طلحہ کا اونٹ ان کے پاس تھا، انہیں خدشہ ہوا کہ وہ ان پر غالب آجائے گا، پس آپ نے اسکے سر کو اپنے قریب کیا اور اس کی مہار کے اس چھتے میں اپنا ہاتھ ڈال دیا جو اس کی ناک میں پڑا تھا، آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اُمّ سلیم! انہوں نے جواب دیا، ہاں یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، کیا آپ نے ان لوگوں کو دیکھا ہے جو آپ کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے، جب اللہ تعالیٰ آپ کو ان پر قابو دے تو انہیں معاف نہ کرنا اور انہیں اس طرح قتل کرنا جیسے آپ مشرکین کو قتل کر رہے ہیں۔ اور ایک رعایت میں ہے کہ جو لوگ آپ کو چھوڑ گئے ہیں آپ انہیں اسی طرح قتل کریں جیسے آپ ان لوگوں کو قتل کر رہے ہیں جو آپ سے جنگ کر رہے ہیں اور بلاشبہ وہ اسی کے اہل ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے اُمّ سلیم! قد کفی اللہ... اللہ کافی ہو گیا، اور خدا تعالیٰ کی بخشش وسیع تر ہے۔

مؤرخین بیان کرتے ہیں، حضرت ام سلیم کے پاس ایک خنجر تھا اور ابو طلحہ نے آپ سے کہا، اے ام سلیم تمہارے پاس یہ کیسا خنجر ہے؟ آپ نے جواب دیا، میں نے اس لئے خنجر بچھا ہے کہ اگر کوئی مشرک میرے قریب ہوا تو میں اسکا پیٹ پھاڑ دوں گی۔

راوی بیان کرتا ہے کہ ابو طلحہ نے کہا، یا رسول اللہ! کیا آپ وہ بات نہیں سن رہے جو کچھڑ والی آنکھوں والی کہہ رہی ہے؟

۱۔ سیرۃ ابن ہشام جلد ۲ ص ۸۸-۸۹، مغازی الواقدی جلد ۳ ص ۱۹۰-۱۹۱
سیرۃ حلبیہ جلد ۲ ص ۲۳۶ -

اسی طرح ایک دوسری عورت نے بھی شکست خوردہ مسلمانوں کے قتل کا مطالبہ کیا، اور وہ ام المہاجرہ انصاریہ تھیں۔

واقعی بیان کرتا ہے کہ حضرت ام المہاجرہ انصاریہ نے اپنے خاوند ابوالمہاجر کے اونٹ کی مہار پکڑی ہوئی تھی اور اسکے اونٹ کا نام المہاجر تھا، آپ نے کہا، اے عمارت! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑنا ہے پس آپ نے اونٹ کی مہار پکڑ لی اور لوگ شکست کھا کر بھاگ رہے تھے اور آپ اونٹ سے الگ نہ ہوتی تھیں۔

حضرت ام المہاجرہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب میرے پاس سے گزرے (یہ بھی ثابت قدم لوگوں میں شامل تھے) تو حضرت ام المہاجرہ نے کہا، عمر یہ کیا ہے؟

حضرت عمر نے جواب دیا، امر الہی ہے، اور حضرت ام المہاجرہ کہنے لگیں، یا رسول اللہ! جو میرے اونٹ سے آگے اسے قتل کر دیجئے۔

خدا کی قسم، آپ نے دیکھا کہ ان لوگوں نے یعنی بنی سلیم اور اہل مکہ جنہوں نے لوگوں کے ساتھ شکست کھائی تھی آج ہمارے ساتھ کیا کیا ہے!

فوج سے بھاگنے والوں کے متعلق حکم | اسلامی قانون کے ماہرین نے حنین کے روز قسرا

اختیار کرنے اور شکست کھانے والے مسلمانوں کے مسئلہ کے متعلق گفتگو کی ہے اور ان کا موقف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنگ کے روز فرار اختیار کرنے کو حرام قرار دیا ہے، **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ**

..... جھلم وبتس المصيرة

ترجمہ: اے موسو! جب تم کفار سے فوج میں ملاقات کرو تو انہیں پیٹھ نہ دو، اور جو اس دن سوائے جنگ کیلئے ایک طرف ہونے یا جماعت کی طرف جگہ پکڑنے کے، اپنی پشت پھیرے تو وہ غضب الہی لے کر لوٹا اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا اس امر پر اجماع نہیں ہوا کہ بدر کے سوا فوج سے بھاگنا کبائر میں سے ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے حنین کے روز فرسار اختیار کرنے والوں کو بخش دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ اُحد کے روز فرسار اختیار کرنے والوں کو بخش دیا جیسا کہ قرآن کریم میں واضح طور پر بیان ہوا ہے، سبیل بیان کرتے ہیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے کیسے فرار کیا جبکہ فوج سے بھاگنا کبائر میں سے ہے اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے وعید نازل کی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ بدر کے سوا علماء نے فرار کے کبائر میں سے ہونے پر اتفاق نہیں کیا، اور یہی قول حسنؓ اور حضرت عبد اللہ بن عمر کے غلام نافع کا ہے اور قرآن کریم کی ظہری عبارت بھی اسی بات پر دلالت کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، وَمَنْ يُؤْتِكُمْ يُؤْتِكُمْ يَوْمَئِذٍ دُونَكَ — اور جو اس دن اپنی پشت پھیرے

پس یومئذ میں یوم بدر کی طرف اشارہ ہے پھر بعد ازاں یوم احد کے فراریوں کے متعلق تحقیق نازل ہوئی اور وہ یہ قولِ الہی ہے کہ **وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ**۔ اور اللہ نے انھیں معاف فرما دیا ہے، اور حنین کے روز بھی یہی ہوا۔ **وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثُورَتُكُمْ**۔ الہی قولہا **غَفُورٌ رَحِيمٌ**۔ اور ابن سلام کی تفسیر میں ہے کہ بدر کے روز فرار اختیار کرنا کبائر میں سے تھا، اور اسی طرح رومیوں کی عظیم جنگ، اور دجال کے وقت بھی فرار کرنا، کبائر میں سے ہوگا، پھر یہ کہ آپکو چھوڑنے والے لوگ اسی وقت واپس آگئے اور انہوں نے آپ کے ساتھ ہو کر جنگ کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر فتح عطا فرمائی **لَهُ**

اور حنین کے روز مسلمانوں کی شکست کے وقت زعمائے قریش میں سے مسلمان ہونے والے لوگوں نے

ان مسلمانوں کی گفتگو جن کے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا تھا

جن کے دلوں میں ابھی تک ایمان داخل نہیں ہوا تھا گفتگو کی اور شکست پر ان کے چہروں کی شکنیں کھل گئیں اور انہوں نے ایسی باتیں کیں جو اس بات پر دلالت کرتی تھیں کہ انھیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی محبت نہیں، لیکن بعد میں وہ سب کے سب بہت اچھے مسلمان ثابت ہوئے اور وہ بہترین صحابہ میں سے تھے اور انہوں نے شکست کے وقت حنین کے روز جو بات کہی تھی وہ صرف اسوجہ سے تھی کہ وہ نئے نئے اسلام لائے تھے اور ان کے اسلام لانے پر ابھی (مگر میں شکست کھانے کے بعد)

دس دن بھی نہیں گزرے تھے اور ابھی ان کے دلوں میں اسلام جاگزیں نہیں ہوا تھا۔۔۔۔ ان میں سے ابوسفیان بن حرب اور سہیل بن عمرو بھی تھے اور ابوسفیان بن حرب نے کہا،
ان کی شکست سمندر تک ختم ہوگی،

اور ایک صدادق الایمان اور صحیح الاسلام آدمی نے جس کا نام ابو مغیث تھا، ابوسفیان کی یہ بات سن کر اُسے کہا،
(خدا کی قسم اگر میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تیرے قتل کی مناسبت ہی
کو نہ سنا ہوتا تو میں ضرور تجھے قتل کر دیتا)

اور صفوان بن امیہ کے ماں جائے بھائی کلہ بن حنبل نے بلند آواز سے کہا۔۔۔۔ جو مکہ کے سیاہ فام لوگوں میں سے ایک تھا۔۔۔۔۔۔۔۔
آگاہ رہو جادو بیکار ہو گیا ہے،

تو صفوان نے (جو ایک دانشمند اور دُور اندیش آدمی تھا) اسے کہا، اللہ تیرا منہ بند کرے خاموش رہ، قریش کے کسی آدمی کا مجھ پر حکومت کرنا، مجھے ہوازن کے کسی آدمی کے حکومت کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

اور صفوان بن امیہ نے ناپسندیدگی کا یہ قول، شرک پر قائم ہوتے ہوئے کہا اور وہ حنین کے روز مسلمانوں کے ساتھ تھا کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد صفوان کو چار ماہ کی مہلت دی تھی پس وہ اپنے شرک پر قائم رہا پھر الجحزانہ میں مسلمان ہو گیا جبکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حنین سے واپس آ رہے تھے۔

اور سہیل بن عمرو نے کہا (جو بعد میں بہترین صحابہ میں سے تھا) —

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب شکست کی مصیبت کو روک نہیں سکیں گے، اور عکرمہ بن ابوجہل ان لوگوں میں شامل تھا جن کے دلوں میں ایمان راسخ ہو چکا تھا اور وہ اپنی موجودگی میں ان کلمات شہادت کو سن رہا تھا اس نے ان خوش ہونے والوں سے کہا،

یہ کوئی بات نہیں، امر اللہ کے ہاتھ میں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی امر حاصل نہیں، اگر وہ مغلوب ہو گئے ہیں تو کل انھیں غلبہ حاصل ہو گا تو سہیل بن عمرو نے اُسے کہا، تو نیا نیا مسلمان ہوا ہے، تو عکرمہ نے جواب دیا،

اے ابویزید، ہم خواہ مخواہ دوڑ لگا رہے ہیں، ہماری عقلیں، ہماری عقلیں ہیں، ہم پتھر کی پرستش کرتے رہے ہیں جو نہ نفع دے سکا ہر نہ نقصان لے

جب شکست کے بعد مسلمان واپس ہو اوزن کو کیسے شکست ہوئی | آئے تو انھوں نے جنگ میں جان کی

بازی لگا دی اور مشرکین کو زبردست نقصان پہنچایا اور شکست سے واپسی کے بعد تو بعض صحابہ کی کیفیت بگولے کی سی ہو گئی اور دشمنوں میں سے جو ان کے سامنے کھڑا ہوتا تھا وہ انھیں تباہ کر دیتے تھے ان لوگوں میں سے ایک ابوطحہ انصاری بھی تھے (جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہنے والوں میں شامل تھے) انھوں نے اکیلے ہی ہوازن کے چھپس ۲۵ شرکوں کو قتل کیا اور ان کا سامان غنیمت میں حاصل کیا ہے

شکت سے واپسی کے وقت
بہت سے مسلمانوں کو قتل ہونے
اور خطرناک زخموں کے لگنے کا سنا

گھڑ سواروں کے سالار حضرت
خالد بن ولید کا زخمی ہونا

کرنا پڑا (اور یہ جنگ کا طریق ہے)

اور جن لوگوں کو معرکہ حنین میں خطرناک زخم آئے ان میں گھڑ سواروں
کے سالار حضرت خالد بن ولید بھی تھے جن کا بہت سا خون بہہ گیا تھا، اور
انہوں نے بکثرت خون بہہ جانے سے ضعف کی وجہ سے اپنے کجاوے سے ٹیک
لگائی اور صحابہ میں سے عینی گواہوں نے بیان کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ
نے کفار کو شکست دیدی اور مسلمان اپنی قیام گاہوں میں واپس آ گئے تو
اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں میں گھومتے پھرتے ہوئے
فرماتے تھے کہ

مجھے خالد بن ولید کی قیام گاہ کے متعلق کون پتہ دیگا،

یہاں تک کہ آپ کو اس کا پتہ مل گیا، آپ نے دیکھا کہ وہ اپنے کجاوے

کے پھلے حصہ کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے ہیں کیونکہ آپ کو سخت زخم آیا

تھا، پس حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے زخم میں لعاب دہن لگایا

تو آپ تندرست ہو گئے لہٰذا اس طرح فریقین کے سخت شمشیر زنی کرنے اور

زبردست جنگ کرنے اور جنگ میں ثابت قدمی دکھانے کے بعد ہوازن

کو شکست ہوئی حالانکہ قبل ازیں انھیں فتح حاصل ہوئی تھی اور قریب تھا

کہ ان کی فوج کے ہر اول مکہ پہنچ جائیں اور حبشہ نبوی نے (اس خوفناک

شکست کے بعد) ایسی فتح حاصل کی (عسکری نقطہ نگاہ سے) کہ مسلمانوں نے عہد نبوی کے طویل دور میں ایسی فتح حاصل نہ کی تھی، مسلمانوں کے سامنے ہوازن کے بیس ہزار جانناز شکست کھا چکے تھے جبکہ مسلمانوں کی تعداد بارہ ہزار سے زیادہ نہ تھی جن میں مکہ کے وہ دو ہزار آدمی بھی شامل تھے جن کے اسلام میں دخول پر دس دن سے بھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا۔

اور مشرکین ہوازن نے معرکہ حنین میں سیکڑوں مقتولین کو کھو دیا اور چھ ہزار کے قریب آدمی مسلمانوں کی قید میں آئے اور اسی طرح مسلمانوں نے ہوازن سے اس قدر غنیمت حاصل کی کہ عہد نبوی کے کسی معرکہ میں انھیں اس کثرت سے غنیمت حاصل نہ ہوئی تھی، حبش نبوی نے حنین کے روز، ۲۴ ہزار اونٹ غنیمت میں حاصل کئے جو اس دور میں عربوں کی گراں قدر متاع تھی، اسی طرح مسلمانوں نے چالیس ہزار بکریاں غنیمت میں حاصل کیں اور کئی لاکھ چاندی کے اوقیے حاصل کئے۔

اور ہوازنی افواج میں سے جن لوگوں کے لئے نجات مقدر تھی ان پر رعب چھا گیا اور انہوں نے فرار کی پناہ لی اور ان فراریوں کا سرخلی ان کا بادشاہ اور سالار مالک بن عوف نصری تھا، پس وادیوں اور گھاٹیوں نے انھیں نگل لیا اور وہ پرآگندہ ہو کر اپنی عورتوں، بچوں اور اموال کو مسلمانوں کے لئے غنیمت بنا کر چھوڑ کر بھاگ رہے تھے اور ان میں سے ہر ایک کو اپنی بچانے کی پٹری ہوئی تھی۔

اور یہ ایک سخت غم انگیز مصیبت تھی جو ہوازن پر نازل ہوئی اور جزیرہ کے کسی عرب قبیلے پر اس قسم کی مصیبت نازل نہیں ہوئی تھی اور یہ وہ غم انگیز مصیبت تھی جس سے قبل ازیں مشہور تجربہ کار جانناز ددید بن الصمۃ ہوازنی نے انتباہ کیا تھا اور ہوازن کے نوجوان بادشاہ اور سالار مالک بن عوف سے اپیل کی تھی کہ وہ اپنے اہل اور خاندان کو اس مصیبت میں جھونکے اس نے معرکہ سے قبل وادی اوطاس میں اُسے مشورہ دیا کہ وہ عورتوں، بچوں اور اموال کو بلاد ہوازن کے بالائی مقامات کی طرف واپس لیجانے کا حکم دے اور گھوڑوں کی پشتوں پر سوار ہو کر مسلمانوں سے ملے لیکن مالک نے درید کی بات نہ مانی، پس وہ شکست اور سخت غم انگیز اور تباہ کن مصیبت جس کے وقوع سے درید نے مالک کو انتباہ کیا تھا وقوع پذیر ہو گئی اور یہ سبھی گردش تقدیر کی بات ہے کہ درید بن الصمۃ بھی اپنی موت سے دو چار ہوا اور حنین کے روز ایک سو ساٹھ سال کی عمر میں مشرک ہونے کی حالت میں قتل ہوا اور مالک باقی رہ گیا اور اسلام لایا اور بہت اچھا مسلمان ہوا اور ثقیف کے مشرکوں اور اپنے بلاد کے دیگر پڑوسیوں پر اللہ کی تلوار ثابت ہوا۔

اور عینی گواہوں نے آغاز کار مشرکین کے غالب آنے، پھر شکست کھانے اور اس رعب کے متعلق بیان کیا ہے جو شکست کے بعد میدان کارنا کی طرف مسلمانوں کے پلٹنے کے بعد ان پر نازل ہوا تھا، عمرو بن زہیر، عمر بن عبد اللہ العبسی نے ان لوگوں سے روایت کیا ہے جنہوں سے اُسے بتایا، وہ ربیعہ سے بیان کرتا ہے کہ اس نے کہا کہ مجھے ہماری قوم کی ایک جماعت نے جو اُس دن وہاں موجود تھے بتایا، وہ بیان کرتے ہیں کہ

ہم نے مسلمانوں کے لئے سنگنائیوں میں گھات لگائی پھر ہم نے ان پر ایسا حملہ کیا کہ ہم ان کے کندھوں پر سوار ہو گئے۔ یہاں تک کہ ہم سیاہی مائل سفید رنگ (چرخ) والے کے پاس آئے (جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے) اہ اس کے اندر خوب صورت چہروں والے سفید آدمی تھے اُس نے کہا، چہرے قبیح ہو گئے، وہاں چلے جاؤ، پس ہم شکست کھا گئے اور مسلمان ہمارے کندھوں پر سوار ہو گئے اور ہمیں شکست چوٹی۔ اور ہم اپنے پیچھے التفات کرنے لگے؛ ہم اُنہیں اپنے آپ کو تلاش کرتے دیکھتے رہے۔ پس ہماری جماعت ہر طرف بکھر گئی، اور کپکپی ہمیں ہلک کرنے لگی، یہاں تک کہ ہم اپنے بلاد کے بالائی علاقوں میں پہنچ گئے۔ پس اگر کوئی ہم سے بات بیان چوٹی ہے تو ہم اسے اس رعب کی وجہ سے نہیں جانتے جو ہم پر طاری تھا پس اللہ نے اسلام کو ہمارے دلوں میں ڈال دیا۔

ثقیف اور ان کے سار کا قتل | ثقیف ہوازن کے بطون میں شمار ہوتے ہیں۔ اور ثقیف بھی حنین کے روز مافرتے

اُن کا جھنڈا قلب بن الماسود کے پاس تھا اور ہوازن میں قتل کی خوب گرم بازاری ہوتی۔ اور ثقیف میں سے بنو مالک اور ان کے علمبردار قلب بن الماسود نے نہایت قدمی دکھائی، قادی کے بیان کے مطابق، جب لوگ شکست کھا گئے تو اس نے اپنا ایک جھنڈا ایک دخت کے ساتھ کھڑا کر دیا۔ اور وہ اور اسکے اہل خانہ ہزار ہا جاگ گئے اور ان میں سے بنی نمرہ کے دو آدمیوں (دوسرے اور اللہجات) کے سرا اور کوئی آدمی قتل نہیں ہوا۔ اور اس روز جو انان ثقیف کا سردار بھی قتل ہوا۔ ہاں ابن ہبیدہ کے آدمی پر گئے، وہ بیان کرتے ہیں کہ بنی ثقیف کا جھنڈا فعا لخمہ کے پاس تھا پس جب ہوازن کو شکست ہوئی اور مسلمانوں نے اُن کا تعاقب کیا۔ اور اس نے ثقیف کے مقتولین کا شمار کیا تو اس نے دیکھا کہ صرف بنی مالک میں سے ان کے جھنڈے تلے ایک سو کے قریب آدمی

قتل ہوئے ہیں، جن میں عثمان بن عبد اللہ بھی شامل تھا، پس اُس نے اُن کے ساتھ کچھ دیر جنگ کی۔ اودھ ہوازن اور ثقیف کو جنگ پر براہِ گنجد کرتے ہوئے قتل ہو گیا۔ اور اللہ جل جلالہ بنی کنتہ کا ایک جوان تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی کنتہ کے بھائی سے فرمایا۔ یہ نوجوانان کنتہ کا سردار ہے، پس جب عثمان بن عبد اللہ قتل ہوا اور رسول کریم کو اس کے قتل کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا "اللہ اے تمہارے وہ قریش سے بغض رکھتا تھا۔ اور اس وقت ثقیف کا جھنڈا فدا الخمار کے پاس تھا جس کا نام عرف بن ربیع تھا پس جب وہ قتل ہو گیا تو جھنڈے کو عثمان بن عبد اللہ نے پکڑ لیا اور قتل ہونے تک جنگ کرتا رہا۔"

مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ کنتہ وہ تھی جس سے اللہ جل جلالہ مقتول پیدا ہوا تھا۔ جس کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ وہ نوجوانان کنتہ کا سردار ہے۔ یکنہ غادر یمانہ کی ایک عورت تھی، جو قبائل عرب میں پیدا ہوئی تھی، اور ایک لونڈی تھی پس حادثہ بنی کنتہ کے تمام غلاموں کو آزاد کر دیا۔ اور حضرت عمر بن الخطاب نے اپنی خلافت کے زمانے میں اُس سے فرمایا:

کیا تجھے یہ بات خوش کرتی ہے کہ عامر بن الطفیل اور علقمہ بن علاشہ کے اہل بیت کنتہ کی جگہ ہوتے؟ اُس نے کہا یا امیر المؤمنین میں چاہتا ہوں کہ یہ بات ایسے ہی ہو، حضرت عمر نے فرمایا: کاش کنتہ سیری ماں ہوتی اور اللہ تعالیٰ اس کی نیکی سے مجھے وہ کچھ دیتا۔ جو اس نے تجھے دیا ہے اور وہ اپنی ماں کے لحاظ سے نیک تر لوگوں میں سے تھا۔ وہ اُس کے ساتھ کھانا کھاتی تھی۔ اور وہی اُس کے سسرور دھوئا اور کنگھا کرتا تھا۔

اور ثقیف کے مسلمان ہونے والے اشیانہ نے بیان کیا ہے اور وہ معرکہ حنین میں شامل تھے۔ اور انہوں نے شکست خوردہ لوگوں کے ساتھ شکست کھائی اور طائف

پہنچ گئے اور اپنے قلعے میں داخل ہو گئے اور وہ رعب کے باعث لوزہ بر اندام تھے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل ہماری تلاش میں رہے — ہمارے خیال کے مطابق — اور ہم پشت پھیرے ہوئے تھے، اور ہمارا آدمی، شکست کے رعب سے قلعہ طائف کے اندر داخل ہو کر بھی یہ خیال کرتا تھا کہ آپ اس کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔

اور لقیف کا سردار عثمان بن عبداللہ، عبداللہ بن ابی امیہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ اور جب یہ اطلاع رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ عبداللہ بن ابی امیہ پر رحم فرمائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے عثمان بن عبداللہ بن ربیعہ کو تباہ کر دیا ہے، وہ قریش سے بغض رکھتا تھا، اور جب عبداللہ بن ابی امیہ کو یہ اطلاع ملی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے رحمت کی دعا کی ہے تو اس نے کہا مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے اس کام میں مجھے شہادت سے سرفراز فرمائے گا۔ پس وہ طائف کے محاصرہ میں مقتول ہوئے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اگر جناد کا چھوٹا بیٹا نہ ہوتا تو آج میں سواروں کو رستہ کر دیتا۔

اور امام احمد نے العلاء بن زیاد العدوی سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا اسبابو حزمہ کیا تو نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہو کر جنگ کی؟ اس نے جواب دیا ہاں میں نے حنین کے روز آپ کے ساتھ مل کر جنگ کی تھی، پس مشرکین صبح کی نکلے اور انہوں نے ہم پر حملہ کر دیا، یہاں تک کہ ہم نے اپنے سواروں کو اپنی پشتوں کے پیچھے دیکھا، اور مشرکین میں ایک آدمی تھا جو ہم پر حملہ کرتا اور ہمیں تباہ و برباد کر دیتا تھا۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیفیت دیکھی تو آپ اترے اور اللہ تعالیٰ

نہ انہیں شکست دی اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح کو دیکھا تو کھڑے ہو گئے اور اچھے پاس قبیلہ ایک ایک کر کے لئے گئے پس انہوں نے اسلام پر بیعت کی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک آدمی نے کہا، میرے ذمے ایک نذر ہے کہ اگر اس آدمی جو آج ہیں تبہ دبر باد کر رہا تھا لایا گیا تو میں ضرور اسے قتل کر دوں گا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شکوت فرمایا اور اس آدمی کو لایا گیا اور جب اس حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو اس نے کہا، یا نبی اللہ! میں نے اللہ کے حضور توبہ کی ہے، راوی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بیعت لینے سے رُکے تاکہ دوسرا اپنی نذر پوری کرے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھنے لگا۔ تاکہ سب اسے اس کے قتل کرنے کا حکم دیں۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ڈرنے لگے پس جب اس نے دیکھا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نہیں کرتے تو اس نے ابھی بیعت کر لی اور کہنے لگا۔ یا نبی اللہ میری نذر آپ نے فرمایا میں آج صرف اسی لئے رکھا تھا کہ تو اپنی نذر پوری کرے۔ اس نے کہا، یا رسول اللہ! آپ نے مجھے اشاہہ کیوں نہیں کیا؟ آپ نے فرمایا، نبی کی پریشان نہیں ہوتی کہ وہ اشاہہ کر لے

اور سہمی نے شعبی سے اور اس نے عاتق بن بدل نصری سے اور اس نے اپنی قوم کے ایک آدمی سے جو حنین کی جنگ میں شامل تھا۔ اور عمرو بن سفیان ثقفی سے روایت کی ہے، وہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ مسلمان حنین کے روز شکست کھا گئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت عباس اور حضرت ابوسفیان بن الحرت باقی رہ گئے راوی بیان کرتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنگریزوں کی ایک مٹھی لی اور انہیں کے چہرہ پر ڈالے مارا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ہم شکست کھا گئے اور یہ بات ہمارے قصوں میں بھی نہ سنی کہ ہر پتھر یا دھت پر سوار ہماری تلاش میں ہے، ثقفی بیان کرتا ہے کہ میں اپنے گھوڑے کی پشت پر بیٹھا اور طائف میں داخل ہو گیا

فصل پنجم

- فتح کے بعد تعاقب
- ہوازن کے بادشاہ اور سالار کا مسلمانوں کے ہاتھوں سے بچ نکلنا۔
- ہوازن کے شاعر اور معمر شہسوار، درید بن الصمہ کا قتل
- طائف کا محاصرہ
- محاصرے کی ناکامی
- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھانف کے محلے کو توڑنا اور الجھرانہ کی طرف واپس آنا۔
- مسلمانوں میں بے شمار غنائم کی تقسیم
- آنحضرت صلی اللہ کا مولعہ القلوب کو سینکڑوں اونٹ عطا کرنا۔
- ان عطیات کے بارے میں انصار کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ناما ض ہونا۔
- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوازن کے ۶ ہزار قیدیوں کو آزاد کرنا
- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوتاب کی فوج کی مدینہ کو واپسی۔
- ثقیف کا اپنی مرضی سے اسلام قبول کرنا
- حجاز میں بت پرستی کے مظاہرے کے آخری منظر کا خاتمہ

حنین میں ہوازن کے مشرکین

پر مسلمانوں کی زبردست فتح کی

ہوازن کے شکست خوردہ لوگوں کا تعاقب

سبکیں کے بعد سالار رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی فوج کے سالاروں کو، مشرکین کے تعاقب

کرنے اور جس طرف بھی وہ جائیں ان کی تلاش کرنے کا حکم دیا تاکہ وہ از سر نو اپنی شکست خوردہ فوجوں کو جمع نہ کر سکیں اور نہ ہی ان کو منظم کر سکیں۔ پس اسلامی فوج کی تمام پونٹیں (رسولِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمان میں) ہوازن کا تعاقب کرنے لگیں۔ اور جنش نبوی کی تمام پونٹیں مسلسل تعاقب میں لگی رہیں حتیٰ کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمان میں ان کا تعاقب کرتے ہوئے طاقت پہنچ گئیں جہاں ثقیف قلعہ بند ہوئے تھے جو ہوازن کا ایک اہم بازو تھے، پس رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوازن کے اس بازو کا محاصرہ کر لیا۔ جیسا کہ اس بحث میں عنقریب اس کی تفصیل بیان ہوگی۔ انشاء اللہ

جس وقت جنشِ اسلامی ڈھریں
ہوازن کا تعاقب کر رہا تھا اسکے

معمر شہسوار درید بن الصمۃ کا قتل

دورانِ ایک مسلمان سپاہی نے ہوازن کے سردار اور معمر شہسوار اور شاگرد درید بن الصمۃ کو قتل کر دیا جسکی عمر ایک سو ساٹھ سال تھی اور یہ وہی درید بن الصمۃ ہے جس نے ہوازن کے بادشاہ اور سالار مالک بن عرف نمری سے اس وقت معاوضہ کیا تھا، جب وہ فوج کے ساتھ ان کی عورتوں، بچوں، ٹوشیوں اور انکے تمام اموال کو وادی حنین میں ہانک لایا تھا لیکن مالک نے اس کی بات دمانی اور ہوازن کے تمام اموال، مویشی اور بچے اسلامی فوج سے ہاتھوں میں غنیمت بن کر آئے اور اسی بات سے درید نے مالک کو استباہ کیا تھا کہ ہوازن کو یہ بات درپیش ہوگی۔

ابو درید بن الصمۃ، چشم بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن عکرمہ بن ختمہ بن قیس بن عیلان سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کی کنیت ابو ترہ تھی اور ہوازن، سلیم بن منصور کا بھائی ہے۔ اور درید، چشم کے ایک قبیلے غزیہ سے تعلق رکھتا تھا۔ اور اس کی ماں ریحانہ بنت یحییٰ تھی۔ جو عمرو بن یحییٰ کی بہن تھی اس لحاظ سے عمرو اس کا مہوڑ تھا، ابن قتیبہ کی کتاب اشراء و اشراء جلد ۲ ص ۵۳ پر درید کے حالات اسی طرح بیان ہوئے ہیں اور درید، جاہلیت کے مشہور بہادروں اور صاحب الرائے لوگوں میں سے

(بقیہ حدیث صفحہ ۲۰۶) ایک تھا احد مدینہ کے مشہور اور حیدر اشعلہ میں سے اس کے یہ شخص بھی ہیں۔

میں نے ریت کے مول پر انہیں مشورہ دیا مگر پھر تک چاشت کے وقت صبح ہوا کہ آپ چلا اور جب انہوں نے میری بات نہ مانی تو میں بھی انہیں میں سے تھلا۔ اور میں ان کی گمراہی کو دیکھ رہا تھا۔ اور میں بھی کوئی راہ نہیں پارہا تھا۔ اور میں غزیا کا ایک فرد ہوں، اگر جو گمراہ چلائے تو میں بھی گمراہ ہو جاؤں گا۔ اور اگر غزویہ صبح راہ اختیار کرے تو میں بھی صبح راہ اختیار کروں گا۔ انہوں نے ایک دوسرے کی آواز نہ کر کہا، سواروں نے لیک سوار کو ہلاک کر دیا ہے میں نے کہا کیا وہ ہلاک ہونے والا عبد اللہ ہے، پس میں اس کے پاس آیا تو نیزے سے یوں نوج رہ گئے جیسے کو چیں۔ تنے ہوئے لانے میں پڑتی ہیں۔ اور میں نے سواروں کو اس سے بڑھایا تھا کہ وہ منتشر ہو گئے اور پھر سیاہ رنگ کا خون غالب آ گیا، اس نے ایسے آدمی کی طرح جنگ کی جو اپنی جان سے اپنے بھائی کی ہمدردی کرتا ہے۔ اور اُسے معلوم ہے کہ آدمی ہمیشہ رہنے والا نہیں ہے، پس اگر عبد اللہ اپنی جگہ چھوڑ گیا ہے تو وہ ظہر نے والا اور لڑنے والے ہا معتوف والا نہ تھا، تہ بند تھے والا تھا۔ اور اس کی نصف پٹنی تنگی رہتی تھی۔ وہ پھر تیرا اور مضبوط ارانے والا تھا۔ اور معصائب پر صبر کرنے والا اور شیلوں پر پڑ جانے والا تھا۔ اور معصائب کی شکایت کرتے والا نہیں تھا۔ اور کھل کی باتوں کے جو انجام ہونے لگے انہیں یاد رکھنے والا تھا، وہ جب جنگ سے ہڑی کرتا رہا، کرتا رہا۔ یہاں تک کہ بڑھا پاس پہنچا گیا تو اس نے بے ہودہ کا موت کہا۔ دھم بوجھا اور اس نے میرے دل کو خوش کیا ہے اور میں نے اسے نہیں کہا کہ تو نے مجھ کو بلا ہے۔ اور جو کچھ میرے قبضے میں تھا۔ اس کے ہاتھ میں آیا میں نے نبل سے کام نہیں لیا۔"

اور دیر کے صحابی عبدالرحمن بن العتمہ نے بھی اور فرارہ کے لوگوں پر ظلمت گری کی۔ اور دیر بھی اسکے ساتھ تھا۔ حالانکہ قبل ازیں دیر نے اسے تیلیا تھا کہ وہ ایسا نہ کرے گا مگر اس نے اس کی مخالفت کی، پس اس نے ان پر حملہ کر دیا۔ اور نبی شہم میں جنگ کی گرم بازاری ہو گئی اور عبد اللہ بن العتمہ قتل ہو گیا اور دیر پھرت گیا۔ پھر دیر نے اپنے بھائی عبد اللہ کے بعد اپنے قبیلے کی زمامت سنبھالی اور پھر اور یوبان پہنچا تو گوی کی۔ اور ان کے ایک سردار میں کو قتل کر دیا۔ جن میں اس کے بھائی کا قاتل بھی شامل تھا، جن کا نام مذہاب بن اسماء بن زید تھا۔ دیر ایک ساٹھ سال کی عمر میں قتل ہوا۔

مورخین بیان کرتے ہیں کہ۔ درید بن الصمہ کو ٹھہراچے نے اپنا بیچ ہو دیا تھا لیکن وہ حنین میں شامل ہوا، اسے لوٹ کے گھوڑے میں بٹھا کر لایا گیا کیونکہ وہ بکمر سنی کے ہاتھ جگ کے لئے چلنے کی سکت نہیں رکھتا تھا اور شکست نے ہوازن کو منتشر کر دیا تو وہاں کوئی ایسا آدمی نہ تھا جو عمر سعد اور درید بن الصمہ کی پہلاہ کرتا ہے اسے اکیلا چھوڑ دیا گیا۔ اور لوٹ اُسے دکھانے سمیت (جہر منہ آتا تھا) لے جاتا تھا اور نبی سلیم کے ایک نوجوان جسے بن رفیع بن اعبان بن ثعلبہ بن یزید نے اسے دیکھا تو اس نے اس کے لوٹ کی جہا پکڑ لی اور وہ اسے عورت خیال کرتا تھا، اس لئے کہ وہ کھانے میں تھا، پس نوجوان نے اسے بٹھایا تو کیا دیکھا، ہر لمحہ ایک سو ساٹھ سالہ پیر فرقت ہے اور نوجوان رعبیہ کو معلوم نہ تھا کہ یہ مشہور شہسوار درید بن الصمہ ہے، سلی نوجوان نے کہا، مجھے اس کے سو اسی ایسے آدمی کی ضرورت نہیں، جو اس جیسا دین لگتا ہو۔ درید نے اسے کہا، تو کون ہے؟

نوجوان نے کہا، میں رعبیہ بن رفیع سلی ہوں۔ پھر اس نے اسے تلواری ماری، مگر سلی نوجوان کی تلوار نے اس پر کھپا اثر نہ کیا، درید نے کہا، "تیری ماں نے مجھے بہت بُرے پھینکار سے مسلح کیا ہے، کھانے کے پیچھے سے میری تلوار لے اور اس سے وار کر، اور ہڈیوں سے دُورہ اور دماغ پر نرمی کر، اور میں اسی طرح جوانوں پر تلوار کا وار کیا کرتا تھا، پھر جب تو اپنی ماں کے پاس جائے تو اسے بتا کہ تو نے درید بن الصمہ کو قتل کر دیا ہے، اور کہتے ہی ہیں جن میں میں نے کھائی عورتوں کو بچایا تھا کہتے ہیں کہ جب رعبیہ نے درید پر وار کیا تو اس کے دونوں ہاتھوں کے اندر وہی جھٹے جو گھٹنوں پر سواری کی وجہ سے کاغذات کی طرح ہونگے تھے موت کے لئے ہنودا ہونگے۔ پس جب رعبیہ نے اپنی ماں کے پاس واپس جا کر اسے درید کے قتل کے متعلق بتایا تو اس نے کہا، قسم سچا، اس نے تیری تین ماں کو ایک ہی دن میں تین بار زندہ کیا تھا اور تیرے باپ کی پیشانی کے بالوں کو کاٹا تھا۔ ایلہ

یعنی ایک معرکے میں اسے قید کرنے کے بعد آزاد کر دیا تھا) فوجوں نے کہا مجھے تو یہ بات معلوم نہ تھی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ فوجوں کی ماں نے اسے کہا کہ جب اس نے تجھے ہم پر اپنے احسان کے متعلق بتلایا تو اس کے قتل کرنے سے کیوں نہ دو رہا۔ اس نے جواب دیا میں اٹھارہ اس کے رسول کی رضامندی سے دُور نہیں رہ سکتا۔

اور عمرہ بنتِ دیرینے، ربیعہ کے دریدہ کو قتل کرنے کے بارے میں یہ اشعلہ کہے ہیں۔
 "تیری زندگی کی قسم میں یمن کیو میں دریدہ کے بارے میں ناکام و نامراد فوج سے خائف نہیں اس کی جانب سے اللہ نبی سلیم کو جزائے اہر چکھ انہوں نے کیا ہے اس کے بدلے میں انہیں اپنی طرح ذلیل کرے اور جب ہم جنگ کے وقت ان کی طرف بڑھیں تو وہ ہمیں ان کے بہترین لوگوں کے خون سے سیراب کرے۔"

اور جاہلیت میں وہ یرینے بنو سلیم کی عورتوں اور ان کے ماں باپ کے آزاد کر کے ان پر جو احسانات کئے تھے انہیں نبی سلیم کو یاد دلاتے ہرے کہتی ہے لہ
 اور کتنی ہی عظیم مصیبتیں میں جنھیں تو نے ان سے دُور کیا۔ اور ان کے دل ہنسلیں
 تک پہنچ چکے تھے۔ اور ان کی کتنی ہی شریف نادلوں کو تو نے قید سے چھڑایا۔ اور نبی سلیم
 کے کتنے ہی لوگوں نے تیرے نام سے تجھے آواز دی اور تو نے انھیں جواب دیا۔ اور انہوں
 نے ہمیں اس کی خبر میں رسوائی اور وہ غم دیا ہے جس سے میری پٹلیوں کا گو دا بچھل گیا ہے
 اور میرے گھوڑوں کے نشانات ذوالقمر کے بن سے لے کر ہناق کے دیرانے تک مٹ
 چکے ہیں۔

ہو اذن کے سال اللہ عام مالک بن عوف نمری کو جب
 ہو اذن کے سال اللہ عام کا انجام یقین ہو گیا کہ بالآخر اس نے جنگ ہار دی ہے تو وہ

شکت کھا کر سواروں کے ایک دستے کے ساتھ جو اس کے بڑے بڑے قائدین اور اس کے خاندانی اور جنگی بورڈ کے ارکان پر مشتمل تھا، میدان سے بچے بیٹھ گیا۔ اور جس شخص نے مالک اور اس کے ساتھیوں کی سواری کے ساتھ تعاقب کرنے کی ذمہ داری لی تھی وہ حضرت زبیر بن العوام تھے۔ مورخین نے بیان کیا ہے کہ سال ۶۰۰ عظیم مالک نے جب دیکھا کہ حضرت زبیر نے اس کے تعاقب کی ذمہ داری لی ہے، حضرت زبیر شجاع ترین شہسواروں میں شمار ہوتے تھے، تو وہ اپنے گھوڑے سے تر کر گھاٹیوں کے ڈھرتوں کے دریا کے پورے سرنگے ہو گیا تاکہ وہ حضرت زبیر کے ہاتھوں قید نہ ہو سکیں۔ تاکہ مالک جانتا تھا کہ حضرت زبیر اس کو اپنے ہاتھ سے نکلنے نہیں دیں گے۔

اور تاہم اسیر کی کتابوں میں بیان ہوا ہے کہ مالک بن عوف (شکت کے بعد) ایک اونچی جگہ پر کھڑا ہوا۔ اور اس کے ساتھ اس کے سوارا صحاب بھی تھے اور اس نے انھیں حکم دیا کہ وہ کمزوروں اور بچوں میں سے جو بچ سکتے ہیں، ان کے گڑنے تک اپنی جگہ پر بٹھریں۔ اس نے کہا۔

پھر جاؤ تاکہ تمہارے کمزور لوگ گزر جائیں۔ اور تمہارے دوسرے آدمی آملیں۔ اور جب کمزور لوگ گزر گئے اور پہاڑوں کی چوٹیوں کی بجائے گھاہ میں ٹھک گئے تو اس نے اپنے اصحاب سے کہا (انفارمیشن حاصل کرنے کے لئے) دیکھو تم کیا دیکھ رہے ہو؟ انہوں نے کہا ہم لوگوں کو گھوڑوں پر سوار دیکھ رہے ہیں جو اپنے نیزوں کو اپنے گھوڑوں کے کالوں پر رکھے ہوئے ہیں۔ اُس نے کہا۔ (اور وہ فوجی ماہر تھا اور قبائل کی عادات کے متعلق وسیع معلومات رکھتا تھا) وہ تمہارے بھائی بنو سلیم ہیں اور ان کے بارے میں تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔

پھر اُس نے کہا دیکھو، تم کیا دیکھتے ہو؟ انہوں نے کہا، ہم ان لوگوں کو دیکھ رہے ہیں، جو جنگ میں پھلے پھلے جاتے ہیں اور انہوں نے اپنے نیزے اپنے گھوڑوں کی سرئیوں پر رکھے ہوئے ہیں۔ اُس نے کہا یہ خزرجی ہیں، اور ان کے بارے میں

سختیں برداشٹیں کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ اپنے مجاہدوں کے راستے پر چل رہے ہیں۔ سچراں نے کہا دیکھو، تم کہا دیکھ رہے ہو؟ انہوں نے کہا ہم ایسے لوگوں کو دیکھ رہے ہیں گویا وہ گھوڑوں پر سب سے ہیں۔ اُس نے کہا یہ کعب بن لوی ہیں جو تم سے جنگ کرنے والے ہیں۔ سچراں نے کہا دیکھو، تم کیا دیکھ رہے ہو؟ انہوں نے کہا ہم وہ آذیل کے دو میدان ایک آدمی کو دیکھ رہے ہیں، جو روزِ جنگ کی پیگڑھی کا علم بنائے ہوئے ہے اور اپنے پاؤں کو زور سے زمین پر ادا ہے۔ اور اپنے فیرے کو اپنے کندھے پر رکھے ہوئے ہے۔ اس نے کہا یہ ابنِ صغیر ہے، زیرینِ العوام ہے اور تم جھوڑا وہ ضرور کھتین تھامی جگہ سے مٹا دے گا۔

اور علامہ حضرت زبیر نے مالکِ ادناس کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا اور قریب تھا کہ انہیں گھیر لیتا۔ پس جب سواروں نے مالک کو آیا۔ تو وہ اپنے گھوڑے سے قید ہونے کے خوف سے اتر پڑا، پھر دشمنوں کی پناہ لینے لگا، تاکہ حضرت زبیر کے ساتھیوں میں کوئی شخص اُس سے دیکھ نہ پائے۔ پھر وہ لیومِ دشمن کے بالائی حصے کا ایک پہاڑ میں چلنے لگا۔ پس اس نے جاننے سے انہیں عاثر کر دیا۔ اور ہوازن کا بادشاہ اور سالار مسلسل دوڑتا ہی گیا۔ یہاں تک کہ وہ اڑھائی میں پہنچ گیا۔ اور ہاں ایک محل میں قلعہ بند ہو گیا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قصرِ لیم میں مالک بن حوف کے قلعہ بند ہو چکی اطلاع ملی۔ تو آپ نے اُس کی تلاش یا اسے دُشکانے کا حکم نہیں دیا۔ اس لئے کہ آپ اس بات کے خواہش مند تھے کہ اللہ تعالیٰ اسلام کی طرف اُس کی راہنمائی کرے۔ اور علامہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہوازن کے مذکورہ بادشاہ کی طرف ایک فاصہ بھیجا۔ جو اسے یہ اطلاع دے کہ اگر وہ اسلام میں داخل ہو جائے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسے معاف کر دیں گے۔ اور اس کے اہلِ ناموال کو بھی واپس لوٹا دیں گے، پس

مالک نے اسلام قبول کر لیا۔ اور وہ بہت اچھا مسلمان ثابت ہوا۔ اور شرک پر قائم رہنے والوں کے ساتھ جنگ کرنے میں بہترین مددگار بن گیا جیسا کہ عنقریب اس کتاب اپنے مقام پر اس کی تفصیل بیان ہوگی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عورتوں اور بچوں کے قتل سے روکنا

ایک معرکہ میں ایک مقتولہ عورت پائی گئی اور اسے خالد بن ولید کی طرف یہ بات منسوب کی گئی کہ انہوں نے قتل کیا ہے۔ پس جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہر کے مقتولہ عورت کو دیکھا تو فرمایا یہ تو جنگ نہیں کر سکتی تھی۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صحابی کو حکم دیا کہ وہ حضرت خالد کو بل کر کہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بچے عورت اور شیخ فانی یا مزدود کے قتل کرنے سے روکا ہے۔ اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوازن کی ایک مقتولہ عورت کو دیکھا تو آپ نے اس کے بائے میں دریافت کیا تو فوج میں سے ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! میں نے قتل کیا ہے، میں نے اسے اپنے چھپے بٹھالیا۔ اور اس نے مجھے قتل کرنا چاہا تو میں نے اسے قتل کر دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دفن کرنے کا حکم دیا تو اسے دفن کر دیا گیا۔

بادجو ریکہ حنین میں ہوازن
شکست کھا چکے تھے۔ پھر
ہوازن کی مقدار ماتی پاکٹوں کا صفایا
بھی ان کے بعض آدمیوں نے وادی ادطاس میں پراؤ کر لیا مگر وہ دوبارہ اپنی تنظیم
قائم کر کے از سر نو مسلمانوں کے مقابلے میں ٹوٹ جائیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنے صحابہ کو شکست خوردہ لوگوں کو تلاش کرنے اور ان کے تعاقب کرنا

خود بھی شہادت سے ہمکنار ہوئے۔

اور اصحاب میر و معاذی نے بیان کیا ہے کہ جب لوگوں نے شکست کھائی تو طاقت آگئے اور ان لوگوں سے کچھ فوج نے ادھاس میں پڑا کر لیا اور کچھ نخلہ کی جانب چلی گئی۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کرنے کیلئے ان کی طرف آدمی بھیجا۔ اور اس کے لئے جہلہا بانقعا۔ اور اس فوج میں اس کے ساتھ سلمہ بن اوس کو بھی بھیجا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ جب ہوازن کو شکست ہوئی تو انہوں نے ادھاس میں ایک عظیم پڑا کر لیا، اور ان میں سے چھوٹے نے الگ ہونا تھا، وہ الگ ہو گئے اور چھوٹوں نے قتل اور قیدی لیا وہ قتل اور قیدی ہو گئے، پس ہم ان کے شکر کی طرف اسے یاد دیکھتے ہیں کہ وہ محفوظ ہوئے بیٹھے ہیں۔ اور ابن اسحق بیان کرتا ہے کہ ان مشرکین ہوازن میں دشمن بھائی تھے جن میں سے ہر ایک نے ابو عامر اشعری سے مقابلہ کیا۔ اور انہوں نے ان میں سے زیادہ کو قتل کر دیا پھر ان میں خود بھی شہادت سے ہمکنار ہوئے۔

اور سیرۃ ابن ہشام اور واقعی میں بیان ہوا ہے کہ ابو عامر اشعری (سیرہ کے سالار) نے ہوازن کی فوج میں دشمن چھوٹوں سے ملاقات کی اور ان سب سے مبارزت طلبی کی، پس پہلے نے مقابلے میں نکل کر کہا، کون مقابلہ کرے گا؟ تو حضرت ابو عامر اشعری اس کے مقابلے میں نکلے۔ اور وہ دھاگر رہے تھے) اے اللہ اس پر گواہ بن، پس ابو عامر نے اسے قتل کر دیا پھر دوسرا مقابلے میں نکلا اور اس نے ابو عامر اشعری پر حملہ کر دیا اور وہ اسے دھرتی سلام دے رہے تھے اور دھاگر رہے تھے کہ اے اللہ اس پر گواہ بن) پس ابو عامر نے اسے قتل کر دیا، پھر وہ ایک ایک سو میں بھاگیں میں سے ایک اور مقابلے کیلئے نکلا تو ابو عامر نے اسے بھی قتل کر دیا۔ پھر وہ ایک ایک سو کے ابو عامر پر حملہ کرنے لگے، اور ابو عامر بھی حملہ کرنے لگے، اور لہ دادی نخلہ ایک مشہور دادی ہے جسے الیمانہ کہتے ہیں اور اس میں بہت سی نیاں آکر گر گئی ہیں۔ لہ سلمہ بن اوس کے حالات ہماری کتاب "صلح حدیبیہ" میں دیکھنے کے لئے مراد الاطلاع میں ہے کہ "ادھاس" دیا ہوازن کی ایک دادی ہے۔

ابو عامر بھی حملہ کرنے لگے اور آپ دعا کرتے تھے کہ اے اللہ! اس پر گواہ رہ۔ یہاں تک کہ آپ نے نہ تو قتل کروایا۔ اور دسواں باقی رہ گیا، پس اس نے ابو عامر پر حملہ کیا۔ اور آپ اسے دعوتِ اسلام سے پہلے اور دعا کرتے تھے اے اللہ! اس پر گواہ بن۔ تو مشرک ہونے لگا، اسے اللہ تعالیٰ نے گواہ بنا دیا۔ پس ابو عامر اس سے کہے تو وہ بچ گیا۔ اور بعد میں مسلمان ہو گیا اور بہت اچھا مسلمان بنا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اسے دیکھتے تو فرماتے: یہ ابو عامر کا بچا ہوا ہے۔ اور جنگ کے دوران، نبی جہنم کے ایک آدمی نے ابو عامر کو ایک تیر مارا جو آپ کے گھٹنے میں تیراڑ ہو گیا تو حضرت موسیٰ اشعری نے ان سے پاس جا کر کہا: اے چچا تجھے کس نے تیر مارا ہے؟ تو ابو عامر نے تیراڑ کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ یہ میرا قاتل ہے جسے تو دیکھ رہا ہے اور اسی نے مجھے تیر مارا ہے۔

حضرت ابو موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس کی طرف توجہ کی اور سنا کہ وہ کہتا ہے: ہا ملا۔ پس جب اس نے مجھے دیکھا تو مجھے لپٹت دے کر چلا گیا۔ اور میں نے اس کا چچا کیا اور میں اسے کہنے لگا: کیا تجھے شرم نہیں آتی، کیا تو عرب نہیں، کیا تو ٹھہرے کا نہیں۔ تو وہ لوٹا اور میں اور وہ بے اور ہم نے تلوار کے دو دو ہاتھ کئے اور میں نے اسے تیر مارا۔ پھر میں ابو عامر کی طرف بیٹھا۔ میں نے کہا: اللہ نے تیرے ساتھ کسی کو مار دیا ہے اس نے کہا: اس تیر کو کھینچو، میں نے اسے کھینچا تو اس سے پانی بہ رہا تو اس نے کہا: ہاتھ پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر میرا سلام کہو، تیرا آپ سے بھی عرض کرو کہ آپ میرے لئے بخشش طلب کریں اور ابو عامر نے لوگوں پر مجھے حاشین بنایا، اور صفحہ دہلیزدہ نوشتہ ہو گیا، پس میں واپس آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گھر گیا۔ اور آپ ایک بلدیک بٹی ہوتی چادر پٹی پر جس پر سبھو نا پڑا تھا لٹیرے کرتے تھے۔ اور چادر پانی کی دھاریوں نے آپ کی پشت اور دونوں پہلوؤں پر نشان ڈال دیئے تھے، پس میں نے آپ کو اپنے اور ابو عامر کے متعلق اطلاع دی، اور یہی بتایا کہ

اس نے کہا تھا کہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کرتا کہ آپ میرے لئے بخشش طلب کریں۔ حضرت ابو موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے پانی منگوا کر دھو لیا، پھر اپنے دونوں ہاتھ بلند کر کے دعا کی اے اللہ عبید بنی عامر کو بخش دے۔ اور میں نے آپ کی نفلوں کی سفیدی کو دیکھا۔ پھر آپ نے فرمایا: اے اللہ قیامت کے روز اپنی بہت سی مخلوق یا بہت سے بندوں پر اُسے فوقیت دے، حضرت ابو موسیٰ بیان کرتے ہیں: میں نے کہا میرے لئے بھی بخشش طلب فرمائیے۔ آپ نے فرمایا اے اللہ! عبداللہ بن قیس کے گناہ بخش دے۔ اور قیامت کے روز اُسے اچھی جگہ داخل فرما۔

جیش اسلام میں خودکشی کرنے والا شخص

مورخین بیان کرتے ہیں کہ صحابہؓ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کو بتایا کہ حنین میں ایک آدمی نے شدید جنگ کی ہے یہاں تک کہ اُسے سخت زخم لگے ہیں، جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اُس کے بارے میں ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا، وہ دوزخی ہے تو مسلمان اس بات سے پریشانی نہ ہو گئے اور ان کے دلوں کو اس قدر صدمہ ہوا جیسے اللہ ہی جاتا ہے، پس جب یہ جنوں نے اُسے تنگ کیا تو اُس نے اپنے ترکش سے تیر لیا اور اس سے خودکشی کر لی۔ اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کو حکم دیا کہ وہ منادی کر دیں کہ جنت میں صرف مومن ہی داخل ہو گا اور اللہ تعالیٰ فاجر آدمی سے سبھی دین کی مدد کر دیتا ہے۔

عظیم غنائم

معرکہ حنین میں ہوا زین کی شکست کے بعد جیش اسلامی کے ہاتھوں میں غنائم اور قیدیوں کی بہت بڑی مقدار آئی اور ایسی صحت میں آئی کہ اس سے پہلے جیش اسلامی کے ہاتھوں میں اتنا غنیمت نہیں آئی تھی۔ یہ غنائم

اور قیدیوں کی تقریبی تفصیل ہے۔

۲۴۰۰۰	اونٹ
۴۰۰۰۰	بکریاں
۸۰۰۰	قیدی

اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف تک ہوازن کے تعاقب کا

طائف کے واپسی تک غنائم کا اسٹور کرنا

فیصلہ کیا تو غنائم اور قیدیوں کو الجھرانہ میں روک دیے کا حکم دیا۔ اور غنائم اور قیدیوں کے اہتمام اور نگرانی کا معاملہ مشہور خزانہ لیڈر بدیل بن ورقا کے سپرد کر دیا۔ پس تیدی اور غنائم الجھرانہ میں حفاظت کے ساتھ رکھے۔ یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم طائف کے محاصرہ سے واپس آئے۔ اور اپنے الجھرانہ میں تمام قیدیوں کو آزاد کر دیا، جیسا کہ اس کتاب میں عنقریب اپنے مقام پر اس کی تفصیل بیان ہوگی انشاء اللہ طائف کے محاصرہ کو حربی کارروائی کے نقطہ نگاہ سے

محاصرہ طائف

معرکہ حنین کا امتداد خیال کیا جاتا ہے، اس لئے کہ ثقیف (اہل طائف) ہوازن کے اہم اور زیادہ وزنی قبائل میں سے ہیں بلکہ حنین سے فیصلہ کن معرکہ میں انہیں ہوازنی فوج کی ریڑھ کی ہڈی تصور کیا جاسکتا ہے۔ اور عسکری واقعات کے تسلسل نے۔ معرکہ حنین کے بعد۔ بتایا ہے کہ حنین میں مالک بن عوف کی قیادت میں مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے والی بڑی خطرناک فوج ثقیف کی تھی اور اس کی دلیل یہ ہے کہ حنین میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرج پانے کے بعد، قبائل ہوازن میں سے جن قبائل نے اس معرکہ میں آپ کے خلاف شمولیت کی تھی ان میں سے ثقیف کا کوئی ایسا قبیلہ باقی نہ رہا تھا جس کے متعلق آپ کوئی اہتمام کرتے اپنے اپنی تمام فوج کو ان کے تعاقب میں لگا دیا۔ اور اس تعاقب کی خود کمان کی۔

یہاں تک کہ آپ طاقت پہنچ گئے۔ آپ نے دیکھا کہ ثقیف اپنے قلعوں میں بند ہو گئے ہیں۔ پس آپ نے سترہ دن تک ان کا محاصرہ کئے رکھا، لیکن طائف میں اپنے قلعوں میں قوت پکڑ جانے کے باعث آپ نے بغیر ان سے کوئی تکلیف اٹھائے انھیں چھوڑ دیا۔ یہاں تک اللہ تعالیٰ نے اسلام کی طرف ان کی رہنمائی کی اور انہوں نے مدینہ آنحضرتؐ کی خوشی خوشی اپنے اسلام کا اعلان کر دیا۔

اس کا مفہوم یہ ہے کہ تمام ہوازنی قبائل کی قوت رقیف کے سوا خصوصاً ان کے بادشاہ و لوہوٹا

قبائل ہوازن کا اجسام

سردار مالک بن عوف ثقیفی کے قبول اسلام کے بعد نسبت دباؤ بردہ ہوئی۔ اور وہ اسلام کی جانب سے جنگ کرنے والا سا لار بن گیا۔

اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کی طرف سے ثقیف کا جو تعاقب کیا۔ اور ان کے قلعوں میں ان کا جو محاصرہ کیا۔ اس کے نتائج پر گفتگو کرنے سے قبل ضروری ہے کہ ہم قارین کرام کو قبائل ثقیف کی تاریخ اور جاہلیت اور اسلام میں ان کے مرکزی اہمیت کی ایک جھلک دکھائیں۔

مورخین اور اصحاب الساب بیان کرتے ہیں کہ ثقیف ہوازن کا ایک سبط ہے اور ہوازن، منصور بن عکرمہ

ثقیف کی تاریخ

بن خصمہ، بن قیس بن عیلان بن حضر بن نزار بن معد بن عدنان کا بیٹا ہے۔ اور ثقیف، ہوازن کی طرف منسوب ہوا ہے اور اس سے بہت سے قبائل متفرع ہوتے ہیں، جن میں سے بڑے قبائل اکھاکرتے ہیں جو سب کے سب ہوازن کے قبائل ہیں اور وہ یہ ہیں۔

اول: بنو سہم بن بکر

دوم: بنو معاویہ بن بکر، یہ وہ ہیں جن سے مالک بن عوف ثقیفی تھا۔

سوم :۔ جو متنبہ بن بکر اسن آخری قبیلہ کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ اور ثقیف کا نام قسی ابن منبہ ابن بکر بن ہوازن ہے اور اسی قسی سے متعدد قبائل متفرع ہوئے ہیں جنہوں نے لغدہ میں اچھے باپ ثقیف کے نام سے شہرت پائی اور ان قبائل میں اہم قبائل مہوجیم بن ثقیف اور بن عوف ابن ثقیف ہیں۔ اور بن عوف کی خنازلہ رادی لیبہ میں ہیں۔ اور وہاں سے قلعے بھی ہیں اور یہ سب قبائل دوقبیلوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ اور وہ احلاف اور بنو مالک ہیں اور یہی وہ گولہ میں جو ان دور ناموں کے تحت (مشرکوں نے) کی حالت میں معرکہ حنین میں شامل ہوئے تھے۔

اور ان کا اصلی وطن، طائف اور اس کے معانات ہیں اور ثقیف جاہلیت میں ایک حربی قوت تھے بن کا خاصہ اذن تھا اور جاہلیت میں بن مشہور معرکوں میں انہوں نے شرکت کی ہے۔ ان سب میں انہوں نے اپنے مخالفوں پر فتح پائی ہے اور جاہلیت میں ثقیف کی حربی تاریخ کا ایک واقعہ یہ ہے کہ خنصر دہ ایک بھی قوم ہے) سے طائف میں ثقیف سے جنگ کی۔ اور ثقیف ان کے مقابلہ میں نکلے اور ان کا سردار غنیلان بن کلمہ تھا۔ پس اس نے ان سے شدید جنگ کی اور اس میں سے بہت سے آدمیوں کو قتل کرنے کے بعد انہیں شکست دی اور ان میں سے متعدد لوگوں کو قیدی بنا لیا۔ پھر ان پر احسان کر دیا۔

اور بن جنگوں میں انہوں نے فتح حاصل کی، ان میں ایک وادی صحیح کی جنگ ہے۔ جو طائف کی ایک مشہور وادی ہے اور شاید یہ ان جنگوں میں سے سب سے بڑی جنگ ہے جن میں ثقیف نے جاہلیت میں فتح حاصل کی تھی، یہ معرکہ ان کے اور بنی عامر کے درمیان ہوا تھا، جو ہوازن میں سے تھے اور محم قبائل العرب میں بیان ہوا ہے کہ۔

ان بنی عامر نے اپنے احلاف میں سے بہت سی فوج جمع کی پھر طائف میں

ثقیف کے پاس چلے گئے اور بنو نمر بن معدیہ ثقیف کے حلیف تھے، ایسے ہی ثقیف کو بنی عامر کے چلنے کی اطلاع ملی تو انہوں نے بنی نضیر سے مدد طلب کی۔ اور انہوں نے ابن معدی اور ثقیف بنی عامر کے مقابلے میں نکلے اور عیطلان بن سلم بن متعب ثقیف کا سالار تھا، ایسے انہوں نے ان سے ملاقات کی اور ثقیف نے ان کے ساتھ شدید جنگ کی اور بنو عامر اور ان کے ساتھی شکست کھا گئے اور ثقیف کو ان پر فتح حاصل ہوئی اور انہوں نے ان میں خوب قتلاں کیا۔

اور ان کے شہر کو طائف کا نام دینے سے باہر میں ابکری نے معجم ما استعجم میں بیان کیا ہے کہ بنی ثقیف کو اس جگہ سے آج کل طائف کہتے ہیں، کی فضیلت کا علم ہوا اور اور یہ جگہ ہما زان کے بنی عامر بن ربیع کی تھی تو انہوں نے بنی عامر سے کہا، یہ پوچھو اور کھینچو والی جگہ ہے اور یہیں معلوم ہے کہ تم نے اس پر چراہوں کو فضیلت دی ہے، جنہوں نے اس کی آبادی اور اعمال کو نقصان پہنچا ہے اور ہم تمہاری نسبت اس کے عمل کو بہتر مانتے ہیں۔ پس تم کھیتی اور متن جمع کرو اور اپنے اس علاقے کو ہمیں دے دو ہم اسے بھاڑ کر کھینچی بنا لیں گے (انگور، پھل اور درخت) اور اسے اچھی طرح بند کریں گے اور اسے کنوؤں کیلئے کھودیں گے۔ اور اسے آبادی اور باغات سے بھر دیں گے۔ ہماری فرزند اور توجہ اس کی طرف ہوگی اور تم اس سے غافل ہو گے اور تمہاری پسند دوسری ہوگی۔

پس جب پھل بک جائیں گے تو ہم تم سے آدھے پھل تقسیم کر لیں گے۔ علاقے میں حق کی وجہ سے تمہارا نصف حصہ ہوگا۔ اور ہم اس میں کام کرنے کی وجہ سے نصف حصہ لیں گے پس تم کھیتی اور متن کے درمیان ہو گے۔ اور عرب میں اس جیسی چیزیں کسی کے لئے کھٹی نہیں ہوتیں، پس بنو عامر نے طائف کو اس کی آبادی کے لئے ثقیف کے سپرد کر دیا۔ اور جب کٹائی کے دن آئے تو بنو عامر آ کر ناپ کر نصف پھل لے لیتے اور دوسرا نصف ثقیف لے لیتے اور بنو عامر اور ثقیف طائف کو تباہی سے بچاتے اور وہ ایک زمانہ تک

اسی حالت میں رہے۔ یہاں تک کہ ثقیف بکثرت ہجرت کر گئے اور انہوں نے طائف کو محفوظ کر دیا۔ اور اس کی ایک نفیل بنائی جو اس کے ارد گرد چکر لگاتی تھی اس لئے انکا نام طائف رکھا گیا، اور جب وہ اپنے قلعوں کی کثرت کے باعث طاقت ور ہو گئے تو بنی عامر سے محفوظ ہو گئے۔ اور وہ ان تک نہ پہنچ سکے اور نہ ہی ان پر قابو پاسکے اور نہ ہی اس جیسے گھر میں اترے۔

ثقیف بڑی شدت سے کفر و

ظہور اسلام کے وقت ثقیف کی حالت

یہاں تک کہ ۸ھ میں شرک کا تمسک کرتے ہوئے اپنے قلعہ میں بند ہو گئے اور صرف ۹ھ میں ہی داخل اسلام ہوئے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے شدت کفر کی وجہ سے ان پر بددعا کرنے کی بجائے ان کے لئے دعا کی اور ان سب نے اسلام قبول کر لیا۔ مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس لوٹے اور قلعہ طائف پر قابو نہ پایا تو آپ سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ، ثقیف کے لئے بددعا فرمائیے تو آپ نے فرمایا "اے اللہ ثقیف کو ہدایت دے اور اسے لا۔"

پس ثقیف اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور پھر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے طفیل اسلام کے ساتھ مدینہ آیا۔

قریش کے صلح حدیبیہ کو توڑنے کے

بعد جب حضرت نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے مدینہ سے مکہ پر قبضہ کرنے اور اسے بت پرستی کے جوئے سے آزاد کرنے کے لئے مارچ کیا تو ثقیف نے خیال کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان پر حملہ کرنا چاہتے ہیں، پس انہوں نے اپنے صحابیوں کو جو ہوانی قبائل میں سے تھے اطلاع دی، پھر انہوں نے اپنے سردار عروہ بن مسعود اور دوسرے لوگوں کو جریش کی طرف بھیجا جو اردن میں

ہے تاکہ وہ وہاں مہجاری اسلو کے بنانے اور چلانے کی ٹریننگ حاصل کریں جو
مخفیوں، پتھر پھینکنے کے آلات اور ٹینکوں وغیرہ کی صورت میں تھا جو صرف قلعہ پر
حملہ کرنے والوں کے دفاع کے لئے استعمال کیا جاتا۔

دو روز شامچ اس دور میں ایک عربی شہر تھا، جو رومی حکومت کے جوئے تلے
واقع تھا، اور اس کے باشندے مہجاری اسلو کے بنانے میں مشغول تھے، اس لئے
ثقیف نے اپنے سردار عمرو بن سعود کو ایک وفد کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اسلو کے بنانے
کی سکھائی کریں اور جب امان طائف کا ہی امر کریں تو مسلمانوں کے خلاف جنگ میں
اس کے استعمال کرنے کی ٹریننگ حاصل کریں۔ پس ثقیف نے پتھر اور آگ پھینکنے
والے آلات یعنی نضیق اور بڑے بڑے تیروں وغیرہ سے ان پر آگ کے گولے پھینکے۔

محاصرہ طائف کے قبل حربی کارروائیاں
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
حنین سے طائف میں ثقیف کے
محاصرہ کے لئے مارچ کرنے سے قبل طفیل بن عمرو الدوسی کو حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کے پاس

بہ جرش، شام کا ایک شہر ہے، جس کے آٹھ کھمبل اللوی کی ہاشمی مملکت میں واقع ہیں، اسی طرح
جران کی چالیس ایک ملکہ کو بجرش کہتے ہیں۔

۱۰۔ طفیل بن عمرو بن ظریف بن العاص اموی دوسرا لڑکا کا ایک بطن ہے جس کا لقب لادنون
تھا۔ اور وہ اپنی قوم میں ایک مطارح اور ممتاز شاعر تھا۔ اور اسلام کے سالوں الاولین میں
میں سے تھا۔ اس نے ہجرت سے قبل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس کے
اسلام کا واقعہ بڑا دلچسپ ہے۔ اسے اسلام انخابہ، اصابعہ اور استیحاب میں توفیق کے ساتھ
ملاحظہ فرمائیے، اسلام قبول کرنے کے بعد طفیل نے اپنی قوم کی طرف واپس جا کر انھیں
دعوت اسلام دی تو وہ مسلمان ہو گئے۔ اور سوانح کی کتب میں بیان ہوا ہے کہ طفیل نے
کہا، یا رسول اللہ! اپنی قوم میں مطارح ہیں، اور میں ان کی طرف واپس جا کر انہیں دعوت اسلام

جا کر ان کے بت ذوالکفینؑ کو تباہ کر دے جو بنو بنی حتمہ کے ساتھ تھا اسی طرح آئیے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی قوم (دوس) سے تعلق کے ساتھ جنگ میں ایشیا کی اعانت کے لئے

بھیجے۔ عاصمؓ نے فرمایا: اللہ جلے سے دعا کیجئے کہ وہ سب کچھ کوئی نشانہ نہ بنے جو ان کے تعلق میں میری دعوت کی مددگار بنے۔ آپ نے فرمایا: اے اللہ اے کوئی نشانہ عطا فرما۔

طیئیل بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی قوم کے پاس گیا اور جب میں قبیلے کی تقریب گھاٹی میں پہنچا تو جراح کی مانند میری دونوں آنکھوں کے درمیان ٹور پڑا تو میں نے کہا: اے اللہ! میرے چہرے کے سوا کسی اور جگہ یا زور نہ پڑے۔ مجھے خدشہ ہے کہ وہ تمھیں لگے کہ جوڑی میں نہ ان کے دین کو چھوڑ دیا

ہے اس لئے میرے ساتھ ایسا ہوا ہے کہ وہ میرے گوشے کے سوا ہر تبدیلی ہو گیا۔ اور قبیلے والے اس قدر کو میرے رکن سے تعلق تبدیل کی طرح کھینچے۔ اور میں گھاٹی سے اتر کر ان کی طرف جا رہا تھا۔

پس جب میں اترتا تو میرا پاپ میرے پاس آیا۔ اور وہ بہت بڑھا جاتا۔ میں نے کہا: اے اب مجھ سے دور ہو جائیے۔ نہ میرا آپ کے ساتھ کوئی تعلق ہے اور نہ آپ کا میرے ساتھ کوئی تعلق۔

اُس نے کہا: اے پیغمبر! میں نے کہا، میں مسلمان ہو چکا ہوں، اس نے کہا: اے پیغمبر! میں نے کہا: میرا دین ہے اور وہ مسلمان ہو گیا۔ پھر میری بیوی میرے پاس آئی، اُسے بھی میں نے یہی بات کہی تو وہ بھی مسلمان

ہو گئی۔ اور کہنے لگی: کیا تو میرے بلے میں ذوالکفین (ان کا بت) سے تعلق ہے میں نے کہا نہیں میں اسکا خصمان ہوں، پھر میں نے دوس کو دعوت دی تو انہوں نے اسلام قبول کرنے میں ہمتی کی، پس میں رسول کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نکلا آیا۔ اور میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! منکسر پر سو فدا ہے آجکا ہے ان کے لئے بد دعا کیجئے، آپ نے فرمایا: اے اللہ! دوس کو جاہلیت سے اپنی قوم کی طرف بلا لیں جا کر انہیں دعوت دے

اور ان کے ساتھ نئی قوم لائیں میں واپس آ گیا اور اپنی قوم کے علاقے میں وہ کہہ کر مسلط ہوئے اور دعوتِ اسلام دینا بہا بہال تک کہ وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے حضرت

طیئیل یہاں میں شہید ہوئے۔ اور ان کے بیٹے عمرو بن الطفیل زخمی ہوئے، پھر صحت مند ہوئے اور بروجک کے سال حضرت عمر بن الخطاب کی خلافت میں شہید ہوئے۔

لہ ذوالکفین، دوس کا بت تھا (دیکھیے کتاب الاصلام از کلبی)

فوج حاصل کریں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طفیل بن عمرو کو حکم دیا کہ وہ طائف میں اپنی قوم کے ساتھ مجھے لے اور طفیل بن عمرو اسلام کے سابقین المادون میں سے تھے اور اپنی قوم میں مطاع تھے۔ پس طفیل بن عمرو نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کیا۔ اور بت کو توڑنے کے لئے چلنے سے قبل طفیل نے کہا "یا رسول اللہ! مجھے کوئی وصیت فرمائیے آپ نے فرمایا۔

سلام کہہ دیا۔ اور کھانے کو خرچ کر دیا اور اللہ سے شرم کرو جیسے ابھی حالت دالآدی اپنے اہل سے شرم کرتا ہے۔ جب تو برائی کو بے توجہی کرے۔
پس حضرت طفیل جلدی سے اپنی قوم کی طرف گئے اور ذوالکفین کو بتا دیا۔
اور اس کے پیٹ میں آگ بھر کر کھنے لگے۔

اے ذوالکفین میں تیرے پرستاروں میں نہیں سچے ہماری پیدا نش تیری پیدائش سے پہلے کہا ہے میں نے تیرے دل میں آگ بھر دی ہے۔

اور حضرت طفیل کی قوم نے آپ کی دعوت کو قبول کیا۔ اور ان کی کمان میں ان کی قوم کے جلدی کو آدی صحیح ہو گئے اور آپ انھیں طائف میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے۔

اور اڑنے اپنے ساتھ طائف جانے کے لئے بھاری ہتھیار، ٹیک اور منجیس اٹھائے اور جب انھوں نے طائف کی طرف مارچ کرنے کا ارادہ کیا تو بعض نے کہا۔
اے گروہ اڑو تمہارا مہینہ کون اٹھائے گا؟

طفیل بن عمرو نے کہا "جو اسے جاہلیت میں اٹھاتا تھا۔ انھوں نے کہا تو نے درست کہہ ہے۔ اور وہ نعمان بن زرارہ اللہی تھا اور اڑو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طائف پہنچنے سے چار دن بعد طائف پہنچے۔

معرکہ حنین کے فاتح
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طائف کی طرف تاج کے بعد حنین میں
 مسلمانوں کو ہوازن پر زبردست فتح حاصل ہوئی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فحائم اور قیدیوں کو الجہرازد مکہ کے قریب، بھیج دیا۔ اس کے بعد آپ بنفس نفیس
 ہوازن کی عظیم اخراج کے تعاقب میں لگ گئے اور یثقیف کی وہ افواج حنین پہنچ
 نے اپنے قلعے میں پناہ لے لی تھی اور طائف میں اس کے ساتھ لازم ہو گئے تھے۔

طائف کی طرف جانے والی فوج کے ہراول کے سالار حضرت خالد

اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یثقیف کے تعاقب کیلئے تاج پہنچانے کا
 فیصلہ کیا تو حضرت خالد بن ولید کو ہراول فوج کا سالار مقرر کیا۔ اور جبے جیش نبویؐ مکہ سے
 حنین کی طرف نکلا تھا، اس وقت سے حضرت خالد سواروں کے سالار تھے۔ اسی طرح
 رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے راستوں کے ماہر راہنماؤں سے بھی کام لیا تاکہ وہ طائف
 جاتے ہوئے راستے میں فوج کے آگے آگے چلیں۔

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل تعاقب کی کارروائی کو سرانجام دیتے رہے
 یہاں تک طائف پہنچ گئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوج کو وادی خلد کے راستے
 طائف لے گئے جو آج کل البیانیہ کے نام سے مشہور ہے جیسا کہ آپ لہ کی مشہور وادی
 میں چلے تھے واقعی بیان کرتے ہیں کہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین سے حضرت خالد بن ولید کو اپنے ہراول
 پر سالار مقرر کیا۔ اور آپ انہیں راہنماؤں کے ذریعے طائف لے گئے۔

پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم طائف پہنچ گئے۔ اور یثقیف نے اپنے قلعہ کی
 طرف مرت کولی تھی اور اداس سے شکست کھا کر اس میں داخل ہو گئے تھے۔

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی کہ ثقیف قلعہ بند ہو گئے ہیں تو اس کے بعد آپ نے اپنی فوج کے ساتھ طائف کی طرف مسلسل مدح جاری رکھا اور وہ سخت جانناز اپنے معبود لٹا کی طرف جس کا ذکر قرآن کریم میں آ رہا ہے، شدید میلان رکھتے تھے۔

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے قلعوں میں داخل ہونے کی راہ ہمار کرنے کے لئے ایک کھلی جگہ پر جو ضعیف حکمت علی کے لحاظ موزوں نہ تھی۔ اور ثقیف کے قلعوں کے قریب تھی وہاں پڑاؤ کر لیا اور ثقیف تیر اندازی اور بوجوں کی چوٹی سے برہنہ بازی کے بڑے ماہر تھے، جو نبی اسلامی فوج اپنے پہلے پڑاؤ میں اپنے بوجھ اتارنے لگی تو اسے ان تیروں کی شدید بوجھاؤں کا سامنا کرنا پڑا۔ جو اسلامی فوج پر مٹیوں کی طرح ٹوٹ پڑے۔ اور مسلمانوں کے بہت سے آدمی اس بوجھاؤ کے نتیجے میں زخمی ہو گئے۔ اس بات نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا پڑاؤ تبدیل کرنے پر آمادہ کیا۔ اور آپ نے اس جگہ پڑاؤ کیا۔ جہاں آپ کی فوج دشمنوں کے تیروں سے مارن تھی اور یہ تبدیلی مشہور تاجر بکار انصاری جانناز جناب بن منذر کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے اپنے پڑاؤ کو تبدیل کر لیا تھا، پس آپ نے جنگی حکمت علی کے علاقے میں پڑاؤ کر لیا اور بدر کے عظیم معرکہ کو سما ختم دیا۔ اور اس میں آپ کو فتح حاصل ہوئی تھی۔

بالکل اسی طرح حضرت جناب بن منذر نے خیبر میں یہود کے محامو کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جگہ سے بدلنے کا مشورہ دیا تھا جس میں آپ نے یہود کے محامو کے لئے پڑاؤ کیا ہوا تھا، اور اس میں آپ کے اصحاب یہودیوں کے ان تیروں سے زخمی ہو گئے تھے، جن سے انہوں نے قلعوں کے بوجوں سے بہت سی مخلوق کو بیکار کر دیا تھا۔ اور طائف کے محامو میں بھی غیاب نے ہی کہا۔ جب اس نے دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسی جگہ پڑاؤ کر رہے ہیں، جو عسکری ماہر جناب بن منذر

کے نقطہ نگاہ سے غیر مناسب تھی، اس لئے کہ وہ ٹیڑھا ٹیٹیف کے قلعوں کے محاصرہ کے لئے ہونا تھا۔ واقعی بیان کرتا ہے کہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب اترے۔ حضرت خباب بن منذر آگئے اور آپ نے کہا یا رسول اللہ! ہم قلعے کے قریب آگئے ہیں۔ پس اگر یہ کام ابراہیم سے ہوا ہے تو ہم اسے تسلیم کرتے ہیں اور اگر یہ رائے سے ہوا ہے تو ان کے قلعے سے بچے ہو جانا چاہیئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ لیکن بالآخر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خباب بن منذر کی رائے پر عمل کیا، انہوں نے آپ سے استدعا کی (ایک فوجی ماہر کی طرح) کہ آپ ایک اچھی جگہ کو انتخاب کریں تاکہ فوج اس میں دشمن کے تیروں سے مامون رہے، اور یہ بات اس واقعے کے بعد ہوئی۔ جبکہ اسلام کے متعدد سپاہی ٹیٹیف کے تیروں کی بو بھاری سے زخمی ہو چکے تھے۔

رسول کریم ان کبار صحابہ میں سے جو طائف کے محاصرہ میں شامل تھے، ایک صحابی تھے۔ عمرو بن امیہ الضمریؓ کی زبانی آپ کو سناتے ہیں کہ محاصرہ کا آغاز کیسے ہوا؟ اور حضرت خباب بن منذر کے مشورہ سے کس طرح تیروں کی جگہ کو تبدیل کیا گیا، حضرت عوسیان کرتے ہیں کہ

کچھ دیر ان کے تیرساری طرف آتے رہے۔ اور ہم پر وہ مصیبت نازل ہوتی جسے اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ گویا وہ بہت زیادہ ٹکریاں ہیں اور ہم ان سے بچتے رہے۔ یہاں تک کہ کچھ مسلمانوں کو زخم آئے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خباب بن منذر کو بلایا۔ اور فرمایا کہ ایک بلند جگہ تلاش کرو جو دشمن سے کچھ پیچھے ہو

حضرت جناب چلتے چلتے لبتی سے باہر طائف کی مسجد کی جگہ پر پہنچ گئے۔ اور آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو وہاں منتقل ہونے کا حکم دے دیا۔

حضرت عمرو بن امیاء الضری بیان کرتے ہیں کہ میں البراء بن مالک کو دیکھ رہا تھا جو قلعہ کے اوپر سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ نیروں کی طرح لمبے اور جوڑے تیر مار رہے تھے اور ان کو کوئی تیر خطا نہ جاتا تھا۔

مورخین بیان کرتے ہیں کہ آج رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم طائف کی مسجد کے پاس محمود دار ہوئے تو وہ جاہلیت کی قبیح اور خرافاتی باتیں کر رہے تھے، ان باتوں کو تعقیف نے اپنے قلعے کے دفاع کے لئے اختیار کیا تھا۔ مورخین بیان کرتے ہیں کہ تعقیف نے ایک ساہرہ عورت کو باہر نکالا۔ اور وہ اپنے ان اعضاء کے ساتھ جنہیں شرم کی وجہ سے چھپایا جاتا ہے، نوح کے ہلے نالی۔ انداس وقت کی بات ہے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان کے قلعے سے اس مخالفت کو دور کرنے کیلئے اترے۔ پس جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس ٹیلے کی طرف منتقل ہوئے جسے حضرت جناب بن مند نے انتخاب کیا تھا اور مسلمانوں نے قلعہ پر حملہ کیا تو یزید بن ربیع بن اسود اپنے جوڑے پر چڑھ کر لوگوں کے آگے آئے انہوں نے تعقیف سے کہا طلب کی۔ وہ ان سے گفتگو کرنا چاہتے تھے۔ پس انہوں نے انہیں امان دے کر ان کے ساتھ خیانت

یہ یزید بن ربیع بن اسود بن المطلب بن اسد عبدالعزی القرشی الاسدی۔ ان کی والدہ قریبہ بنت ابی امیر غزوہ میہ تھیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مترمہ حضرت ام سلمہ کی بہن تھیں۔ یزید قدیم مسلمان تھے اور ہاجرین حبشہ میں شامل تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ اور آپ سے حدیث بھی روایت کی ہے جاہلیت میں لوگ ان سے مشورہ لیتے تھے بلکہ وہ اس طرح کہ قریش کسی امر کا ان کے سامنے پیش کئے بغیر قطعی فیصلہ نہ کرتے تھے، پس اگر آپ ماضی ہوتے تو غاموشی اختیار کرتے اور اگر آپ ماضی نہ ہوتے تو وہ آپ کے معاون ہوتے یہاں تک کہ آپ اپنے اہل قبیلہ میں اپنے مقام پر واپس آجاتے۔

کی۔ اور نہ اس طرح کہ جب وہ آن کے قلعے کے نزدیک آئے تو انہوں نے انہیں تیرا کر ہلاک کر دیا۔ اور محاصرہ طائف میں یہ مسلمانوں کے پہلے شہید تھے۔

اور جس شقی نے شہید یزید بن زمکیناؓ کا
یزید بن زمعہ کے قاتل کا قتل | غدار ہی کی تھی (اور وہ حذیل بن ابی الصلت

تھا) جو مشہور شاعر اور فلاسفر (امیہ بن ابی الصلت) کا بھائی تھا، اللہ تعالیٰ نے اسے مصیبت میں اٹھا دیا، پس یہ حذیل، مناسب موقع پر اپنی ایک ضرورت کو گورا کرنے کے لئے قلعے سے نکلا۔ اور اس کا خیال تھا کہ کوئی مسلمان اسے نہیں دیکھ رہا۔ لیکن شہید یزید بن زمعہ کا بھائی یعقوب بن زمعہ اس کی گھات میں تھا اور قلعے کے دروازے کے پاس ہی گھات لگاتے ہوئے تھا اور چینی حذیل بن ابی الصلت باہر نکلا تو زمعہ نے اسے پکڑ کر قید کر لیا۔ پھر وہ اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آیا۔ اور کہنے لگا۔ یا رسول اللہ! یہ میرے بھائی کا قاتل ہے تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس پر اختیار دے دیا تو اس نے اسے قتل کر دیا۔

مسلمانوں نے قلعہ طائف
قلعہ طائف میں مسلمانوں کے داخل ہونے کی کوشش | میں داخل ہونے اور

اسے فتح کرنے کیلئے سخت کوشش کی۔ لیکن ثقیف کی مقاومت بڑی سخت تھی۔

۱۶۔ یعقوب بن زمعہ بن اسود، ابن اشجیر اسد الغابہ میں بیان کیا ہے کہ حضرت جعفر نے انہیں صحابہ میں شامل کیا ہے۔ اور عبدالرزاق سے عمرو بن شعیب عن عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کی گئی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ شعب ابی ربیع سے ایک گدھا نکلا۔ جسے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پکڑ لیا۔ اور تکبیر نہ کہی۔ اور نبی اسد کے بھائی یعقوب بن زمعہ نے جب اسے داپس کر دیا۔

اور یقینوں پر اثر ڈالنے، اور اسٹھیں کمزور کرنے کی کوشش میں، تاکہ انہیں سپردگی پر مجبور کیا جائے، جیش ثوری نے منہجیت کو استعمال کیا۔ اور اس کے ذریعہ ممکن حد تک اہل طائف کے قلعوں کو تباہ و برباد کرنے کے لئے گولے پھینکے، تاکہ قلعوں میں جیش اسلامی کے داخل ہونے کیلئے فضیلوں کے سرگاموں سے راستہ کھل جاتے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ منہجیت کے ہتھیار نے طائف کے قلعوں پر خاطر خواہ اثر نہ کیا اور لٹقی اور ان کے ہوا زنی ساتھی اپنے قلعوں میں ڈٹے رہے اور وہ مشہور نشانہ بازی اماناز تھے اور فوج کے کچھ دستوں نے قلعوں میں عام فوج کے داخل ہونے کیلئے راستہ بنانے، اور جنگ کی مشقوں کو کم کرنے کیلئے ایک بہادرانہ کوشش کی۔ اور یہ بہادرانہ کوشش یہ تھی کہ فوج کے کچھ جوان (جنہیں فدائی کہا جاسکتا ہے) قلعے کی طرف (ٹنکیوں کے پچھے چھپتے چھپتے) بڑھے، یہاں تک کہ اس کی فضیلوں تک پہنچ گئے اور انہوں نے (ٹنکیوں کی حفاظت میں فضیلوں میں سوراخ کر کے راستہ بنانے کی کوشش کی۔ تاکہ اسلامی فوج قلعے میں داخل ہو جائے اور وہاں انہوں نے جنگ کی حادقہر کی۔ سینہ پر مسلمانوں کو اس بات کا یقین تھا کہ جب وہ قلعے میں داخل ہو گئے اور اسٹھیں ان کے ساتھ فیصلہ من جنگ کوئی پڑی تو وہ شہر کیسے پر غالب آجائیں گے۔

اور دوسری جانب یقینوں کی پیش قدمی
طائف کے قلعوں کے ارد گرد کو گھر و بکھرنا
 روکنے کے لئے) اسلامی فوج کی

کمان نے طائف کے قلعوں کے ارد گرد کو گھر و بکھر دیئے، اور مسلمانوں نے دشمن کی پیش قدمی کو روکنے کیلئے گھر و بکھر دیئے۔ اور مسلمانوں نے دشمن کی پیش قدمی کو روکنے کیلئے گھر و کو لپور ایک وسیلہ کے استعمال کیا۔ تاکہ جب وہ ان فداویں پر جو ٹنکیوں کی حفاظت اور یقین کے بڑے قلعے میں سوراخ کرنے کیلئے گئے ہیں حملہ کرنے کی کوشش کریں تو وہ انہیں روک سکیں

مگر مسلمان، فدا یوں نے
قلعہ کی دیوار میں راستہ بنانے

قلعہ ثقیف پر فدا یوں کے حملہ کی ناکامی

کی جو کوشش کی وہ ناکام ہو گئی، ثقیفیوں کو اس کوشش کا پتہ چل گیا۔ اور وہ ہماری
وفاقی اسلحہ سے مسلح تھے جن میں آگ پھینکنے والے آلات وغیرہ بھی تھے پس انھوں
نے ان فدا یوں کے ٹینکوں پر، جو قلعے کی ٹینکوں تک پہنچ گئے تھے، آگ پھینکنے والے
آلات مسلط کر دیئے۔ اور انہوں نے ان ٹینکوں کو محسوم کر دیا۔ جن کی فداقی آگیا کرتے
تھے۔ پس یہ فداقی جھاگ اٹھے اور ثقیفیوں نے انھیں اپنے تیروں اور بھجوں سے سکر دے کر مارا
اور ان سے بعض کو زخمی اور بعض کو قتل کر دیا، اس موقع پر فداقی، اسلامی پڑاؤ کی طرف
واپس ہونے پر مجبور ہو گئے۔

اور اصحابِ بدر بیان کرتے ہیں کہ _____ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے منہجی تعب کی۔ اور اپنے اصحاب کے مشورہ کیا تو حضرت سلمان فارسیؓ نے آپ سے

یہ سلمان فارسی کی کمیت ابو حبیہؓ تھی۔ اور سلمان کے نام سے مشہور تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
علام تھے۔ حضرت سلمانؓ سے ان کے نسب کے لیے میں علوم کیا گیا تھا انہوں نے فرمایا کہ میں سلمان بن اسلام ہوں
اصل میں فارس نام ہرمز کے باشندے تھے۔ اسلام سے قبل آپ کا نام دماجہ ابن بوذخشاں بن مورسلان
بن بہو دان بن فروز بن بہرک تھا۔ اور آپ لنگ کی اولاد میں سے تھے۔ اور بلوفاں میں مجوسی تھے
اور آتش کورے کے غلام تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسلام کی ہدایت سے سرفراز فرمایا اور بلوفاں
سے دین کی تلاش میں مدینہ آئے اور اسلام قبول کر لیا ان سے قبل وہ اسلام کا قہر بٹاؤ ٹیپ اور طبل
چراغ سے اسد النابہ، امید، استیعب اور علیہ ابی نعیم میں دیکھتے حضرت سلیمان عظیم صحابہ میں سے
تھے۔ اور ان میں اولاد کے نام نہاہوں میں سے تھے۔ آپ ہی کے لیے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ (سلمان منا اهل البيت) اور اصحاب کے حملے کے وقت مدینہ کو سچانے کیلئے آپ
ہی نے خندق کھودنے کا مشورہ دیا تھا۔ دیکھتے ہماری کتاب غزوات اصحاب ایمان ماٹھو۔ (ج)

عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ منجیق کو ان کے قلعے پر نصب کریں ہم قلعوں کے علاقے میں منجیقوں کو قلعوں پر نصب کرتے ہیں، اور دشمن بھی ہلکے خلاف انہیں قلعوں پر نصب کرتا ہے۔ اور ہم منجیق کے ذریعے دشمن کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ اور وہ ہمیں نقصان پہنچاتے ہیں، قیام لمبا ہو گیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا انہوں نے اپنے ہاتھ سے منجیق بنائی اور اُسے قلعہ طائف پر نصب کیا اور یہ اس منجیق اور ٹینک کے علاوہ تھی جنہیں طفیل بن عمرو الدوسی پہلے لے گئے تھے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قلعے کے ارد گرد گھومنا دیکھا اور یہ دیکھا کہ وہ ٹینک کے نیچے داخل ہو گئے۔ اور وہ بیل کے چڑے کا تھا۔ اور اس دن کو الریشہ کہتے ہیں، دریافت کیا گیا کہ الریشہ کیا ہے؟ کہنے لگے جو مسلمانوں میں سے مقتول ہونے لگے۔ وہ ٹینکوں کے نیچے داخل ہو گئے۔ پھر قلعے کی فیصل کو گھومنے کے لئے انہیں فیصل کے پاس لے گئے۔ پس ثقیف نے ان پر تانگ سے دم کئے ہوئے رہے کہ جہلہ بھینکے جنوں نے ٹینکوں کو جلا دیا اور مسلمان ان کے نیچے سے باہر نکل گئے اور ان میں سے جنوں نے تکلیف اٹھائی تھی تکلیف اٹھائی، پھر ثقیف نے ان پر تیراغازی کی۔ اور ان میں سے کچھ آدمی لے گئے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳۲) آپ کو بیت المال سے باسٹھ ہزار روپے ملا کرتا تھا آپ سے وصول کر کے ممتازوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے، اور اپنے ہاتھ سے لاکر کھلتے تھے، اور عراق کا امیر ہونے ہوئے بھی کھجور کے پتوں سے ٹوکریاں وغیرہ بناتے تھے، اور انہیں بیچ کر ان کی قیمت سے کھانا کھاتے تھے۔ حضرت عثمان کی خلافت کے آخر میں آپ کی وفات ہوئی اور اسد الغابہ میں اہل علم سے دعایت ہے کہ حضرت سلمان ساڑھے تین سو سال زندہ رہے اور یونین نے حلیہ میں بیان کیا ہے کہ حضرت سلمان فارسی عمر لوگوں میں سے تھے

ثقیف کے بعض جاننازوں کا قلعے باہر نکلنا اور اسلام قبول کرنا

طائف کے محاصرہ کے دوران ثقیف دان کے موالی میں سے) چودہ پندرہ آدمی قلعے سے باہر نکلے اور مسلمانوں کے پڑاؤ میں شامل ہوئے اور اسلام لے آئے اور یہ واقعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی کے اعلان سے بعد ہوا کہ جو غلام قلعے سے باہر نکلے گا وہ آزاد ہوگا۔ واقعی بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے اعلان کیا کہ جو غلام قلعے سے آئے گا وہ آزاد ہوگا، تو قلعے سے چودہ پندرہ غلام باہر نکل آئے۔

ابوبکرؓ، المنبعتؓ ان کا نام المصطبی تھا۔ جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام المنبعت رکھا۔ آپ عثمان بن عفان بن عبد بن معتب کے غلام تھے، اسی طرح ارقم بن عقبہ بن ارقم بھی آئے اور یحییٰ مالک کے کلاہ ثقیفی کے غلام تھے، پھر نبی امیہ کے حلیف ہو گئے، پس انہوں نے باہم ایک دوسرے سے شہادیاں

لی۔ ابوبکر کا نام یحییٰ بن العاص بن کلاہ ہے اور وہ عاص بن کلاہ کے غلام تھے، ابوبکر نے قلعہ طائف کے محاصرہ کے دوران اسلام قبول کیا۔ اور آپ مشہور صحابہ میں سے تھے، حضرت ابوبکر بہت عبادت گزار تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رداۃ الحدیث میں شامل ہیں، آپ ہی نے یہ حدیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جب دو مسلمان آپس میں جنگ کریں اور ایک دوسرے کو قتل کرنے تو قاتل اور مقتول دونوں آگ میں ہوں گے۔ اور حضرت من لعمریٰ نے فرمایا ہے کہ جن صحابہ نے لعمریٰ سے سکوت اختیار کیا ہے ان میں عمران بن حصین اور ابوبکر سے افضل کوئی نہیں حضرت ابوبکر کی وفات ۵ھ اور بعض کہتے ہیں کہ ۶ھ میں ہوئی، آپ نے وصیت کی تھی کہ آپ کی نماز جنازہ حضرت ابوبکرؓ ہی پر پڑھائی جائے ان کا نام المصطبی تھا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام المنبعت رکھا۔ آپ نے اسلام قبول کیا۔ اور بہت اچھے مسلمان ہوئے۔

کیں اور وردان بھی تھے جو عبداللہ بن ربیع ثقفی کے غلام تھے اور وہ فرات بن زید بن وردان کا دادا تھا۔ اور حبش النبال تھے جو یسار بن مالک کے غلام تھے ان کا آقا بعد میں مسلمان ہو گیا تو حضرت نبی کریم نے ان کی ولادہ اسے لوٹادی۔ یہ طائف کے غلام تھے، اور ابراہیم بن جابر، خرشہ ثقفی کے غلام تھے۔ اور یسار عثمان بن عبداللہ کے غلام تھے۔ انہوں نے اولاد نہیں چھوڑی، ابو بکرہ نقیع بن مرثع، حارث بن سلاہ کے غلام تھے۔ اور ابو بکرہ کنیت کرتے تھے۔ سبز بکرہ تلوہ سے ایک چوکڑی میں اتنے تھے ... اور نافع ابو اساب .. حنیلان بن سلمہ کے غلام تھے، بعد میں حنیلان نے بھی اسلام قبول کر لیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ولادہ سے واپس کر دی ... اور مرزوں، شاک کے غلام تھے، ان کی اولاد کوئی نہیں سہی۔

ان سب کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد کر دیا۔ اور ان میں سے ہر ایک آدمی کو، مسلمانوں کے ایک آدمی سے ملادیا گیا۔ وہ اس کی ضروریات کو پورا کرتا، اور اس کی ذمہ داری لیتا۔ اور ابو بکرہ کو حضرت عمر بن سعید بن العاص، اور ارقم کو حضرت خالد بن سعید اور وردان کو حضرت ابان بن سعید، اور کنس النبال کو، حضرت عثمان بن عفان اور یسار بن مالک کو حضرت سعد بن عبادہ، اور ابراہیم بن جابر کو حضرت اسد بن الحنفر کے ساتھ ملادیا گیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ انہیں قرآن و سنن کی تعلیم دیں۔ پس جب ثقیف نے اسلام قبول کیا۔ تو ان کے اثرانے ان کے آزاد کردہ غلاموں کے بارے میں بات چیت کی جن میں حارث بن کلاب بھی شامل تھا کہ انہیں غلامی میں واپس کر دو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اللہ کے آزاد کردہ ہیں۔ تمہارے لئے ان تک پہنچنے کی کوئی راہ نہیں۔ اس بات سے اہل طائف کو بڑی تکلیف پہنچی۔ اور وہ اپنے غلاموں پر ناراض ہوئے۔ مگر اب وہ بت کہاں ہی سہی۔

یہ آزاد، اب اسلام کے فرزند تھے، اور اس کی پناہ میں تھے اور اس نے ان کی نہایت اچھی طرح پرورش کی۔ اور اس نے ان میں سے ان کے اولاد کے مانگوں کے حقوق برابر کرنے کے بعد ایسے آدمی بنائے جو نیکی کے راستوں کے چراغ اور ہدایت کی شعل تھے۔ اور انہی میں سے تاریخ اسلام کے مشہور زاہد اور مشہور محدث ابو بکر صحابی بھی تھے۔

مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ احمق مطاع

طائف میں عطفان کے سزا کی بُری کارروائیاں

یہ عطفان کے سردار عینہ بن حمن نزاری کا لقب تھا، بھی حبش نبوی میں شامل تھا، جس نے محاصرہ طائف کی ذمہ داری طائفی اور عینہ نے اپنے اسلام کا اعلان کر دیا تھا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں بھی شامل ہوا تھا۔ لیکن واقعات نے ثابت کر دیا کہ (جیسا کہ مؤرخین نے بیان کیا ہے) کہ یہ بدوی سردار صحابہ طائف تک ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا مگر ایمان اسی ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا تھا۔ اور یہ ایسے ہوا کہ جب سے یقین ہو گیا کہ مسلمانوں کا پتہ بھاری ہے اور یہ کہ عربوں میں سے جو لوگ شرک پر قائم رہیں گے، ان کے مسلمانوں پر غالب آنے کی کوئی امید نہیں تو اس نے اپنے اسلام کا اعلان کر دیا۔ اور صرف اس طرح کی بنا پر مسلمانوں میں شامل ہو گیا کہ یہ قیدیوں اور غنائم سے اپنا حصہ وصول کرے گا۔ اور ہم نے جو بات بیان کی ہے اس کی تائید اس امر ہوتی ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ کی زندگی کے آخری دنوں اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے خلافت کے آغاز میں عربوں نے ارتداد اختیار کیا تو یہ احمق مطاع عینہ بن حمن اس تباہ کن فتنے کے لیڈروں میں سے ایک تھا۔ اور اسی عینہ بن حمن نزاری نے طلحہ بن خویلد کے ساتھ شامل ہو کر مسلمانوں کے خلاف بڑا طے کے فیصلہ کن معرکوں میں حصہ لیا۔۔۔ اور عطفانی سردار کو رسول کریم نے عینہ بن حمن کے حالات ہماری کتاب "غزوة بدر" میں دیکھے۔

نے اپنے جنگی لوہڈ کے ارکان میں شامل کیا۔ کیونکہ یہ ایک مطاع سردار تھا، اور نجد میں دس ہزار
 نیزے اس کے پیچھے تھے۔ فتح مکہ کے روز، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو
 عینہ آپ کے دائیں جانب، لہڑیو تمیم کا سردار اقرع بن جابس آپ کی بائیں جانب تھا۔ اور
 اس عینہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کی غنائم سے ایک سواد نط عطا کیا تھا۔
 اس نے محاصرہ طائف کے دوران اسلام اور اس کی اس فوج کے خلاف جو طائف کا محاصرہ
 کئے ہوئے تھی۔ جا سو س کا ہزار ادا کر کے ایک بڑی کامد والی کی اور ثابت کر دیا کہ اس کا
 ظاہر مسلمانوں کے ساتھ اور اس کا باطن مشرکوں کے ساتھ ہے۔

اور کتب سیر و مغازی میں بیان ہوا ہے کہ جب عینہ بن حن نے طائف کے
 محاصرہ کو بے فائدہ طور پر رہا کر دیا۔ اور اُس نے لاسلامی فوج میں ایک مخلص فوج
 کی طرح معلوم کر لیا کہ یہ فوج طائف کے قلعوں کی زبردست مضبوطی کے باعث ان میں
 داخل نہیں ہو سکتی تو اس نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثقیف کے ساتھ مذاکرات
 کرنے کی اجازت طلب کی۔ اور بظہر اس نے یہ اثر دیا کہ مسلمانوں سے مذاکرات کر کے کلا۔
 اُس نے کہا: یا رسول اللہ، مجھے اجازت دیجئے کہ میں جا کر ان سے گفتگو کروں تو رسول کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے اجازت سے دی۔ پس وہ ان کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔
 کیا میں امن کے ساتھ تمہارے قریب آ جاؤں؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! اور ابو الجہن
 نے اسے پہچان کر کہا، قریب آ جا! تو وہ قریب ہو گیا۔ پھر اُس نے ثقیف کے ان کے قلعے میں
 جانے کی اجازت طلب کی۔ تو انہوں نے اسے اجازت دیدی۔

پس جب وہ قلعے میں ان کے ساتھ مل بیٹھا تو بچائے اس کے کہ انہیں دعوت
 اسلام سے اور انہیں اختیار کرنے کا مشورہ سے تھا تو اس نے انہیں مسلمانوں کی معاہدت
 جاری رکھنے پر ابھارا اور ان کے سامنے مسلمانوں کی حقیقت حال کو واضح کیا کہ وہ ان
 کا محاصرہ جاری رکھنے کی سکت نہیں رکھتے، نیزہ اس نے ثقیف کی اس سخت معاہدت

پر غزوی کا اظہار کیا۔ جو اس نے حبش اسلامی کے مقابلہ میں ظاہر کی تھی اور جس نے حبش اسلامی
جسی فتح کی جنگ کو مختصر کرنے سے عاجز کر دیا تھا۔

عینیہ نے ثقیف سے کہا: ”میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، قسم بخدا میں نے
جو کوئی تم سے دیکھا ہے اس نے مجھے خوش کر دیا ہے، اور خدا کی قسم، کاش عرب میں تمہارے
سوا کوئی اور بھی ہوتا۔ خدا کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تم جیسے آدمیوں سے کبھی جنگ
نہیں کی۔ اب وہ اُٹھا گئے ہیں اپنے قلعے میں ٹٹے رہو۔ تمہارا قلعہ مضبوط ہے اور تمہارے
ہتھیار بہت ہیں اور تمہارا پانی ٹھہرنے والا ہے۔ اور تمہیں اس کے قلعے ہونے کا خوف
نہیں... پھر وہ باہر چلا گیا۔ پس جب وہ نکلا تو ثقیف نے ابوالمحن سے کہا: ہم نے
اس کی آمد کو ناپسند کیا ہے۔ اور میں خدشہ ہے کہ اگر اس نے ہاری یا ہمارے قلعے کی کسی کزدی
کردیکھ پائی ہے تو وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے آگاہ کرے گا۔ ابوالمحن نے کہا: میں
اسے جانتا ہوں اگرچہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے مگر اس سے زیادہ ان پر کوئی سخت گیر
نہیں ہے۔“

اور جب عینیہ بن حصن، مسلمانوں کے پڑاؤ کی طرف آیا تو اس نے انہیں ٹھکانے اور
ان کے متعلقہ دعوے بیاں کرنے کی کوشش کی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ انہیں اس دہم
میں ڈال دے گا کہ اس نے ثقیف کو اپنی جائزوں کے بارے میں امان حاصل کرنے کا
مشورہ دیا ہے، اس لئے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قلعوں میں داخل ہے، لیکن
دلایس نہیں جائیں گے۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عینیہ کو رسوا کیا ہے اور دلایس
کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو عینیہ کی اندرونی حالت سے مطلع کر دیا ہے اور اس نے
ابھی جھوٹ بولا ہے۔“

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عینیہ سے دریافت کیا، تو نے انہیں کیا کہا

تھا۔ اس نے جواب دیا۔ میں نے انہیں کہا کہ اسلام میں داخل ہو جاؤ اور قسم بخدا جب تک تم قلعوں سے نہ اترو، محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے صحن میں ڈٹے رہیں گے۔ میں تم اپنی جانوں کے متعلق امان حاصل کرو اور وہ تم سے پہلے ہی تفتیح، قرینطاور خیبر والوں کے صحن میں اتر چکے ہیں جو رہیں، سامان اور قلعوں والے تھے۔ پس انہوں نے انہیں چھوڑ دیا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت اختیار کئے رکھا۔ اور جب وہ اپنی بات سے فارغ ہوا تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جھوٹ بولا ہے۔ تو انہیں فلاں فلاں بات کہی ہے تو وہ شرمندہ ہو گیا۔ اور انکار نہ کر سکا اور کہنے لگا میں اللہ سے بخشش کا طالب گار ہوں۔ حضرت عمر بن الخطاب نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ عینہ کے بارے میں قتل کا حکم نافذ کیا جائے، کیونکہ اس نے عظیم غداری کا ارتکاب کیا ہے، حضرت عمرؓ نے کہا: یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے، میں اسے لگے لاکر قتل کروں۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کے مطالبے کا جواب نہ دیا۔ اور فرمایا: لوگ آپس میں باتیں نہ کریں کہ میں اپنے اصحاب کو قتل کرتا ہوں۔

اور حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اس روز عینہ کے فعل پر اس سے سخت کلامی کی اور اسے کہا: اے عینہ تیرا ہونو معروف باطل میں گھوٹے ڈھرتا ہے، تو نبیؐ کی نظر، قرینطاور خیبر کے نور گئے اور ہم پر چڑھا لیا تھا اور لڑائی تلوار کے ساتھ ہم سے جنگ کرنا تھا پھر تو مسلمان ہو گیا جیسا کہ تیرا خیال ہے اور تو ہمارے دشمن کو صلحے خلاف برا بھلا کہتا ہے۔ اس نے کہا: اے ابو بکرؓ میں اللہ سے استعفاء کرتا ہوں اور اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں میں دوبارہ کبھی ایسا نہیں کروں گا۔ اور اس غلطانی سروراد کی پوری کاسدائیاں عینہ بن حنن کے اس واقعہ کا اثبات کرتی ہیں کہ اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دفاع کے بعد ارتداد کا اعلان کیا اور اسلام سے جنگ کرنے کیلئے سب سے پہلے مرتداد و مرتدو حشیش کی اس خواہش کو کمان کی داوڑہ اپنی قوم نزامہ ادینی اسد کی کمان کر رہا تھا کہ وہ مدینہ پر قبضہ کر گیا اور اس میں سے سلامی حکومت کا قیام کر دیا گیا۔ اور یہ واقعہ اسلامی فوج کی اکثریت کے غیاب کے دوران میں ہوا۔

کیونکہ وہ لوگ حضرت اسد بن زید علی کی کمان میں شام سے سر پیکار تھے لیکن خلیفہ اول نے مزینہ کے
 جاننا تہ تیغ کی مدد سے اس حملے کو روک دیا اور عیسیٰ بن حن کوان مرتین سمیت منجی دکان کر رہا تھا۔
 دھکے دیا۔ اور جب حضرت امین دین کی کمان میں مسلمانوں اور علی بن فویہ اسدی کے درمیان ہوا تو
 سر کر پورا تو عیسیٰ غطفان کی مرتدوں کا سالہ عام اور بڑا خہ میں تمام مرتدوں کی کمان طلب کیا تا
 اور جب عیسیٰ قید ہو گیا اور اسے سر نیلا یا گیا تو مدینہ کے بچے آئے اپنے چچے گھیسٹے لگے

اور اسے یہ کہہ کر حارہ دلانے لگے کہ یہ اسلام سے مرتد ہے اور وہ انہیں کہتا، خدا کی قسم اسلام
 نے میرے دل کو نہیں چھوڑا، یہاں تک کہ میں اس سے نکل گیا۔ اور عیسیٰ نے عیسیٰ
 بن حن کے بارے میں اختلاف کیا ہے اور ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ اس کے بارے
 ارتداد کے لیڈروں کی طرح قتل کا حکم جاری ہوا، اور بعض کہتے ہیں کہ وہ اسلام لایا اور
 توبہ کی اور جب خلیفہ صدیق نے اسے معاف کر دیا تو وہ بہت اچھا مسلمان بن گیا۔

واللہ اعلم بالصواب

مور عین نے کہا ہے کہ مسلمانوں

کے محاصرہ طائف کے دوران

حضرت خالد بن ولید کا مبارز طلب کے نام

مسلم سواروں کے سالار حضرت خالد بن ولید نے میدان میں نکل کر ثقیف کے جوانوں
 کو چیلنج کیا۔ اور ان سے مبارزت طلب کی۔ لیکن وہ ڈر کر چھپے بھاگے۔ اور ان
 میں سے کوئی ایک آدمی بھی قلعہ سے باہر نہ نکلا کہ حضرت خالد نے لکھارا، کون مقابلہ
 کرے گا۔ مگر ثقیف کا کوئی آدمی آپ کے مقابلہ میں نہ آیا۔ اور وہ اپنے قلعے کی نصیبت
 اور بڑھوں کے چھپے چھپے ہے اور آپ نے مبارزت طلب کرتے لکھارا۔ مگر کوئی شخص
 آپ کے مقابلہ میں نہ آیا۔

سپہر آرزو کا ثقیف کا سردار اور لیڈر عبد یا نیل کھڑا ہوا۔ اور اس نے حضرت

خالد کو آواز دی اور تبا یا کہ ثقیف کا کوئی آدمی ہرگز آپ کے مقابلے میں نہیں نکلے گا

اور وہ اپنے قلعہ میں محفوظ رہنے کو ہی بہتر خیال کرتے ہیں۔ اس نے کہا۔
ہم میں سے کوئی آدمی آپ کے مقابلے میں نہیں اترے گا بلکہ ہم اپنے قلعہ میں قیام
کریں گے اور اس میں اتنا کھانا موجود ہے جو سالوں تک ہماری کفالت کرے گا۔ اگر
آپ اس کھانے کے ختم ہونے تک ٹھہر سکتے ہیں تو ہم سب اپنی تلواروں کے ساتھ ہمارے
مقابلے میں نکلیں گے یہاں تک کہ ہمارا آخری آدمی تک مر جائے گا۔

مسلمانوں نے طائف کی
فضیلوں میں داخل ہونے
اور اس کے قلعوں کو
فتح کرنے کے لئے ہشمار

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا باغات کو
تلف کرنے کا حکم دینا اور پھر اس کے رکن

کو ششیں کیں اور مختلف وسائل کو اپنایا تاکہ جنگی مشین کم ہو جائیں اور بڑے بڑے
پتھر اور آگ پھینکنے والے آلات سے ان پر گولہ باری کی اسی طرح ان میں سے فضائیوں
کا ایک دستہ ٹینکوں کی حفاظت میں فضیلوں میں سوراخ کرنے اور راتے کھولنے کے
لئے بڑھا یا تاکہ ان سے اسلامی فوج و حمل ہو جائے مگر انھیں کامیابی نہ ہوئی اور طائف
کے قلعے، مسلمانوں کے سامنے چٹان کی طرح کھڑے رہے، ان میں سے کوئی آدمی قلعے سے
کہیں باہر نہیں نکلتا تھا۔ بلکہ وہ محاصرہ لوہا کرنے والے مسلمانوں پر تیرا اندازی کرنے
اور آگ پھینکنے کو ہی کافی سمجھتے تھے تاکہ مسلمان جس بھاری اسلحہ کو فضیلوں پر حملہ کرنے
کے لئے استعمال کر رہے ہیں، اسے جلا دیں جیسا کہ انہوں نے ان ٹینکوں پر آگ پھینکی
تھی جن سے مسلمان فدا یوں نے قلعے کی فضیلوں پر حملہ کرنے کے لئے کام کیا تھا۔ پس
انہوں نے انھیں جلا دیا۔ اور بعض فدا یوں کو بھی زخمی کر دیا۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قلعہ طائف

کھانچ کر تادشوار ہو گیا تو آپ نے ان کو پریشان کرنے اور انہیں قلعوں سے نکلنے پر مجبور کرنے کے لئے ان کی مزدوعات کے طلب کرنے سے رک گئے۔ اور بعض کا بیان ہے کہ آپ نے ثقیف کی بعض مزدوعات کو تلف کر دیا اور پھر اکتاف کو روکنے کا حکم دے دیا۔

اور ابن کثیر نے البہایہ والعلیہ میں بیان کیا ہے کہ — جب محاصرہ لمبا ہو گیا اور آپ کے متعدد اصحاب قتل ہو گئے تو آپ نے ثقیف کے ان گوروں کو کاٹنے کا حکم دے دیا تو لوگ انہیں کاٹنے لگے۔

اور بعض مورخین کا بیان ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ثقیف کی مزدوعات کو کاٹنے کا حکم دے دیا، تو حضرت عمر بن الخطابؓ نے سفیان بن عبد اللہ ثقفی کو آواز دی، خدا کی قسم، ہم تیکے عیال کے کھابے کو ضرور قطع کریں گے، تو سفیان نے کہا، تب بھی تم پانی اور مٹی کو تو نہیں لے جاؤ گے، پس جب سفیان نے دیکھا تو پکارا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، آپ ہمارے اموال کو کیوں کاٹتے ہیں؟ آپ ہم پر غالب آ گئے تو آپ انہیں لے لیں گے اور یا آپ انہیں اللہ یا رشتہ داری کے تعلق کے لئے چھوڑ دیں۔ جیسا بھی آپ خیال کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں انہیں اللہ اور رشتہ داری کی خاطر چھوڑ رہا ہوں۔

اسی طرح حبشہ اسلامی میں سے دو آدمیوں دا بوسیفان بن حرب اور مضرہ

سیرت علیہ

۱۰۔ المواہب اللدنیہ میں بیان ہوا ہے کہ وہ رشتہ داری حبان کے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پائی جاتی تھی۔ وہ یہ تھی کہ آپ کی والدہ حضرت آمنہ کی ماں برہ بنت عبد المطلبی بن تہمی تھی۔ اور اس برہ کی ماں ام حبیب بنت اسدی تھی۔ اور اس کی ماں برہ بنت عوف تھی اور اس کی ماں، قلابہ بنت الحارث تھی اور قلابہ کی ماں بنت ربیعہ، ثقیف میں سے تھی۔

بن شعبہ ثقفی) نے ثقیف کی جانب بڑھ کر کہا امان نہ تاکہ ہم گفتگو کریں، پس ان دونوں کو ثقیف نے امان دی تو وہ دونوں قلعہ کے قریب ہوئے پھر انہوں نے قریش کی عورتوں کو آوازیں دیں جو قلعے میں تھیں اور وہ ویدی جتنے سے ڈرتی تھیں اور ان میں ابوسفیان بن حرب کی بیٹی بھی تھی جو عروہ بن مسعود کی بیوی تھی اور اس سے ایک ہاں ایک بیٹا بھی تھا جس کا نام داؤد بن عروہ تھا۔ اور سوید بن ثعلبہ کی بیٹی انراستہ بھی تھی۔ جو قارب بن اسود کی بیوی تھی جس سے اس کا بیٹا عبدالرحمن بن قارب تھا اور ایک اور عورت بھی تھی، انہوں نے باہر نکلنے سے انکار کر دیا۔

پس جب انہوں نے ان دونوں کی بات نہ مانی تو اسود بن مسعود نے ان دونوں سے کہا "اے ابوسفیان اور مغیرہ، کیا تم بھتیس اسبات سے بہتر بات نہ بتائیں جو تم لانے ہو، نبی الاسود کا مال جہاں ہے تم جلتے ہی ہو۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اور طائف کے درمیان الحقی نامی وادی میں اترے ہوئے تھے۔ اور طائف میں اس کے زیادہ آباؤ اور ضرورت پوری کرنے والا مال اور کوئی نہ تھا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے

ملہ قاسم بن مسود بن معتب، مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف ثقفی اور ثقیف کے سولہ عروہ بن سوید کا بھائی تھا اور ثقیف کے سرکردہ لوگوں میں سے تھا۔ اور اس نے اعلان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کی تو اسطاف کا بھٹہ اس کے پاس تھا اس لئے انعام میں سے کہ اعلان ثقیف کا ایک قبیلہ ہے نیز بکر ثقیف کے وقت ہے، ایک بنو مالک اور دوسرے اعلان ہیں یہ قارب ثقیف کے دشمن لوگوں میں سے تھا۔ اس حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی۔ اور ثقیف کے وفد بھیجنے سے قبل مسلمان ہو گیا۔ اور ثقیف نے عروہ بن مسود کو اس وقت قتل کر دیا تھا جب اس نے انیس نبوت اسلام دی تھی۔ پس قارب اور ابو طلحہ بن عروہ نے نادانوں کو ثقیف کو چھوڑنا یا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اسلام قبول کر لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں سے فرمایا جس سے تم چاہو دوستی کر لو۔ تو ان دونوں نے جواب دیا۔ ہم اللہ اور اس کے رسول کے دستے میں ہیں اور ثقیف کے بت لات کے توڑنے میں قارب بن اسود بھی شریک تھا۔

اسے قطع کر دیا ہے۔ اور وہ کبھی آباد نہ ہوگا۔ پس آپ دونوں ان سے بات کریں کہ وہ اس مال کو اپنے لئے لے لیں اور یا اسے اللہ اور رشتہ داری کی خاطر چھوڑ دیں۔ کیونکہ ہمارے اور ان کے درمیان تعلقاتِ قرابت پاتے جاتے ہیں جو کسی سے مخفی نہیں ہیں۔ پس ان دونوں نے رسول کریم صلی اللہ وسلم سے بات چیت کی۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مال کو چھوڑ دیا۔

طائف سے محاصرہ اٹھانا | طائف کے قلعوں میں داخل ہونے اور

کوششیں کیں، لیکن وہ قلعے بہت مضبوط اور محفوظ تھے اور تقفی بھی مقابلہ کی ٹھکانے تھے۔ اور سختی سے ان کا دفاع کر رہے تھے۔ اور وہ غذائی مواد جمع کر کے جو سالوں تک اعیان کافی تھا، طویل محاصرے کیلئے تیار ہو چکے تھے اور کنوؤں و چشموں کا پانی بھی ان کے پاس داخل تھا۔ اور سلمان چٹیل میدان میں کھلے پڑے تھے اور تقفوں کے تیروں کا نشانہ بن رہے تھے پھر تقفی اپنے شہروں میں تھے اور اپنے قلعوں میں قلعہ بند تھے اور ان کے اہل و عیال بھی ان کے پاس تھے اور اسلامی فورسز نے طائف کی مضبوطی، بلند اور محفوظ فصیلیوں میں داخل ہونے کے لئے جو جدید پر مشقت کوششیں کیں، انہوں نے کچھ فائدہ نہ دیا۔ اور ماہر تیرانماز اور جنگجو چھوڑے اور بڑے تیر پھینک کر اور آگ پھینکنے والے بھاری اسلحہ کو استعمال کر کے ان کی حفاظت کر رہے تھے۔

طائف کی فتح کے لئے مسلمانوں نے مسلسل پندرہ روز کوششیں کیں۔ اور محمد حنین کا بیان ہے کہ محاصرہ بیس روز سے بھی زیادہ دن تک ^{۱۱} رہا۔ اور مسلمانوں نے طائف کی فتح کی کوشش میں) اپنے بارہ آدمی شہید کر دئے ^{۱۲} جبکہ اس کے مقابل شکرین

۱۱ البدایہ والنہایہ جلد ۳ ص ۳۳۶، مناقبہ الیٰ الیٰ الیٰ جلد ۳ ص ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، مناقبہ الیٰ الیٰ الیٰ جلد ۳ ص ۹۳۰

۱۲ جبری جلد ۳ ص ۸۳۔ ۸۴ البدایہ والنہایہ جلد ۳ ص ۲۵۵

ثقیف کے صرف دو آدمی مارے گئے۔ ان دونوں کو مسلمانوں نے محاصرہ کے دوران قتل کیا تھا اور مسلمانوں کے تمام شہداء ثقیف کے تروں سے لٹکے۔ جنہیں وہ بوجوں اور فضیلتوں کے ان پر پھینکتے تھے۔

جب محاصرہ طائف
پر پندرہ یا بیس
دن گزر گئے اور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محاصرہ جاری رکھنے
یا توڑنے کے بارے میں ماہرین سے مشورہ

اسلامی فوج کے مفاد میں کوئی مثبت نتیجہ نہ نکلا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فوج میں موجود اپنے بڑے بڑے مشیروں اور ماہرین کے ساتھ اس معاملے کے متعلق غور و غوض کیا کہ کیا طائف کا محاصرہ جاری رکھنا مفید رہے گا یا اسے توڑنا سہل رہے گا۔

اور مشوروں کے اختتام پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کے قائل ہو گئے کہ محاصرے کو جاری رکھنا، حبش اسلامی کے مفاد میں نہیں ہے۔ اس لئے آپ نے اپنے طائف کا محاصرہ توڑنے اور ثقیف کو اپنی حالت پر چھوڑ کر مکہ واپس جانے کا فیصلہ کر لیا۔ تاکہ اللہ تعالیٰ خود انھیں مسلمانوں کے قبضہ میں لے آئے اور وہ اپنے آپ کو الگ تھلگ محسوس کریں۔ اور ان عرب عناصر میں گھل ہوا پانسے کے بعد جو سب کے سب اسلام داخل ہو چکے ہیں، اسلام میں داخل ہو جائیں۔

اور بعض آثار میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ثقیف کے بارے میں آپ کو اجازت نہیں دی۔ (یعنی اسلحہ قوت سے ان پر حملہ کرنے کی)

اور ایک حدیث میں ہے کہ غول بنت حکیم بن امیہ سلمیہ نے جو حضرت عثمان کی بیوی تھیں (کہا) یا رسول اللہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو فتح دے۔ تو مجھے بارہ بنت عثمان

بن مسعود بن سلمہ یا قار عہد نبی عقیل کے زیورات سنائیت فرمائیں۔ اور یہ ثقیف کی لڑی زیور والی عمر میں تھیں۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا ”اے خویلہ مجھے ثقیف کے ہاتھ میں اجازت نہیں ملی۔“

اور خویلہ نے اس بات کا ذکر حضرت عمر بن الخطاب سے کیا، تو انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہا یا رسول اللہ آپ نے خویلہ سے کیا بات کہی ہے میرا خیال ہے آپ نے وہ بات اُسے کہی ہے آپ نے فرمایا وہ بات کہی ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا آپ کو ان کے بارے میں اجازت نہیں ملی، آپ نے فرمایا نہیں۔

حضرت عمر نے کہا، کیا میں کوچ کا اعلان نہ کر دوں؟

آپ نے فرمایا ”ہاں“ اور حضرت عمرؓ نے کوچ کا اعلان کر دیا۔

اسی طرح اہل سیر نے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب دیکھا، جس نے اس بات کی وضاحت کر دی کہ آپ ثقیف کے محاصرہ سے جو بات حاصل کرنا چاہتے ہیں، وہ آپ کو حاصل نہ ہوگی۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے فرمایا، میں نے دیکھا کہ مجھے ایک مکھن کا بھرا ہوا پیالہ دیا گیا ہے اور اسے قرع نے جو پنج ماری ہے، اور جو کچھ اس میں تھا اُسے گرا دیا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا ”یا رسول اللہ میرا خیال ہے کہ اس وقت آپ جو کچھ ان سے حاصل کرنا چاہتے ہیں، اُسے حاصل نہیں کر سکیں گے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا بھی یہی خیال ہے۔“

اور اصحابِ مغازی نے بیان کیا ہے کہ جب لہانوں کے لئے طائف کو فتح کرنا شروع ہو گیا تو اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے محاصرہ کے بارے

مہ سیرۃ ابن شہام جلد ۱ ص ۱۶۷۔ مغازی الواقعی جلد ۳ ص ۹۳۵۔ البدایہ والنہایۃ جلد ۳ ص ۱۳۵۔ السیرۃ النبویہ جلد ۱

ص ۲۵۷۔ مغازی الواقعی جلد ۳ ص ۹۳۶۔ سیرۃ ابن شہام جلد ۳ ص ۱۳۵۔ البدایہ والنہایۃ جلد ۳ ص ۲۵۷

میں آپ کی کیا رائے ہے، لوزنل نے عرض کیا: یا رسول اللہ! لوطی بھٹ میں گھس گئی ہے اگر آپ اس کی نگرانی کرتے رہیں گے تو اگے بکڑ لیں گے، اور اگر آپ نے اسے چھوڑ دیا تو وہ آپ کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گی لہ

مورحین نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر
حضرت عمر بن الخطاب اور ابوالمخنف
کے درمیان نوک جھونک

اور ابومخنف نے طائف کی فیصل پر چڑھ کر مسلمانوں کو آواز دی۔ اسے غلامان محمدؐ خدا کی قسم ہمارے سوا کتھارے کسی اچھے لڑنے والے سے پلا نہیں پڑا ہے۔ جب تک تم قیام کرو گے بُری حالت میں رہو گے۔ پھر تم جو کچھ چاہتے ہو اس کو حاصل کئے بغیر واپس چلے جاؤ گے ہم فسی ہیں ہمارا باپ فسفا۔ اور قسم بخدا، جب تک ہم زندہ ہیں ہم اطاعت نہیں کریں گے۔ اور ہم نے طائف کو مضبوط بنایا ہے۔

حضرت عمر بن الخطاب نے اُسے آواز دی۔ اسے ابن حبیب، خدا کی قسم، ہم تمھارے فدائے معاش کو منقطع کر دیں گے۔ یہاں تک کہ تو اپنے بھٹ سے باہر آجاتے گا۔ اور لٹھ کے اندر ایک لوطی ہے جو جلدی باہر آئے گا۔

ابوالمخنف نے کہا: 'اے ابن خطاب! اگر تم نے انگوڑوں کی پیلیں کاٹیں تو پانی اور مٹی میں وہ خاصیت موجود ہے جو دود بارہ اٹھیں پیدا کرے گی۔ حضرت عمرؓ نے کہا: 'تو پانی اور مٹی کی طرف جانے کی سکت نہیں پائے گا۔ ہم تیرے بھٹ کے دواڑے

لہ لوزنل بن مواریکہ کے حالات ہمارے کتاب "فتح مکہ" میں دیکھتے تھے فسی، ثقیف کا لفظ ہے لسان العرب میں ہے کہ وہ بکری کے ایک دودھ پیتے بچکے کے پاس سے گذرا، جو بڑا تیز دوڑنے والا تھا تو اس نے اسے مار دیا تو کہا گیا۔

تسا قلبیہ یعنی اس کا دل سخت ہو گیا، پس اس کا نام فسی ہو گیا۔

پر تیرے مرنے تک ڈٹے رہیں گے، تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کہا ”اے عمرؓ یہ بات نہ کہو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو طائف فتح کرنے کی اجازت نہیں ملی، حضرت عمرؓ نے کہا، ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یہاں یہ بات کہی ہے، انہوں نے جواب دیا ”ہاں! تو حضرت عمرؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا، ”یا رسول اللہ! آپ کو طائف فتح فرمائی اجازت نہیں ملی! آپ نے فرمایا نہیں ملے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے

طائف کا محاصرہ توڑنے پر ہر جہش نبوی کی بے فربہی

اصحاب کے ساتھ محاصرہ طائف جاری رکھنے یا نہ رکھنے کے بارے میں جو دقیق بات چیت اور مشورے کئے، اس کے بلکہ محاصرہ طائف کے جاری نہ رکھنے کے بارے میں وحی آنے کے بعد، آپ نے محاصرہ توڑنے کا فیصلہ کیا۔ اور ثقیف کو اپنے قلعوں میں اس امید پر چھوڑتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی خوشی، اور مرضی سے اسلام میں داخل ہونے کی توفیق دے گا۔ فوج کو مکہ کی طرف کوچ کرنے کا حکم دے دیا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قدیر بانی حضرت عمر بن الخطاب کو حکم دیا کہ وہ فوج کو بتادیں کہ آپ طائف کے محاصرے کو توڑنے کا فیصلہ کیا ہے نیز لگنوں میں کوچ کا اعلان کر دیں اور حضرت عمرؓ نے فرمان نبوی کے مطابق عمل کیا۔

اور جب جہش نبوی کے عوام نے یہ بات سنی اور ثقیف کو اپنے قلعوں میں چھوڑنے اور کوچ کرنے کے احکام پائے تو جہش میں بے فربہی کے کچھ آثار پائے گئے۔ اور فوج کی بعض یونٹوں نے صریح معارضہ کیا۔ اور ان یونٹوں کے بعض عناصر نے واضح طور پر غصے کا اظہار کیا اور کہنے لگے ہم ثقیف کو چھوڑ کر واپس چلے جائیں۔ حالانکہ یہ ان افواج کے مقابلے میں بہت کمزور ہیں جنہیں ہم نے شکست دی اور ذلیل کیا ہے اور فوج کے کچھ

عناصر واپسی پر اعتراض کرتے ہوئے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے پاس گئے ادنان دونوں کے ساتھ واضح طور پر معارضہ کیا۔ ادنان عناصر نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دلوں و زریروں سے مطالبہ کیا کہ وہ آپ سے ثقیف کے محامو کے بارے میں گفتگو کریں، یہاں تک کہ ثقیف ذلیل ہو کر اطاعت کر لیں۔

اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر نے معارضہ کے عناصر کو واپس جانے اور محامو توڑنے پر رضامند کرنے کی کوشش کی۔ لیکن ان عناصر نے اصرار کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ثقیف سے جنگ جاری رکھیں۔

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس معارضہ سے ناراض نہیں ہوتے بلکہ آپ نے اس معارضہ کو سنا اور آپ نے (واپسی کے حکم کے بعد) ثقیف پر دوبارہ حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔ اور حبش اسلامی اور ثقیف کے درمیان از سر نو جنگ چھڑ گئی، اور ثقیف جیسا کہ معلوم ہی ہے) اپنے قلعوں میں قلعہ بند تھے اور مسلمان کھلے میدان میں تھے، پس ثقیف نے نصیبوں سے ان پر تیراندازی کی۔ اور حبش اسلامی کو بغیر اس کے وہ طائف میں گھسنے کی کوئی ہمت نہ کرے۔ بہت سے زخم آئے۔ اور اس موقع پر معارضہ کربنوالو نے تسلیم کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے قلعوں سے محامو توڑنے کا جو حکم دیا تھا، وہی درست تھا۔

واقعی واپسی کی پاس شدہ تجویز اور فوج میں معارضہ کے ظہور پھر معارضہ سے رجوع اور واپسی اور محامو توڑنے کی تجویز کی قبولیت پر گفتگو کرتے ہوئے بیان کرتا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہا۔ کیا آپ کو ثقیف کے بارے میں اجازت نہیں ملی آپ نے فرمایا نہیں۔ حضرت عمر نے عرض کیا۔

کیا۔ میں لوگوں میں کوچ کا اعلان نہ کر دوں، آپ نے فرمایا، اکر دو،

پس حضرت عمر نے کوچ کا اعلان کر دیا۔ اور مسلمان باتیں کرنے لگے اور ایک دوسرے

کے پاس جا کر کہنے لگے ہم طائف کو فتح کئے بغیر واپس جائیں گے، جب تک اللہ ہمیں فتح نہ دے ہم یہیں ڈٹے رہیں گے اور قسم بخدا، ہم نے مکہ اور معانن کی جن فوجوں سے جنگ کی ہے۔ یہ ان سے بہت کمزور اور قلیل ہیں، پس اللہ تعالیٰ نے ان فوجوں کو منتشر کر دیا۔ اور یہ لوگ تو مجھ کے لوٹے ہیں اگر ہم نے ان کا سامرو کیا تو یہ اپنے قتلہ میں ہی مر جاتے گے۔

پس ان کے درمیان بہت اختلاف ہوا۔ اور بہت باتیں ہوئیں۔ اور انہوں نے حضرت ابوبکر کے پاس جا کر ان سے گفتگو کی، حضرت ابوبکر نے فرمایا اللہ اور اس کے رسولؐ ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ پر آسمان سے الہی نازل ہوا ہے، تو انہوں نے حضرت عمر سے بات کی، مگر انہوں نے ان کی باتوں کو قبول نہ کیا۔ اور فرمایا ہم نے حدیبیہ دیکھا ہے، اور مجھے ایسا شک پیدا ہوا جیسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور میں نے اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی باتیں کیں، کاش میں ایسا نہ کرتا۔ اور آپ نے جو کچھ کیا اس میں ہمارے لئے اللہ کی طرف سے سبھائی تھی اور صلح حدیبیہ میں بغیر تلوار کے۔

جو فتح حاصل ہوئی، اس سے بڑھ کر لوگوں کے لئے اور کوئی فتح نانشہ مند نہیں ہوئی۔ اس سے اہل اسلام میں اتنے آدمی داخل ہوئے جتنے آدمی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے روز سے لے کر معاہدہ بکھنے تک داخل ہوئے تھے، پس انہی کو قسم کرو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کیا ہے اس میں سبھائی ہے، اور میں کبھی بھی آپ سے اس بارے میں گفتگو نہیں کروں گا۔ اور اللہ کا حکم ہی اصل حکم ہے اور وہ جو چاہتا ہے اپنے نبی کی طرف دہی کرتا ہے۔

اور دادی ایک دوسری جگہ پر، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تئیں کے ساتھ دوبارہ جنگ کرنے کے بارے میں اپنی فوج کے معاوضہ کرنے والے غناصر کی

لے صلح حدیبیہ کے بارے میں حضرت ابن خطاب کے پرچوں معاوضہ کی تفصیل ہماری پانچویں کتاب صلح حدیبیہ میں دیکھیے

تو حضرت عمرو بن العاص نے اسے کہا۔ اللہ تیرا ستیاناں کرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بچنے والی مشرک قوم کی تعریف کتا ہے اور تو اس کی مدد کرنے آیا ہے عینہ نے سجا، خدا کی قسم میں آپ لوگوں کے ساتھ، ثقیف سے لڑنے نہیں آیا، بلکہ میں نے جاہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم طائف کو فتح کریں اور میں ثقیف کی ایک لڑکی حاصل کروں اور اس سے وطنی کروں شاید وہ میرے لئے کسی جوان کو جنم دے، کیونکہ ثقیف برکت والی قوم ہے اور ایک روایت میں ہے کہ عقلمند اور سمجھدار قوم ہے،

حضرت عمرو نے حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عینہ کی بات کی اطلاع دی تو آپ مسکرا دیئے اور عینہ بن حمن کی اس ناپسندیدہ بات کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی نہ کی۔ بلکہ عینہ جو کچھ کہا تھا، اس کے جواب میں صرف اتنا فرمایا کہ یہ احمق مطاع ہے اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثقیف سے کچھ حاصل کئے بغیر میرہ لٹہ دیا اور وہ اپنے شرک پر قائم ہے، یہاں تک کہ ان کے ارد گرد ڈیڑھ سی علاقوں میں رہنے والے تمام قبائل مسلمان ہو گئے۔ پس انہوں نے اپنے آپ کو محاصرہ سے ملتی جلتی حالت میں پایا۔ وہ زندگی بسر کر رہے تھے، مگر ان کے ارد گرد ماحول دشمنانہ تھا۔ جوہر جانب سے ان کا گھیراؤ کئے ہوئے تھا، پس وہ اسلام میں داخل ہونے پر مجبور ہو گئے۔ اور ان میں سے ایک دندنہ نے مدینہ جا کر اپنے اسلام کا اعلان کر دیا۔ یہ واقعہ کا واقعہ ہے۔

ثقیف کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محاصرہ توڑا، اور اسے چھوڑنے لگے تو آپ کے بعض اصحاب نے خواہش کی کہ آپ ثقیف کیلئے بددعا کریں۔ مگر آپ نے اس کے برعکس ان کی ہدایت کیلئے اللہ سے دعا کی۔

ترمذی نے عبداللہ بن غنم بن خثیمہ کی حدیث سے جو ابو الزبیر اور جابر سے مروی ہے بیان کیا ہے کہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہؓ نے کہا، یا رسول اللہ! ثقیف کے تیروں نے ہمیں جلا دیا ہے ان کے خلاف اللہ سے بددعا کیجئے، تو آپ نے فرمایا اے اللہ! ثقیف کو ہارت دے اور بعض کے نزدیک آپ نے فرمایا کہ اے اللہ! ثقیف کو ہارت دے اور انہیں لائے اور اللہ انہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو قبول کرتے ہوئے مدینہ میں مسلمان اور اطاعت گزار بنا۔

اور اصحاب سیر بیان کرتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا محاصرہ چھوڑنے اور فوج کے ساتھ کوچ کرنے کا ارادہ کیا۔ تو آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا، کہو لا الہ الا اللہ وحدہ، صدق وعدہ و لہم عبرہ، دھرم الاخراب و حمدہ اور جب انہوں نے کوچ کیا۔ اور چلے تو فرمایا آمین ان شاء اللہ، عابدون لربنا حامدون

اور ابن کثیر کا بیان ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ نے کوچ کرتے وقت ثقیف کے بے میں فرمایا

اے اللہ انہیں ہمارے لئے اور ہمیں ان کے خرچ میں سقائیت کرے تاکہ طائف کے محاصرہ کے دوران، مشرکوں کے کھرف دد آدمی مائے گئے اور مسلمانوں کے بارہ جوانوں نے شہادت پائی جو سب کے سب ثقیف کے تیروں سے قتل ہوئے، ان میں نو مہاجرین و تین انصار شامل تھے جن کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت سعید بن سعید بن امیہ

اموی

حلیف ہونے کے لحاظ سے انوی

۲۔ حضرت حبیب بن عبد مناف الکلبانی

اسی

۳۔ حضرت زبیر بن زعمہ بن الاسود

تھی { انہیں تیرگاتھا، اسکے زخم سے مدینہ میں فوت ہوئے

۴۔ حضرت عبداللہ بن ابوبکر صدیق

غزوی

۵۔ حضرت عبداللہ بن ابی امیہ بن المغیرہ

حلیف ہونیکے لحاظ سے عدوی

۶۔ حضرت عبداللہ بن عامر بن وجیع الغنزی

سہمی

۷۔ حضرت السائب بن الحارث بن قیس

سہمی

۸۔ حضرت عبداللہ بن الحارث

سعدی لیشی

۹۔ حضرت حلیع بن عبداللہ

انہاری

۱۰۔ حضرت ثابت بن الجذع

انصاری

۱۱۔ حضرت حارث بن سہل

انصاری

۱۲۔ حضرت المنذر بن عبداللہ

طائف کا محاصرہ توڑنے کے بعد آنحضرت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

صلی اللہ علیہ وسلم الجعرانہ واپس آگئے

مکہ واپسی کیلئے کونسا راستہ اختیار کیا؟

جہاں حنین کے وہ قیدی اور غنائم تھیں

جو مسلمانوں کو حنین کے روز ہاتھ لگی تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف سے

واپسی پر وہی راستہ اختیار کیا۔ جس راستے آپ طائف گئے تھے پس آپ وحنانہ، قرآن المنائل

اور پھر خندہ کے راستے چلے جسے آجکل وادی الیمانہ کہتے ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے دوران اور راستے میں آپ کے ایسی کارروائیاں

کہ طائف کا ایک صوبہ ہے لہ قرآن المنائل کی ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جس سے نجد کے حاجی احرام

باندھتے ہیں۔

ہریت، جو برتاؤ، عدل و انصاف اور تواضع کے شرف کے بابے میں شامنا محلی اس بات پر مشتمل تھیں، ہر مسلمان قائد اور لیڈر کو جو کسی پابندی یا قوم کا ذمہ دار ہے چاہئے کہ وہ اپنی انصاف العین بنائے تاکہ وہ اس کے لئے چراغ راہ ہو اور وہ محکومانہ معاملات میں اس سے نور حاصل کرے۔ تاکہ وہ ان کے ان اعتماد، احترام، محبت اور قدر دانی کی مستحق ہو۔

ہم قبل ازیں معلوم کر چکے ہیں کہ کس طرح فوج کی اکثریٹوں نے کبیدگی کا اظہار کیا۔ اور وہ طائف سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محاصرہ توڑنے سے راضی نہ تھیں، بلکہ انہوں نے جنگ جاری رکھنے کا مطالبہ کیا۔ اور اس کے برعکس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فوج کے سالار اعلیٰ تھے اپنے منادی کو ثقیف سے کوچ کرنے کا اعلان کرنے کا حکم دے دیا، اور ہم نے دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً میدان سے واپسی پر حاضر نہیں کیا، بلکہ اپنے فوج کے براہ فرود تہ اور دہلی سے نار بنامندہ عناصر کو، راضی کرنے کے لئے ان پر اپنے ارشے کو ٹھونسنا نہیں، اور نہ ہی گفتگو کے بغیر واپسی کا حکم دیا ہے۔ اور جب حملہ ناکام ہو گیا اور ثقیف کے تیروں سے فوج کو بہت زخم آئے تو براہ فرود تہ عناصر نے تسلیم کر لیا کہ محاصرہ جاری رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں، پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوج کے ساتھ واپس آئے۔ اور فوج کے تمام عناصر نے بھی دہلی کی فوجی کو تسلیم کر لیا، اور یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک عسکری سبق ہے جس میں عوز و فکر کرنے میں ان فوجوں کا بہت فائدہ ہے جو کسی سطح پر قیادت کے مراکز میں کام کرتے ہیں۔

حضرت ابورہم خفاریؓ بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ | طائف سے واپسی پر، اپنی اونٹنی پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں تھے اور ان کے پاؤں میں دو بیڑے جوڑے تھے اچانک ان کی اونٹنی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی سے ٹکرائی اور ان کے جوڑے کا ٹکڑا حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیڈلی پر لگا۔ اور اس نے آپ کو تکلیف نہ دی

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تو نے مجھے تکلیف دی ہے اپنا پاؤں پیچھے کرنا آپ نے اس کے پاؤں پر گھڑا مارا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ مجھے اپنے مطالے کے پس و پیش نے آیا اور مجھے خوف ہوا کہ میں نے جو گناہ عظیم کیا ہے اس بارے میں قرآن میں میرے متعلق حکم نازل ہو گا پس جب ہم نے الحبرائہ میں سکونت کی تو میں لوٹ جرانے گیا۔ اس دن طوف کے باعث میرا برآمدہ تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی آئی اور آپ مجھے طلب فرمائیں گے۔ اور جب میں شام میں سواییل کو واپس لایا تو میں نے بوجھتا تو لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے طلب فرمایا ہے پس میں آپ کے پاس آیا۔ اور میں منتظر تھا آپ نے فرمایا، ”تو نے اپنے پاؤں سے مجھے تکلیف دی ہے اور میں نے تجھے گھڑا مارا ہے میری ضرب کے عوض یہ بکریاں لے، ابوہریرہ بیان کرتا ہے کہ آپ کا مجھ سے راضی ہونا مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہے۔“

اور ابو عبد اللہ ابی حداد سلمی بیان کرتے ہیں کہ میں طائف سے واپسی پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ اور آپ مجھ سے گفتگو فرما رہے تھے اور میری نات، آپ کی نات سے ٹکرانے لگی اور میری نات بڑی طاقت و سادہ تر تھی، میں اسے ایک طرف رکھنا چاہتا تھا۔ مگر وہ میری نہ مانتی تھی پس وہ حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نات سے ٹکر گئی اور آپ کے پاؤں کو چوٹ لگ گئی آپ نے فرمایا، تو نے مجھے تکلیف دی ہے۔ اور آپ نے رکاب سے اپنا پاؤں نکالا تو یادہ دخت خرا کا گوند ہے آپ نے سرے پاؤں کو کھونٹی سے ہٹایا اور آپ کچھ دہرنا موش بھڑے سے اور تم سب نما میں اس وقت اترنا جب مجھے یقین ہو گیا کہ میرے بلکے میں سنا ب کا حکم نازل ہو گا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ جب ہم اترے تو میں نے اپنے دوستوں سے کہا۔ میں تمہاری سواریوں کو چھایا کرتا تھا، لیکن آج میرے چرانے کا دن نہیں ہے اور جب میں شام

کو ان کے پاس سوا بیاں لایا۔ تو میں نے کہا۔

”کوئی میری تلاش میں آیا تھا؟“

انہوں نے جواب دیا۔ ”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری تلاش میں

آئے تھے۔“

میں نے اپنے دل میں کہا ”خدا کی قسم یہ جہی بات ہے، میں نے کیا۔“

”کوئی آیا تھا۔“

انہوں نے جواب دیا ”ایک انصاری آیا تھا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ یہ بت مجھے

نالپند تھی اس لئے کہ انصار ہم پر سختی کرتے تھے۔ وہ بیان کرتا ہے کہ پھر اس کے

بعد ایک قریشی کا ایک آدمی میری تلاش میں آیا تو میں خوف زدہ ہو کر گیا۔

یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چلا گیا۔ اور آپ

میرے سامنے مسکرائے لگے۔ پھر فرمانے لگے۔ ”شام کو کچے میں نے اپنی کمرچی

سے تکلیف پہنچائی تھی۔“

پھر فرمانے لگے۔ ”بیکریوں کا ریوڑ۔ پس میں نے وہ ریوڑ لے لیا۔“

اور وہ اُن والی مد بکریاں تھیں۔

اس طرح ابوذرؓ نے الجہنی بیان کرتا ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے قرین المنازل سے اپنی ناقہ قموٹی پر سوار ہونا چاہا تو میں آپ کے لئے سہولت

کا سامنا بنا دیا۔ میں نے کہا کہ ابوذرؓ نے قموٹی پر سوار ہونے سے پہلے انھوں نے وہاں انھوں نے

بیان کیا ہے کہ ابی بن امیہ بن مہران نے جو ختم قبیلے سے تھا بیان کرتا ہے کہ مجھے حزام بن عبدالمطلب نے

ابوذرؓ انقرامی سے بتایا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے سفید کپڑے کا ایک گز

لبا چوڑا جھنڈا بنایا۔ اسے ابو موسیٰ نے رعایت کیا ہے، میں کہتا ہوں وادعی نے بیان کیا ہے کہ یہ

ابوذرؓ فرخ کے روز جینہ ملائیک جھنڈا اٹھائے ہوئے تھا۔ رد کیجئے یہاں کتاب فتح مکہ ص ۱۶۱

کرنے کے لئے اس کے آگے کھڑا ہو گیا۔ اور چہار میرے ہاتھ میں اپنی ہوتی تھی... پس آپ سب کے پر سوار ہو گئے اور میں نے آپ کو مہار پکڑا دیا۔ اور میں آپ کے پیچھے بچھ گیا۔ اور اور آپ ناقہ کے پیچھے حصے پر اپنا گولڑا مارنے لگے۔ اور وہ سب گولڑے بچھے لگنے لگے۔ آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ”آپ کو گولڑا لگا ہے؟“

میں نے جواب دیا: ”اے میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، راوی بیان کرتا ہے جب آپ ابھرانہ میں اترے تو اپنے غنائم کے ایک طرف بکریوں کا ایک گولڑا دیکھا اور اپنے غنائم کے مالک سے ان کے بکے میں دریافت کیا تو اس نے آپ کو کچھ بتایا جو مجھے یاد نہیں رہا پھر آپ نے ادا زدیٰ ابو زرعہ کہیں ہے، میں یہاں ہوں، فرمایا اکل جو آپ کو گولڑے سے تکلیف پہنچی تھی، اس کے عوض یہ بکریاں لے لے۔ راوی بیان کرتا ہے میں نے انہیں شمار کیا تو وہ ایک سو میں بکریاں تھیں پس میں نے ان سے مال کمایا

سراقہ بن جشم مدلیجی ایک ممتاز شہسوار تھا۔ اور جب قریش نے اعلان کیا کہ جو شخص رسول کریم

سراقہ بن جشم کا اثر انگیز واقعہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو مردہ یا زندہ حالت میں لائے گا۔ اسے سزاؤں کا انعام دیا جائے گا اور یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ ان کے بھیس سے نکل کر مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے اور اس ظلمانہ اعلان پر سراقہ مدینہ کی طرف جاتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کو معلوم کرنے کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے یا گرفتار کرنے کے ارادے سے اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے ہتھیار لے لے۔ مگر ناکام ہوا۔ اور اس نے جو ارادہ کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے اسے اس پر قدرت زدی تو اس نے یقین کر لیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو قریش کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ اسے امان لکھیں تاکہ وہ اسے ضرورت کے موقع پر دکھائے۔ آپ نے حضرت ابو بکر کو حکم دیا تو آپ نے اسے اونٹ کے شانے پر

پہلے لمان لکھ دیا، پس سراقہ نے امان کی اس دستاویز کو جو اونٹ کے شانے پر سخری تھی سمجھا کر رکھا۔ سال گذرتے گئے، اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بلند ہو گئی، یہاں تک کہ معرکہ حنین میں جو سب سے بڑا حربی معرکہ تھا، آپ کی فتوحات نے آپ کو ہرانڈ پر غلبے کا تلخ پہنچا دیا۔

اور سراقہ کے امان کی دستاویز کے اظہار کا زمانہ بھی آ گیا۔ تاکہ فوج کی غزند سے محفوظ رہے۔ پس سراقہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دستاویز کو اس وقت نکالا، جب آپ طائف سے واپس تشریف لائے تھے تو آپ نے اس کے مطابق اس سے سُلوک کیا، اب سراقہ بن مالک صحابی اس دلچپ داستان کو خود ہار سامنے بیان کرتے ہیں، سراقہ بیان کرتے ہیں۔

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے العبراء کی طرف آ رہے تھے، تو میں آپ سے ملا اور میں نے آپ کو اچھی طرح سمیٹ لیا اور لوگ آپ کے آگے فوج کی ٹکڑیوں کی صورت میں ایک دوسرے کے پیچھے چل رہے تھے، پس میں انعام کے سوا ایک ٹکڑی میں شامل ہو گیا۔ اور وہ مجھے نیزے لہر کہنے لگے پیرے ہٹ جا تو کون ہے؟ اور انہوں نے مجھ نہ پہچانا، اور میں جب قریب ہو گیا اور میں نے معلوم کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری آواز سن رہے ہیں تو میں نے حضرت ابو بکر کی سخری پر کدو دستاویز بکڑی اور اپنی ڈوانگیلوں کے درمیان رکھ لی۔ پھر میں نے اپنا ہاتھ بلند کر کے آواز دی۔ میں سراقہ بن مالک بن جشم ہوں۔ اور یہ میری دستاویز ہے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آج دفکا دن ہے اسے قریب کر، پس مجھے آپ کے قریب کر دیا گیا اور میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پنٹلی کو دیکھ رہا تھا جو درخت خرمائے گوند کی طرح تھی، پس جب میں آپ کے پاس آیا تو میں نے سلام کیا اور دستہ آپ کے پاس لے گیا اور میں نے آپ سے صرف یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر گندہ اونٹ

میرے چہنوں پر آئیں، حنین میں نے اپنے اونٹوں کیلئے بھرا ہے، اگر میں انہیں پانی بلا دوں تو کیا مجھے اجر ملے گا؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہاں میرے گرم ہجرہ والے جاؤر کے بلے میں اجر ملے گا“

حاضرہ طاقت کے واپسی کے دوران رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

فقہی مسئلہ کو اسلم کا ایک آدمی ملا جس کے پاس بکریاں بھی تھیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ناقہ پر سوار تھے، اس نے کہا: ”یا رسول اللہ! یہ ہدیہ ہے جسے میں نے آپ کی خدمت میں پیش کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تو کمن لوگوں میں سے ہے؟ اس نے جواب دیا: ”میں اسلم کا ایک آدمی ہوں“ آپ نے فرمایا: میں شمر کے ہدیہ کو قبول نہیں کرتا۔ اس نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ! اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہوں، میں بربدہ بن الحصب کے پاس بھی جینہ اپنے ماں کا صدقہ لے کر گیا تھا، رادی بیان کرتا ہے کہ بربدہ آئے اور انہوں نے حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کر کے عرض کیا کہ اس آدمی نے درست کہا ہے“ یہ میری قوم کا سردار ہے۔ جو مفاح میں رہتا ہے۔ آپ نے فرمایا تو نخلہ سے کیوں آیا ہے؟ اس نے جواب دیا: ”آج کل وہ مفاح سے زیادہ سرسبز ہے۔ پھر کہنے لگا: جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں۔ ہم سوار ہیں پس ہم الجبرانہ گئے۔“

رادی بیان کرتا ہے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ کے بالمقابل دوڑتا ہوا نکلا اور وہ کہہ رہا تھا: ”یا رسول اللہ! میں اپنے ساتھ بکریوں کو الجبرانہ لے جاؤں؟“ آپ نے فرمایا: ”نہیں“ بلکہ میں الجبرانہ میں ملتا ہوں تجھے اور بکریاں دیں گے انشاء اللہ پھر اسلمی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے دین کے بلے میں کوئی بات دریافت کی، جماعے پریشان کئے ہوئے تھے اس نے کہا:

”یا رسول اللہ! مجھے اونٹوں کے بلے میں نماز کا وقت آجاتا ہے کیا میں اس میں

نماز پڑھ لیا کروں؟

فرمایا "ہاں۔"

اس نے کہا "یا رسول اللہ! بسا اوقات پانی ہم سے دُور ہوتا ہے اور آدمی کے پاس اس کی بوی بھی ہوتی ہے۔ کیا وہ بھی اس سے قُربت کر سکتا ہے؟ فرمایا ہاں اور وہ تیمم کر لیا کرے، اس نے کہا یا رسول اللہ! ہم میں حلقہ بھی ہوتی ہیں فرمایا وہ بھی تیمم کریں۔

دادی بیان کرتا ہے پھر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم الججرانہ پہنچ گئے۔ اور آپ نے اسے سو بکریاں عطا کیں۔

طائف کا محاصرہ ختم ہوا۔ اور رسول کریم

صلی اللہ علیہ وسلم بغیر اس کے کراچی

زوج طائف کو فتح کر سداں سے

کیا ثقیف نے حبش رسول کی واپسی کے بعد اس کی یونٹوں کی اطاعت کی

واپس آئے۔ موزن اور اہل سیر کا اس بات پر اتفاق ہے۔

مگر اس کے علاوہ کچھ روایات بیان کی جاتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کی واپسی کے بعد اسلامی زوج کی کچھ یونٹوں نے از سر نو طائف کا محاصرہ کر لیا۔ اور

ان یونٹوں نے جو دہیش نبوتی کی واپسی کے بعد اس کی شکل میں آئی تھیں، ثقیف

کا محاصرہ تنگ کر دیا۔ یہاں تک کہ ثقیف نے ان یونٹوں کی اطاعت ختم کر لی۔ اور

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو مان لیا اور کارروائی صخر ابو العیلہ حمسی کی کان

میں پہنچی جو اپنی قوم احمس کے ساتھ طائف کے ساتھ آیا تھا، اور یہ لوگ گھر و سوا تھے۔

۱۔ معاذی الحاقی جلد ۳ ص ۹۱۰ صخر بن عبد اللہ بن بجزین عمرو بن علی بن اطم بن اسحاق

اہل کوفہ میں تھا ہے اور عثمان بن ابی حازم نے اس سے اپنے باپ دادے صخر بن اخیلہ سے روایت کی ہے،

۲۔ عم قباہل عرب میں ہے کہ اس احمس اراش کا ایک لطن ہے جو قحطیوں میں سے ہیں اور یہ وہ لوگ

ہیں جو صخر بن العیلہ کی قوم میں اور اسی طرح اس ضبیع بن ربیع بن نزار کا ایک لطن ہے جو مدینہ میں سے ہے۔

ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ ہم سے حضرت عمر بن الخطاب، ابو حفص، الفرہانی، ابان عمرو، یعنی ابن عبداللہ بن ابی حاتم نے اپنے باپ کے اور اس نے اپنے باپ سے اور اس نے اپنے دادا سے منخر۔ یعنی ابوالعبد احمسی سے بیان کیا ہے کہ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کے لئے گھڑ سواروں کے ساتھ گیا، اور اسے معلوم ہوا کہ آپ فتنے کے بغیر واپس چلے گئے ہیں۔

پس منخر نے عہد کیا کہ وہ طائف کو اس وقت تک نہیں چھوڑے گا۔ جب تک وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نہ مان لیں اور اس سے انہیں اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو مان نہیں لیا اور منخر نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فدا لکھا۔

احابعد، یا رسول اللہ، ثقیف نے آپ کا حکم مان لیا ہے، اور میں اپنے سراہوں کے ساتھ انہیں لارہا ہوں۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے جمع ہونے کیلئے مناری کرنے کا حکم دے دیا۔ اور احمس کیلئے دس دھابیں کیں رلے اللہ احمس کے سراہوں اور پیادوں میں برکت ہے۔

جب وہ لوگ آگئے تو مغیو بن شعبہ ثقیفی نے گفتگو کی۔ اور کہا یا رسول اللہ منخر نے میری بھوپھی کو بچھڑ لیا ہے، حالانکہ وہ اس میں دھنل ہو چکی ہے جس میں مسلمان داخل ہونچکے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلا کر فرمایا، جب لوگ مسلمان ہو چکے ہیں تو وہ اپنے اخوان اور اموال محفوظ کر لیتے ہیں، مغیو کو اس کی بھوپھی واپس کرو۔ تو اس نے اسے اس کی بھوپھی واپس کر دی، اور اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نبی سلیم کے پانی کے متعلق پوچھا جو اسلام سے بھاگ کر اس پانی کو چھوڑ گئے تھے اس نے کہا، یا رسول اللہ مجھے اور میری قوم کو اس پانی پر اتار دیکھئے۔

آپ نے فرمایا، "بہت اچھا، پس آپ نے اسے اتار دیا۔ اور سلی مسلمان

ہو گئے تو انہوں نے صخر کے پاس آکر کہا کہ وہ ان کا پانی انہیں دے دے تو اس نے انکار کر دیا تو انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا "یا رسول اللہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں اور ہم صخر کے پاس آئے ہیں کہ وہ ہمارا پانی ہمیں دے دے مگر وہ ہماری بات نہیں مانتا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اے صخر، جب لوگ مسلمان ہو جاتے ہیں تو وہ اپنے خون اور اموال محفوظ کر لیتے ہیں۔ ان کا پانی اٹھیں دیر کیجئے، اس نے کہا آے اللہ کے نبی بہت اچھا۔"

راوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ اس بڑکی کے پانی لینے کے باعث رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ جیسے شہ رخ ہو رہا تھا، اللہ اقدس حدیث کی روایت میں متفرد ہے۔

امام ابن کثیر السبائیہ والاضایۃ میں دثیف اور صخر ابو الخلیل کے واقعہ پر تعاقب کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ حکمت الہی اس بات کی متقاضی تھی کہ فتح کو اس سال مورخ کر دیا جائے تاکہ وہ قتل سے نیست و نابود نہ ہو جائیں، اس لئے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جب آپ طائف کی طرف گئے تو آپ نے اٹھیں اللہ کی طرف دعوت دی نیز یہ دیکھا بھی دی کہ وہ آپ کو پناہ دیں۔ تاکہ آپ اپنے رب کے پیغام کو پہنچا سکیں اور یہ واقعہ آپ کے چچا ابوطالب کی وفات کے بعد کا ہے۔

پس انہوں نے آپ کی بات کو دہرایا۔ اور آپ کی تکذیب کی۔ اور آپ غمگین ہو کر واپس آ گئے۔ اور قرآن ثعلب (قرآن منادل) کے پاس آپ کو ہوش آیا، کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بدلی میں جبریل ہے اور پہاڑوں کے فرشتے نے آواز دے کر کہا "اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا رب کہتا ہے اور اس نے آپ کی قوم کی اس بات کو اور جو انہوں نے آپ کو جناب دیا ہے، اسے سن لیں، اگر آپ پسند کریں تو میں دونوں پہاڑوں کو ان پر اُلٹ دوں؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ انہیں مہلت دو شاید

انسان کی اصلاح سے ایسے لوگ پیدا کرے جو خدا کے واحد کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں۔

پس آپ کے قول۔ بلکہ انھیں مہلت دو۔ کہ مناسب حال یہ ہے کہ ان کا قلعہ فتح نہ ہوتا کہ وہ سب قتل نہ ہو جائیں۔ نیز فتح کو ٹوٹو کر دیا جائے تاکہ وہ اس کے بعد آئینہ سال (۶۱۰ء) رمضان میں مسلمان ہو کر آئیں اور یہ وہ سال ہے جس میں ثقیف کے سادات مدینہ آئے اور انہوں نے اپنے اور ثقیف کے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا اور اپنی صحیح ہیں امام ابو داؤد نے جو اسلوب کلام اختیار کیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ معز ابو اذیلہ اور اس کی قوم جو بکیلہ سے تعلق رکھتی تھی، کے ان کے صحن میں اترنے کے بعد آئے تھے اور اس نے ان کا محاصرہ اس وقت چھوڑا جب انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو مان لیا تھا، پس وہ انہیں مدینہ لایا اور وہ مسلمان ہو گئے، اور انہوں نے اپنے خون اور اموال محفوظ کر لئے اور وہ اسلام کی فوج بن گئے۔ واللہ اعلم

مسلمانوں نے، جنگ حنین میں فتح پانچے بعد
غنائم اور قیدی اکھراؤ میں

میں سے (جو اس دور میں عربوں کی گراں تر مملوکہ چیز تھی) ۲۵ ہزار اونٹ اور چالیس ہزار بکریاں اور بہت سی چاندی تھی، اسی طرح چھ ہزار عورتیں اور بچے بھی قیدی ہو کر اسلامی فوج کے قبضہ میں آئے۔

اور یہ قیدی اسلامی فوج کے غلام بن گئے۔ جیسا کہ اسلام کا جنگی قانون ہے جس پر اس دین نے، مقابلہ کی حربی کارروائی کے طور پر عمل کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں پایا کیونکہ جنگی غلام ایک عالمی مسئلہ ہے جس سے تمام محارب آج تک معاملہ کرتے آ رہے ہیں۔ یہ سب قیدی ہواؤں نے تھے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی ماں

نہ غلامی کے متعلق اسلام کا موقف ہماری کتاب غزوة نبی قرظیس دیکھیے۔

ہیں۔ آپ نے ان سب کو ہار کر یا جیسا کہ ذیل میں اس کی تفصیل بیان ہوگی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معرکہ حنین میں فتح حاصل کرنے کے بعد طائف کے شکست خوردہ ہوازن کے اہم بازو یعنی ثقیف کے تعاقب کا فیصلہ کیا۔ آپ نے ثقیفوں کے تعاقب سے واپس آنے تک البحرانہ میں غنائم اور قیدیوں کی حفاظت کرنے کا حکم دیا۔ اور لار رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غنائم کی حفاظت کا حکم بدیل بن ورقاء کو دیا۔ جو خزاعہ کے ان لیڈروں میں سے ایک تھا۔ جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ردا تھے) اور باڑوں میں بند عورتوں اور بچوں کا حکم لسرن سفیان خزاعی کو دیا۔

البحرانیہ میں قیدیوں کی رہائش گاہوں کی تعمیر اجد قیدی (اسلامی فوج

کی گردن میں ایک امانت تھی اور اسلامی تعلیمات رحمت و شفقت کی تعلیمات میں خصوصاً اسیر و مسکین کے واسطے (دلچسپ اور لطیف) طعام علی جبہ مسکیناً دیتا اور اسیرانہ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کے لئے رہائش گاہیں تعمیر کی جائیں جن میں وہ البحرانہ میں دھوپ سے سایہ حاصل کر سکیں۔ یہاں تک کہ آپ طائف سے واپس آکر ان کے بارے میں قطعاً فیصلہ کر نیچے۔

اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی فوج کے مالی اور اسباب زندگی کے معاملات کے نگران لسرن سفیان کو حکم دیا کہ وہ تمام قیدیوں کو کپڑے خرید کر پہنائیں، پس سفیان نے کپڑے خرید کر ان سب کو پہنایا۔

واقعی بیان کرتا ہے کہ حنین سے ہوازن کے چھ ہزار آدمی قید ہوئے تھے۔ اور چوبیس ہزار اونٹ تھے اور بکریوں کی تعداد معلوم نہیں کہ وہ کتنی تھیں اور بعض نے کہا ہے کہ وہ چالیس ہزار تھیں۔

۱۰ غلامی کے متعلق اسلام کا موقف ہماری کتاب "غزوة بنی قریظہ" میں دیکھیے۔

پس جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو اپنے بھائی سہیل بن عمرو کو حکم دیا کہ وہ جا کر قیدیوں کے کپڑے خریدے اور انھیں ہجر طہ کی چادریں زیب تن کرائے اور ان میں سے کوئی آدمی بے لباس نہ رہے، بس بسہرنے لباس خریدے اور سب قیدیوں کو پہنا دیتے۔

اعراب قیدیوں اور غنائم کی تقسیم کے متعلق صراحت | ہوازن کے قیدی عورتیں اور بچے تقریباً چھ ہزار تھے اور

ہوازن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں تھے اور حضرت حلیمہ سعدیہ ہوازنیہ آپ کی رضاعی ماں تھیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اُمید پر کہ ہوازنی رحم طلب کرتے ہوتے اور اپنے بچوں کی رہائی کا مطالبہ کرتے ہوئے آئیں گے اور آپ انہیں فوج کے درمیان تقسیم کرنے سے قبل ہی آزاد کر دیں گے۔ غنائم اور قیدیوں کی تقسیم کو تقریباً ایک ماہ تک ٹوٹ کر دیا گیا۔ لیکن ایک ماہ تک ہوازن میں سے کسی آدمی نے جبکہ قیدی محفوظ تھے کوئی مطالبہ پیش نہیں کیا۔ حالانکہ حرم کی اپیل پیش کرنے کے لئے یہ مدت کافی تھی۔

اور قیدی اور غنائم (اسلام کے جنگی کاؤن کے مطابق) فوج کی ملکیت تھے جس کے بعد جس کے متعلق قرآن نے واضح کیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرف کے تحت ہوگا تاکہ آپ اسے مفاد عامہ کے مطابق خرچ کر سکیں) پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم معسرہ کی غنائم کو جن میں قیدی بھی شامل تھے، تقسیم کرنے پر مجبور ہو گئے اور غنائم اور قیدیوں کی تقسیم کے بعد ہوازن کا ایک وفد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قیدیوں کی آزادی

۱۰۰ انسان آیت ۸۰۰ ہجر ہجرین کا ایک شہر ہے جس سے چادریں درآمد کی جاتی ہیں

تہ حجازی الواقری ۳۰ دیکھیے مغازی الواقری جلد ۹۵ البلیارہ والنہایہ جلد ۴ ص ۲۵۰

برکات جلد ۲ ص ۲۰۰ سیرت حلبیہ جلد ۲ ص ۲۵۰ تاریخ طبری جلد ۳ ص ۸۹-۹۰

عروا بن ہشام جلد ۳ ص ۱۳۳-۱۳۵

کا مطالبہ کرنے ہوئے آیا۔ لیکن معرکہ حنین میں شرکت کرنے والی مسلمانوں کو باج کے افراد میں تقسیم کرنے کے بعد آیا۔ پھر ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوازن کی غزوت میں لڑنے کو کہا اور قبیلوں کو نانا ذکر دیا۔ حالانکہ وہ سب حنبلی قبیلے کے تھے جیسا کہ عنقریب تفصیل بتائی جائے گی۔ اور جن بشارت اعراب نے معرکہ حنین میں شرکت کی تھی انہوں نے طائف سے اپنی واپسی کے بعد امرار کیا کہ آپ غنائم اور مسلمانوں کے تقسیم کرنے میں جلدی کریں۔ حتیٰ کہ انہوں نے آپ کو تنگ کر دیا اور آپ کے ارد گرد ایک دائرہ سا بنا لیا یہاں تک کہ بھڑکی کثرت سے آپ کے کندھے سے چادر گر گئی۔

اصحابِ معاذی دسیر بیان کرتے ہیں کہ اعراب راستے ہی میں بار بار آپ سے پوچھنے لگے اور کہنے لگے، ہماری غنیمت ہم میں تقسیم کر دیجئے، یہاں تک کہ وہ آپ کو مجبور کر کے ایک بول کے درخت کے پاس لے گئے جس سے آپ کا چادر الجھ گئی تو آپ نے فرمایا، مجھے میری چادر واپس لے دو اسے لوگو مجھے میری چادر دو، اس ذات کا قسم ہے جس سے بقیہ قدرت میں میری جان ہے کہ اگر اس درخت کے کانٹوں کی تعداد کے برابر سب تمہارے لئے اونٹ ہوتے تو میں انہیں تم میں تقسیم کر دیتا۔ اور پھر تم مجھے بخیل، بزدل اور کذاب نہ پاتے۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کے پہلو میں کھڑے ہو کر اس کی کوتان سے کچھ اون پکڑی اور اسے اپنی دونوں انگلیوں کے درمیان رکھا، اور پھر اسے بلند کر کے کہا۔

”اے لوگو! مجھے خدا کی قسم ہے، مجھے نہ بھاری غنیمت سے کوئی تعلق ہے، اور نہ اس اون سے، اور بعض کے نزدیک آپ نے یہ فرمایا کہ (خدا کی قسم اللہ نے جو غنیمت تمہارے لئے حلال کی ہے، وہ اس اون جتنی چیز میسر لے جائز ہے، ہاں، میں جس کا ہوا ہوں اور جس بھی غنیمتیں واپس کر دیا

جانتے تھے کہ میں سوئی بھی واپس کروں بلاشبہ خیانت، قیامت کے روز، عا۔ اور بے طرفی کا باعث ہوگی۔

مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی

نے سپاہیوں کو انتباہ کرتے ہوئے اعلان کیا کہ کوئی سپاہی غنائم سے کوئی چیز نہ لے و تقسیم سے قبل خواہ کس قدر قلیل ہو، اس نے کہا، جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہے وہ خیانت نہ کرے۔ اور لوگوں نے اپنی غنائم کو ایک جگہ رکھ دیا، یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر عامل مقرر کر دیا۔

اور حضرت عقیل بن ابی طالب (رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی کے اعلان کرنے سے قبل) اپنی بیوی کے پاس آئے اور ان کی تلوار خون سے لٹھری ہوئی تھی، بیوی نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے مشرکین سے جنگ کی ہے، آپ نے غنائم سے کچھ حاصل کیا ہے۔ حضرت عقیل نے کہا، یہ ایک سو فی صد ہے جس سے تو اپنے کپڑے سینتی ہے اور اپنے یہ سو فی صد اپنی بیوی کو دیدی جو فاطمہ بنتہ زینبہ و لید بن عتبہ بن ربیع تھی، پھر انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی کے اعلان کو سنا کہ جس نے غنیمت سے کوئی چیز حاصل کی ہے اسے واپس کرے تو حضرت عقیل واپس آکر بیوی سے کہنے لگے، خدا کی قسم مجھے معلوم ہوا ہے کہ تیری سوئی بھی جلے گی، پھر آپ نے اس سوئی لیکر اسے غنائم میں پھینک دیا۔

لہذا اللہ آپ پر رحم فرمائے دیکھتے کہ امانت اور امانت کا محرک کیسا ہوتا ہے ایک سپاہی جس نے اپنی زندگی کو موت کے لئے پیش کیا ہے وہ مسلمان کے مال میں سے جس میں وہ خود بھی ان کے ساتھ شریک ہے اپنے لئے ایک سو فی صد بھی حلال نہیں سمجھتا، خدا کی قسم بلند سار ناموں کی بنیاد رکھتی اور حق کے جھنڈوں کو بلند کرتی اور باطل کے جھنڈوں کو کھینچ کر میں اٹا دیتی ہے اور یہ وہ ایمان اور ٹھوس بنیاد اسلامی تربیت ہے جو دلوں کو آباد کرتی ہے۔

اوس ایک آدمی عبداللہ بن زید مازنی نے جنگ کے دوران، مشرکین کی ایک کمان لے لی اور اس سے یرافازی کی۔ اور جب اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی کی آواز کو سنا تو اسے غنیمت میں ڈالیں کر دیا۔

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان کے بعد، کہ جس شخص نے غنیمت سے کوئی چیز لی ہے اسے واپس کر دے، ایک سوت کا ایک گولہ آپ کے پاس لایا اور کہنے لگا۔ یا رسول اللہ! یہ مجھے دے دیجئے، جو کچھ مجھے اور نبی عبدالمطلب کے لئے گا وہ تیرا ہوا تو اس آدمی نے اسے غنیمت میں واپس کر دیا، اور ایک اور آدمی رسی لے کر آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! یہ رسی مجھے اس جگہ سے ملی ہے جہاں دشمن نے شکست کھائی ہے میں اسے اپنے کجاوے پہ باندھ سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا غنیمت سے جو میرا ہوا ہو گا وہ تیرا ہوا۔ اور تو مسلمانوں کے حصے کا کیا کوئے گا۔؟

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کے عرق گیر میں سیاہ و سفید مہروں کا ایک پارہ پایا جو غنیمت سے حاصل کیا گیا تھا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے اور اس پر اس طرح تکبیریں کہیں جیسے میت پر تکبیریں کہی جاتی ہیں

صلی اللہ بن زید بن حاصم بن کعب بن عمرو بخاری (تقریباً الفاری، یہ آہد میں اور اس کے بعد کے تمام معرکوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہوئے ادا تھوں نے ہی راہنہ اشیر کے بیان کے مطابق) وحشی حبشی کے ساتھ شامل ہو کر مسلمہ کذاب کو قتل کیا تھا۔ اور مسلمہ نے ان کے بھائی حبیب بن زید کو قتل کیا تھا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے تھے اور عبداللہ بن زید، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے والے ذواۃ میں شامل ہیں، اور عبداللہ بن زید، یزید بن معاویہ کے زمانہ میں ۵۶۳ھ میں قرہ کے روز قتل ہوئے۔

تھ صحیح بخاری جلد ۵، البدایہ والنہایہ جلد ۴، ۳۵۲، مغازی الواقدی جلد ۳، ص ۱۹۱-۱۹۲

اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو
فوج میں حنین کے غنائم کی تقسیم

کے قریب الجبلانہ میں ٹھہرنے کے بعد
اور غنائم اور قیدی لے کر آئے تھے، تو اس کے بعد آپ نے انصار کے ایک سردار حضرت زید بن
ثابت کو غنائم کے شمار کرنے اور پھیلانے میں اسلامی شریعت کی ہدایت کے مطابق ہر سپاہی
کو دینے کا حکم فرمایا۔ پس حضرت زید نے غنائم کو شمار کیا۔ اور پھر انہیں چھ ایسوں
میں تقسیم کر دیا۔ اور ہر آدمی کو چھ اونٹ اور چالیس بکریاں حصہ میں ملیں۔ یہ پیادوں
کا حصہ تھا۔ اور سواروں میں سے ہر سوار کو بائیس اونٹ اور ایک سو بکریاں حصہ میں ملیں۔
یہ شریعت اسلام میں ہمارے میں تقسیم کے قوانین میں اس لئے کہ پیادہ سپاہی کا ایک
حصہ ہوتا ہے اور سوار کے تین حصے ہوتے ہیں۔ ایک حصہ اسے سپاہی کا ملتا ہے اور دو
حصے اس کے گھوڑے کے ہوتے ہیں، اس لحاظ سے اسلام پیادوں اور سواروں کے
درمیان بٹا فرق کرتا ہے اور سوار جنگ میں غیر سوار سپاہی کی نسبت دشمن پر بہت اثر ڈالتا
ہے، پس گھڑ سوار جاننا بہت سی وجوہ کے لحاظ سے اس ٹینک ڈیویژن کی طرح ہوتا ہے۔
جو اس کی ملکیت ہو۔ اور بلاشبہ وہ اسے پیادوں کی نسبت جو گھوڑے کا مالک نہ ہو دشمن
کو بہت زیادہ قتل کرنے والا ہوتا ہے۔ اور جس شخص کے پاس ایک سے زیادہ گھوڑے
ہوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنہ ۶ میں اس کا حصہ نہیں لگایا۔ یعنی آپ نے
صرف اسی گھوڑے کا حصہ لگایا ہے جس پر اس نے جنگ کی ہے۔

اسلامی قانون، جو قرآن
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا موقفہ القلوب کو بشیر عطا دینا
محمد میں جنگ کی ان
غنائم کے بارے میں نازل ہوا ہے۔ بعض اسلامی فوج حاصل کرتی ہے فیصلہ کرتا ہے
کہ غنائم سے الگ رکھا جائے۔ تاکہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے ہاتھ اور آپ کے خاص تصرف میں ہونا کہ آپ اسلام کے مفاد کے مطابق مجھے آپ رسول اسلام ہونے کی حیثیت سے لوگوں سے بہتر جانتے ہیں اس میں تصرف کر سکیں اور یہ قانون اللہ تعالیٰ کے اس قول میں واضح طور پر بیان ہوا ہے کہ —

واعلموا انما غنمتم من شیئی فان لشد خمسہ والرسول وازی ذقرنی والیتام والامساکین وامن السبل

اسلام کی فاتح فوج نے حنین میں دشمن کے اموال سے جو کچھ عنایت میں حاصل کیا

اس پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ غنائم میں جو بیس ہزار اونٹ اور چالیس ہزار کے

قریب بکریاں اور چاندی کی بہت بڑی مقدار تھی اس بنا پر ان غنائم کا خمس سالار رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے الگ کر لیا گیا تھا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غنائم کے

خمس میں اسلام کے مفاد کے مطابق تصرف کیا۔ اپنے اس خمس کے بہت بڑے حصے کو

حدیث الاسلام عرب نے عمار کے قلوب مانگنے کے لئے خرچ کیا۔ تاکہ ان کے ذریعہ دین

کھات حاصل ہو اور دنیا ان کے دلوں میں رہے جو جائے اور جن لوگوں کو رسول کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے خمس عطا کیا۔ ان میں سے اکثر وہ تھے جو معرکہ حنین سے قبل مکہ میں تقریباً پانچ

دن قبل مسلمان ہوتے تھے۔ اور کچھ وہ لوگ تھے جو اہل مکہ میں سے نہیں تھے

ان مولفہ القلوب کے نام جنہیں غنائم سے حصہ دیا گیا | یہ ان مولفہ القلوب کے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عنایت اور اونٹوں اور چاندی کی مقدار سے ان کے مراتب کے مطابق حصہ دیا۔

چاندی کے ادقوں کی تعداد

اونٹوں کی تعداد

نام

۴۰

۱۰۰

۱۔ ابوسفیان بن حرب

جائزہ کے اوتیوں کی تعداد	اوتیوں کی تعداد	نام
۴	۱۰۰	۲. معادیہ بن ابوسفیان
۴	۱۰۰	۳. یزید بن ابوسفیان
	۱۰۰	۴. حکیم بن حزام
	۱۰۰	۵. النضیر بن الحارث بن کلثوم
	۱۰۰	۶. اسید بن حارث الزہری
	۵۰	۷. الحارث بن حارثہ
	۵۰	۸. محرز بن نوفل
	۱۰۰	۹. الحارث بن ہشام
	۵۰	۱۰. سعید بن ربیعہ
	۱۰۰	۱۱. صفوان بن امیہ
	۱۰۰	۱۲. قیس بن عدی
	۵۰	۱۳. عثمان بن ذہب
	۱۰۰	۱۴. سہیل بن عمرو

۱۵۔ اسد الغابہ میں اس کا نام النضر بیان کیا گیا ہے جو تصحیف ہے ابن الحارث بن کلثوم البدری، النضیر بن الحارث کا اہلی تھا جو موکہ بدر کے بعد قتل ہوا تھا اور النضیر موافقہ انقلاب میں سے تھا۔

۱۶۔ سعید بن ربیعہ بن منکبہ بن عامر بن محرزوم قرظی مخزومی، فتح کے سال مسلمان ہوا، اس کا نام رطل تھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا سعید رکھا۔ مدینہ میں سکونت اختیار کی اور آنکھیں جلتی رہیں حضرت عمر بن الخطاب آنکھوں کے لیے میں اس سے تعزیت کرنے آئے اور اسے کہا رسول اللہ کی مسجد اور جماعت چھوڑنا، اس نے کہا میرا کوئی راتہا نہیں، تو آپ نصیحتیوں سے ایک رہنا ان کے پاس بھیج دیا سعید نے مدینہ میں ایک سو بیس سال کی عمر میں وفات پائی۔

چاندی کے آئین کی تعداد

اونٹوں کی تعداد

نام

- ۱۵۔ حو لیب بن عبد العزی
۱۶۔ شام بن عمرو
۱۷۔ اقرع بن حابس سہمی
۱۸۔ عینہ بن حصن الفزاری
۱۹۔ مالک بن عوف الشمری
۲۰۔ عباس بن مرداس
۲۱۔ علقمہ بن علائہ ثقفی

مورخین بیان کرتے ہیں کہ ابوسفیان بن حرب

پہلا آدمی تھا جس نے رسول کریم صلی اللہ

علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اسے غنائم میں سے عطیہ دیا جائے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو آپ کے آگے چاندی پڑی ہوئی تھی۔ اُس نے کہا: یا رسول اللہ! آپ قریش سے زیادہ عادل اور بہتر ہیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سکرادیئے۔ ابوسفیان نے کہا: یا رسول اللہ! اس مال سے مجھے کچھ عطا فرمائیے آپ نے فرمایا: ابوسفیان

لہ علقمہ بن علائہ بن عوف بن احوص بن جعفر بن کلاب بن ربیعہ بن ملجم بن مصعبہ بن ربیعہ بن عامر کے اشرف میں سے تھا اور مولفۃ القلوب میں شامل تھا اور اپنی قوم میں دانش مند اور گفتگو کرنے والا سردار۔

تھا۔ اسی نے عامر بن لعین بن مالک بن جعفر بن کلاب سے فخریہ مقابلہ کیا تھا (حالانکہ دونوں کلابی تھے)

محاصرہ حائف سے واپسی کے بعد علقمہ مرتد ہو کر شام چلا گیا۔ ادب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو اس نے حبشہ سے واپس آ کر حبشہ کلاب بن ربیعہ میں پڑاؤ کر لیا تو حضرت ابو بکر نے اس کی طرف دستہ بھیجا تو بھاگ گیا اور دستہ کے جوانوں نے اسکے اہل کو ضحیت میں جامل کیا اور انہیں مدینہ لے آئے تو انہوں نے علقمہ کے قتل سے

بیزاری کا اظہار کیا اور انہوں نے ارتداد کے بلکے میں اس سے موافقت نہیں کی تو حضرت ابو بکر نے انہیں چھوڑ دیا۔ اڈ

علقمہ نے توبہ کی تو حضرت ابو بکر نے اسے قبول کیا اور وہ بہت اچھا مسلمان ثابت ہوا۔ اور وہ بہترین صحابہ میں سے تھا۔

حضرت عمر نے اسے شام کا عامل بنایا اور وہ وہیں پر فوت ہوا۔

کیئے چالیس اوقیے چاندی تولے اور اسے ایک سواونٹ دیدیکئے
 ابوسفیان نے کہا ”میرے بیٹے یزید کو بھی عطا فرمائیے،
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ”یزید کے لئے بھی چالیس
 اوقیے چاندی تول دو۔ اور اسے ایک سواونٹ بھی دے دو۔
 ابوسفیان نے کہا۔ ”یا رسول! میرے بیٹے معاویہ کو بھی عطا فرمائیے۔
 آپ نے فرمایا ”اے بلال اس کے لئے چالیس اوقیے تول دو اور ایک
 سواونٹ بھی اسے دیدو۔

ابوسفیان نے کہا۔ ”میرے ماں باپ آپ پر فریمان ہوں، آپ کریم آدمی
 ہیں۔ میں نے آپ سے جنگیں کی ہیں، اور آپ کیا ہی اچھے جنگجو ہیں، سپہر میں
 نے آپ سے مسلح کی ہے۔ اور آپ کیا ہی اچھے مسلح کرنے والے ہیں، اللہ
 تعالیٰ آپ کو جتنا سے خیر دے۔ اور آپ نے نبی اسد میں بھی عطیات
 دیئے۔

داندری بیان کرتا ہے کہ حکیم بن حزام کہتے ہیں کہ میں
 درویش حکیم بن حزام نے حنین میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک
 سواونٹوں کا سوال کیا تو آپ نے مجھے عطا فرمادیئے پھر میں نے ایک سواونٹوں کا سوال
 کیا تو وہ بھی آپ نے مجھے دیدئے۔ پھر میں نے ایک سواونٹوں کا سوال کیا تو وہ بھی
 آپ نے مجھے دے دیئے۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حکیم بن حزام
 یہ مال بظاہر اچھا اور شیریں ہے جو شخص اسے دلی سخاوت سے لیتا ہے اس کے لئے اس میں
 برکت ہوتی ہے اور جو شخص اسے دلی حرص سے لیتا ہے اس کے لئے اس میں برکت

نہیں ہوتی۔ اور اس کی مثال اس شخص کی سی ہوتی ہے جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا۔
 کا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔ اور تو حین کی پرورش کر لہے اس سے آغاز کر۔
 رادی بیان کرتا ہے حکیم بن حزام کہا کرتے تھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے
 ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ میں آپ کے بعد کسی کو کسی چیز کی تکلیف نہیں دوں گا۔ اور
 حضرت عمر بن الخطاب، حکیم بن حزام کو عطیہ لینے کے لئے بلاہا کرتے تھے۔ مگر وہ اسکے
 لینے سے انکار کر دیتے تھے تو حضرت عمر فرمایا کرتے تھے اے لوگو! میں تمہیں حکیم پر گواہ
 بناتا ہوں کہ میں انہیں انکے عطیہ کی طرف بلاتا ہوں اور وہ اس کے لینے سے انکار کرتے ہیں تو
 ابن ابی الزناد بیان کرتا ہے کہ حکیم بن حزام نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سوا دلوں
 کے سوا مزید کچھ نہیں لیا۔

اصحابِ بدر رضاعی
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عباس بن مروان کی ناسا کی میان کرتے ہیں کہ
 رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس بن مروان سلمی رضی اللہ عنہ کے سردار کو پہلے صف
 چار اونٹ عطا کئے تو اس نے اشعار میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر خطاب کیا۔
 وہ کہتا ہے کہ

” میں نے ہزار زمین میں دشمن پر حملہ کر کے غنیمت کا مال حاصل کیا۔ اور میں
 نے سپاہیوں کو ابھارا کہ وہ رات کے آخری حصے میں سفر کریں اور غیب لوگ سوجائیں تو
 میں اس وقت نہیں سوتا، پس میرا اور میرے گھوڑے سے بلید کا مال غنیمت، عینہ اور
 اقرع کے درمیان ہے مجھے چھوٹے چھوٹے چار اونٹ لے دیئے گئے ہیں اور میں جنگ میں
 اچانک ٹوٹ پڑنے والا آدمی ہوں پس نہ مجھے کچھ دیا گیا ہے اور نہ مجھے روکا گیا ہے اور
 حصن اور حالب جمع میں مروان سے فوقیت نہیں رکھتے اور نہ ہی میں ان دونوں سے کمتر
 آدمی ہوں اور آج آپ جس کو گرا دیں گے، وہ بلند نہ ہو سکے گا۔“

پس جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عباس بن مرداس کے شاعرانہ خطاب کی اطلاع ملی تو آپ برا فرودختہ نہیں ہوئے اور نہ ہی آپ نے اس کی عثمانیہ باتوں پر اس کا محاسبہ کیا، بلکہ جو کچھ آپ نے کیا وہ یہ تھا کہ آپ نے عباس بن مرداس کو حیا کی بجائے ایک سواٹھ دینے کا حکم دے دیا۔ آپ نے فرمایا میرے بیٹے میں اس کی زبان بند کر دو اور عربوں کے نزدیک بند کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص عباس بن مرداس کے طریق کے مطابق کسی چیز کے حاصل کرنے کا خواہش مند ہو اس کو خاموش کر دینا اور آپ نے اُسے ایک سواٹھ عطا فرمائیے۔

تقسیم عثمانیہ کے دوران بعض منافقین کی باتیں

غنائم حنین کی تقسیم اور نفاق اہل
کو تالیف کیلئے اڑھتوں کی خصوص

مقدار لینے کے دوران، ہمیشہ بنوی میں موجود بعض عناصر کے دلوں میں نفاق کے چھتے ہوئے اڑھے کر وٹیں لینے لگے اور انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے میں ناپسندیدہ باتیں کیں اور آپ پر اہتمام لگایا کہ آپ نے جو کچھ کیا ہے اس میں عدل سے کام نہیں لیا۔ اور نہ ہی جہلا تعالیٰ کی رضا مندی کی جستجو کی ہے، جب آپ نے یہ بات سنی تو آپ کے دکھ ہوا۔ مگر آپ نے ان لوگوں کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی نہ کی جنہوں نے اپنی ان ناپسندیدہ باتوں سے آپ کو دکھ دیا تھا۔

۱۳ سیرۃ ابن ہشام جلد ۲ ص ۱۳ مغازی الواقری جلد ۳ ص ۱۷۷ تا تاریخ طبری جلد ۲ ص ۱۷۷ اور سیرۃ ابن ہشام اور واقعی میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس بن مرداس سے فرمایا تو نے یہ کہا ہے کہ ابراہیم اور میرے گھوڑے عبیدہ کا مال عنقیت اقرع اور عینہ کے درمیان (دریان ہے) حضرت ابو بکر نے عرض کیا۔ عینہ اور اقرع کے درمیان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دونوں ایک ہی تھیں آپ خواہ اقرع سے شروع کریں یا عینہ سے ایک جیسی بات ہے آپ کو یہ نقصان نہیں دیگی۔ حضرت ابو بکر نے عرض کیا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں (و ما علمناہ و ما یشفی لہ) اور ہم نے اس کو شوخیوں سے بچھلایا اور نہ ہی یہ کسی نشان کے

صحاح میں اہل حدیث نے بیان کیا ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین میں غنائم تقسیم کیں تو ایک آدمی نے (جو انصار میں شمار ہوتا تھا) کہا، آپ نے اس سے اللہ کی رضا مندی طلب نہیں کی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی اطلاع ملی تو تکلیف کے باعث آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور آپ نے فرمایا۔

”حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اللہ کی رحمت نازل ہو، انہیں اس سے بھی زیادہ اذیت دی

گئی ہے۔“

اور ایک دوسری صحیح روایت میں ہے ابو ذائل سے بیان ہوا ہے کہ حنین کے دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو ترچیدہ دی۔ آپ نے اگر جا بس کو ایک سو اونٹ عطا فرمائے اور عینہ کو بھی اتنے ہی اونٹ دیتے اور دیگر لوگوں کو بھی دیتے تو ایک آدمی نے کہا اس تقسیم سے خدا تعالیٰ کی رضا مندی مطلوب نہیں ہے، جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مخوف کے قول کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا

اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے انہیں اس سے زیادہ اذیت دی

گئی اور انہوں نے صبر کیا۔

اور دیگر صحیح روایات میں جو ایک دوسرے کو تقویت دیتی ہے۔ بیان ہوا ہے کہ

نبی تمیم کا ایک آدمی جسے خدا نخواستہ لیرہ کہا جاتا تھا تقسیم غنائم کے وقت حضرت نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑا تھا، اس نے آپ سے کہا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے

آج جو کچھ کیا ہے میں نے اسے دیکھا ہے، آپ نے فرمایا اچھا، آپ نے کیا دیکھا ہے؟

اس نے جواب دیا، میں نے آپ کو عدل کرتے نہیں دیکھا، راہی بیان کرتا ہے کہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے برابر وقتہ ہر کہ فرمایا، تیرا بڑا ہو اگر میرے پاس

عدل نہیں ہے تو کس کے پاس ہے؟

حضرت عمر بن الخطاب نے کہا۔ کیا ہم اسے قتل نہ کریں؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے چھوٹے، غنقریب اس کے کچھ پیر و کار ہوں گے جو دین میں قہقہہ کریں گے۔ اور اس سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر، کمان سے نکل جاتا ہے۔ تیر کے پھل پر غور کیا جائے گا تو کوئی چیز موجود نہ ہوگی، وہ خون اور گوبر سے سبقت کر جائے گا۔

ایک اور طریقے سے حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے

ہیں کہ

حنین سے واپسی پر ایک آدمی الجھرانہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حضرت بلال کے کپڑے میں چاندی تھی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس نے کولوگوں کو نئے رہے تھے۔ اس آدمی نے کہا، "اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم عدل سے کام لیجئے۔ آپ نے فرمایا تو ہلاک ہو، جب میں عدل نہیں کرتا تو عدل کون کر سکتا۔ اور اگر میں نے عدل نہیں کیا تو میں ناکام و نامراد ہو گیا۔ حضرت عمر بن الخطاب نے کہا، "یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے۔ میں اس منافق کو قتل کر دوں۔ آپ نے فرمایا، "میں اس بات سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ لوگ یہ باتیں کریں کہ میں اپنے اصحاب کو قتل کرتا ہوں، یقیناً یہ آدمی اور اس کے ساتھی قرآن کریم پڑھیں گے اور وہ ان کے گلوں سے آگے نہیں جائے گا۔ اور یہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔"

اور زہری کی حیثیت سے صحیحین میں ایک دوسری روایت جسے ابو سعید ابو سلمہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم الجھرانہ میں غنائم تقسیم کر رہے تھے۔ اور ہم آچھے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک بوہنیم کا ایک آدمی ذوالغولہ آچھے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ عدل سے کام لیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

تو بلاک ہو، اگر میں نے عدل نہیں کیا تو میں ناکام و نامراد ہو گیا۔ پھر کون عدل کرے گا؟ حضرت عمر بن الخطاب نے کہا ”یا رسول اللہ مجھے اس کے قتل کی اجازت دیجئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسے چھوڑ دو یقیناً اس کے کچھ ساتھی ہوں گے۔ بہتہا آدمی ان کی نماز کے ساتھ اپنی نماز اور ان کے روزوں کے ساتھ اپنے روزے کو ختم کرے گا۔ وہ قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے گلوں سے آگے نہیں جاتے گا۔ وہ اسلام سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر، کمان سے نکل جاتا ہے وہ اس کے پھل کی طرف دیکھے گا تو اس میں کوئی چیز موجود نہ ہوگی، سپردہ اس کے تیر کو دیکھے گا۔ تو اس میں کوئی چیز موجود نہ ہوگی وہ گو برادر خون سے سبقت کر جائے گا۔ ان کی علامت ایک سیاہ فام آدمی ہوگا جس کا ایک بازو عورت کے پستان یا ڈوش سے چبائے ہوئے ٹھکڑے کی طرح ہوگا۔ وہ لوگوں کے اختلافات کے وقت نمودار ہوں گے۔ ابو سعید بیان کرتے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ بات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی۔ اور یہ گواہی بھی دیتا ہوں کہ حضرت علی ابن ابی طالب نے ان سے جنگ کی اور میں آپ کے ساتھ تھا، آپ نے اس آدمی کے متعلق حکم دیا پس اس کی تلاشی ہوئی اور اُسے آپ کے پاس لایا گیا یہاں تک کہ میں نے اسے ان صفات کے ساتھ دیکھا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی تھیں، ابن کثیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے بھی اسے اسی طرح قاسم بن فضل کی حیثیت سے البصرہ سے اور ابو سعید سے بیان کیا ہے۔

غنائم کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ناراضگی

موجودہ دور کی اصلاح کے مطابق) ایک فوجی معاہدہ تھا۔ جو انصار (اوس اور خزرج) اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان طے پایا تھا اور اس میں انصار نے رسول کریم کی

حفاظت کا عہد کیا تھا کہ وہ اپنی جانوں اور اپنی عورتوں اور بچوں کی طرح آپ کی حفاظت کریں گے... اور دشمنانِ اسلام کے خلاف ہر معرکہ میں یہ انصار ہمیشہ ہی جیشِ نبی کی ریڑھ کی ہڈی رہے ہیں اور انہوں نے ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ دی تھی اور انہوں نے ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ دی تھی۔ اور انہوں نے ہی ہجرت کے بعد آپ کی حفاظت کی ذمہ داری اٹھائی تھی، حالانکہ انہیں علم تھا کہ اس طرح وہ تمام جہنزیہ عرب سے جس کے باشندے ان دنوں مشرک اور توحید کے دشمن تھے، دشمنی کریں گے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ مکہ سے ہجرت کرنے والوں کے ساتھ انصار نے جو شرفیادہ موقف اختیار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول میں اس کی تائید کی ہے۔

وَالَّذِينَ.....

.....

سابقہ قریب

اور انصار (جیسا کہ اللہ نے ان کا نام رکھا ہے) ہر موقف میں اللہ کے رسول کے مددگار تھے۔ اور وہ اپنی کثرت تعداد اور جنگ میں اپنی شدید شجاعت کے باعث اس فوج میں جس کی کمان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے مرکزِ ثقل تھے۔ اور بدر کے عظیم معرکہ میں جس کے بعد مسلمان تاریخ کے وسیع ترین دروازے میں داخل ہوئے۔ تمام اسلامی فوج تین سو اٹھارہ جانباڑوں پر مشتمل تھی جن میں صرف انصار کے تقریباً دو سو تیس جانباڑ تھے۔

۱۰۰ المشر آیت ۹ ۱۰۰ انفال آیت ۲۴،

اور حبیب نوبح کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کے فتح کرایا اور جو دس ہزار جانناظف پر مشتمل تھی اور جو میں سے زیادہ قبائل سے تیار ہوتی تھی اس میں صرف انصار کا قبیلہ قریباً نصف نوبح کی نمائندگی کرتا تھا کیونکہ اس میں صرف ان کی تعداد چار ہزار جانناظف پر مشتمل تھی۔

اور حسین کے فیصلہ کن معرکہ میں جب جنگ کے پہلے مرحلہ میں نوبح کو شکست ہوئی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو میدانِ شرف کی طرف واپس آنے کی اپیل کی۔ تو سب سے پہلے آپ نے انصار سے اپیل کی وہ میدان کی طرف ہٹ آئے اور وہ اس فیصلہ کن معرکہ کا مددگار بن گئے۔ جس میں بالآخر مسلمانوں کو ہوازن کے شکرین پر زبردست فتح حاصل ہوئی، ان انصار کرام نے ان بیشمار عطیات پر جو حسین کی خنایم میں سے، قبائل کے بعض ان حدیث للاسلام زعمد کو دینے سے جن کے اسلام پر (جیسے ابلیح) ابھی ایک ماہ سے زیادہ نہیں گذرا تھا، برگمانی کا اظہار کیا۔ اور ان میں سے ہر ایک کو ایک اونٹ دیئے گئے۔

اور یہ کام اس ہادی رسول نے جس کے دل میں دنیا کی بھت کی کئی جگہ نہیں۔ ان کی تلافی تلوہ اور ان میں اسلام کی طرف کھینچنے کی خواہش کے جذبے سے کیا، جیسا کہ آپ نے بعد میں انصار کے سامنے جب انہوں نے موضوع کے متعلق جو کچھ کہنا سنا کہہ دیا، اس کی محرک کی وضاحت کی۔

مورخین اور اصحاب حدیث جیسے بخاری اور مسلم نے بیان کیا ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابلیح کو ادھار کے قبائل کے زعماء کو خنایم سے بیشمار عطیات دیتے۔ تو انصار سے جو کچھ صبار ہوا۔ اُسے رسول کریم سے ناراضگی کا نام ہی دیا جاسکتا ہے۔

اور جب اس ناراضگی کی اطلاع گوشِ نبویؐ تک پہنچی تو آپ اس سے بہت متاثر ہوئے

یہاں تک کہ واضح طور پر آپ پر غنمہ کے آثار نمودار ہو گئے۔ آپ انصار سے بہت محبت کرتے تھے، اس لئے آپ نے زعماء کو بلایا۔ اور جو کچھ انہوں نے کہا تھا، اس کے متعلق اور آپ نے مولفۃ القلوب کو جب بے شمار عطیات دیئے تھے جس کے باعث انہیں ناراضگی ہوئی تھی، اس کے متعلق آپ کے اور ان کے درمیان کئی گفتگو ہوئی تھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے انصار احباب کے سامنے اپنے نقطہ نظر اور ان اسباب کو واضح کیا۔ جو زعل نے مکہ اور دیگر قبائل کے زعماء کے مولفۃ القلوب کو بشمار عطیات دیئے تھے، پس انصار نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کو تسلیم کر لیا، حتیٰ کہ انہوں نے فعلی رسول پر اپنی رضامندی کا اعلان کر دیا۔ اور وہ آپ سے اس قدر متاثر ہو گئے کہ وہ سب کے قریب پہنچ گئے سعادت حدیث اور اصحاب مغازی دوسرے اس کارنامے کے واقعے کی تفصیل بیان کی ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں۔

حین کی غنائم میں سے انصار کے پیادہ سپاہیوں کا حصہ چار اونٹوں سے زیادہ نہ تھا، جبکہ یثرب بن حسن، البرسفیل بن حرب، صفوان بن امیہ اور اقرع بن ہاشم جیسے آدمیوں میں سے ہر ایک نے ایک ایک سواونٹ حاصل کئے۔ اور انہیں اسلام کی مدد میں کوئی سبقت حاصل نہ تھی، روایۃ حدیث اور اصحاب بیان کرتے ہیں کہ اس سلسلہ میں انصار نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراضگی میں جو بات کہی وہ یہ تھی کہ

’جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم سے جنگ کی تو اس وقت ہم آپ کے اصحاب تھے اور جب تقسیم غنائم کا وقت آیا تو آپ کی قوم اور آپ کا فائدہ ان آپ کے ساتھ تھا.... ہم معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ یہ فعل کس کا ہے اگر یہ اللہ کا فعل ہے تو ہم صبر کرتے ہیں اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے تو ہم آپ کی رضامندی چاہتے ہیں۔‘

اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آدمیوں کو ایک ایک سوانٹ سے رہے تھے تو دیگر انصار کہنے لگے: "اللہ تعالیٰ رسول اللہ علیہ وسلم کو مان کرے وہ قریش کو غنائم دے رہے ہیں اور ہماری تلواروں سے ان کا خون ٹپک رہا ہے نہ اور دوسرے انصار نے کہا: "خدا کی قسم یہ عجیب بات ہے کہ ہماری تلواروں سے ان کا خون ٹپک رہا ہے اور غنائم ان میں تقسیم ہو رہی ہیں" اور امام بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ انصار نے کہا کہ

جب کوئی سخت مصیبت ہر تو ہمیں، گھایا جاتا ہے اور غنیمت ہمارے غیروں کو دی جاتی ہے۔

خرزج کے سردار حضرت سعد بن عبادہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

خرزج کے سردار کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قوم کی ناسمجگی کی اطلاع دینا

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ سادات قریش اور دیگر قبائل کے زعماء کو جو غنائم دی گئی ہیں ان کے باعث انصار کے دلوں میں بغض پایا جاتا ہے۔ حضرت سعد نے کہا: "آپ کو جو غنیمت ملی ہے اور آپ نے اس میں جو تصرف کیلئے اس کی وجہ سے انصار کا یہ قبیلہ اپنے دلوں میں آپ سے ناراض ہے۔ آپ نے غنائم کو اپنی قوم میں تقسیم کر دیا ہے اور آپ نے قبائل عرب کو عظیم عطیات دیتے ہیں اور انصار کے اس قبیلہ کو کچھ نہیں ملا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "اے سعد! تیری اس بارے میں کیا پوچش ہے؟ انہوں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ میں بھی اپنی قوم کے ساتھ ہی ہوں"

اور بعض مصائد میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "اے سعد قیری"

ملہ البدایہ والنہایہ جلد ۴ ص ۳۵۶ حدیث بخاری ۵۱۱۱ البدایہ والنہایہ جلد ۴ ص ۳۵۶ بروایت صحیحین حدیث شعبہ ۱۵ سیرۃ حلبیہ جلد ۲ ص ۲۱۵ البدایہ والنہایہ جلد ۴ ص ۳۵۶ منقول از صحیح بخاری،

تاریخ طبری جلد ۲ ص ۹۳ مفادوی اوقات جلد ۳ ص ۳۵۵

اس بارے میں کیا پوزیشن ہے؟ تو سعد نے کہا میں سبھی اپنی ہی طرح کا ایک آدمی ہوں اور ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ یہ کس کے حکم سے ہوا ہے؟“

رواۃ الحدیث اصحاب سیران

کہتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کو انصاریک ان باتوں

انصار کا خنا کم کے بارے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مناقشہ کرنا

کا علم ہوا، جو محسوس سے بعض سادات عرب کو بے شمار عطیات دینے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں تو آپ ہر فرقت ہو گئے، یہاں تک کہ ناراضگی کے آثار آپ کے چہرے پر منعکس ہو گئے، اصحاب سیر بیان کرتے ہیں کہ آپ نے خرمج کے سردار حضرت سعد بن عبادہ کو حکم دیا کہ وہ انصار کو اکٹھا کر کے میرے پاس لائیں تاکہ آپ ان سے گفتگو کر کے ان کے سامنے ان اسباب کی وضاحت کریں جو اس فعل کا محرک بنے ہیں جس نے انھیں ناراض کر دیا ہے۔ اور انہوں نے جو کچھ کہنا تھا کہہ دیا ہے، نیز آپ نے سعد بن عبادہ کو یہ بھی حکم دیا کہ اس ٹینگ میں انصار کے سوا کوئی دوسرا آدمی نہ لے کر آئے۔

حضرت سعد بن عبادہ نے تعمیل امر کی، اور سادات انصار کو ایک بڑے غیمے میں اکٹھا کر دیا اور حضرت سعد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انصار کے اکٹھا ہوجانے کی اطلاع دی تو آپ ان کے پاس تشریف لائے اور مہاجرین کے کچھ آدمی بھی آگئے جنہیں آپ نے دلپس کر دیا۔ کیونکہ آپ خاص طور پر انصار کے ساتھ ٹینگ کرنا چاہتے تھے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اجتماع انصار کے پاس آئے تو ناراضگی آپ کے چہرے سے ہویا تھی۔ پھر آپ نے حمد و ثناء کے بعد ان میں تقریر کی۔ جس میں آپ نے فرمایا۔
ہویدا تھی بچھرنے حمد و ثناء کے بعد انہیں تقریر کی جس میں آپ نے فرمایا کہ وہ انصار مجھے تمھارے جانب سے اس ناراضگی کی بات کا علم ہو گیا ہے جو تمھارے دلوں میں موجود ہے کیا میں تمھارے پاس اس وقت نہیں آیا، جب تم گمراہ تھے، تو تمھیں اللہ نے ہدایت دی۔ اور تم فقیہ تھے، تو اللہ نے تمھیں غنی کر دیا۔ اور تم دشمن تھے تو اللہ نے تمھارے دلوں میں الفت

پیدا کردی۔ ہاتھوں نے جواب دیا۔ "ہاں! اللہ اور اس کا رسولؐ بہت احسان اور بہت فضل کرنے والے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ۱۱ گروہ انصار کی تہم مجھے جواب نہ دے۔ انہوں نے کہا "یا رسول! ہم آپؐ کو کیا جواب دیا، اور اللہ کے رسولؐ کیلئے ہی احسان اور فضل ہے۔"

آپؐ نے فرمایا "خدا کی قسم، اگر تم چاہتے تو یہ سچی بات بھی کہہ سکتے تھے کہ آپؐ ہمارے پاس آئے تو آپؐ کی تکذیب کی جارہی تھی اور ہم نے آپؐ کی تصدیق کی اور آپؐ بے یار و مددگار تھے اور ہم نے آپؐ کی مدد کی، آپؐ دھتکے ہوئے تھے۔ اور ہم نے آپؐ کو پناہ دی، آپؐ محتاج تھے تو ہم نے آپؐ کو دیا۔ اور اپنی طرح کا بناؤ۔" ۱۱ انصار! تم اپنے دلوں میں کچھ ناراضگی پالتے ہو اور بعض روایات میں ہے کہ تم اپنے دلوں میں دنیا کی ایک آفت پالتے ہو۔ میں نے ان لوگوں سے دوستی کی ہے جو مسلمان ہوتے ہیں اور جو کچھ اسلام نے تمہیں دیا ہے، میں نے تمہیں اس کے سپرد کیا ہے۔ اے گروہ انصار! کیا تم اس بات سے رضی نہیں کہ لوگ اونٹ بکریاں لے جائیں اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے کر اپنے گھروں کو واپس جاؤ اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے، اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصاریا ایک آدمی ہوتا اور اگر ایک راستے پر چلیں تو میں انصار کے راستے پر چلوں گا۔ انصار! اندر کا لباس ہیں اور لوگ اورٹھنے والا کپڑا ہیں ۱۱

اور صحیحین کی ایک روایت میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "قریش نے نیا نیا جاہلیت کو چھوڑا ہے اور وہ ایک نصیبتار ہیں۔ میں ان کی اصلاح، اور ان سے دوستی کرنا چاہتا ہوں کیا تم اس بات رضی نہیں کہ لوگ دنیا کا مال لیں اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر

۱۱ ہجرت ابن شہام جلد ۲ ص ۳۳ مغازی الوادی جلد ۲ ص ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲

اپنے گھروں کو واپس جاؤ ؟ انہوں نے کہا ” ہاں، آپ نے فرمایا کہ اگر لوگ ایک داری میں چلیں اور انصار ایک راستے میں چلیں تو ہمیں انصار کی داری پر چلنے کا حق ہے اور بعض معاصرین میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے — اپنے انصار کے ساتھ یہ گفتگو کرنا اور اپنے نقطہ نظر کی وضاحت کرنے کے بعد کہ کس وجہ سے آپ نے غنائم کے خمس سے بعض قریشیوں کو ہتھیار عطا کرے خاص کیا تھا۔ انہیں کہا کہ ” میں تم کو بحرین کا پرہیز لکھ دیتا ہوں، میرے بعد دوسرے لوگوں کو چھوڑ کر یہ تمہارے لئے مخصوص ہوگا اور وہ آج کل ان تمام علاقوں سے بہتر ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے انصار کو فتح دی ہے، انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ، ہمیں آپ کے بعد دنیا کی کوئی ضرورت نہیں ؟ آپ نے فرمایا تم میرے بعد غریب خود پسندی کو دیکھو گے پس صبر کرو یہاں تک کہ تم اللہ اور اس کے رسول سے ملو، تمہارے دوسرے کی جگہ حوض ہے، اور وہ صنعا اور عمان کے درمیان علاقے کی طرح ہے اور اس کے برتن، ستاروں کی تعداد سے سبھی زیادہ ہیں۔ اسے اللہ انصار پر اور ان کے بیٹوں پر اور ان کے بیٹوں کے بیٹوں پر رحم فرما۔ پس انصار رو پڑے یہاں تک کہ ان کی وارطھیاں تر ہو گئیں اور وہ کہنے لگے ” یا رسول اللہ ہم حقے اور تقسیم سے راضی نہیں۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے اور وہ منتشر ہو گئے۔“

اور اصحاب حدیث و معاذی نے بیان کیا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیینہ بن حصن اور اترع بن حالج میں سے ہر ایک کو ایک ایک سو اونٹ لے کر حضرت سعد بن ابی وقاص نے آپ کے کہا کہ ” یا رسول اللہ! آپ نے عیینہ بن حصن اور

۱۔ البدایہ والنہایہ جلد ۲ ص ۳۵۴

۲۔ معاذی الاولادی جلد ۳ ص ۳۵۸ سیرۃ ابن ہشام جلد ۱ ص ۲۴۳-۲۴۴ البیہار والنہایہ جلد ۲

۳۔ سیرۃ طیبہ جلد ۲ ص ۲۴۸

اقرع بن حابس کو ایک ایک سواد نٹ دیتے ہیں اور جمیل بن سراقہ ضمری کو چھوڑ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا بعد اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ جمیل بن سراقہ، تمام زمین کے غنیمہ اور اقرع جیسے تجربہ کار دل سے بہت ہے، لیکن میں نے ان دونوں سے دوستی کی ہے، تاکہ یہ اسلام لے آئیں اور میں نے جمیل بن سراقہ کو اس کے اسلام کے سپرد کر دیا ہے ٹھہ

اور بخاری نے عمرو بن تغلبہ سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو دیا اور کچھ لوگوں کو روک دیا۔ اور وہ آپ کے ناراض ہو گئے۔ آپ نے فرمایا، میں ایسے لوگوں کو دیتا ہوں جن کی بے مبری اور گھبراہٹ سے میں خوف کھاتا ہوں، اور جن لوگوں کے دلوں میں اللہ نے توجہ دیا اور مجھ کو پیدا کیا ہے، میں انہیں اس کے سپرد کرتا ہوں اور ان میں عمرو بن تغلبہ بھی شامل ہے۔ عمرو بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہے۔

۱۷۔ اسلافیہ میں جہاں ہے اور بعض جمیل بن سراقہ غفاری کہتے ہیں اور بعض ضمری کہتے ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ نبی سلمہ کے نبی سواد میں شمار ہوتا ہے۔ جمیل، ابو صفراؤ قرظہ مسلمانوں سے تھے۔ انہ اسلام کے سابقوں والا لون، ہمیں سے تھے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُحد میں حاضر ہوئے اور نبی قرظہ کے محاصرہ میں ان کی آنکھ جاتی رہی اور جمیل ایک بد صورت آدمی تھا، اور نصیب انداز سے ہوتی ہے ذکر ظاہری منفرستے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمیل کی قربت ایمان اور شدت یقین کی وجہ سے اُسے بے شمار مال دیا۔ اور اس کے بد صورت ہونے کی وجہ سے ان پر کوئی اعتراض نہیں آتا۔

۱۸۔ تاریخ طبری جلد ۳ ص ۱۷۰، مغازی الواقدی جلد ۳ ص ۱۷۰، سیرت ابن ہشام جلد ۱ ص ۱۷۰
یثرا بن ہشام ص ۲۵۰، عمرو بن تغلبہ الغنوی عبدالقیس سے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ کرد آل سے ہے
(باقی ماضی ص ۲۸۵)

حنین میں ہوازن پر ہونے والی شکست

نے (جو اپنے معرکہ میں تمام اموال،

خواہر رسول - قیدیوں میں

عورتیں اور بچے بھی لے آئے تھے) اور شکست کے حالات نے فیصلہ کیا ہے (جیسا کہ

اسلام کا جنگی قانون ہے۔ اداس دقت دنیا میں جو تسلیم شدہ قوانین حکومت کر رہے

ہیں ان کا بھی یہی فیصلہ ہے) کہ ہوازن کے تمام بچے (اور عورتیں قیدیوں، اور وہ نتائج

جاں بازوں میں تقسیم ہونے والی غنیمت کا حقد خیال کئے جائیں۔

اور یہ ایک نیا فتح بات ہے کہ سعد بن بکر بن ہوازن کی تمام ستورات (جو رسول اللہ صلی

علیہ وسلم کے رضاعی ماموں تھے۔ قیدیوں کے ضمن میں مسلمانوں کے ہاتھ آئی تھیں۔

اور ان قیدیوں میں الشیخہ بنت الحارث بھی تھیں جس کی ماں حلیمہ بنت ابی ذر

سعدیہ تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی بہن تھیں جو حنین کے روز،

ہوازن کے قیدیوں کے ضمن میں حبش اسلامی کے ہاتھوں میں قید ہو گئی اور بن مسلمانوں

نے اُسے بُرا بھلا کہا اور چلانے میں اس سے سختی کی وہ کہتی تھی۔

البتہ حاشیہ ص ۲۸۷) اور بعض کہتے ہیں کہ الفرین قاسط سے ہے اور بعض کچھ اور بیان کرتے ہیں اسد الغابہ

میں ہے کہ ان کے نسب کے بارے میں کچھ بیان کیا گیا ہے وہ سعد بن ربیعہ بن اسیع ہے پس وہ مختلف

کے باوجود ربیعہ ہے مگر وہ لقب ہے لغو میں سکونت اختیار کی اور جن بصری نے آپ کے روایت کیا ہے اور

بن تمیم سے ایک اہم حدیث روایت کی گئی ہے (جیسا کہ اسد الغابہ میں بیان ہوا ہے) اور وہ بیکہ علامات قیامت

میں سے ربیعی علامات ہے کہ تاجر زادہ ہو جائیں گے اور کم غائب آجائے گا یعنی کثرت مال کے باعث تاجر بکثرت

ہو جائیں گے عرب میں کتابت بہت کم تھی مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُحد میں شامل ہوئے اور وہ

معرکوں میں بھی شامل ہوتے تھے۔

۱۰ الشیخہ اس کا لقب تھا اور اس کا نام خلافت بنت عدت سعدیہ تھا۔ جب الشیخہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد

کر دیا اور اسکی حکیم کی اور اُسے اپنے پاس ٹھہرنے یا لشکر خانے کا اختیار دیدیا تو الشیخہ مسلمان ہو کر اپنی قوم ہوازن کے دیا اور اپنی

خاکِ اتم میں بہتارے آقا کی بہن ہوں۔ مگر وہ اس کی بات کو دوت تسلیم نہ کرتے اور انصاف کی سب پابندی نے اسے بجز اتفاقاً ہوا زین پر بڑی سختی کرنے والے تھے اور جب وہ آئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو وہ کہنے لگے میں آپ کی رضاعی بہن ہوں۔

آپ نے فرمایا: اس کی نشانی کیلئے؟ اس نے جواب دیا: میں وادیِ لہر میں آپ کو اپنی ران پر اٹھاتے ہوئی تھی اور ہم ان دنوں ان کے چہرے پر تھے اور آپ نے میری پشت پر دانت سے کاٹا تھا۔ اس کاٹے کا نشان موجود ہے۔ آپ کے ماں باپ میرے ماں باپ تھے اور میں نے پستان کے مصلے میں آپ کے جھگرہ کیا تھا یا رسول اللہ! یاد کیجئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نشانی کو پہچان لیا تو ایک دم کھڑے ہو گئے اور پھر اس کے لئے اپنی چادر کھینچی اور اسے کہا اُس پر بیٹھ جاؤ، اور اسے خوش آمدید کہا اور آپ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور آپ نے اس سے اپنے رضاعی ماں باپ کے متعلق دریافت کیا تو اس نے آپ کو مرتے کے وقت کی اطلاع دی تھی آپ نے اسے اختیار سے دیا کہ چاہے تو وہ آپ کے پاس ہے اور چاہے تو اپنی قوم کے پاس چلی جائے۔

اگر تو پسند کرے تو ہمارے پاس عزت و احترام کے ساتھ رہ سکتی ہے اور اگر تو اپنی قوم اور رشتہ داروں کے پاس واپس جانا چاہتی ہے تو تو اپنی قوم کے پاس واپس جاسکتی ہے۔ اس نے کہا میں اپنی قوم کے پاس واپس جاؤں گی پھر اس اسلام قبول کر لیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا اکرام کیا۔ اور اسے ادب اور بکریاں عطا فرمائیں اور ایک غلام اور لونڈی بھی عطا فرمائی جن کی اس نے ایک لڑکے سے شادی کر دی۔

اور بعض مصادیق میں ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بہن زینب سے لئے چادر کھینچی تو آپ نے فرمایا تو جو مانگے گی تجھے دیا جائے گا اور تیری سفارش

قبول کیا جائے۔

موجودہ بیان کرتے ہیں یہ خیال ہے اپنی قوم بنی سہم کے ایک آدمی کے متعلق جس کا نام بکرہ تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سندس کی۔ یہ شخص جوڑے قتل کا متحنی تھا کیونکہ اس نے ایک مسلمان کو قتل کر کے اسے شکاریہ بنا دیا۔ نیز اسے قتل کرنے کے بعد اسے آگ سے جلا دیا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سواروں کو اس کی تلاش کا حکم دیا اور فرمایا اگر تم جیلو پر قابو پاؤ تو وہ تم سے جاگ نہ جائے۔ واقعی بیان کرتا ہے کہ جیلو بنی سہم سے تھا اور اس کے پاس ایک مسلمان آیا۔ اور جیلو نے بکرہ کو اس کے گھوڑے سے لٹکے کر دیئے اور پھر اسے آگ سے جلا دیا۔ اور جیلو جاگ گیا تاہم اس سواروں نے اسے پکڑ لیا۔ اور اسے شہداء بنتِ حلت کے سپرد کر دیا۔ اور حیدر اللہ بن ابی اسد سے پورے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء کو سچا لیا اور اس کا اکوام کیا۔ اور اس کے بعد شہداء انجبراز میں اپنے مقام پر واپس آئی تو ہوازن کی عورتوں نے اس سے جیلو کے بارے میں گفتگو کی تو اس نے اپنے بھائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پاس واپس آکر اپنے مطالبہ کیا کہ وہ بجا رکھے اسے بخش دیں اور اسے معاف فرمادیں تو آپ نے ایسے ہی کیا۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ محامدہ طاعت سے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
 ہوازن کے قیدیوں کو رہا کرنا

کیا اور اس امتیاز پر ہوازن کے قیدیوں کو حبش اسلامی میں تقسیم نہ کیا کہ ہوازن کے سرکردہ آدمی اور ان کے زعماء آپسے اپنے بچوں اور عورتوں کی آزادی کے بارے میں تمنا کرینگے، لیکن انہوں نے سالار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس قسم کی اپیل کرنے میں سہل انگاری سے کام لیا۔ اور فتح مند اسلامی فوج کے عوام نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تقسیم غنائم کے بارے میں اصرار کیا۔ اس لئے کہ ان میں قیدی بھی تھے۔

ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سپاہیوں میں تقسیم کر دیا۔ کیونکہ اسلامی قوانین کے مطابق یہ ان کا حق تھا، لیکن صحابہ دشمن کی عورتیں، بچے اور اموال فاسخ فوج کی ملکیت سمجھاتے ہیں اور قیدگاہ سے غلام بن جاتے ہیں۔

اور ہم نے اپنی چوتھی کتاب 'غزوہ بنو قریظہ' کے متعلق اسلام کے نظریہ کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اور یہ کہ یہ دین بشریت کو آزاد کرنے کے لئے آیا ہے، اس لئے غلامی کے ان متعلقات کو مستحکم کر دیا ہے۔ جو اس وقت عالم میں موجود ہیں اور صرف عربی غلامی کو، غلامی کی عسکری کارروائی کی طرح باقی رکھا ہے اور جہاں فوج کی غلامی کو اس نے قائم رکھا ہے، اس کی آزادی کے متعلق اسلام نے پوری ترغیب دی ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ غلاموں کے آئندہ کی گرفتاریوں سے منع فرماتے تھے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ غلامی فوج کے پاس قیدیوں کو شہرہ داروں نے سفارش کی تو اپنے جوانوں کے بھرا دیا۔

اور جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
ہوازنی وفد - دربار رسول میں | کہہ تھے تھے، ہوازن نے اپنے کمانڈر

کا ایک وفد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کیلئے بھیجا، تاکہ آپ سے اپیل کرے کہ آپ قیدیوں پر احسان کریں اور انہیں آزاد کرویں، لیکن ہوازن کا وفد اس وقت مہتمم قیدی، فوج کے عوام میں تقسیم ہو چکے تھے اور انہیں ان کے سرشتہ داروں کو واپس کرنے اور آزاد کرنے میں کچھ مشکل اور الجھن پائی جاتی تھی، لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مشکل پر قابو پایا اور ایسے اقدامات کئے جو قیدیوں کے ہوازنی وفد کو واپس کرنے کے فیصلے تھے۔

ہوازن کا جو چند رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا وہ چند آدمیوں پر مشتمل تھا اور ان کا سربراہ ابو عبد زہیر بن مرد تھا۔ اور وہ دین رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک چچا بھی تھا جو گفتگو کرنے والوں میں سے ایک تھا اور ہوازن کا وفد مسلمان ہو کر آیا تھا اور اس کے چچے ہوازن تھے ان کے اسلام کو بعد اپنے ساتھ لایا تھا۔

رسول کریم صلی اللہ نے وفد کا بہت اچھی طرح استقبال کیا۔ اور ان کی عزت کی، پھر وفد کے آدمیوں نے اس معاملے کے متعلق گفتگو کی جس کی وجہ سے وہ آئے تھے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بتایا کہ آپ نے قیدیوں کی تقسیم کے بابے میں تاخیر کی ہے اور اپنے انکسابت انتظار کیا ہے۔ یہاں تک کہ آپ کو خیال ہو کہ وہ ہرگز نہیں آئیں گے۔ پس آپ نے انتظار کیا ہے یہاں تک کہ آپ کو خیال ہو کہ وہ ہرگز نہیں آئیں گے۔ پس آپ نے جمعہ کے مطابق قیدیوں کو عام فروج میں تقسیم کر دیا۔ اس کے علاوہ اپنے ان سے وعدہ کیا کہ اگرچہ قیدی، غنائم کا جز ہونے کے لحاظ سے سپاہیوں میں تقسیم ہو چکے ہیں۔ پھر بھی آپ کے قیدیوں کی آزادی کے لئے کوشش کریں گے۔ اور عللاً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فروج کے عوام میں اپنی ساعی کو جاری رکھا تا کہ ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ہوازن کا جو قیدی آیا ہے وہ اسے آزاد کرے اور جس شخص نے قیدی کے بلے میں اپنے حق سے تمسک کیا، اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے بیت المال سے اس کا معاوضہ دیا۔ یہاں تک اپنے ہوازن کے سچے ہزار قیدیوں کو آزاد کر دیا۔

واقعی بیان کرتا ہے کہ — ہوازن کا وفد آیا اور اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

سے زہیر بن مرد رضادک پیش اور زکی زہیر کے ساتھ ابورصد اور بعض کہتے ہیں ابو جہل، جشمی، سعدی تھا، جو نبی سعد بن بکر کے تھا اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ماں و تقاریر میں ذکر کرنے شام میں سکوت اختیار کیا اور اس نے یہ بات اسداغابہ میں بیان کی ہے، پھر اس نے زہیر کی اس تقریر کا بھی ذکر کیا ہے جو اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کی تھی

کا ایک رضاعی چچا بھی مشاغل تھا، اس نے اس روز کہا "یا رسول اللہ ان باطون میں آپ کی وہ چھو پھیاں، خالائیں اور نرسیں بھی ہیں جو آپ کی خبر گیری کرتی رہی ہیں۔ اور آپ ہماری گو دوں کے ہائے ہوئے ہیں۔ اور ہم نے اپنے ہستانوں سے آپ کو دودھ پلایا ہے۔ سارے مین نے آپ کو شیر خوارگی میں دیکھ لیا ہے۔ اور میں نے آپ سے بہتر کوئی شیر خوار نہیں دیکھا پھر میں نے آپ کو جوانی میں دیکھ لیا ہے اور میں نے آپ سے بہتر کوئی جوان نہیں دیکھا۔ اور آپ میں بھلائی کے فضائل کمال کو پہنچے ہوئے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ہم آپ کے اہل اور آپ کا قاتلانہ ہیں۔ بس ہم بہا احسان کیجئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مہربانی فرمائے گا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے آپ کیلئے تاجزکی، پہلے تک لکھے خیال ہوا کہ تم لوگ نہیں آؤ گے۔ اب قیدی تقسیم ہو چکا ہے ان کا حصہ لگ چکا ہے۔

اور واقفی دند کے مسلمان ہونے اور ان کے پیچھے جو لوگ تھے ان سے مسلمان ہونے اور ان کے مسلمان ہونے کو ثابت کر لیا ہے کہ وہ سب کے سب اسلام کے ساتھ آئے تھے وہ بیان کر لیا ہے کہ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوازن کے چودہ مسلمان آئے اور ان کی قوم کے جو لوگ ان کے پیچھے تھے ان کے اسلام کو بھی لیکر آئے اور ان کا سربراہ اور اسپیکر ابو ضررہ ذہیر ابن اسود تھا، اس نے کہا۔ "یا رسول اللہ ہم آپ کے اہل خاندان ہیں اور ہمیں جو مصیبت پہنچی ہے وہ آپ سے منجھی نہیں، یا رسول اللہ ان باطون میں آپ کی وہ چھو پھیاں، خالائیں اور نرسیں بھی ہیں جو آپ کی خبر گیری کرتی رہتی ہیں اور اگر انہیں نہ حارث بن ابی شمر اور نعمان بن منذر کو دودھ پلایا ہے سو یا اور وہ دونوں ہمارے پاس اس طرح آتے جیسے آپ آتے ہیں تو ہم ان سے فضل و رحمت کی امید رکھتے ہیں اور آپ بہترین پروردہ ہیں اور کہتے ہیں کہ ابو ضررہ نے اس روایت کہا کہ۔ ان باطون میں فقط آپ کی پھین، چھو پھیاں اور چھو پھیوں اور خالائوں کی بیٹیاں ہیں۔ یا رسول اللہ میرے باپ آپ پر قربان ہوں، ان کا دودھ تو آدمی آپ کا قریبی ہے، انہوں نے آپ کو اپنی گو دوں میں

ہال ہے اور اپنے پستانوں سے دودھ پلا رہے اور آپ کو انہی زنانوں پر بٹھایا ہے۔
اور آپ بہترین پروردہ ہیں۔

پھر اس نے یہ شعر پڑھے۔

یٰ ابا سول اللہ! ہم پر نوازش فرمائیے آپ وہ آدمی جس سے
ہم امید رکھتے ہیں، اور آپ کو خزانہ سمجھتے ہیں۔
ان عورتوں پر نوازش فرمائیے جنہیں قنارہ قنارہ
نے تک دیا ہے۔ اور انہوں نے زمانے میں ان کے
شیرازے کو کھجور دیا ہے۔ ان عورتوں پر نوازش
فرمائیے جن کا دودھ آپ پیتے رہے ہیں اور آپ کا
مندان کے خالیوں دودھ سے بھرا رہتا تھا۔ جب آپ بچے
تھے تودہ آپ کو دودھ پلایا کرتی تھیں اور جب آپ کچھ
پنیں کر سکتے تھے تودہ آپ کو آراستہ کیا کرتی تھیں۔
اے آزمائش کے وقت سب سے بہتر آدمی، کیا وہ نعمتیں
جنہیں تو کھجور رہا ہے، ان کو نہیں ملیں گی، ہمیں
ان لوگوں کی طرح زیناد بھیجے جن میں خنلانہ ہو گیا ہو
اولہم سے سبقت کیجئے، ہم زہری گرہ ہیں، اگر نعمتیں
ہمارے پاس آئیں تو ہم ان کا شکر یہ ادا کریں گے۔
اور آج کے بعد ہمارے پاس ذنیبہ ہو کر
رہیں گی“

مورخین بیان کرتے ہیں کہ جب ہولازن کے آدمی اپنے قیدلوں کے بارے
میں گفتگو کر چکے اور انہوں نے ان کے آزاد ہونے اور ان پر احسان کرنے کا تقاضا

کیا تو رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید سے کبھی ایسا لیا ہے جو سب سے
 سچا ہو، تم میرے پاس مسلمانوں کو دیکھ رہے ہو، تمہیں اپنے بیٹے اور عورتیں اپنے
 اموال سے زیادہ محبوب ہیں؟ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ نے ہمیں اپنے حلیہ
 اور اموال کے بارے میں اختیار دیا ہے، پس ہمارے بیٹوں اور عورتوں کو ہمیں
 دلچسپی دیکھئے۔ حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جو کچھ میرے اور بنی عبدالمطلب کیلئے ہے وہ آپ کا اور انہیں تمہارے لئے لوگوں
 سے پوچھتا ہوں۔ اور یہ ہیں لوگوں کو ظہر کی نملہ پٹھانوں تو تم سمجھنا کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کو مسلمانوں کے پاس سفارشی بناتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو رسول کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم کے پاس سفارشی بناتے ہیں تو میں آپ کے گھروں کا جو کچھ میرے اور بنی عبدالمطلب
 کیلئے ہے وہ آپ کا ہوا۔ اور میں تمہارے لئے لوگوں سے اسلحہ لیا گیا۔“

پس جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ظہر کی نملہ پٹھان، تو
 ہوا زمینوں نے کھڑے ہو کر وہ بات کہی جس کا انہیں حکم دیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا: ہم
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں کے پاس اور مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے پاس سفارشی بناتے ہیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کچھ میرے اور
 بنی عبدالمطلب کے لئے ہے وہ آپ کا ہوا۔ تو ہاجرین نے کہا: ”جو کچھ ہمارا ہے وہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہوا اور انصار نے بھی یہی بات کہی اور اتر بن عباس، اور
 عیینہ بن حسن اور عباس بن مرداس سلمی کے ہاتھوں میں جو قبیلہ تھے وہ خیر لاقی لوگوں پر
 ان کے آزاد کرنے سے باز رہے۔“

اتر بن عباس نے کہا: ”میں اللہ جو تمہیں ایسا نہیں کرے گا۔ اور عیینہ نے کہا میں
 اور نزارہ ایسا نہیں کرے گا۔ اور عباس بن مرداس نے کہا میں اور بنو سلیم ایسا
 نہیں کریں گے۔“

مگر موسیٰ نے اپنے سر ولید بن مرداس کی مخالفت کی اور کہا کہ جو کچھ ہمارا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے تو عباسی نے کہا تم نے مجھے گزند کر دیا ہے اور لیجئے دینے کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تقررہ کر سکیے کھڑے ہوئے اور آپ اعلان فرمایا کہ ہر اون کے تمام قیدیوں کو آزاد کیا جائے گا۔ اور ان میں سے ہر قیدی اپنی اہل کی طرف واپس جائے گا۔ نیز آپ نے یہ اعلان بھی فرمایا کہ جس کا صلہ خیراتی ملو پر آزاد کرنے کو نہ چاہے تو مسلمانوں کا ہیت اللہ! اسے ملو کہ قیدیوں کے مطابق مزد معاوضہ دے گا۔

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معرکہ حنین میں شامیل ہونے والے قبائل کے زعماء اور فوج کے قائدین سے فرمایا، یہ ہمازنی مسلمان ہو کر آتے ہیں، اور میرے ان کے بارے میں غور و فکر کیا ہے، اور میں نے انہیں غور و فکر سے سچوں اور احوال کے اعتبار سے دیکھا ہے اور انہوں نے اموال کو غور و فکر اور کچھوں کے برابر قرار نہیں دیا۔ لیکن تمہیں کے پاس ان میں سے کچھ ہیں اور اس کا دل خوش ہو تو وہ آزاد کرے اور تم میں سے جو شخص انکار کرے اور اپنے حق کے ساتھ تمسک کرے تو وہ بھی انہیں واپس کر دے اور اللہ تعالیٰ ہیں جو پہلی قیمت دے گا اس میں سے چھ اونٹ دینا تم پر فرض ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کے بارے میں اس شخص سے متمسک رہنے والوں کیلئے بت لال سے ایک قیدی کا فدایتی بننے والے اورین جڑے قرار دیا۔

اور قیدیوں کو آزاد کرنے سے باز رہنے والوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقررہ معاوضے کو قبول کر لیا اور حنین میں اسلام کی فاتحہ فوج کی غالبیہ کے مطابق دینے کی ذمہ داری کے ساتھ حق کی جمع ہے اور حق اس بات کو کہتے ہیں جو چوتھے سال میں داخل ہوئے۔ جذاغ بجزاع کی جمع ہے اور جذاغ وہ اونٹ ہے جو پانچویں سال میں دہن ہوئے۔

جہا جین و انصار اور جو مسلم تھے، اور ان کے پاس جمع ہوئے تھے انہوں نے ان کو خیراتی طور پر آزاد کر دیا تھا۔ اور مولگ قیدیوں کے بارے میں اپنے خنہ سے متسلک رہے جتنے وہ اسباب کی ایک تسلیل سی اقلیت تھی انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقروضوں کو معاوضے کو قبول کر لیا اور کہا کہ ہم تسلیم کرتے ہیں اور سزا ہی ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ اپنے نعیموں کو حکم دو کہ وہ انہیں ہمارے سپرد کر دیں تاکہ ہمیں معلوم ہو جائے پس انہوں نے ایسا کیا۔ اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین میں ہوازن کے چھ ہزار قیدیوں کو آزاد کر دیا۔ اور ان پر سلامی کاغذوں کا لفظ کرنے سے روک دیا۔ اسی مناسبت سے روایت کی گئی ہے کہ حضرت معاذ بن جبل فرمایا کرتے تھے کہ ایک روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کسی عرب پر دلا یا غلامی ثابت ہوئی تو آج ثابت ہوتی، لیکن یہ تو قید اور فدیہ تھا۔

پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہا جین کی اکثریت سے معاوضے کے لیے دو ہائے قیدیوں کو چکر لگانے کے لئے بھیجا تو آپ کو بعینہ ہو گیا کہ وہ ہوازن کے مولگ قیدیوں کو آزاد کرنے سے رہتی ہیں۔

پس آپ نے جہا جین کی طرف حضرت عمر بن الخطاب اور انہما کی طرف حضرت ابوبکر بن ثابت کو بھیجا۔ اور حضرت عید بن ثابت انصار کے پاس چکر لگا کر پوچھنے کہ کیا وہ صحابہ ہیں۔ تو انہوں نے بتایا کہ وہ رہتی ہیں اور ایک آدمی نے بھی تخلف نہ کیا۔ اور آپ نے حضرت عمر بن الخطاب کو اس بات کے دریافت کرنے کے لیے جہا جین کے پاس بھیجا تو ایک آدمی نے بھی تخلف نہ کیا۔ اور حضرت ابوہریرہ خفاری نے، قبائل عرب میں چکر لگایا، پھر انہوں نے نعیموں کو کٹھا کیا اور وہ سکر ٹری سے اٹھے ہوئے صحیفیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا۔ اور انہوں نے ایک ہی بات یعنی تسلیم و رضا پر اتفاق کیا۔ اور ان کے پاس

غلام کے ترکے کو دلا کہتے ہیں۔ مترجم

حیدری تھے انھوں نے تصانیف بھی کی ہیں۔

ہوٹن کے بادشاہ اور سلاطین
میں عرف ادا اس کے قبیلے بنام

نے جن کے بعد سخت جنگ کی اور ان کے درمیان اس قدر قتل و غارت ہو گیا کہ قریب تکادہ نیت
اٹھ ہو گئیں۔ مگر سلاطین نے جب دیکھا کہ ہوٹن جنگ اڑ گئے ہیں اور مسلمانوں کے ساتھ
جنگ جاری رکھنا ہوٹن کے لئے سود مند نہیں تو اس نے اپنے خلیجی بورد کے ساتھ ہریان

۱۱۲۱ء - ۱۱۲۲ء مسغانی الواقعی جلد ۲ - ۱۱۲۱ء - ۱۱۲۲ء تاریخ طبری جلد ۳ - ۱۱۲۱ء - ۱۱۲۲ء تاریخ طبری جلد ۳

۱۱۲۱ء - ۱۱۲۲ء مسغانی الواقعی جلد ۲ - ۱۱۲۱ء - ۱۱۲۲ء تاریخ طبری جلد ۳ - ۱۱۲۱ء - ۱۱۲۲ء تاریخ طبری جلد ۳

۱۱۲۱ء - ۱۱۲۲ء مسغانی الواقعی جلد ۲ - ۱۱۲۱ء - ۱۱۲۲ء تاریخ طبری جلد ۳ - ۱۱۲۱ء - ۱۱۲۲ء تاریخ طبری جلد ۳

۱۱۲۱ء - ۱۱۲۲ء مسغانی الواقعی جلد ۲ - ۱۱۲۱ء - ۱۱۲۲ء تاریخ طبری جلد ۳ - ۱۱۲۱ء - ۱۱۲۲ء تاریخ طبری جلد ۳

۱۱۲۱ء - ۱۱۲۲ء مسغانی الواقعی جلد ۲ - ۱۱۲۱ء - ۱۱۲۲ء تاریخ طبری جلد ۳ - ۱۱۲۱ء - ۱۱۲۲ء تاریخ طبری جلد ۳

۱۱۲۱ء - ۱۱۲۲ء مسغانی الواقعی جلد ۲ - ۱۱۲۱ء - ۱۱۲۲ء تاریخ طبری جلد ۳ - ۱۱۲۱ء - ۱۱۲۲ء تاریخ طبری جلد ۳

۱۱۲۱ء - ۱۱۲۲ء مسغانی الواقعی جلد ۲ - ۱۱۲۱ء - ۱۱۲۲ء تاریخ طبری جلد ۳ - ۱۱۲۱ء - ۱۱۲۲ء تاریخ طبری جلد ۳

۱۱۲۱ء - ۱۱۲۲ء مسغانی الواقعی جلد ۲ - ۱۱۲۱ء - ۱۱۲۲ء تاریخ طبری جلد ۳ - ۱۱۲۱ء - ۱۱۲۲ء تاریخ طبری جلد ۳

کارزار سے واپس چلے جانے کا فیصلہ کیا تاکہ وہ مسلمانوں کی تلواروں سے بچ جائیں (پس وہ نخلہ دجے آجکل یا یہ کہتے ہیں) کے راستے اپنے علاقے کو واپس ہو گیا۔ پھر مسلسل ہنگوٹا رہا۔ حتیٰ کہ طائف کے قریب وادی لیبہ پہنچ گیا۔ اور وہ اپنے قلعے میں بند ہو گیا، پھر اس نے وادی لیبہ کو بھی چھوڑ دیا۔ اور طائف چلا گیا، جہاں ثقیف اپنے قلعے میں بند تھے۔ ان کے ساتھ قلعہ بند ہو گیا، اور ثقیف، ہوازن کے ہم بطون میں سے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ نے۔ جب آپ محاصرہ طائف کے لئے اپنے رشتے پر جا رہے تھے۔ اس واقعہ کے پاس سے گزرتے ہوئے مالک بن عوف کے قلعہ کو تباہ کر کے اُسے اگلے سے جلا دیا۔

اصحابِ بیرومغازی میان کہتے

ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

الجزانہ میں غنائم کی تقسیم سے

مالک بن عوف کی معافی کے متعلق
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان

فاریح ہوئے اور ہوازن کو قیدی واپس کر دیتے تو آپ نے ان کے دندے اُن کے سلاخ اور بادشاہ مالک بن عوف نصیری کے متعلق دریافت کیا، انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! وہ جہاگ کہ قلعہ طائف میں ثقیف کے پاس جلا گیا ہے، آپ نے فرمایا اُسے اطلاع دیدو کہ اگر وہ مسلمان ہو کر آئے تو میں اس کے اہل اور مال اُسے واپس کر دوں گا اور اسے ایک سو ارب بھی دوں گا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک بن عوف کے اہل اور اموال کو خاص تحفظ دینے کا حکم دیا ہوا تھا۔ اور یہ کہ دوسروں کی طرح ان پر غنائم کی تقسیم کا قانون لاگو نہ کیا جائے۔

پس سالار مالک بن عوف کے اہل اور اموال مکہ میں اُن کی پھونگی ام حبیبہ اللہ

نہتہ ابی امیہ کے ہاں محفوظ نظر ہو گئے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سالار مالک

کے اہل اور اموال کے اسپیش تحفظ کا حکم دیا تو ہوازن کے وفد نے کہا یا رسول اللہ! وہ ہمارے مزار

اور محبوب ہیں تو آپ نے فرمایا: میں بھی اُن سے جہلائی کا خواہاں ہوں۔

اور جب ہوازن کے سلاطہ اور بادشاہ کو اس بات کی اطلاع ملی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق فرمائی تھی۔ اور اس کے اسلام میں داخل ہونے پر آپ نے اس سے جو وعدہ کیا تھا۔ اس کا حال معلوم ہوا۔ اور یہ کہ اس کے اہل اور مال پر تقسیم جاری نہیں ہوئی تو اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے اور اپنے اسلام کے اعلان کرنے کا فیصلہ کر لیا، لیکن ابھی چند روز ہی گزرے تھے کہ وہ اس کے متعلق فرمائی اور نہ ہوجائے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک اور اس کے اہل اور مال کے متعلق فرمائی اور وہ اسے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے سے روک دیں۔

اس لئے اس نے اس خبر کو پوشیدہ رکھا۔ اور پوشیدہ طور پر طائف کو چھوڑنے کا فیصلہ کیا۔ اور اس نے اپنے ایک قابل آدمی کو اپنے لئے اونٹنی چننا کرنے کو کہا۔ اور یہ کہ وہ اسے جنا مقام پر اس کے لئے تیار رکھے، پھر اس نے اپنے گھوڑے کے متعلق حکم دیا۔ تو رات کو اس کا ایک پیرو کلا اس کے پاس لے آیا۔ لیکن وہ قلعہ طائف سے مناسب موقع پر نکلنا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ اور اسے دوڑانا ہوا۔ دھنا آگیا۔ اور وہاں سے وہ اپنے اونٹ پر سوار ہوا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچنے سے پہلے وہ آیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اہل و مال اسے واپس کر دیئے اور پھر اسے ایک سزاؤں ہی عطا فرمائے اس وقت پر مالک نے اسلام قبول کر لیا۔ اور بہت اچھا مسلمان ہوا۔

جب مالک بن عوف نصیری، جس نے حنین سے فیصلہ کئے معرکے میں حبشہ نبوی کے خلاف کمان کی تھی، مسلمان ہو گیا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اسلام سے مسلمان ہو گئے تو اس کے بعد آپ نے اسے اسی قوم ہوازن اور انہم کے مسلمانوں کا حاکم اور فوجی سالار بنا دیا۔ اور وہ ان کے ساتھ اللہ کی راہ میں مشرکین سے جہاد کرتا تھا۔

لہذا طائف کے ایک صوبے کا نام ہے۔

اور طائف کے قریبی علاقوں میں بن لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا تو رسول کریم ﷺ نے اُسے اُن کا بھٹا اعطاف فرمایا۔ اور مالک نے ان مسلمانوں کا ایک فوج تیار کیا اور وہ ان کے ساتھ مشرکوں پر حملے کرتا تھا جس وقت اس بیچاع نے مسلمانوں سے جنگ کرنے کیلئے فوج تیار کی۔ اور حنین میں شروع شروع میں، انہیں شکست دئی تو یہ اسلام اور مسلمانوں کے لئے قلعہ و مضبوطی کا سرچشمہ بنا۔ مگر بعد میں اسلام کے منتولوں کی مضبوطی کا باعث بن گیا۔ اور پڑوس کے نواح میں یہ لوگ شرک پر قائم تھے۔ ان کے لئے پریشانی اور مضبوطی کا سرچشمہ بن گیا۔ اور جب رسول کریم ﷺ نے اس کی قوم کے مسلمانوں اور پڑوسی نواح کے باشندوں پر امیر اور سالار مقرر کر دیا تو یہ ان مشرکین پر اذیت و قصاصاً اپنی قوم تغیب پر حملے کرتا تھا، جو حنین میں شکست کھانیکے بعد، ہوازن کی باہمانہ اقوام میں سے اسلام سے دشمنی رکھنے والی سب سے بڑی قوت تھی۔

اسلام جب انسان کے دل کو مس کرتا اور

اس میں ریح بس جاتا ہے تو اس سے شرکے

اسلام کیسے قلب مہیت کرتا ہے

تمام عوام کو زائل کر دیتا ہے، اور ان کی جگہ بھلائی کے عمامہ کی کاشتکاری کرتا ہے۔ یہ مالک بن عوف نصری، جب مشرک تھا تو۔ پرلے درجے کا مخالف اور دشمن، اور شیطان کی راہوں کو اختیار کرنے والا تھا۔ اور ہمیں معلوم ہے کہ اس نے کس طرح ہوازن کے جس ہزلہ جانناڑوں کو اسلام کے تباہ کرنے کیلئے جمع کیا اور مکہ پر قبضہ کرنے کا خیال اُسے گدگداتا تھا، پس اُنہ نواح کے ساتھ شرک اور بت پرستی کی فوج کے لئے مسلمانوں کو مکہ سے نکلنے کا بھتہ اہادہ کر کے جنگ کے لئے نکلا۔ اور ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ مالک نے مسلمانوں پر تباہ کن شکست نازل کرنے کیلئے کیا کوششیں کیں۔

اور جب اُس کی قوم کے بعض دانشوروں نے فوج کے ساتھ عورتوں، بچوں

اور احوال کے لانے پر اس سے معارضہ کیا، نیز انہوں نے اس کے ساتھ اس کے بعض

جنگی مفسوبوں پر بھی معارضہ کیا۔ تو اس نے انہیں کس طرح دھکی کہ اگر انہوں نے اس کے مفسوبوں کے ساتھ اتفاق نہ کیا۔ جو اس نے مسلمانوں کے ساتھ جنگ کیلئے تیار کیا ہے تو وہ خود بھی کر لیا اور یہیں یہی معلوم ہے کہ اس نے شرک کے ستونوں کی مفسوبی کیلئے حنین کی جنگ میں کس قسم کی جہد و جہد کی۔ اور استقلال دکھایا۔

لیکن آج ہر مالک ہے۔ مجھ اسلام نے ایک اور تم کا انسان بنا دیا ہے جسے قرآن نے ادب کھایا ہے اور اس کی اسلام سے بغور طبیعت کی اصلاح کی ہے۔ دیکھتے یہ وہی ہے جو اپنے شیر مہمان بن گیا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے خلاف سونپا ہے اور وہ اسلام کے ساتھ خالص ہو کر ان پر غارت گری کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اس نے ان کو اور خود اپنی قوم ثقیف کو ذلیل کر دیا ہے۔ اور اس کا جہاد ان عظیم عوامل میں سے ہے، جنہوں نے اقتدار اسلام کیلئے راستہ ہوا کیا۔ تاکہ اس کا سایہ ثقیف قوم پر دراز ہو۔ یہ سلسلہ تک دعوت اسلامی کی زبردست مخالف تھی اور پوری نخواست اور عناد کے ساتھ اس سے جنگ کرتی تھی۔

واقعی بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک بن عوف کو اس کی قوم کے مسلمانوں اور طاقت کے ارادگد ہوازن اور فہم کے قبائل کے مسلمانوں پر امیر مقرر کیا۔ اور کچھ مسلمان بھی اُس کے پاس آگئے تھے۔ اور آپ نے اس کے لئے مہنڈا بانڈھا۔ اور وہ ان کے ساتھ جنگ کرتا تھا۔ اور ثقیف کے جو مولشی چرنے کے لئے نکلتے تھے انہیں لوٹ لیتا تھا۔ اور جب وہ واپس آگیا تو لوگوں نے اپنے مولشی چپرنے کے لئے بھیجے۔ اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس چلے گئے تو وہ انہیں خیال میں مطمئن ہو گئے، وہ جس جانور پر قابو پاتا آئے پکڑ لیتا۔ اور جس آدمی پر قابو پاتا آئے قتل کر دیتا۔ اور اس نے جو کچھ لوٹا تھا، اس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

غزوہ مینن

کی خدمت میں غس سجیوا۔ ایک دفعہ ایک سادات صحابہؓ وغیرہ راجی ادا میں تھے پہلی طائف کے مہلشیوں پر بھی عدت لگائی گئی۔ اس ایک صبح کو ایک ہندو بکر یوں ہانکا لایا تو ابوحنن بن حبیب نے کہا۔

’ دشمن ہم سے خوف مندہ۔ ایک۔ پیر محمد بن مسلم ہم سے جنگ کرتے ہیں اور ملک عہدِ حرمت کو توڑ کر انہیں ہمارے پلان لایا ہے اور وہ ہمارے گھوڑوں میں آئے ہیں۔۔۔ حالانکہ وہ بڑے غصہ والے ہیں۔ اور مالک بن صف حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرتے ہوئے کہتا ہے۔

’ اور میں نے تمام لوگوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مانند نہ کوئی آدمی دیکھا ہے۔ اس لئے وہ بڑے دفاطم ہیں، ادیب وہ بڑے آدمی کو علیہ دیتے ہیں تو خوف دیتے ہیں۔ ادیب تو چلے تو وہ تھے سل کہ پھرتے والی ہلت کی بی خبر نہ نیگے۔ اور جب نوجوانی کھیلوں کو مشرق تلوار اور مہندی تلوار کی طرح آ رہا کر دیتی ہے کتاب اپنی جھنگی کا گھات میں خبار کے اندیلوں ہوتے ہیں جیسے شیر اپنے بچوں کا نڈ پوتے ہے۔

صفوان بن امیہ الحمیری سادات قریش میں
 براداش مند سردار تھا، اور یہ قریش کے
 ان سادات میں سے تھا جس کی طرف حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فاص توجہ
 تھی اور اپنے فرمایا کہ یہ ان کو مشرک پر قائم رکھنے کے لئے ان سے حسن سلوک کرنا ہے۔
 اور جب حبش ہجرت نے مکہ کو ازاد کر دیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے امان
 دی۔ سچر اسے چار ماہ کی ہلت دی تاکہ وہ محض اپنی مرضی سے اسلام میں داخل ہو سکا
 نہ صلہ کرے۔ اور صفوان (مشرک جو نبوی حالت میں) حبش ہجرت کے ساتھ مینن گیا۔

اور باوجودیکہ وہ مشرک تھا، پھر بھی وہ حبش بنوی کا عصت تھا اور مشرکین ہونانہ پر اس کی فتح کا خواہش مند تھا، اس کی دلیل یہ ہے کہ جب اُسے ایک طرف ترشی نے مسلمانوں کی شکست کی اطلاع دی تو صفوان نے اسے ٹھانٹ کر کہا، اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے حبش کے کسی آدمی کا محکوم ہونا، ہوازن کے کسی آدمی کے محکوم ہونے سے زیادہ پسند ہے۔ اور صفوان نے حبش بنوی کے امیر، شرک پر قائم رہتے ہوئے بھی مسلمانوں کے خلاف کوئی قابل اعتراض کام نہیں کیا۔ بلکہ وہ (فتح کے بعد) امیر حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ، غنائم اور قیدیوں کے حالات کی جانچ پڑتال کے لئے گھومتا پھرتا تھا اور حضرت کنیہ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ باوجود اس کے شرک پر قائم ہونے کے۔ اُسے خمس سے ایک ہزار ڈنٹ دیئے۔

بعض تو حین نے بیان کیا ہے کہ حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اصرار میں غنائم کے متعلق جھگڑا ہے تھے اور صفوان بن امیہ بھی آپ کے ساتھ تھا کہ آپ ایک درے میں مسلمانوں کی اس عنایت کے پاس سے گزرے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کی تھی جس میں بکریاں اور اونٹ تھے اور ان کے بلبلانے سے شور مچا رہا تھا، پس صفوان حیران ہو کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا اے ابوہب کیا اس نے تجھے حیران کر دیا ہے اس نے جواب دیا ہاں، تو آپ نے فرمایا یہ درہ اور جو کچھ اس میں ہے وہ تیرے لئے ہے تو صفوان نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اس بات سے بی کے سوا اور کسی کا دل خوش نہیں ہوتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور مسلمان ہو گیا اور بہت اچھا مسلمان ہوا اور صفوان خود بیان کرتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حنین کی غنائم دیتے رہے۔ اللہ میرے نزدیک تمام مخلوق سے مقبل ہے، حتیٰ کہ وہ وقت آیا کہ اللہ

نے کوئی چیز ایسی پیدا نہیں کی جو مجھے ان سے زیادہ محبوب ہو۔

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ واپسی
 تقسیم غنائم کے قرآنی حکم کے مطابق ہر حقدار کو اس کا حق ملے دیا۔ اور مولفۃ القلوب کے
 بھی خمس سے سینکڑوں دیدہ بچے تو اس کے بعد آپ نے الجوزہ میں تیرہ دن قیام کیا۔ یعنی وہ
 ذوالعقدہ سے ۸ ارفاعہ ۸ تک

اس کے بعد آپ نے اپنے اصحاب کے ساتھ مدینہ واپس آنے کا فیصلہ کیا لیکن
 مدینہ واپسی سے قبل آپ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور آپ اور آپ کے اصحاب نے عمرہ
 کی عبادات ادا کیں اور اپنے الجوزہ سے جو حدود حرم کے باہر واقع ہے عمرہ کا احرام باندھا
 اور جب آپ نے اور آپ کے اصحاب نے عمرہ کی عبادات مکمل کر لیں تو آپ نے مقدس
 دارالخلائق اور اپنے مرزبوم کے حالات کا جائزہ لیا۔ اور اس میں صلح حکام مقرر کئے اور
 اس کے انتظام کے لئے حضرت عتاب بن اسید اس کا حاکم مقرر کیا۔

اس طرح آپ کے اصحاب میں سے جو فقہاء اور قواد کی باطنی تھی آپ نے اس کے ذمہ یہ کام
 اٹھایا کہ لہ اہل مکہ کے حدیث الاسلام لوگوں کو اور دینیہ کی تعلیم دیں پس وہ انہیں دین کی تعلیم
 دینے لگے اور انہیں قرآن پڑھانے لگے تاکہ وہ اس دین جدید کی حقیقت سے واقف
 ہو جائیں جس میں وہ نئے نئے داخل ہوئے ہیں۔

اور ہجرت سے قبل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جتنا عمرہ اہل مکہ کے درمیان ہے
 اور آپ کے ساتھ وہ بدسلوکی کیا کرتے تھے آپ نے اس کے برعکس ان کے ساتھ خاص میربانی
 حاصل کیا۔ اور مکہ کے اپنے نئے گورنر کو اہل مکہ کے متعلق جن کو آپ کو اہل اللہ کا

کا نام دیا۔ خاص ہریانی کا سلوک کرنے کا حکم دیا۔ اور مکہ میں آپ اور آپکی فوج دو راتیں قیام کرنے کے بعد اسے چھوڑ کر مدینہ چلے آئے۔ اور یہ ۲۰ ذوالحجہ بروز جمعرات کلاوا قعہ ہے اور اسی حنین کی غنایم کے محسوسے ہزاروں اونٹ اور بکریاں باقی تھیں۔ آپنے محسوس کے اس باقیماندہ مال کو (مکہ میں عمرہ کے لئے داخل ہوتے وقت) مرا نظران کی جانب محمد مقام پر رکھا۔ اور آپ اسے اپنے ساتھ اس لئے رکھے ہوئے تھے کہ ان میں سے جو اسلام میں داخل ہو چکے ہیں۔ وہ ثابت قدم رہیں اور جو اس میں داخل نہیں ہوئے وہ اس میں دیکھی لیں گے امام واددی مرکزہ صہیب اور محاموہ طائف کے اختتام کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کی، مکہ سے مدینہ کی طرف کوچ کی کارروائی بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کی شب کو جب کہ ذوالحجہ کی پانچ راتیں گزر چکی تھیں الجحزانہ پہنچے اور آپ نے الجحزانہ میں تیرہ راتیں قیام کیا۔ اور جب آپ نے مدینہ جانے کا ارادہ کیا تو آپ بڑھ کی رات کو، جبکہ ذوالحجہ کی بارہ راتیں باقی تھیں الجحزانہ سے نکلے اور آپ نے اس مسجد فقہی سے احرام باندھا۔ جو دودھ کناسے پر داری کے نیچے واقع ہے۔ اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم الجحزانہ میں تھے تو وہ آپکے نماز پڑھنے کی جگہ تھی۔ اور یہ جو مسجد اہنی ہے اسے قریش کے ایک آدمی نے تعمیر کیا تھا۔ اور یہ بدغ اس کے پاس لگایا تھا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وادی سے احرام باندھ کر گزریے، اور رکن کے چومنے تک آپ مسلسل تلبیہ کہتے رہے، کہتے ہیں کہ جب آپ نے بیت اللہ دیکھا تو تلبیہ بند کر دیا۔ اور جب آپ آئے تو آپ نے اپنی اونٹنی کو باب نبی نشیبہ پر بٹھایا۔ اور داخل ہو کر حجر اسود سے حجر اسود تک تیری سنے تین چکر لگائے پھر آپ باہر نکلے اور صفا کا چکر لگایا اور صفا اور مرہ کے درمیان اپنی سواری پر چکر لگایا۔ اور جب

ساتویں چکر میں آپؐ مروہ پہنچے تو آپؐ نے مروہ کے پاس اپنا سر منڈوا دیا اور نبیؐ میا منب کے غلام ابو سہد نے آپؐ کا سر منڈوا لیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ خراش بن امیہ نے آپؐ کا سر منڈوا لیا تھا۔

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے کوئی قربانی کا جانور نہیں لے گئے تھے۔ پھر آپؐ البحرانہ لوٹ آئے۔ اور وہاں رات گزاری اور صبح البحرانہ کی طرف واپس آئے تو جمعرات کے روز نکلے اور دایا البحرانہ میں چلے اور اس کے ساتھ چلتے چلتے سرت آنکلی پھر آپؐ راستے پر ہولتے اور مرال نظران پہنچ گئے۔

اس وجہ سے کہ مکہ ایک بڑا شہر ہے اور مسلمانوں میں

مکہ کا نوجوان طاقت ور اور صالح امیر

اس کی بڑی منزلت ہے، کیونکہ اس میں اور اس کے گرد و نواح میں اسلام کے وہ تمام مقدسات اور مشاعر پلتے جاتے ہیں، جن کی زیارت کیلئے مسلمان آتے ہیں۔ اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑنے سے قبل ایک سرسبز جاگزیار کیا۔ جس کے مطابق حضرت عقب بن ایسہ زہری کو اس کا حاکم مقرر کیا جو اس وقت تقریباً ۲۲ سال کے نوجوان تھے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی صغیر سنی کے باوجود اس کے کہ وہ فتح کے روز مسلمان ہوئے تھے۔ انھیں مکہ کے تمام سادات و اشراف کے درمیان

سلاہ ابو سہد الحجاج البسامی، زورہ بن عمرو البیامی کا غلام تھا۔ اور اس کا نام عبد اللہ تھا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ سپار تھا۔ بدر میں چھپے رہ گیا تھا۔ اور اس کے بعد کے تمام معرکوں میں شامل ہوا۔ اور اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر میں پھینے لگائے کیونکہ آپؐ کو درد تھا۔ اور اس ابو سہد کے بارے میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ابو سہد ایک الفصیح آدمی ہے، اے نبی! یاد رکھو اس کے ساتھ باہم شادی کرو۔ سلاہ خراش بن امیہ کے حالات کتاب صلی حدیث میں دیکھئے۔

سلاہ مکہ سے حرم میں کے فاصلے راکب جگہ ہے۔

سے اس لئے منتخب کیا کہ آپ بڑے دانش مند، اچھے مسلمان اور اپنی قوم کے مطاع سردار تھے اور قریش میں آپ کا بڑا احترام پایا جاتا تھا، اور حضرت عتاب بن امیر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق اہلی کے پاس جاتے تک مکہ کے امیر رہے۔

اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اہل مکہ نے ارتداد کیا تو مکہ کے نوجوان امیر عتاب نے جو بڑے دانش مند تھے، ایک شریفانہ موقف اختیار کیا۔ جو آپ کی مناصب دین اور شدتِ اخلاص پر دلالت کرتا تھا۔

اور اہل مکہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زرخنگ میں آپ کے پاس شکایت کی کہ حضرت عتاب ان پر سختی کرتے ہیں اور حضرت عتاب بڑے مغبوط ایمان اور مشکین پر بڑے سختی کرنے والے تھے، احباب ابن حجر میں بیان ہوا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عتاب کو مکہ کی امارت عطا فرمائی اور اس وقت آپ کی عمر بیس سال سے کچھ زیادہ تھی۔ اور حضرت عتاب مشکک پر بڑے سخت اور یمن کے ساتھ بڑے نرم تھے، اور آپ کہا کرتے تھے، حد کی قسم مجھے جس شخص کے متعلق معلوم ہو گیا کہ وہ اس سے نماز میں پیچھے رہ گیا ہے میں اسے قتل کر دوں گا اور بلاشبہ منافق ہی اس سے پیچھے رہتا ہے تو اہل مکہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ آپ نے اہل اللہ پر ایک اجد بد کو گورنر مقرر کر دیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طاقت اور اچھے نوجوان کی صفائی دیتے) انھیں جواب دیا، میں نے خواب دیکھا ہے کہ عتاب بن امیر نے جنت کے دروازے پر آ کر اس کی زنجیر پکڑ کر اسے کھٹکھٹایا تو اس کے لئے دروازہ کھل گیا اور اس میں داخل ہو گیا اور حضرت ابن عباس سے اللہ تعالیٰ کے قول داخل لی من لذلک سلطاناً لظہیراً کی تفسیر یہ بیان لی گئی ہے کہ اس سے مراد حضرت عتاب بن امیر ہیں۔

اور ابن ہشام بیان کرتے ہیں کہ مجھے زید بن اسلم سے روایت پہنچی ہے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عتب بن اسید کو مکہ کا گورنر مقرر کیا تو آپ ہر روز انہیں ایک درہم دیا کرتے تھے تو آپ نے ان لوگوں کو تقریر کرتے ہوئے کہا: "اللہ تعالیٰ اس کیلئے کو بھی بھوکا رکھے جو ایک درہم پڑے بھوکا رہتا ہے" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ مجھ تکین ہم دیتے ہیں بلکہ مجھے کسی کی احتیاج نہیں ہے۔

جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے — مدینہ واپس آنے سے قبل — حضرت عتب بن اسید کو امیر مکہ مقرر کیا۔ اور آپ مکہ کے حالات و ضروریات کا انتظام کرنے والے پہلے مسلمان امیر ہیں)

اسی طرح آپ نے حضرت معاذ بن جبل اور حضرت موسیٰ اشعری کو مکہ میں لوگوں کو قرآن سکھانے اور دین کے مسائل سمجھانے کے لئے اپنا جانشین مقرر کیا۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ کے بارے میں نوجوان امیر حضرت عتب بن اسید کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: "کیا آپ کو معلوم ہے کہ میں نے کن لوگوں پر آپ کو مقرر کیا ہے؟ حضرت عتب نے کہا: "اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں" آپ نے فرمایا میں نے آپ کو اہل اللہ پر امیر مقرر کیا ہے، میری طرف سے چار باتیں لوگوں کو پہنچا دو ایک بیع میں دوسو شرطیں کرنا مناسب نہیں اور نہ بیع، اور قرض درست ہے، اور زحمانی کے بغیر بیع درست ہے اور جو چیز تیرے پاس نہیں اس کا شائع نہ کھاؤ۔

سیرت کی کتابوں میں بیان ہوا ہے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ پہنچنے کی تاریخ

مدینہ واپس آتے ہوئے..... دونوں کی درمیان مسافت کو نو دن میں طے کیا۔ آپ ۸ رذو القدر ۵۸ھ کو مدینہ کے روز مکہ سے چلے اور اسی سیرت کی ۲۷ تاریخ کو سب کے روز مدینہ پہنچے۔

کہ ابواب المغایہ جلد ۲ صفحہ ۳۵۷ ۵۷ مغازی الواقری جلد ۳ صفحہ ۹۵۹ ۹۵۹ مغازی الواقری جلد ۲

ثقیف کا اسلام لانا

ثقیف کی بات، حنین کے فیصلہ کن معرکہ کی بات سے بڑا مضبوط تعلق رکھتی ہے۔ اور ثقیف (جیسا کہ قبل انیں اس بحث میں اس کے نسب کے متعلق بیان ہو چکا ہے) معرکہ حنین میں مسلمانوں کے خلاف حصہ لینے والی فوج کا اہم بازو تھے، کیونکہ اُس کے متعدد اہم قبائل ہیں جو سب کے سب اس ہوازن کی طرف منسوب ہوتے ہیں جس کی مکان ممالک ابن عوف نے حنین میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے خلاف کی تھی۔

اس لحاظ سے ثقیف ہوازنی فوج کے اہم بازو تھے جس نے حنین کی جنگ میں مسلمانوں کے خلاف حصہ لیا تھا اور عینیں اسلامی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکان میں ان پر حملہ کیا۔ اور انھیں طائف کے مضبوط قلعے میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔ اور جب آپ انھیں طائف کی فضیلتوں کے چھپے قلعوں میں پناہ آپ نے اس امید پر کہ وہ اطاعت اختیار کر لیں گے یا مسلمان طائف کے قلعوں میں داخل ہونے کی قدرت پالیں گے۔ ان کا محاصرہ کر لیا۔ لیکن ثقیفوں نے مسلمانوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو محسوس ہوا کہ ثقیف کے محاصرہ کا کوئی فائدہ نہیں تو آپ نے ان کا محاصرہ توڑ دیا۔ اور ان کی طرف آگے اور وہاں سے اس امید پر مدینہ آگئے کہ اللہ تعالیٰ ثقیف کو لاتے گا۔ اور وہ بڑا رعبت اسلام میں داخل ہوں گے اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ بعض صحابہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ جب آپ طائف کا محاصرہ چھوڑ دیتے تھے کہ ثقیف پر بد و عافرا میں تو آپ نے انکار کیا۔ اور اس کے برعکس اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا کہ وہ انہیں لاتے۔

اور ثقیف انہی بت پرستی سے وابستہ رہے اپنے کفر پر قائم رہے اور مالک بن عوف نصری جس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

ثقیف کا اپنے سرار کو اس کے مسلمان ہونے کے بعد تسل کرنا

اور آپ کے صحاب کے خلاف حنین کے فیصلہ کن معرکہ کمان کی تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے اُسے اسلام کی ہدایت سے سرفراز فرمایا۔ تو وہ اسلامی معاشرے کے ایک لیڈنگ حیثیت سے ثقیف پر مسلح حملوں کا انتظام کیا کرتا تھا، اگرچہ مالک بن عوف کے حملے بڑے سخت تھے مگر انہوں نے اسلام دشمن موقف پر کوئی اثر نہیں ڈالا کیونکہ ثقیف ایک بڑی قوت تھے جو متعدد متاسک قبائل سے متأسف تھے۔

مگر جب ثقیف کا سردار عروہ بن مسعود جرش سے واپس نہیں آیا، جہاں وہ بھاری جنگی سامان خریدنے اور اس کے بنانے اور اس سے کام لینے اور اُسے جوڑنے کی ٹریننگ حاصل کرتے گیا تھا۔ تو ثقیف کا موقف اسلام کے متعلق تبدیل ہونے لگا۔

اور عروہ بن مسعود، ثقیف کے عظیم اور دانشمند سادات میں سے تھا اور جس روز ہواز نے حنین میں مسلمانوں کے خلاف اپنی ناکام جنگ میں شہدیا، اس کا ثقیف کا سالار ہونا متوقع تھا، لیکن جب یہ معرکہ ہوا۔ عروہ اپنی قوم کے دیار میں موجود تھا کیونکہ ہوازن نے اُسے اپنے سادات کے وفد کا سربراہ بنا کر بھاری اسلحہ و مخفی آلات سنگباری اور ہتھیاروں کے خریدنے کے لئے جرش بھیجا تھا۔ عروہ بن مسعود اور اس کا فوجی وفد، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی فوجوں کے ساتھ فتح مکہ کے لئے چلنے سے قبل، جرش گیا تھا۔ یعنی حنین سے اس

لہ یا قوت نے اپنے معجم میں بیان کیا ہے کہ جرش دو جگہوں کا نام ہے وہ بیان کرتا ہے کہ جرش حنین کا ایک ٹوہ ہے لیکن آج یہ بیان نہیں کیا کہ وہاں مخفیتیں یا ٹھیکہ بنتے ہیں پھر کہتا ہے کہ جرش ایک عظیم شہر کا نام تھا۔ جو آج کل دیوان ہو چکا ہے) مجھے اس کے دیکھنے والوں نے بتایا ہے کہ وہ دیوان ہو چکا ہے اور وہاں پڑائے گزریں ہیں جہاں کی بڑی پرولت کرتے ہیں۔ وہ بیان کرتا ہے کہ اس کے درمیان نہر چلتی ہے جو اس وقت تک مستعد آباد چکریوں کو چلاتی ہے اور وہ دمشق کی عماری میں ارضی بلقا اور حوران میں جبل السواد کے مشرق میں واقع ہے جس میں کہتا ہوں جرش کے دیرانے اور رومی آثار اردن کی ہاشمی مملکت میں ابھی تک موجود ہیں اور اس کے آثار ملتے ہیں کہ وہاں ایک خوبصورت شہر تھا اور اسات کا یہی بہت احتمال ہے کہ عروہ بن مسعود اور اس کا وفد اسلحہ کی بھاری خریداری کیلئے آئے تھے۔

معرکہ سے تقریباً دو ماہ قبل یمن میں ہوازن نے شکست کھائی۔

عروہ بن مسعود اس کا عربی وفد تقریباً تین ماہ جرش میں ٹھہرا رہا۔ اس دوران میں وفد نے بھاری اسلحہ کے بنانے کی ٹریننگ حاصل کی، اس لئے کہ ثقیف کے سردار عروہ بن مسعود جرش سے اس بھاری اسلحہ کے ساتھ اس وقت واپس آیا۔ جب حنین کا معرکہ ختم ہو چکا تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم طائف کا محاصرہ چھوڑ چکے تھے۔

عروہ بن مسعود بڑا دانش مند دانا اور تیرنہم آدمی تھا اور جب وہ جرش سے واپس لےبیرت سے جزیرہ عرب میں اسلام اور بت پرستی کے درمیان جو کشمکش ہو رہی تھی اور جو کچھ ہو چکی تھی اس کا جائزہ لیا تو اس نے محسوس کیا کہ شرک اور بت پرستی میں بڑی ہمت پیدا ہو گئی ہے اور ہوازن ایک زبردست بت پرست قوت تھے جو جزیرہ عرب میں مسلمانوں کا سامنا کر سکتے تھے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کے جن جاننازوں نے معرکہ حنین میں حصہ لیا ان کی تعداد بیس ہزار تھی اور کسی بت پرست محاذ نے اسلام اور بت پرستی کے درمیان ہونیوالی کشمکش میں اس سے قبل تمام جزیرہ عرب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کرنے کیلئے اتنی تعداد اکٹھی نہیں کی۔

اس سے اور اندھ کی توفیق سے عروہ بن مسعود نے محسوس کر لیا کہ لامحالہ اسلام غالب آئے گا۔ اور تھوڑے ہی وقت میں تمام جزیرہ عرب اسلام کے زیر نگیں آجائے گا اس لئے ثقیف کے سردار نے اپنے دل میں ہر فنادر عنایت حلقہ بگوش ہونے کا عزم کر لیا۔ عروہ بن مسعود کی آمد شہر کے آخر میں ہوئی اور وہ اس بھاری اسلحہ کو جوڑنے لگا جسے وہ اپنی قوم کیلئے جرش اردن سے لایا تھا۔ اور اس نے یہ کام اس امانت کی ادائیگی کیلئے کیا جس پر اس کی قوم نے اُسے اس وقت امین بنا یا جب انہوں نے اُسے اسلحہ خریدنے کیلئے اردن بھیجا تھا اور وہ اپنی مشرک قوم کو اسلحہ سپرد کرنے اور اُسے حلقہ بگوش اسلام ہونے کے عزم سے نہیں روکا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس

دین کے نور کو اس کے دل میں جاگزیں کر دیا تھا، اس لئے (بغیر کسی سے مشورہ کئے) اس نے مدینہ جانے کیلئے طائف کو خیر باد کہا تاکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے اسلام کا اعلان کرے۔

اور جب عروہ، مدینہ پہنچا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خوش آمدید کہا اور آپ اس سے پہلے بھی آشنا ساتھ تھے، کیونکہ وہ حدیبیہ کے روز آپ سے اسوت ملا تھا جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی قوم کے جسمیان حدیبیہ کا بحران بہت سنگین صورت اختیار کر گیا تھا اور عروہ بن مسعود نے۔ قریش کا حلیف ہونے کے باوجود، قریش کو اس وقت ان کے عناد کے انجام سے انتباہ کیا تھا جب انہوں نے مسلمانوں کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا تھا حالانکہ وہ لڑنے نہیں بلکہ عمرہ کرنے آئے تھے۔ اور اسے امید تھی کہ اس دن کی سرکشی اور ڈینگوں کے نتیجہ میں غنقریب قریش پر سخت مصیبت نازل ہوگئی پھر وہ انہیں چھوڑ کر اپنے علاقے کی طرف واپس آگیا۔ اور عقلمندوں نے عروہ بن مسعود کے اس تصرف کو اس کی دانش مندی اور قدامت بینی کی دلیل سمجھا ہے۔

اور جب عروہ بن مسعود نے اسلام قبول کر لیا اور حق کی شہادت دی تو اس نے طائف واپس جا کر اپنی قوم ثقیف کو دعوتِ اسلام دینے کا فیصلہ کیا۔ اور اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس امر کی اجازت طلب کی تو آپ نے اسے انتباہ کیا کہ اس کی قوم اُسے قتل کرے گی اور عروہ نے کہا: یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اپنی قوم کو جا کر دعوتِ اسلام فذل اور متم سجد امیں نے اس دین کی مانند کوئی راستہ نہیں دیکھا اور میں اچھا آنے والا ہوں۔ اور میری طرح کوئی آنے والا اپنی قوم کے پاس مجھ سے بہتر چیز نہیں لایا۔ اور یا رسول اللہ میں نے بہت سے معرکوں میں سبقت کی ہے اور عروہ بن مسعود اپنی بلند حوصلگی، نازم اخلاقی اور شرافت کی وجہ سے بالفعل اپنی قوم میں ایک

عزہ حنین

مطالع اور محبوب سرفراز تھا۔ اندھا سامیہ تھی کہ جب وہ انھیں دعوتِ اسلام دے گا تو وہ
کے سب سے پہلے قبول کر لیں گے۔

مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان سنگدل اور کرسٹ ثقفی مشرکوں کی
کو دفعہ آزاد چکے تھے... ایک دفعہ اس وقت جب آپ کے چچا ابوطالب کی وفات
بعد مکہ میں آپ پر سخت آزارش کے دن تھے اندھا آپ ان کے پاس گئے تھے تو ثقیف
آپ کی جہان نوازی اور عزت کرنے کی بجائے بے وقوفوں اور غلاموں کو آپ کے
برہنہ کر دیا۔ یہاں تک کہ انھوں نے طلحہ کے کوچوں میں آپ پر حملہ کر دیا اور آپ پر
کی، جس سے مجبور ہو کر اپنے طائف کے چھوٹے گاؤں تک نکلے آجائیں، جہاں پر مدینہ
اور سخت آزارش کا درد دور تھا۔

اور دوسری دفعہ اس وقت، جب حنین سے ان کی شکست خوردہ فوجیں دا
آئیں اور اس کے بعد آپ نے ان کا محاصرہ کر لیا تو انہوں نے آپ کا سخت مقابلہ
بڑی عداوت کا مظاہرہ کیا، اس لئے جب عروہ بن مسعود نے رسول کریم صلی اللہ علیہ
سے اجازت مانگی کہ وہ اپنی قوم کے پاس جا کر انھیں دعوتِ اسلام دے گا اور
پاس جانے پر امر کر لیا تو اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ تجھے
کرینگے، آپ نے یہ بات تین بار فرمائی، لیکن عروہ نے ان کے پاس جانے کے
بار بار اجازت طلب کی۔ (اپنی قوم کی محبت پر اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے) اس
بار رسول اللہ میں انھیں اپنے پلوں سے لڑکوں سے بھی زیادہ محبوب ہونے یا رسول
اگر وہ مجھے سب سے پہلے اپنا میں تو مجھے بیدار نہ کریں، اس موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ
نے اسے فرمایا اگر آپ جانا چاہتے ہیں تو چلے جائیں پس وہ طائف کی طرف گیا اور
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے متباہ کیا تھا وہی ہوئی اور اس کی قوم کے
نے اسے قتل کر دیا، حالانکہ وہ انھیں دعوتِ اسلام سے رہا تھا۔

اور ابھی پانچ دن نہیں گزرے تھے کہ عروہ طائف پہنچ گیا۔ اور جب ثقیف کا سردار اپنے شہر پہنچا تو ثقیف اس کی جسبت سے واقف تھے، انھوں نے اس پر عیب لگایا اور وہ ہر طائف آنے والے پر اس کا عیب لگاتے تھے اور ابھی انہیں اس کے اسلام قبول کرنے کا علم نہیں ہوا تھا)

اور وہ بات یہ تھی کہ سفر سے طائف آنے والا آدمی ان کے بڑے بت ولات کی تقدیس کرے اور اس کے حضور فرائض عبادت ادا کرے اور اس دختر عروہ نے اس بت سے تجاہل اختیار کیا کیونکہ وہ ایک موحد مسلمان پیکر ہے۔ وہ اس بت کی اپنے دل میں کوئی جگہ نہ پاتا۔ تھا، پس وہ جلدی سے اپنے گھر گیا اور اس کے بعد اس کی قوم کے ایمان، حقیقت حال کی دریافت کیلئے اس کے پاس آنے اور انھوں نے اسے مشرکانہ تو اس نے سپر انھیں ملامت کی اور پھر انھیں دعوت اسلام دی جس کے نتیجے میں وہ قتل ہو گیا اور اس نے اپنے گھر میں نماز کے لئے اذان دیتے ہوئے شہادت پائی۔ اگر مرنے سے قبل عروہ نے خود نیزی سے بچنے اور خانہ جنگی کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کیلئے اپنے قاتل کو اپنا خوف معاف نہ کر دیا تو قربت تھا کہ عروہ بن مسعود کا قتل، ثقیف کے قبائل کو تباہ کن خانہ جنگی تک پہنچا دیتا۔ جبکہ عروہ کے قبائل نے گمراہ بندی کر لی تھی اور اس کا بدلہ لینے کے لئے تیار ہو چکے تھے پس عروہ کی زندگی اور موت بہترین تھی۔

ابہم امام قادسی سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مغازی کا شہر ترین نولف ہے۔ عروہ بن مسعود کے اسلام کا واقعہ سنتے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل طائف کا محاصرہ کیا۔ اس وقت عروہ بن مسعود، جرش میں منہجیوں اور متنبوں کا کام سیکر رہا تھا اور جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم چلے گئے تو عروہ بھی طائف واپس آ گیا اور اس نے سنگباری کے آلات اور ٹینک بنائے۔ اور اس کے لئے تیاری کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں اسلام کی محبت ڈالی

اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ آ کر مسلمان ہو گیا۔ پھر کہنے لگا "یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے۔ میں اپنی قوم کے پاس جا کر انھیں دعوتِ اسلام دوں۔ قسم بخدا میں نے اس دین کی مانند کوئی راستہ نہیں دیکھا۔ میں اپنی قوم اور اپنے دوستوں کے پاس بہترین آنے والا ہوں گا اور میری طرح کبھی کوئی آنے والا اپنی قوم کے پاس مجھ جیسی چیز نہیں لایا۔ اور یا رسول اللہ! میں نے بہت سے معرکوں میں سبقت کی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ تجھ سے جنگ کریں گے، اس نے کہا "یا رسول اللہ! میں انھیں اپنے پلوٹھے لڑکوں سے بھی زیادہ محبوب ہوں پھر اس نے آپ سے دوبارہ اجازت طلب کی تو آپ نے اپنی پہلی بات کو دہرایا۔ اور فرمایا وہ تجھ سے جنگ کریں گے اس نے کہا یا رسول اگر وہ مجھے سوتا ہوا یا میں تو مجھے میدانہ نکریں پھر اس نے آپ سے تیسری بار اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا اگر آپ جانا چاہتے ہیں تو چلے جاتیے، پس وہ اس کے گھر آئے اور انھوں نے اُسے مشرکاً سلام کہا تو سب سے پہلے اس نے ان کو مشرکاً سلام پر ملامت کی۔ اور کہا تمہیں اہل جنت کا سلام کہنا چاہئے پھر اس نے انھیں دعوتِ اسلام دی اور کہا اے میری قوم کیا تم مجھے متہم کرتے ہو؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں تم سے بہترین نسب والا اور زیادہ مال والا اور زیادہ چمکے دار ہوں؟ مجھے صرف اس بات نے اسلام پر آمادہ کیا ہے کہ وہ چھوڑنے والی بات جہنم میرے مشورے کو قبول کرے اور میری نافرمانی نہ کرے اور تم بخدا جو چیز میں آپ کے پاس لیکر آیا ہوں اس سے بہتر چیز کوئی آنے والا اپنی قوم کے پاس نہیں لایا۔ تو انہوں نے اسپر ہمت لگائی اور اُسے دھمکے باز سمجھا اور کہنے لگا۔ لات کی قسم، جب تو نے لات کی قربانی نہیں دی۔ اور نہ تو نے اس کے پاس سرفندایا ہے تو ہمارے دلوں میں اس وقت شک پڑ گیا تھا کہ تو صوابی ہو گیا ہے، پس انھوں نے اُسے اذیت دی اور اُس نے ان کے مقابلے میں بردباری اختیار کی۔ اور وہ اس کے پاس مشورہ کرتے ہوئے چلے گئے کہ انھیں اس کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہئے

اور جب فجر طلوع ہوئی تو اس نے اپنے بالاخلانے سے سجا سکا اور نماز کی اذان دی تو اس کے قبیلے کے احلاف میں سے ایک آدمی نے جیسے دہب بن جابر کہتے تھے، اسے تیر مارا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ بنی مالک کے اوس بن عوف نے اسے تیر مارا تھا، اور ہمارے نزدیک یہ زیادہ صحیح ہے۔ اور عرفہ بھی احلاف کا ایک جوان تھا پس وہ تیر اس کے ہاتھ کی شربا پر لگا۔ اور اس کا تخت بند نہ ہوا۔ اور اس کی قوم نے اسکو جمع کیا۔ اور دوسروں نے بھی جمع کیا۔ اور حیش بندی کی۔ اور جب عروہ نے اس کا ردائی کو دیکھا تو کہا "تو میرے بے ہیں آپس میں جنگ نہ کرنا، میں نے اپنا خون، قاتل کو بخش دیا ہے تاکہ تمہارے ورمیان صلے رہے۔ اور یہ ایک شرف ہے جس سے اللہ نے مجھے سرفراز فرمایا ہے بی شہادت ہے جسے اللہ میرے پاس لے آیا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اور انھوں نے مجھے تمہارے بارے میں خبر دی تھی کہ تم مجھے قتل کر دے گے، پھر اس نے اپنے قبیلے سے کہا "مجھے ان شہداء کے ساتھ دفن کرنا جو آپ کے تمہارے پاس جانے سے قبل آپ کے ساتھ ماسے گئے تھے، راوی بیان کرتا ہے کہ انھوں نے اُسے ان کے ساتھ دفن کر دیا۔ رسول کریم صلی علیہ وسلم کو اس کے قتل ہونے کی اطلاع ملی تو فرمایا۔ "عروہ کی مثال، صاحب یاسین کی ہی ہے جس نے اپنی قوم کو اللہ عز ووجل کی طرف دعوت دی تو انھوں نے اسے قتل کر دیا۔

جب عروہ قتل ہو گیا تو اس کے بیٹے ابو ملیح بن عروہ بن مسعود اور اس کے بھتیجے قاریب بن اسود بن مسعود نے اہل طائف سے کہا، "تم نے عروہ کو قتل کیا ہے ہم کبھی تمہارے ساتھ اتفاق نہیں کریں گے۔ پھر دونوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر لے کر بن اسود بن مسعود بن حنیب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سوید بن عوف بن لقیف ثقفی، عروہ بن مسعود اور عروہ بن مسعود کے احلاف کا طبردار تھا، اور لقیف کے سادات میں سے تھا، اور رواہ حدیث ہے اسے رحم اللہ علیہ اہل حدیث روایت کی ہے میرے دو بزرگساز موجود ہیں آپس میں اسکا تاریخ وقاتلہ نظر نہیں آتی۔

مسلمان ہو گئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں سے فرمایا جس سے چاہو دوستی کر لو
انہوں نے کہا ہم اللہ اور اس کے رسول سے دوستی کرتے ہیں حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا، ابو سفیان بن حرب بھٹکارا ماموں ہے، اس سے معاہدہ کر لو تو انہوں نے ایسے ہی کیا
اور یہ دونوں مغیرہ بن شعبہ کے ہاں اترے اور مدینہ میں اقامت اختیار کر لی۔ یہاں کوہِ نض
لسلہ میں ثقیف کا وفد آیا۔

اور ثقیف کے اپنے مسلم سردار عروہ
تمام ثقیف کا اسلام میں داخل ہوا | بن مسعود کے قتل کے گھناؤنے جرم

اور عربوں کے درمیان قاتلانہ علیحدگی کو محسوس کرنے کے بعد، ان کے ایک دانش سردار
عمرو بن امیہ کو جو بنی ملاح کا ایک آدمی تھا پتہ چلا کہ ثقیف کو بڑے بڑے خطرات کا سامنا ہے
انہوں نے اپنے ارد گرد کے قبائل کے نمود پر اسلام قبول نہ کیا تو ہو سکتا ہے کہ ثقیف ہلاک
ہو جائیں جو ان قبائل کے درمیان اپنے شرک پر قائم ہوئے کی وجہ سے مکمل علیحدگی کی حالت
میں ہیں اور جو قبائل جہاں بھی انہیں پائیں گے ان پر حملہ کر دینگے اور ان قبائل میں ہوازن کا
سردار اور ان کا سابق بادشاہ مالک بن عوف نصری جو حنین میں مسلمانوں کے خلاف مشرک
نوجوں کا سالار تھا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ واپس جانے سے بتوں سلمان
ہو گیا تھا، یہی مثال ہو گا۔ اور یہ عمرو بن امیہ ثقیف کے دوسرے سردار عبید اللہ سے تعلقاً

سہ عبد اللہ بن عمر ثقفی، یہ ثقیف کے بنی مالک کے سلوات میں سے تھا اور جو وفد ثقیف کے
اسلام کی اطلاع لیکر مدینہ گیا تھا۔ اس کے سربراہ تھا۔ اسد الغابہ میں ہے کہ ثقیف نے اس امیلے
کو مدینہ بھیجا جاہا۔ لیکن یہ جانے سے باز رہا۔ اور اس بات سے خوف زدہ ہو گیا کہ میں وہ
اس کے ساتھ بھی یہی سلوک ذکریں جو انہوں نے عروہ بن مسعود سے کیا تھا تو انہوں نے اس کے
ساتھ پانچ آدمیوں کو بھیجا اور وہ یہ تھے عثمان بن ابوامامی اس بن موت لیر بن نوث۔ الحکم بن عمرو
اور شریح بن عثمان بن سلمہ ایسے یہ مسلمان ہو گئے۔ اور بہت اچھے سلمان ہوئے اور اپنی قوم کے پاس
واپس آئے تو وہ بھی سب مسلمان ہو گئے۔

قطع کئے ہوئے تھا۔ اور اس سے ناراض رہتا تھا۔ لیکن عروتے اپنے اور عبد یاسیل کے درمیان جو ناراضگی باقی باقی تھی اسے بھلا دیا اور اسے پیغام بھیجا کہ وہ اس کے ساتھ ثقیف کی نادر پوزیشن کے متعلق ٹینگ کرنا چاہتا ہے، جو اسلام کے پھیلنے اور ثقیف کے اور گروہ رہنے والے قبائل کے کینسے باعث بیدار ہو گئی ہے۔

اور عبد یاسیل نے عمرو بن اسید کو جواب دیا اور وہ ایک دوسرے سے ملے اور اس نے عبد یاسیل کو ثقیف کی نازک پوزیشن کے متعلق وضاحت سے بتایا۔ نیز یہ بھی کہا کہ اس انجمن سے نکلنے کا ایک ہی حل ہے، اور وہ یکہ ثقیف اسلام میں داخل ہو جائے اور عبد یاسیل نے اس کی اس تجویز کے ساتھ اتفاق کیا۔ اور دونوں طاقت میں ایک عام ٹینگ ملائی جس میں ثقیف کے مرکزہ اور سردار لوگ جمع ہوئے بن میں عمرو بن امیہ نے کھڑے ہو کر ایک تقریر کی جس میں ان کے سامنے ثقیف کی نازک پوزیشن کو واضح کیا۔ اور انہوں نے تقریر کی اس رائے سے اتفاق کیا کہ ثقیف کیلئے اب ہی ایک سبیل ہے کہ وہ مدینہ میں اپنا ایک وفد بھیجے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ثقیف کے مسلمان ہونے کا اعلان کرے اور تاریخ کی بنیاد ہی کتب میں بیان ہوا ہے کہ نبی علیہ السلام کا عمرو بن اسید باہمی ناراضگی کی وجہ سے عبد یاسیل سے تعلقات منقطع کئے ہوئے تھا۔ اور عمرو کا بہت دلنشین آدمی تھا۔ وہ عبد یاسیل کے گھر چلا گیا، پھر اس نے عبد یاسیل کو پیغام بھیجا کہ میرے پاس آؤ، مورخین بیان کرتے ہیں کہ عبد یاسیل نطیجی سے کہا، تیرا برا ہوا گیا عمرو نے تجھے میرے پاس بھیجا ہے ۹

اس نے جواب دیا۔ ”ہاں! اور وہ تیرے گھر میں کھڑا ہے اور عبد یاسیل کے ساتھ صلح کو پسند کرتا تھا۔ اور اس کے آنے کو ناپسند کرتا تھا۔ عبد یاسیل نے کہا یہ ایک ایسی بات ہے ہے کہ جس کے بارے میں میں عروتے کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتا۔ اور وہ ایسی بات سے بہت اجتناب کرنے والا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بُری بات نمودار ہوئی ہے۔

اور وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ہے، پھر عبد یلیل عمرو کے پاس گیا۔ اور جب اس نے دیکھا تو اسے خوش آمدید کہا اور عمر کہنے لگا، تم پر ایک ایسی معیبت نازل ہوتی ہے جس کی موجودگی میں مقابلہ نہیں رہ سکتا اور وہ معیبت جیسے کہ تم دیکھ رہے ہو اس شخص یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہے اور تمام عرب مسلمان ہو چکے ہیں اور تمہیں ان کے ساتھ جنگ کرنے کی طاقت نہیں ہے اور ہم اپنے اس قلعے میں ٹھہرے رہیں گے جبکہ ہمارے گرد کے لوگ متاثر ہو رہے ہیں اور جو شخص ہمارے اس قلعے سے ایک بالشت بھی باہر نکلتا ہے ہم اس کے بارے میں مامون نہیں ہیں پس تم اپنے حلقے کے باہر سے غزوة عمرو عبد یلیل نے عمرو سے کہا، خدا کی قسم جو کچھ تو نے دیکھا ہے، میں نے وہی دیکھا ہے اور میرا رائے سے بڑھ کر رائے پیش کرنے کی سکت نہیں رکھتا، اور دانائی اور مشورہ میرے ہاتھوں میں ہے۔

مورحین بیان کرتے ہیں کہ اس نے ثقیف کے زعماد کو ایک امام کانفرنس میں بلوایا جس میں ثقیفی موام بھی شامل ہوتے اور انہوں نے آپس میں مشورہ کیا اور ایک دوسرے سے کہنے لگے، کیا ہمیں معلوم نہیں کہ تمہارا کوئی راستہ بھی پرامن نہیں اور جو کوئی تم میں سے باہر نکلتا ہے وہی کٹ جاتا ہے، پس تم آپس میں مشورہ کرو اور آخر کار اسلام میں داخل ہونے پر اتفاق رائے ہو گیا۔

اور اس اتفاق کے بعد کہ اسلام قبول کئے بغیر، ثقیف کیلئے اس الجھن سے نجات پانے کا اور کوئی حل نہیں، ثقیف نے فیصلہ کیا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک خاص ایچی بھیجا جائے۔ جو آپ کے ساتھ ثقیف کے دخول اسلام کے بارے میں مذاکرہ کرے۔ پس انہوں نے اس کام کا عبد یلیل کو نامزد بنا یا اور اس وقت وہ عہدہ بن عمرو

کے مرتبہ کا آدمی تھا اور اسی کام عمر تھا، اور یہ عبد یابیل وہ شخص ہے جو حضرت خدیجہؓ اور ابوطالب کی وفات کے بعد قریش نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سختیاں کرنا شروع کر دیں اور آپ ثقیف کے پاس پناہ لینے آئے تو اس نے آپ کے ساتھ برا سلوک کیا تھا۔

اور عبد یابیل نے ایچی بن کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کے بارے میں ثقیف سے معذرت کی اور یہ معذرت اس خوف کی وجہ سے تھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے بدسلوکی کا انتقام لیں گے، ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا وہ خود تمام عرب و عجم اس بات سے واقف ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی سے اپنا انتقام نہیں لیتے۔ اور آپ کے اخلاق میں یہ بات شامل ہے کہ آپ بدسلوکی کے مقابلہ میں احسان کرتے ہیں، لیکن عبد یابیل کا اپنی قوم - ثقیف سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک اس کے اسلام کی خبر پہنچانے سے معذرت کرنا اس وجہ سے تھا کہ عبد یابیل اپنی قوم کی بد اخلاقی اور غمناک ریزی کی جرات اور قلابازی سے واقف تھا، اور وہ ثقیف کے محبوب ترین آدمی عروہ بن مسعود کے واقف سے عبرت حاصل کر چکا تھا۔ حالانکہ اس نے انھیں منشر دعوت اسلام دی تھی اور انھوں نے اسے قتل کر دیا تھا۔

اسے ڈر تھا کہ اگر اس نے اس کام کا بیڑا اٹھا لیا تو اس کا انجام عروہ بن مسعود جیسا ہوگا۔ اور اس بات کا بہت امکان ہے کہ اگر اس نے مدینہ سے واپس آکر دعوت اسلام دی تو وہ اُسے قتل کر دیں گے۔ اس لئے اس نے ثقیف کا لٹھی بن کر حضرت نبی کریم کے پاس جانے سے معذرت کر دی۔ لیکن جب عبد یابیل نے اپنی قوم کے اصرار کو دیکھا کہ وہی ان کا نامیہ بن کر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتے تو اس نے اس بات سے اتفاق کر لیا، لیکن یہ شرط لگائی کہ وہ ثقیف کے ہر قبیلے کا ایک آدمی اس کے ساتھ بھیجیں، پس ثقیف قبائل نے عبد یابیل کی اس تجویز سے اتفاق کر لیا اور ثقیف کے دونوں بڑے قبیلوں (احلاف اور نبی ماکہ) میں سے ہر ایک نے حضرت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہنچ جانے والے وفد میں رہنا اپنا سناؤ یہ بھیجا، یہ وفد اہل ادریشی مالک کے تین آدمیوں پر مشتمل تھا ان کا سربراہ عبد یاسیل بن عمرو تھا۔ جو نبی مالک میں سے تھا۔

اور عبد یاسیل کا ثقیف تمام قبائل کو جو اس کے دوڑے بازوں (اہل ادریشی مالک) میں سمجھاتے تھے۔ مدینہ جانے والے وفد میں شامل کرنے کا مقصد یہ تھا کہ مدینہ سے طاقت طلبی پر اگر وہ اُسے گزند پہنچانا چاہیں تو وفد کا ہر آدمی اپنے قبیلے کو عبد یاسیل کو گزند پہنچانے سے روکے اور اس نے ان کی نیابت کرتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اسلام پر معیت کی۔

اس طرح طے پایا کہ ثقیف اپنے وفد کو یاسیل کی سربراہی میں بھیجے جسے وہ اسکی (حمت طبیعت کی وجہ سے) قوم کی کھلی کہتے تھے اور اس کے آفر میں وفد طائف سے مدینہ کیلئے روانہ ہوا۔ اور مدینہ پہنچ گیا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا اور آپ کو ثقیف کے اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خوش آمدید کہا۔ اور مسلمانوں کو بھی ثقیف کے اسلام میں داخل ہونے کی خوشی ہوئی، کیونکہ ثقیف ایک عظیم قبیلہ تھا۔ جو بڑی قوت و شہرت رکھتا تھا اور یہ جزیرہ عرب کی آخری مسلح قوت تھی جو مسلمانوں سے ٹکرا سکتی تھی اور ثقیف سے اسلام میں داخل ہوجانے سے تمام منطقہ حجاز میں شرک اور بت پرستی کا کوئی نشانہ باقی نہ رہا۔

واقعی اور ابن اسحق بیان کرتے ہیں کہ — ثقیف نے، مدینہ کی طرف حروہ کی طرح ایک آدمی بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ اور انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور اس بات سے ڈر گیا کہ اگر وہ مسلمان ہو کر انہی قوم کے پاس واپس آیا تو وہ اس کے ساتھ وہی سلوک کریں گے جو انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے واپس آنے پر حروہ کے ساتھ کیا تھا اس نے کہا جب تک تم میرے ساتھ آدمی نہ بھیجو، میں یہ کام کرنے کا نہیں،

تو انہوں نے اس کے ساتھ اعلان کے دو اور بی مالک کے تین آدمی بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ اور وہ چھ آدمی ہو گئے، پس انہوں نے عبد یلیل کے ساتھ حکم بن عمرو بن وہب بن مسیبؓ اور حذیل بن عیلام بن سلم بن مسیبؓ کو بھیجا، اور یہ عہدہ کے قبیلے میں سے تھے۔ نیز انہوں نے بز مالک سے عثمان بن ابی العاصؓ اور بن عرف اور یزید بن خزفہؓ کو بھیجا، اور بن کاتول ہے کہ وہ اس سے

اسلامناہی معرفتاً لہما یہ میں ہے کہ حکم بن عمرو بن مسیبؓ اس وفد کے ممبروں میں سے ایک تھا، جو سید یلیل کے ساتھ تہیت کے اسلام کی خبر لے کر آئے تھے اور یہ اعلان میں سے تھا، میں کہتا ہوں تہیت و قبیلے ہیں اعلان اور بز مالک، اعلان، عرف بن تہیف کی اولاد میں اور یہ ان میں سے تھا اور معتب جو ہے ابن مالک ابن کعب بن عمرو بن سعد بن عرف بن تہیف ہے

معاذؓ کے سرانجام کے ماہر کہتے ہیں کہ وہ شرجیل بن عیلام بن سلمؓ بن مسیبؓ بن مالک بن عمرو بن سعد بن عرف بن تہیف تھے جو اسلام لائے اور بہت اچھے مسلمان ہوئے، طائف میں اترے اور یہ رداۃ حدیث میں سے تھے انہوں نے دعوت لگا ہے کہ آپ اپنی نماز کے دونوں سجدوں کے درمیان استغفار کیا کرتے تھے اور آپ ان پانچ آدمیوں میں سے ایک تھے جنہیں تہیت نے عبد یلیل کے ساتھ اپنے اسلام کی اطلاع دے کر بھیجا تھا، انہیں اور ان کے باکپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل تھی، اسے ابن شہابؓ نے بیان کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ ان کی وفات ۶۰ھ میں ہوئی۔ اسے ابن ابراہیم اور موسیٰ نے روایت کیا ہے۔

سید عثمان بن ابو العاص بن بشر بن دھمان بن عبد اللہ بن ہمام بن ابان بن سہار بن مالک بن حلیط بن غنیم بن تہیف، ان کی کنیت ابو عبد اللہ تھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں طائف کا گورنر بنایا۔ اسلامناہی میں ہے کہ عثمان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے دو سال تک طائف کے گورنر رہے۔ اور حضرت عمرؓ نے انہیں ۵۰ھ میں مہمان اور بحرین کا گورنر بنایا پس وہ خود تو عمان چلے گئے اور اپنے بھائی حکم کو بحرین بھیج دیا۔ اور انہوں نے توجہ اور اس کے شہر کو فتح کیا۔ اور اس کے بادشاہ شہرک کو ۱۲ھ میں قتل کر دیا (باقی حاشیہ صفحہ ۳۲۴ پر)

زیادہ آدمی تھے جن میں سفیان بن عبد اللہ بھی تھا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲۲) عثمان راہ خدا میں بہت جہاد کرنے والے تھے، آپ کربوں میں جہاد کرتے اور مرویاں توجیح میں گزارتے، اور طائف میں ان کی بڑی عزت تھی اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فدا سے کہ بدر جب جزیرہ عرب ارتداد سے مضطرب ہو گیا تو عثمان بن ابوالاعصیٰ نے مشکیں کے خلاف سخت موقف اختیار کیا اور اہل طائف کو امتداد اختیار کرنے سے روکا اور آپ ایک شریف اور مطاع سردار تھے پس وہ جلدی سے ان کے پاس آگئے اور طائف میں ارتداد کا کافی واقعہ نہ ہوا۔ اولیٰ ان مشاہیر صحابہ میں سے تھے جن سے اصحاب السنن نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کی ہے اور ابن جریر نے بھی آپ سے روایت کی ہے اور عثمان نے لہجہ میں سکوت اختیار کیا تھی۔ لہذا ابن اثیر، اسد الغابہ میں بیان کرتے ہیں کہ ان کا نام اوس بن سعد بن زید تھا کہ اوس بن عرف تھا اور یہی حاکم میں سے تھے اور ابن سعد طبقات الکبریٰ میں بیان کرتے ہیں کہ اوس بن سعد بن زید مذکورہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے طائف میں رہائش اختیار کر لی تھی اور آپ تقیف کے وفد میں شامل تھے اور آپ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ آپ کے مفصل حوالہ اسد الغابہ جلد ۱ ص ۱۳۲، ص ۱۳۳ پر دیکھئے

۵ ابن اثیر بیان کرتے ہیں کہ آپ نمیر بن غرشد بن ربیع ثقفی تھے، آپ بلعام بن کوہ میں ان کے حلیف تھے اور ان سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نجد میں پایا تو لوگ ہماری آمد سے خوش ہوئے۔

۶ سفیان بن عبد اللہ بن ابی ربیع بن مالک بن حلیط بن جشم بن ثقیف، آپ ان وفد صحابہ میں سے تھے جن حضرات عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم نے حضرت عمر نے عثمان بن الاعصیٰ کے ہمراہیں طائف کا امیر بنایا۔ بہت سے لوگوں نے ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت کی ہے۔ جن میں انکاشا عبد اللہ، عہد بن زبیر نے وہ مشہور تہمتی حدیث روایت کی ہے، جس میں سفیان بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی بات بتائیے جس کے متعلق آپ کے بعد کسی سے زیادہ چھوٹا آپ نے فرمایا کہ میں اللہ عزوجل پر ایمان لایا پھر اس تعامت اختیار

مومنین بیان کرتے ہیں کہ عبدالمیل انہیں لے کر چلا اور وہ ان کا امیر تھا، لیکن وہ چاہتا تھا کہ مرادی اپنے قبیلے کو زرم کرے لہ

ثقیف کا وفد، مدینہ منورہ جانے کے ارادے سے شمال مغرب کی جانب گیا تاکہ ثقیف کے فیصلے کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاتے جو ثقیف کے شرک سے نکلنے اور اسلام میں داخل ہونے کو متعین تھا اور یہ علامات نبوت میں سے ایک علامت ہے اور تقریباً ایک سال قبل جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حنین کے نیشنل گن معرکے کے بعد طائف میں ثقیف کے محاصرے کو نظر رکھتے تھے تو بعض صحابہ نے آپ سے مطالبہ کیا کہ آپ ثقیف کی ہلاکت کی بددعا کریں تو سیدالرحماء نے اس بات کو قبول نہ کیا، اور بددعا کی بجائے ان کے لئے دعا کی اور فرمایا اے اللہ ثقیف کو ہدایت دے اور انہیں سلام میں لاء اور یہ دیکھتے یہ وہ ثقیف جو اپنی مرضی اور خوشی سے اس آدمی کی سرکردگی میں جو بڑا متکبر اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی عداوت رکھنے والا اور آپ سے اور آپ کے سچے دین کے ساتھ مذاق کرنے والا تھا (ایک بڑے نمائندہ وفد میں) مدینہ آ رہا ہے، جس نے آغازاً اسلام میں جب آپ مشرکین مکہ کے خلاف ثقیف کی مدد حاصل کرنے گئے تھے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمغہ کرشمہ ہوئے کہا، اگر آپ کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے تو آپ کعبہ کے کپڑے نوچ لیں، اور اس کے بجائے مسعود بن عمرو نے آپ سے کہا

”کیا اللہ تعالیٰ کو سمجھنے کے لئے آپ کے سوا کوئی اور آدمی نہیں ملا؟“ اور اس کے دوسرے

بھائی حبیب بن عمرو نے آپ سے کہا۔

”اگر آپ کے بقول آپ اللہ کے رسول ہیں تو میں کبھی آپ سے بات نہیں کر سکتا گا۔ اور اگر میں آپ کی بات کا جواب دوں تو آپ اس سے بھی زیادہ خطرناک ہوں گے اور اگر آپ اللہ تعالیٰ پر اترا کرتے ہیں تو مجھے آپ سے گفتگو نہیں کرنی چاہیے۔ عبدالمیل اور اس کے

دُذ کے ممبران، بغیر اس کے کسی مسلمان کو اس کا علم ہو، طائف سے مدینہ کی طرف
چلتے چلتے مدینہ کے نواح میں۔ دادی تناہ میں پہنچ گئے اور سب سے پہلے
جس شخص کو ان کے متعلق علم ہوا کہ وہ ثقیف کے اسلام کے اعلان کیلئے آئے
ہیں وہ ثقیف کے احلاف کا ایک آدمی جس کا نام مغیرہ بن شعبہ تھا محمد اسلام میں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے سابق الما دلفن اصحاب میں سے تھا۔

اور مغیرہ نے دُذ کے آدمیوں کو پہچان لیا۔ اور ایک ایک کی چھان بین کی کیونکہ وہ
وہ سب اس کے شہر کے آدمی تھے۔ اور وہ اپنی عمر کا ایک حصہ ان کے ساتھ رہا تھا اور جب مغیرہ
نے ان کو پہچان لیا۔ اور سمجھ لیا کہ وہ ثقیف کے اعلان اسلام کیلئے آئے ہیں تو اس نے
اس دادی کو جھوٹا دیا۔ جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ چرایا کرتا تھا اور نہایت
تیزی کے ساتھ دوڑاتا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دُذ کی آمد کے متعلق خوش خبری
دے کیونکہ مسلمان اور ان کے سردار حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے کہ ثقیف کے
قبول اسلام سے مسلمانوں کو بہت فائدہ پہنچیں گے، جس کا مفہوم بت پرستی کی آخری پابند
کی صفائی ہے جو مسلمانوں کے دلوں کو مشغول رکھے ہوئے تھے۔ کیونکہ ثقیف کے
سوا جو بڑے سازد سامان اور تیاری والے تھے، کوئی ایسی بت پرست مسلح قوت باقی
نہ تھی جو افواج کو بھیجنے کی ضرورت مند اور حربی تاریخ اس بات کو ثابت کرتی کہ کس
طرح سہجہ کے آخر میں بارہ ہزار مسلمانوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کی گمان میں ثقیف کے قلعوں کا محاصرہ کیا۔ مگر یہ تمام زبردست افواج ان کے علاقے
کو فتح کرنے سے درماندہ ہو گئیں۔

اور کبار صحابہ کے تعزینات سے پتہ چلتا ہے کہ جب انھیں علم ہوا کہ ثقیف کا وفد
اعلان اسلام کے لئے آیا ہے تو انہوں نے ثقیف کے اسلام لانے کو ایک عظیم بہت والا واقعہ

۱۔ غزہ صحیفہ
۲۔ غزہ صحیفہ
۳۔ غزہ صحیفہ
۴۔ غزہ صحیفہ
۵۔ غزہ صحیفہ
۶۔ غزہ صحیفہ
۷۔ غزہ صحیفہ
۸۔ غزہ صحیفہ
۹۔ غزہ صحیفہ
۱۰۔ غزہ صحیفہ
۱۱۔ غزہ صحیفہ
۱۲۔ غزہ صحیفہ
۱۳۔ غزہ صحیفہ
۱۴۔ غزہ صحیفہ
۱۵۔ غزہ صحیفہ
۱۶۔ غزہ صحیفہ
۱۷۔ غزہ صحیفہ
۱۸۔ غزہ صحیفہ
۱۹۔ غزہ صحیفہ
۲۰۔ غزہ صحیفہ
۲۱۔ غزہ صحیفہ
۲۲۔ غزہ صحیفہ
۲۳۔ غزہ صحیفہ
۲۴۔ غزہ صحیفہ
۲۵۔ غزہ صحیفہ
۲۶۔ غزہ صحیفہ
۲۷۔ غزہ صحیفہ
۲۸۔ غزہ صحیفہ
۲۹۔ غزہ صحیفہ
۳۰۔ غزہ صحیفہ
۳۱۔ غزہ صحیفہ
۳۲۔ غزہ صحیفہ
۳۳۔ غزہ صحیفہ
۳۴۔ غزہ صحیفہ
۳۵۔ غزہ صحیفہ
۳۶۔ غزہ صحیفہ
۳۷۔ غزہ صحیفہ
۳۸۔ غزہ صحیفہ
۳۹۔ غزہ صحیفہ
۴۰۔ غزہ صحیفہ
۴۱۔ غزہ صحیفہ
۴۲۔ غزہ صحیفہ
۴۳۔ غزہ صحیفہ
۴۴۔ غزہ صحیفہ
۴۵۔ غزہ صحیفہ
۴۶۔ غزہ صحیفہ
۴۷۔ غزہ صحیفہ
۴۸۔ غزہ صحیفہ
۴۹۔ غزہ صحیفہ
۵۰۔ غزہ صحیفہ
۵۱۔ غزہ صحیفہ
۵۲۔ غزہ صحیفہ
۵۳۔ غزہ صحیفہ
۵۴۔ غزہ صحیفہ
۵۵۔ غزہ صحیفہ
۵۶۔ غزہ صحیفہ
۵۷۔ غزہ صحیفہ
۵۸۔ غزہ صحیفہ
۵۹۔ غزہ صحیفہ
۶۰۔ غزہ صحیفہ
۶۱۔ غزہ صحیفہ
۶۲۔ غزہ صحیفہ
۶۳۔ غزہ صحیفہ
۶۴۔ غزہ صحیفہ
۶۵۔ غزہ صحیفہ
۶۶۔ غزہ صحیفہ
۶۷۔ غزہ صحیفہ
۶۸۔ غزہ صحیفہ
۶۹۔ غزہ صحیفہ
۷۰۔ غزہ صحیفہ
۷۱۔ غزہ صحیفہ
۷۲۔ غزہ صحیفہ
۷۳۔ غزہ صحیفہ
۷۴۔ غزہ صحیفہ
۷۵۔ غزہ صحیفہ
۷۶۔ غزہ صحیفہ
۷۷۔ غزہ صحیفہ
۷۸۔ غزہ صحیفہ
۷۹۔ غزہ صحیفہ
۸۰۔ غزہ صحیفہ
۸۱۔ غزہ صحیفہ
۸۲۔ غزہ صحیفہ
۸۳۔ غزہ صحیفہ
۸۴۔ غزہ صحیفہ
۸۵۔ غزہ صحیفہ
۸۶۔ غزہ صحیفہ
۸۷۔ غزہ صحیفہ
۸۸۔ غزہ صحیفہ
۸۹۔ غزہ صحیفہ
۹۰۔ غزہ صحیفہ
۹۱۔ غزہ صحیفہ
۹۲۔ غزہ صحیفہ
۹۳۔ غزہ صحیفہ
۹۴۔ غزہ صحیفہ
۹۵۔ غزہ صحیفہ
۹۶۔ غزہ صحیفہ
۹۷۔ غزہ صحیفہ
۹۸۔ غزہ صحیفہ
۹۹۔ غزہ صحیفہ
۱۰۰۔ غزہ صحیفہ

ٹیا کیا۔ اور اس کی دلیں یہ ہے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دفعہ کی آمد کے متعلق خوشخبری دینے میں ایک دوسرے سے سبقت کرتے تھے۔

اصحابِ مغازی و سیر بیان کرتے ہیں کہ جب ثقیف کا وفد، مدینہ کے قریب آکر وادیِ تناء میں اتر اترودہاں حضرت معین بن شعبہ اپنی باری باری رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کو جبرار ہے تھے اور آپ کے صحابہ انہیں باری باری جمایا کرتے تھے پس حضرت معین بن شعبہ نے ان کو دیکھا تو اونٹوں کو بھجور ڈویا اور اٹھل کر دوڑنے لگے تاکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی آمد کے متعلق خوشخبری دیں، حتیٰ کہ آپ مسجد کے دروازے پر پہنچ گئے اور حضرت ابوبکر صدیق سے مل کر انہیں اپنی قوم کے متعلق اطلاع دی تو حضرت ابوبکرؓ نے معین سے کہا۔

میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ مجھ سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے متعلق اطلاع نہ دینا یہاں تک کہ میں آپ کو ان کی آمد کی خوشخبری دلاں گا۔ اور حضرت ابوبکرؓ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر آپ کو اطلاع دی اور حضرت معین دروازے پر کھڑے تھے پھر حضرت ابوبکرؓ حضرت معین کے پاس گئے اور حضرت معین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے، اور آپ بہت خوش تھے۔

حضرت معین بن شعبہ، اپنی قوم کے ہدایت اسلام کی طرف راہ پلنے کی وجہ سے ٹوٹی دسترت سے لبرنہ تھے، پس وہ ان کے پاس اس جگہ دلیں آگئے، جہاں اللہ تناء میں انہوں نے خیمے لگائے ہوئے تھے اور انہوں نے ان کو خوش آمدید کہا۔ اور ان کے اونٹوں کو باڑے میں لانے کی اجازت کی۔ اور ان کی سمت اور اوجڑ طباغ کی کھٹی اور اصلاح میں لگ گئے۔ کیونکہ وہ اکثر اعراب تھے، اور اسلامی تعلیمات و آداب کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے۔ پس انہوں نے ان کو بتایا کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کو کیسے سلام کریں

**ثقیف نے اپنے سلام لانے کیلئے
جو کمزور شرائط پیش کیں**

اس ثقیفی وفد کے دلوں میں جاہلیت کے جو
بیج جڑ پکڑے ہوئے تھے، انھوں نے
اس وفد کے آدمیوں کو۔ جبکہ وہ حضرت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مذاکرات کر رہے تھے) ایسا بنا دیا کہ وہ اسلام میں اپنے
داخل کیلئے ایسی شرائط پیش کرنے لگے جو اس دین کے اصولوں کے خلاف تھیں اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ان شرائط کو رد کر دیا۔ مگر آپ نے اپنے حلم و حکمت اور صبر
بڑھ باری سے، ان مذاکرات میں تمام مشکلات پر قابو پایا جو آپ کے اور وفد ثقیف کے
درمیان لمبے عرصے تک ہوتے رہے یہاں تک کہ وہ اسلام میں داخل ہو گئے اور انھوں نے
ان شرائط کو ترک کر دیا۔

اور ثقیفی وفد کے آدمیوں کی عقلوں پر حضرت مغیر بن شعبہ کی راہنمائی کے باوجود
جاہلی رواسب کا بڑا اثر تھا، پس بجائے اس کے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کو اسلام کا وہ سلام دیں جو حضرت مغیر بن شعبہ انھیں سکھایا تھا، انھوں نے آپ کو
جاہلیت کا سلام (عہم صباحاً) صبح بخیر کہا۔ اسی طرح ثقیفی وفد نے مذاکرات کے پہلے
مرحلے میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ڈار کیٹ رابطنہ نہیں کیا جیسا کہ
اپنے قبائل کے اسلام کے اعلان کیلئے مدینہ آنے والے وفد کیا کرتے تھے۔

بلکہ شروع شروع میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے
ثقیفی وفد اپنے، اور حضور علیہ السلام کے درمیان واسطہ اختیار
کرنے کی طرف مائل ہوا، اور وہ حضرت خالد بن سعید

بلکہ۔ رواسب، وہ باتیں جو انسان کے دل و دماغ میں ساگئی ہیں۔ (مترجم)

بنی العاص تھے جو وادی قنّاء سے رہاں تھیں وفد خیمہ زن تھا (تھیں وفد کی آزاد
سجادین اور شراڈ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لاتے تھے اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ان کا جواب دیتے تھے، اُسے اُن کے پاس واپس لیکر جاتے تھے۔

۱۰۔ خالد بن سعید بن العاص بن امیر بن عبد شمس بن عبد مناف، ان کی کنیت ابو سعید تھا اور اُن کی
ملاں ثقیف قبیلے سے تھی۔ اور حضرت خالد اسلام کے سابقوں الاولون میں سے تھے اپنے حضرت ابوبکر کے بعد اسلام
قبول کیا۔ اور آپ اسلام قبول کرنے والے تیسرے یا چوتھے آدمی تھے۔ ضمیر بن ابی ربیع بیان کرتے ہیں کہ حضرت خالد
حضرت ابوبکر کے ساتھ اسلام لائے تھے۔ اور حضرت ام خالد بنت خالد بن سعید بن العاص بیان کرتی ہیں
کہ میرا باپ اسلام لانے والا پانچواں آدمی تھا، میں نے پوچھا، کون کون ان سے پہلے مسلمان ہوئے
تھے، ام خالد نے جواب دیا۔ حضرت علی ابن ابی طالب، حضرت ابوبکر، حضرت زبیر بن عارض اور
حضرت سعد بن ابی وقاص، اور آپ کے قبول اسلام کا سبب یہ تھا کہ آپ نے خواب میں اپنے آپ کو
سگ کے کنارے پرکڑا دکھا جس کی وسعت کے متعلق آپ نے بیان کیا کہ اُسے اللہ ہی بہتر جانتا ہے
اور اس کا باپ آپ کو اس میں دھکے دیتا ہے اور اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کو
پکڑے ہوئے ہیں۔ اور وہ اس میں نہیں گتے تو آپ گھبرائے اور کہنے لگے میں اس خواب کے
بچے ہونے پر تم کھانا نہیں، اور اپنے حضرت ابوبکر سے ملاقات کر کے آپ سے بیات بیان کی تو حضرت
ابوبکر نے آپ سے کہا، آپ سے جھلائی ہوگی، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کی اتباع
کیجئے اور آپ اسلام میں اُن کی اتباع کریں گے۔ اور اسلام آپ کو آگ میں گرنے سے روکے گا۔ اور آپ کا
باپ اس میں گرے گا۔ پھر آپ نے رسول کریم سے باجبار میں ملاقات کی اور کہا، اے محمد صلی اللہ
علیہ وسلم آپ کس کی طرف دعوت دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا، میں خدا کے وحیہ لا شریک کی طرف
دعوت دیتا ہوں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ — اور اس کے رسول ہیں، اور آپ اس پتھر کی سبوت
چھوڑ دیجئے جو نہ منتہی ہے اور نہ دیکھتا ہے اور نہ نفع و ضرر سے سکتا ہے اور نہ اسے یہ معلوم ہے کہ

اور باوجودیکہ اس وفد نے واضح طور پر طویل مذاکرات کے بعد اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ پھر سبی ثقیف کا وفد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق وفد کے آدمیوں کا کھانا مہینے سے وادی ثناء میں جو بنیہ کے شمال میں واقع ہے لے جایا جاتا تھا۔ مگر ان ثقیفوں کو اس لئے کہ ان کی پرورش ہوا کے اجڑ پن میں ہوتی تھی اور ابھی تک ان کے دماغ میں بت پرستی کے اثرات ملتے ہوئے تھے، جنہیں اسلام نے ان کے اسلام میں دشمنی کے وقت دلیا نہیں تھا) ارباب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے لئے میں شک پیدا ہوتا تھا، اور وہ ان دساؤں کی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھجورا یا ہوا کھانا نہیں دقت تک نہیں کھلتے تھے، جب تک اس سے ثابت صحابی حضرت خالد بن سعید بن اسام نکھالیں۔ ثقیف نے اصول اسلام کے خلاف جگمگ و شرارت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیں اسکا خلاصہ

(بعثہ حاشیہ صفحہ ۳۲۹)

کہن اس کی عبادت کرتا ہے اور کون نہیں کرتا۔ خالد نے کہا "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اسلام سے خوش ہوتے۔ حضرت خالد بن سعید نے وہ ہجرت میں کیں اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل میں سے تھے، حضور کی وفات ہو گئی اور حضرت خالد بن سعید نے پناہ چکھا میرے تھے اور حضرت خالد حضرت ابو بکر کی خلافت میں اپنی فوج کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے شام میں داخل ہوئے والے پہلے سالار تھے۔ اور جب مدینہ نے دشمنی سے تریب شیکاشہ میں آپ پر حملہ کیا تو آپ نے اپنی فوج کو ایک طرف کر لیا۔ اور واپس آ گئے۔ آپ کے قول کے مطابق حضرت خالد حضرت عمر کی خلافت میں اخبارین کے معرے میں شہید ہوئے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ آپ مرج الصفر میں شہید ہوئے جبکہ آپ دمشق کے قریب مدینہ کے خلاف پہلے معرکہ کی گمان کر رہے تھے۔

ہے۔

۱۔ انہیں زنا کاری کی اجازت دی جائے۔

۲۔ انہیں سود کاری کی اجازت دی جائے

۳۔ انہیں شراب نوشی کی اجازت دی جائے

۴۔ ان سے نماز کو ساقط کر دیا جائے۔

۵۔ تین سال کی مدت تک ان کے بتلمات کی تباہی کو موثر کر دیا جائے۔

یہ وہ کردار شرائط اور مطالبات تھے جنہیں ثقیفی وفد نے اپنے دہلیوی اسلام کے لئے

حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا۔ لیکن حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے ان تمام شرائط اور مطالبات کو مسترد کر دیا، کیونکہ یہ سب کے سب اصولی اسلام کے

منافی تھے۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل وفد کے آدمیوں کے ساتھ دلائل و براہین

پیش کرتے رہے کہ انسان اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا، جب تک وہ اسلام کی تمام

ہدایات کی پیروی نہ کرے یہاں تک کہ انہوں نے آپ کی بات کو تسلیم کر لیا اور مسلمان ہو گئے۔

اور تمام اصحاب مغاضی دیر نے اپنی سزا اور اپنے اسلوب کے مطابق ثقیفی وفد

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ہونے والے مذاکرات کے طویل فقہ کا ذکر کر کے

وہ بیان کرتے ہیں کہ

حضرت مغیرہ بن شعبہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر

عرض کیا: "یا رسول اللہ میری قوم اور لوگ اسلام میں داخل ہونے کیلئے آئے ہیں بشرطیکہ

آپ انہیں کچھ شرائط پیش کریں اور وہ اپنی قوم کے ان ڈنڈوں کو جو بچھے ہو گئے ہیں اور

اپنے علاقے کو خط لکھ کر دیں گے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تحریر اور شرط

ہیں نے کسی آدمی کو پیش کی ہے، اگر وہ اس کے متعلق مجھ سے مطالبہ کرے تو میں انہیں

دوں گا، پس تو انہیں خوشخبری دے دے حضرت مغیرہ نے واپس جا کر وہ بات انہیں بتائی

جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی اور انہیں بشارت دی، اور انہیں بتایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے سلام کریں۔ اور سلام کے سوا، جو کچھ حضرت مغیرہ نے انہیں کہا تھا، انہوں نے اس پر عمل کیا۔ انہوں نے کہا ”صبح بخیر“ اور مسجد میں داخل ہوئے۔

دو گوں نے عرض کیا ”یا رسول اللہ! یہ مشرک ہو کر مسجد میں داخل ہو رہے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمین کو کوئی چیز جس نہیں کرتی۔

اور حضرت مغیرہ نے بقیع میں اپنے گھر میں تقيف کو اتارا اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کی بھئی ایک حدیبی تھی، پس حضور علیہ السلام نے مسجد میں کھجور کی ٹہنیوں کے تین خیمے لگانے کا حکم دیا۔ جو حسب حکم لگائے گئے اور حضرت خالد بن سعیدان کے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان آتے جلتے تھے یہاں تک کہ انہوں نے اپنی تحریر لکھی اور حضرت خالد نے ہی اپنے ہاتھ سے ان کی تحریر لکھی اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے بھجوا دیا۔ ہوا کھانا اس وقت تک نہیں کھاتے تھے۔ جب تک حضرت خالد اس سے نہ کھالیں تا آنکہ وہ مسلمان ہو گئے۔ اور وہ اپنی تحریر سے فارغ ہو گئے۔

اور وہ اسلام لانے سے قبل وہ مسجد میں تھے رات کو تلاوت سنتے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی شب بیداری اور فرض نمازوں کی صف بندی کو دیکھتے اور مغیرہ کے گھر واپس آ کر کھانے کھاتے اور وضو کرتے اور جو چاہتے اس میں کھاتے اور مسجد کی طرف چلے جاتے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مغیرہ کے گھر میں ان کی ضیافت کرتے۔ اور وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر سنتے اور کہتے کہ آپ نے ہمیں اپنے رسول اللہ ہونے کی گواہی دینے کا حکم دیا ہے اور خود اپنی تقریر میں اسکی گواہی دی ہے۔ پھر آپ نے کھڑے ہو کر تقریر کی۔ اور اپنی تقریر میں اپنے رسول اللہ ہونے کی گواہی دے دی اور وہ کئی روز تک اسی حالت میں رہے اور ہر روز صبح کو

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے اور عثمان بن العاص کو اپنی قیام گاہ میں بھیجے
 چھوڑ آتے اور عمر میں ان سب سے چھوٹا تھا اور جب وہ اس کے پاس واپس جاتے اور دوسرے
 کو سوجاتے تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جلا جاتا اور آپ کے دین اور قرآن سے
 پڑھنے کے متعلق دریافت کرتا اور وہ اپنے دیگر ساتھیوں سے پوشیدہ طور پر مسلمان ہو گیا اور وہ
 کئی بار حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا یہاں تک کہ کھجور ہو گیا۔ یہاں تک کہ قرآن شریف
 اور قرآن کی کئی سورتیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا میں اور جب وہ حضرت نبی کریم کو
 غنیمت میں پاتا تو حضرت ابو بکر کے پاس چلا جاتا۔ اسی سے سوال کرتا اور پڑھتا
 کہتے ہیں کہ جب وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غنیمت میں پاتا تو ابی بکر
 لگے اور اس نے ان سے پڑھا۔ اور وفد اور تفتیح سے قبل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 کی اسلام پر ہجرت کرنی اور عثمان نے اس معاملے کو اپنے ساتھیوں سے پوشیدہ رکھا۔
 اور اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بہت خوش تھے اور اس سے محبت رکھتے تھے۔
 اور وہ کئی لذت تک ٹھہرا رہا۔ اور وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
 آتے جاتے۔ اور انہیں دعوت اسلام دیتے۔ عبدالمیل نے کہا: کیا آپ ہم
 سے صلح کر لیں گے.... تاکہ ہم اپنے اہل اور اپنی قوم کے پاس چلے جائیں؟ رسول کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہاں اگر تم نے اسلام کا اقرار کر لیا۔ تو میں تم سے صلح
 کر لوں گا۔ وگرنہ نہ کوئی فیصلہ ہو سکا اور نہ میرے اور تمہارے درمیان کوئی صلح ہوگی
 عبدالمیل نے کہا: زنا کاری کے بارے آپ کا کیا خیال ہے؟ ہم ہرگز نہ تاب
 دینے والے لوگ ہیں اور زمانہ کے بغیر ہمیں کوئی چارہ نہیں۔ اور نہ ہی ہم سے کوئی بھروسہ
 ہو سکتا ہے۔

آپ سے فرمایا زنا ان چیزوں میں سے ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر

نہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (مطلقاً لیس الزنا انکان ناعشہ و سار سبیلہ)

اور زمانہ کے قریب نہ جلتا، ایک بے حیائی ہے لہذا راستہ ہے) اس نے کہا: سوئے کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ فرمایا: سوئے حرام ہے۔ اس نے کہا: اسے سب اہل سونہی ہیں، فرمایا: تمہارے لئے تمہارے واس المال ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یا ایہ الذین امنوا اتقوا اللہ واما بقی الریاض انتم المؤمنین) اس نے پوچھا: مثلہ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

وہ ہارسے انچوروں کا اشرہ ہے اور اس کے بغیر ہم کوئی چاہہ نہیں،

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اسے بھی حرام قرار دیا ہے۔

پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی

(انما الحمر والبسر والاعناب والآنم الاثر)

اصحابِ معاذی و سیریان کہتے ہیں کہ لوگ اٹھے اور ایک دوسرے سے ملنے لگے۔ اور عبدیابیل کہنے لگا: منتقار ابراہیم اپنی قوم کی طرف ان تین باتوں کی تحريم کا حکم لے کر واپس جا میں گئے، خدا کی قسم ثقیف کبھی شراب اور زنا سے باز نہیں رہیں گے اور وہ میں ایک دانش مند اور صاحب بصیرت آدمی سفیان بن عبد اللہ بھی تھا اس نے عبدیابیل سے کہا: "اے ساگر خدا تعالیٰ نے ثقیف سے بھلائی کا ارادہ کیا ہے تو وہ ان باتوں سے رک جائیں گے اور یہ لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں یہ بھی ان جیسی باتوں کے خوگر تھے، پس انہوں نے وہ باتیں چھوڑ دی ہیں، ہاں ہم اس آدمی سے غائب ہیں۔ اس نے زمین کو غلبے سے پا مال کر دیا ہے۔ اور ہم زمین کے ایک طرف قلعے میں ہیں۔ اسلام ہمارے اور گرد و حویل رہا ہے، اور قسم بخدا اگر آپ تلے قلعے کو ایک ماہ زیر نگرانی رکھتے تو ہم بھوک سے مر جاتے، اور میں اسلام کے سوا کوئی چیز نہیں دیکھ رہا، اور میں ایک دن، مکہ کے دن کی طرح خوف زدہ ہوں۔"

سپہرائوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ لات کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا "اے توڑا جانے گا تو وہ کہنے لگے یہ بہت دور کی بات ہے۔ اگر لات کو پتہ ہو تاکہ ہم اس کے توڑنے میں موافقت کر نیچے تو وہ ہمارے اہل کو قتل کر دیتا۔ حضرت عمر بن الخطاب نے فرمایا "اے عبدیالیل تو ہلاک ہو، لات ایک پتھر ہے جسے معلوم نہیں کہ کون اس کی عبادت کرتا ہے اور کون نہیں کرتا عبدیالیل نے کہا "اے عمر ہم آپ کے پاس نہیں آئے پھر وہ مسلمان ہو گئے۔"

اس طرح تقفی وفد ایسی رعایت کے حاصل کرنے میں ناکام ہو گیا جو ثقیف سے بعض بحالیف کو ساقط کر دیتی ہیں۔ یا اسلام میں بعض حرام چیزوں مثلاً سُر، زنا اور شراب کو ان کے لئے جائز کر دیتی ہیں۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل ازیں ان کے تمام مطالبات کو صلحت کے ساتھ رد کر دیا تھا۔ اور تقفی وفد کو یہ بات پہنچادی تھی کہ اسلام کی تمام تکالیف اور ادا و نواہی کے اس طرح حصے بنا ناممکن ہی نہیں کہ اس سے بعض حصوں پر عمل کیا جائے۔ اور بعض کو ترک کر دیا جائے۔

ان طویل مذاکرات اور تقفی وفد کے ممبران کے باہم مشورہ مکر سے بعد انہوں نے عبد اللہ بن سفیان کی رائے کو درست قرار دے دیا۔ اور عقل کا محرک احزاب کی آواز پر غالب آگیا اور ثقیف بغیر کسی قید اور شرط کے اسلام میں داخل ہو گئے، یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ثقیف کو اپنے بست لات اور بقیہ امتیام کو تباہ کرنے کے بارے میں بریت دینا قبول کر لیا۔

داندی بیان کرتا ہے کہ۔ صلح مکمل ہو گئی، اور اس صلح کی دستاویز کو خالد بن سعید نے لکھا۔ اور جب صلح مکمل ہو گئی تو انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ سیرۃ ابن ہشام جلد ۴ ص ۱۸۲ تا ۱۸۴ معاذی الرازی جلد ۳ ص ۶۶ تا ۶۷ تاریخ طبری جلد ۳ ص ۹۱۹
 ۲۔ طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۳۱۳ تا ۳۱۴ البدایہ والنہایہ جلد ۵ ص ۹۶ اکمال فی تاریخ جلد ۲ ص ۱۱۴

سے گفتگو کی کہ آپ لات کو تین سال تک نہ توڑیں۔ مگر آپ نے ان کی بات نہ مانی تو وہ کہنے لگے کہ آپ دو سال تک لات کو نہ توڑیں، مگر آپ نے اسے بھی قبول نہ کیا تو وہ کہنے لگے کہ آپ ایک سال تک لات کو نہ توڑیں، آپ نے اسے بھی نہ مانا تو وہ کہنے لگے کہ آپ اسے ایک ماہ تک توڑیں تو آپ نے ان کے لئے وقت مقرر کرنے سے انکار کر دیا۔ اور ولات کو چھوڑنے کی بات اس لئے کر رہے تھے کہ وہ اپنے بیوقوفوں کو نوزوں در بچوں سے ڈرتے تھے اور اس بات کو پسند نہیں کرتے تھے کہ وہ اپنی قوم کو اس کو توڑنے سے خوفزدہ کریں۔ پس انہوں نے حضرت نبی کریم سے مطالبہ کیا کہ آپ انہیں اس کے توڑنے سے بری کر دیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معافی چاہی اور آپ نے فرمایا کہ میں اپنے صحابہ کو ان کے توڑنے کا حکم دوں گا۔

اور انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے بارے میں معافی چاہی تو آپ نے فرمایا اس دین میں کوئی بھلائی نہیں جس میں نماز نہ ہو تو وہ کہنے لگے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ہم نماز بھی پڑھیں گے۔ اور روزے بھی رکھیں گے۔ اور انہوں نے اسلام کے فرائض اور احکام سیکھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پینے کے بعینہ دنوں کے روزے رکھنے کا حکم دیا۔ اور حضرت بلال ان کے پاس ان کی افطار کی لایا کرتے تھے۔ اور ان کے خیال میں ابھی سورج غروب نہیں ہوا تھا تو وہ کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام ہماری بھلائی کیلئے کیلئے ہے۔ اور وہ ہمارے اسلام کی کیفیت کو دیکھتے ہیں، پس وہ کہتے اسے بلال ابھی سورج غروب نہیں ہوا۔ اور حضرت بلال کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افطار کرنے کے بعد تمہارے پاس آیا ہوں، اس طرح وفد کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جلد افطار کرنے کی بات یاد ہوگی اور حضرت بلال ان کی سحری کا کانا لایا کرتے تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ان کے متعلق فجر کے بارے میں ڈرتا تھا۔

اس طرح ثقیف نے اسلام قبول کیا اور اس کے اسلام میں داخل ہوجانے سے جزیرہ عرب میں اسلام سے دشمنی کرنے والی کوئی اہم قوت باقی نہ رہی اور ثقیف کے اسلام قبول کرنے کے بعد جزیرہ عرب کی تمام اطراف سے یقینہ قبائل، اسلام میں داخل ہونے کیلئے مدینہ آنے لگے۔

اور جب مدینہ میں تقضی وفد کے قلوب، اسلام سے متوجہ ہو گئے اور وہ عظیم اسلامی سوسائٹی میں شامل ہو گئے تو انھوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ آپ ان کیلئے امیر مقرر کر دیں جس کی نگرانی سے اپنے علاقے کے انتظام و احکام کے بارے میں رجوع کریں اور وہ ان کی رہنمائی کا ذمہ دار ہو۔ اور نماز میں ان کی امامت کرے۔

امیر ثقیف

انہوں نے عرض کیا "یا رسول اللہ! ہم پر ایک آدمی کو مقرر فرمائیے جو ہماری امامت کرے۔ اور اسلام میں امارت سنبھالنے کا پیمانہ دین کی نگہ اور اس کے مطابق عمل کرنا ہے، پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ثقیف کے تمام بلاد کیلئے حضرت عثمان بن ابوالعاص کو امیر منتخب کیا۔ اور وفد کے تمام آدمیوں سے عثمان کا کس ہونا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو انھیں ثقیف کا امیر مقرر کرنے سے مانع نہیں ہوا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اسلام اور قرآن سیکھنے کا شہ پانے کی وجہ سے ان کا امیر مقرر کیا۔ نیز اس وجہ سے بھی کہ وہ وفد کے تمام آدمیوں سے پہلے اسلام قبول کرنے والے تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں تمام طائف کا امیر مقرر کیا۔ اور امیر مقرر کرنے کے بعد انھیں بلند احکام نبویہ سے نوازا۔ حضرت عثمان بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آخری وصیت یہ کی۔

"ایسے آدمی کو مؤذن مقرر کرنا جو اپنی اذان کا اجر نہ لیتا ہو اور جب تو لوگوں کا امام بنے تو ان کے سب سے کمزور آدمی کے مالک

کا خیال رکھو، اور جب تو اپنی نماز پڑھے تو یہ تیرا اہلس کا معاملہ ہے۔

اور حضرت ابو بکر صدیق نے حضرت عثمان بن ابوالعاص کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا رسول اللہؐ میں نے ان میں سے نوجوان کو دیکھا ہے جو اسلام کے سچے اور قہرآن سے کھنے کا ان سب سے زیادہ حریص ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عثمان بن ابوالعاص کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ثقیف کا امیر بنا کر بھیجتے ہوئے آخری وصیت یہ کی تھی کہ

اے عثمان، نماز میں مختصر کرنا، اور لوگوں میں سب سے کمزور آدمی کا خیال رکھنا، بلاشبہ ان میں چھوٹے بڑے کمزور اور ضرورت مند بھی ہوتے ہیں۔ اور جب ثقیف کے حلقہ بگوش ہونے کے تمام خاص اقدامات ہو چکے تو اس کے برعکس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہلسان کے درمیان ایک دستاویز لکھی۔ اور ان کا امیر مقرر کیا۔ اور وہ اپنے علاقے حائف میں جانے کیلئے مدینہ چھوڑے تاکہ اپنی قوم کو اپنے مذاکرات کے نتائج سے آگاہ کریں۔ اور اہلس اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دیں۔ اور طائف میں ثقیفی و ذذ کے ممبران کو اپنی قوم کی جانب سے پریشانیوں اور کچھ مقادمت کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ اور انھوں نے آسانی کے ساتھ اسلام قبول کیا۔ لیکن ذذ کے ممبران ان کے حسب و نسب کے فخر سے مطمئن تھے اور انہوں نے ان کی اصلاح کی یہاں تک کہ وہ تمام پریشانیوں پر غالب آ گئے۔ اور تمام ثقیفی اسلام میں داخل ہو گئے۔

منطقہ حجاز میں غزوی نجد میں جہاں ہوازن کے عظیم اور ہشمار قبائل

متکبرلات کی تباہی اور کچھ پریشانیوں

آباد تھے، ۹ھ میں ثقیف کا اسلام لانا، بت پرستی کے تابوت میں ٹھونکا جانے والا، آخری کیل تھا۔ کیونکہ ان علاقوں میں بت پرستی کا کوئی وجود موجود نہ رہا تھا اور جس دن

تثیف کے بستلات کو توڑا گیا۔ وہ جمعہ کا دن تھا اور اس بست کو تثیف نے خدا کے سوا معبود بنایا ہوا تھا تاکہ وہ انھیں اللہ کے قریب کرے۔ اور اس بست کا ذکر قرآن کریم میں بھی آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

افرا تیمم ...

... ..

... ..

من ربحم اللہ علیہ

اور یہ بات بھی بیان کرنے کے لائق ہے کہ لات کی تاریخ اور وہ کون تھا

میں حاجیوں کے راستے پر اپنے لئے ایک جگہ بنائی تھی۔ اور عیب محتاج حاجی اس کے پاس سے گزرتے تھے تو وہ انھیں اس میں کھلانا کھلایا کرتا تھا اور خود ان کے لئے ستوں پائی یا گھسی ملاتا تھا اور انھیں قریب الہی حاصل کرنے کیلئے کھلاتا تھا، اس لئے اسے اس نسبت سے لات کا لقب دیا گیا ہے

اور لات نیک آدمی (لات) ہوتی ہو گیا تو اس کی قوم نے اس کا مزار بنا دیا۔ اور وہ تکرم و تکبر کھیلنے وہاں جانے لگے اور زمانے کے گزرنے اور جہل کے چھا جانے اور لوگوں کے حضرت ابراہیم کے دین توحید کو چھوڑ دینے سے لات ایک بست میں تبدیل ہو گیا۔ جن کی فول کے سوا پرستش کی جانے لگی۔

۱۷ سورہ نجم آیت ۲۳ ۱۷ عربی زبان میں لات السریق کے معنی میں ستوں میں پائی یا گھی ملانا اور شیخوں پر کام کرے اسے اللات کہتے ہیں۔ چونکہ وہ نیک آدمی ستوں میں پائی یا گھی ملا کر اور انھیں تیار کر کے حاجیوں کو کھلاتا تھا اسلئے اسے اللات کا لقب دیا گیا۔ مترجم

اور اس کے حضور دعائیں اور طواف کئے جانے لگے اور اس کی تقدیس ہونے لگی اور اس کے حضور قریبا نیاں اور نذرین گذاری جاتے لگے نذر اس اعتقاد سے کہ لات پیدا کرتا یا زفر قہر دیتا یا زندہ کرتا اور مارتا ہے بلکہ اس اعتقاد سے کہ وہ اللہ کا مقرب ہونے کی وجہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے لئے واسطہ بنے گا۔ یہ ان کا اپنا خیال تھا۔ ان کے اس اساسی اصول کی طرف قرآن مجید نے بھی اشارہ کیا ہے کہ مَا لِعِبَادِهِمُ اللَّاتُ يَتَّبِعُونَ آلِي اللَّهِ زُلْفَىٰ يَعْنِي هُمْ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَتَأْتِيَ اللّٰهُنَّ أَجْرًا كَمَا لَأَتِيَ الَّذِينَ آمَنُوا لَئِنْ كَانُوا يَرَوْنَ كَثِيرًا مِّنَ اللَّاتِ وَالْعُزَّىٰ لَيُنذِرَنَّكَ اللَّهُ جَدًّا عَظِيمًا (سورہ ابراہیم: ۲۵)۔ اس لئے ان کی عبادت کرتے ہیں کہ وہ ہیں اللہ تعالیٰ کا نزدیک بنادیں۔

اور امام ابن جریر طبرانی نے اپنی سند سے سفیان سے اور اس نے منصور سے اور اس نے مجاہد سے روایت ہے (افزائیم اللات والعزى) وہ بیان کرتے ہیں کہ وہ ان کے لئے ستوں میں پانی یا گھی طہا کرتا تھا۔ اور سعید بن منصور سے روایت ہے کہ جو آدمی بھی اس کے پاس سے گذرنا تھا۔ وہ اسے کھلاتا تھا۔ اور جب وہ فوت ہوا تو انہوں نے اس کی عبادت شروع کر دی۔ اور کہنے لگے۔ وہ لات ہے۔

اور عربوں کے نزدیک لات سے بڑا بت تھا۔ اور امام شمس الملکی اپنی کتاب "الاصنام" میں بیان کرتے ہیں کہ۔ لات، طائف میں تھا اور منات کے مقابلے میں نیا تھا اور ایک چوکور پتھر تھا، اور ایک سہدی اس کے پاس ستوں میں گھی یا پانی ملا کر اور ثقیف میں سے بنو عتاب بن مالک اس کے خادم تھے اور انہوں نے اس کے اوپر ایک بلند نگ بنائی ہوئی تھی اور قریش اور تمام عرب اس کی تعظیم کرتے تھے اور وہیں (ذی اللات اور تیم اللات) نام رکھتے تھے اور وہ آجکل طائف کی مسجد کے بائیں منار کی جگہ پر ہے (یعنی بلی کے زلنے ہیں) اور اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر قرآن مجید میں کیا ہے (افزائیم اللات والعزى) اور عمرو بن الجعدان کے بارے میں کہتا ہے

میرا جام پہنچانے کو چھوڑنا اس شخص کی طرح ہے جو لات سے نیرا ہو گیا ہو۔ حالانکہ وہ پہلے اس کی خدمت کرتا تھا“

اور طلحہ بن عمرو بن المنذر کی ہجو میں لات کے بارے میں کہتا ہے کہ
تو نے مجھے ہجو کے خوف سے جلا وطن کر دیا ہے اور لات اور پتھر حکومت نہیں
کر سکتے۔

اور سلسل اس کی یہی کیفیت رہی، یہاں تک کہ ثقیف نے اسلام قبول کر لیا۔ اور
حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مغیرہ بن شعبہ کو بھیجا جنہوں نے اسے ٹوڑ کر
آگ میں جلا دیا۔ اور جب لات کو ٹوڑا اور جلا یا گیا تو اس وقت ابن عارض ایشمی نے
ثقیف کو اس طرف واپس آنے سے منع کرتے ہوئے، اور ناراض ہوتے ہوئے
کہا۔

لات کی مدد نہ کرو، بیشک اللہ اس کا بادشاہ ہے، اور وہ تمھاری
کیسے مدد کر سکتا ہے۔ جو خود اپنی مدد نہیں کر سکتا۔ اور جسے آگ میں
جلا یا گیا اور آگ روشن ہو گئی۔ اور اس کے پتھروں کے پاس کسی کھینے نے
جنگ نہیں کی۔ اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمھارے صحن میں آئیے
تو وہ کوچ کر جائیں گے۔ اور اس کے باشندوں میں سے کوئی بشر اس کے
پاس نہیں رہے گا۔

اور اس بن حجر لات کی قسم کھاتے ہوئے کہتا ہے کہ
لات اور عزی کی قسم، اور جو ان کے دین کو اختیار کرتے دے ہیں اور اللہ کی قسم
اللہ ان سب سے بڑا ہے سہ

اور عربوں کے دلوں میں عموماً اور ثقیف کے دلوں میں خصوصاً، عرب کے اصنام میں سے لات بت کی سب سے زیادہ اہمیت تھی، ہزاروں سال گئے ہیں کہ طائف میں اعراب نسل بعد نسل اس بت کی تقدیس و تعظیم کرتے چلے آ رہے ہیں اور عبدیاس کی سرکردگی میں ثقیف کا جو دند مدینے گیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ثقیفوں کے دلوں میں اس بتکبریت کا کیا مقام ہے جنہوں نے اپنے سردار عروہ بن مسعود کو اس لئے قتل کر دیا تھا کہ اس نے مدینے سے مسلمان ہو کر واپس آنے پر حسب دستور اس بت کے پاس اپنا سر نہیں منڈایا تھا۔ بلکہ شعائر توحید یعنی اذان کو بلند کیا تھا۔

جب مدینہ میں وفد کے آدمیوں نے اسنام قبول کر لیا۔ اور وہ اچھے مسلمان ہو گئے تو اس کے بعد بھی وہ ان صعوبتوں کا تصور کرتے تھے جو انہیں لات بت سے اپنی قوم کو علیحدگی اختیار کرنے پر رضامند کرنے اور اپنے اسلام کی صحت کیلئے بنیادی شرط کے طور پر اسے توڑنے کو قبول کرنے کے بارے میں پیش آئی تھی، اس لئے ثقیف کے مذاکراتی وفد نے (جیکہ وہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کر رہا تھا) فوری طور پر لات کے توڑنے کے بارے میں اپنے خون کا اظہار کیا۔ اور یہ خوف، اس متوقع سزا سے پیدا ہوا تھا کہ اگر ثقیف کے عوام نے اپنے وفد کے زعماء کو دیکھا کہ وہ مدینہ سے واپسی پر اس لات کے توڑنے کا منصوبہ لے رہے ہیں تو ہزاروں سال سے ان کا معبود ہے تو وہ عنقریب ان کے در پے ہوں گے۔ اس لئے عبد یاس اور اس کے وفد کے بقیہ ممبران نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ آپ لات کے باقی رہنے کی اجازت دیں۔ اور اس اساس پر اس کے تین سال باقی رہنے سے دنگن کریں کہ اس کے دوران ثقیف کے زعماء، ثقیفوں کے دلوں سے نفرت کو دود کرنے اور انکی اصلاح کرنے کی کوشش کریں گے۔ یہاں تک کہ اسلام میں داخل ہو جائیں اور کسی پریشانی کے بغیر اپنے سب سے بڑے بت لات

کے ٹوڑنے پر راضی ہو جائیں۔

مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو صرف بُت پرستی کے تمام اثرات کو مٹانے کے لئے آئے تھے انہوں نے ثقیفی وفد کے مطالبے کو رد کر دیا۔ اور (توحید کے قیام کیلئے) یہی بات بُت کے ٹوڑنے اور اس کے تباہ کرنے کیلئے اس پر قابو پانے پر اصرار کیا کیونکہ اس بُت کے باقی رہنے سے ثقیف کے عوام کے دلوں میں اس کی جو تقدیس موجود تھی وہ باقی رہتی تھی اور یہ بات ان میں اشاعت اسلام کے لئے معاون ہونی تھی بلکہ اس کے برعکس اس نے اس راستے میں ایک روکاوٹ بن جانا تھا۔ اس لئے ثقیف پر اسلام پر غلبہ کے باوجود اس بُت کے باقی رکھنے کی اجازت (ایک اور نقطہ نگاہ) دینے کا مفہوم یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، قیام توحید کے پہلے پہلو، شرک کے ٹھہرتوں پر عمل کرنے سے بھی سزا یافتہ رکھتے ہیں۔ اور یہ ایک تناقص ہے جسے فطرت اسلام رد کرتی ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جب آپ ہجرت سے قبل اپنے چند صحابہ کے ساتھ مکہ میں شدید دور آزمائش میں تھے، اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ حالانکہ قوت آپ کے پاس اپنے پہلو میں کھڑی ہونے والی عسکری قوت بھی نہ تھی، پس اب وہ اس تناقص کے ساتھ کیسے مدافعت کر سکتے تھے، جبکہ تمام جزیرہ عرب آپ کا مطیع ہو کر توحید کی فوج بن چکا تھا۔

اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لاث کے باقی رکھنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ اور اس بات پر اصرار کیا کہ جب ثقیف کا دندہ واپس جائے تو سب سے پہلا کام جس کی تکمیل واجب ہے۔ وہ لاث بُت کا ٹوڑنا ہے۔ اور ثقیفی دندہ نے (جو اسلام قبول کر چکا تھا) اس امر پر اتفاق کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ پایا۔

ہاں ثقیفی وفد کے آدمیوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ گزارش کی کہ انہیں لاث اور دیگر اصنام کو اپنے ہاتھوں سے ٹوڑنے کے بابے میں معافی دی جائے

اور مطالبہ کے پورا کرنے سے دعوت توحید یا وفد کے آدمیوں کے اسلام پر کوئی نقصان
 نہ اٹھتا تھا، پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ثقیفی وفد کی گزارش سے اتفاق
 کرتے ہوئے فرمایا۔

”اب رہی بات تمہارے جنوں کو اپنے ہاتھوں سے توڑنے کی، تو ہم آپ کو اس
 سے بری کرتے ہیں اور فرمایا میں اپنے صحابہؓ کو اس کے توڑنے کا حکم دیتا ہوں۔“
 اور ثقیفی وفد، ثقیف کے اسلام میں داخل ہونے کا اعلان کرنے کے بعد
 طائف واپس آ گیا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لات اور ثقیف کے دیگر اصنام
 کے توڑنے کے بارے میں اور رسول کی تنقید کیے طائف گئے اور جب دونوں حضرات طائف
 پہنچے تو مغیرہ نے ابوسفیان سے کہا کہ وہ آگے بڑھ کر لات کو توڑے لیکن ابوسفیان کو
 اس تکلیف کا علم تھا جو عروہ بن مسعود کو اپنی قوم کے ہاتھوں پہنچی تھی، انہوں نے اسے لات
 کی تقدیس نہ کرنے کی وجہ سے قتل کر دیا تھا۔ اس لئے اس نے مغیرہ سے کہا کہ توڑنے کی
 ابتدا دھکرے اس نے کہا (اپنی قوم کے پاس جاؤ)

پس حضرت مغیرہ نے نفس نفیس چوہہ پندرہ آدمیوں کے ساتھ اپنی قوم کے بت
 لات کے پاس گئے۔ تاکہ لات اور اس کے ارد گرد جو ڈیلی بلا لگیں بنی ہوئی ہیں انہیں تباہ
 کر دیں، پس حضرت مغیرہ نے لات بت کے ارد گرد ثقیف کے عوام کا ایک بہت بڑا
 اجتماع دیکھا، لیکن جب آپ نے لات کو توڑنے کا آغاز کیا تو انہوں نے کسی مقابلے
 کا اظہار نہ کیا۔ ہاں ثقیف میں سے بنی معتب (مغیرہ کی قوم) نے آپ کو اس بات پر
 رضامند کرنے کی کوشش کی کہ آپ اپنے آپ کو لات کے توڑنے کی مشکل میں پھنسا لیں
 اور انہوں نے (اپنے خیال کے مطابق) اس خوف کی بنا پر کہیں اس بت سے نہیں
 گزرنے پہنچ جائے، انہیں توڑنے میں پہل نہ کرنے کا مشورہ دیا کیونکہ اس بت

کے بارے میں جاہلی اعتقاد کے اثرات ابھی ان کے دلوں میں باقی تھے۔

مگر حضرت میسرہ نے (جو اسلام میں بڑے مقبول تھے) اپنی قوم کے اس گروہ
انتباہ کا مذاق اڑایا۔ پھر عوام کے مجمع کے سامنے کمال اُٹھائی۔ اور ان کے بت
ملات کی عمارت پر چڑھ گئے اور اس کی چوٹی پر پہنچ گئے اور عوام۔ جملات کے بارے
میں اپنے دلوں میں بت پرستانہ اعتقاد رکھتے تھے۔ اور یہ یقین رکھتے تھے کہ
ملات اپنا دفاع کرے گا۔ اور میسرہ کو ہلاک کر دے گا۔ اور زندگی کا خاتمہ کر دے گا۔ مگر
ایسا کوئی واقعہ نہ ہوا اور مجاہدوں، لوگ حضرت میسرہ بن شعبہ کی طرف حیرت سے دیکھنے
لگے اور وہ اس بت کو منسب لگتا رہے تھے جن کی طائف میں خدا کے سوا، نہراہل سال
سے پرستش کی جا رہی تھی۔ آپ نے اس کے ایک ایک پتھر کو توڑا حتیٰ کہ اس کی بنیادوں
کو اکھاڑ پھینکا مگر وہ آہیکہ کوئی گزند نہ پہنچا سکا اور لات کے ٹوڑنے سے جزیرہ عرب کی
سب سے بڑی عمارت کا خاتمہ ہو گیا۔ اور وہ لات کی عمارت تھی جو عرب کے بت پرستوں
کے نزدیک سب سے بڑا محبوب تھا، پھر حضرت میسرہ بن شعبہ اور ابوسعیان بن حرب
معلقہ میں لقیف کے بقیہ بتوں کے ٹوڑنے میں لگ گئے اور لات اور ان کے بقیہ بتوں کی
ٹوڑ پھوڑ سے، منطقہ حجاز میں بت پرستی کی آخری علامت کا خاتمہ ہو گیا۔

مؤمنین اور اصحاب سر بیان کرتے

حضرت میسرہ لقیف کے لوگوں کو کیسے ہنسایا۔ | ہیں کہ حضرت میسرہ بن شعبہ نے

رقیف کے لوگوں کو ہنسانے اور ان کے غلط اعتقاد اور ان کی عظیم حماقت پر دلیل
قائم کرنے اور یہ کہہ ان کے اجداد وہم میں زندگی بسر کرتے تھے) متکبر لات کو توڑنے
ہوئے یہ مظاہرہ کیا کہ اس نے آپ سے اپنا انتقام لے لیا ہے، پس آپ بظاہر بے ہوش
ہو کر گر پڑے تاکہ دیکھیں کہ بت کے اندر گرد جمع ہونے والے عوام کا کیا رد عمل ہوتا ہے
اور ان عوام میں بظاہر عمل ہوا۔ جو وہی حضرت میسرہ گرے اور بے ہوش ہو گیا مظاہرہ

کیا تو دھوکہ خوردہ حوام اپنے معبودات پر فخر کرتے ہوئے چلا اٹھے کہ لات کو جو شخص نقصان پہنچانا چاہے گا وہ اس پر فائوش نہیں رہے گا۔

اور ابھی سادہ اور دھوکہ خوردہ حوام اپنے دہم کے نشے میں ہی تھے کہ لات نے اپنا بدلہ لے لیا ہے کہا جا تا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ ان بے عقولوں سے مذاق کرتے ہوئے زجر دے تو، سیخ کے ساتھ انہیں یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

”اے گروہ ثقیف، عرب کا کوئی قبیلہ، ثقیف سے زیادہ عقلمند نہیں، لیکن حرب کا کوئی قبیلہ تم سے زیادہ احمق نہیں، تم ہلاک ہو جاؤ، لات، عزلی اور الربیعہ کیا ہیں؟“ اس پتھر کی طرح ایک پتھر ہی جیسے معلوم نہیں کہ کون اس کی پوجا کرتا ہے اور کون نہیں کرتا۔ تم ہلاک ہو، کیا لات سنا، دیکھتا یا نفع و نقصان دیتا ہے پھر آپ نے اُسے ٹوڑ دیا۔ اور لوگوں نے سبھی آپ کے ساتھ مل کر اسے توڑا۔

اور مصادر حدیث میں لات بت کے توڑنے کے متعلق بیان ہوا ہے کہ جب مغیرہ بن شعبہ کی قوم بنی معتبہ کو تپہ چلا کر ان کے فرزند مغیرہ نے لات بت توڑنے کی ذمہ داری لی ہے تو انہوں نے ہتھیار پہن لئے اور اس طرف سے اس کے پہلو میں کھڑے ہو گئے کہ ثقیف اسے اس کے چچا عمرہ بن مسعود کی طرح قتل نہ کر دیں، پس بنو معتبہ مغیرہ کی حفاظت کرنے لگے۔ یہاں تک آپ نے لات کے توڑنے کی کارروائی مکمل کر لی۔ اور ثقیف آپ کو کوئی حزن نہ پہنچا سکے، اسی لئے ابوسفیان نے مغیرہ بن شعبہ سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ اپنی قوم کے بت کے توڑنے میں پہل کریں، کیونکہ ابوسفیان کو معلوم تھا کہ مغیرہ کا قبیلہ، ہتھیاروں سے اس کی حفاظت کرنے لگا۔

امام واقدی ان عقول کے قرب ثقیف اور ان کے بت لاکے متعلق واقدی کا طویل بیان سے متعلق طویل گفتگو کرتے ہیں

جولات اور عزیزی کی تقدیس میں لگی ہوئی تھی اور ان مصائب اور پریشانیوں کو بھی بیان کرتا ہے جو تقیف کولات اور لقبیہ اصنام کی پرستش سے علیحدگی پر رضامند کرنے کیلئے تقیف و ذکوہ پیش آئیں اور ذذ نے مختلف طریقے اور چیلے اختیار کئے یہاں تک اس نے تقیف کو اس امر پر رضامند کر لیا، ان کے لئے سب سے محفوظ ذذ لہجہ یہ ہے کہ وہ اسلام میں داخل ہو جائیں تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ واقعی — و ذذ کے اپنی قوم تقیف کے پاس آئے اور جس طرح انہوں نے اس سے ملاقات کی اس کا حال بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ — سچہ و ذذ، طائف جانے کیلئے چل پڑا اور جب وہ تقیف کے قریب ہوئے تو عبد یاسین نے کہا، میں تقیف کو سب لوگوں سے بہتر جانتا ہوں اس تقیف کو پوشیدہ رکھو۔

یعنی اس معاہدے کو جو ذذ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان طے پایا ہے۔ اور انہوں نے ان کو جنگ و قتال سے ڈرایا۔ اور انہیں بتایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ان امور کے متعلق دریافت کیا ہے جن کو ہم نے عظمت سے لکھا ہے میں ہم نے ان کی بات نہیں مانی اور آپ نے ہم سے مذا اور شراب کی حرمت کے متعلق پوچھا ہے اور یہ کہ ہم اپنے اموال میں سُو کو چھوڑ دیں۔ اور لات کو ٹوڑ دیں۔ اور جب ذذ قریب آیا تو تقیف باہر نکلے اور ذذ نے انہیں دیکھا تو تیز چال چلے، اور اذذوں کو تار کول ملا اور غمزہ آدیوں کی طرح اپنے کپڑے اڈوہ لئے اور کوئی اچھا جواب دیا۔ پس جب تقیف نے ذذ کے چہروں کی کیفیت دیکھی تو وہ غلگین اور پریشان ہو گئے۔ اور ان میں سے بعض نے کہا کہ بھقار ذذ کوئی جلالی لہکر نہیں آیا۔ اور ذذ نے اکورب سے پہلے لات کے متعلق گفتگو کی۔ اور جب ذذ لوگوں کے پاس گیا تو لوگوں نے کہا، اور وہ اسی طرح کیا کرتے تھے، پس لوگ آگئے اور وہ مسلمان تھے اور انہوں نے دیکھا کہ وہ جس بات کو کہتے تھے اس سے اپنا دفاع

کر رہے ہیں۔ اور ثقیف کہنے لگے۔ گو باذان کا ان کے ساتھ کوئی عہد تھا اور
 ناعزوں نے انہیں دیکھا تھا پھر یہ کوئی اپنے گھردالوں کے پاس واپس آ گیا اور
 ثقیف کی ایک جماعت نے آکر ان سے پوچھا تم کیا بات لے کر واپس آئے
 ہو۔ ۹ اور وفد نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت حاصل کر لی تھی
 کہ وہ آپ کے متعلق عیب دار باتیں کریں گے۔ آپ نے انہیں اجازت دینا
 تھی۔ انہوں نے کہا، ہم ایک سخت کلام اور تند خو آدمی سے آپ کے پاس آئے ہیں۔
 وہ جو چاہتا ہے سزا ہے۔ اور اس نے تلوار کے ساتھ فتح پائی ہے اور عربوں کو
 ذلیل کر دیا ہے، اور لوگ اس کے مطیع ہو گئے ہیں اور بنو نصر اپنے قلعوں میں
 اس سے مرعوب ہو گئے ہیں۔ اور ڈول کی حالت یہ ہے کہ یا تو وہ اس کے دین میں
 رغبت رکھتے ہیں، اور یا اس کی تلوار سے مخالف ہیں، اور اس نے ہمارے
 سامنے چند سخت امور پیش کئے ہیں جنہیں ہم نے عظمت دی ہوئی ہے اور ہم
 نے ان کا معاملہ اس پر چھوڑ دیا ہے، اور اس نے ہم پر زنا، شراب اور سود کو
 حرام کر دیا ہے اور بیکہ ہم اپنے لات کو توڑیں، ثقیف کہنے لگے، ہم تو یہ کام
 کبھی نہیں کریں گے۔ وفد نے کہا، ہماری زندگی کی قسم ہم نے اس بات کو
 پسند نہیں کیا بلکہ اسے بڑی بات قرار دیا۔ مگر ہم نے دیکھا کہ اس نے ہم سے ہمت
 نہیں کیا۔ پس اپنے ہتھیاروں کو ٹھیک کرو اور اپنے قلعہ کی مرمت کرو اور اس پر
 آلات سنگ باری اور محققین نصب کرو۔ اور ایک دو سال کا کھانا اپنے قلعے
 میں لے جاؤ، وہ دو سال سے زیادہ آپ کا محاصرہ نہیں کر سکے گا اور اپنے قلعے کے
 پیچھے خندق کھودو، اور اس کام کو جلدی جلدی کرو، کیونکہ ہم اس کے معاملے میں
 بے خوف نہیں ہیں۔ پس وہ ایک یا دو دن جنگ کے ارٹھے پر قائم رہے پھر اللہ
 تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ اور وہ کہنے لگے کہ ہم میں اس کے ساتھ

لڑنے کی طاقت نہیں، اس نے سب عربوں کو ذلیل کر دیا ہے، میں تم اس کے پاس چاؤں اور جودہ مطالبہ کرتا ہے اُسے پورا کر دو اور اس کے ساتھ مصالحت کرو، اور قبل اس کے کہ وہ ہماری طرف چل پڑے اور فوجوں کو بھیج دے۔ اپنے اور اس کے درمیان ایک تحریر لکھو اور۔

اور جب دندنے دکھا کہ انہوں نے قبضہ تسلیم کر لیا ہے، اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرعوب ہو گئے ہیں۔ اور اسلام میں دلچسپی لینے لگے ہیں اور خوف کی بجائے امن کو تسلیم کر لیا ہے تو دندنے نے کہا ہم نے آپ سے فیصلہ کر لیا ہے اور ہم نے جس چیز کو پسند کر لیا ہے۔ آپ نے نہیں دی ہے۔ اور آپ نے ہم پر وہ شرائط مانگی ہیں جو ہم نے پسند کی ہیں اور ہم نے لات کے توڑنے کو چھوڑ دیا ہے۔ اور اس کے توڑنے سے انکار کر دیا ہے۔ اور آپ نے فرمایا ہے کہ آپ اسے توڑنے کیلئے آدمی بھیجیں گے اور وہ اسے توڑنے کیلئے آدمی بھیج رہے ہیں، راوی بیان کرتا ہے کہ ثقیف کا ایک شیخ جس کے دل میں شرک کا کچھ اثر باقی تھا کہتا ہے کہ خدا کی قسم ہمارے اور اس کے درمیان جو بات باقی باقی ہے وہ اس کا مصداق ہے اور اگر اس نے توڑنے کی قدرت پائی تو وہ سچا اور ہم جھوٹے ہوں گے اور اگر وہ سچ گیا تو اس کے بعد اس کے متعلق اثر ہو گا۔ حضرت عثمان بن العاص نے فرمایا "تیرے نفس نے تجھے جھوٹی آرزو دلائی ہے اور فریضے تجھے دیا ہے، لات کیلئے؟ اور لات کو تو یہ بھی پتہ نہیں کہ کس نے اس کی پرستش کی ہے اور کس نے نہیں کی۔ میں طرح عزی کو یہ نہیں معلوم کہ کس نے اس کی عبادت کی ہے اور کس نے نہیں کی۔ حضرت خالد بن ولید نے اکیلے ہی جا کر اُسے توڑ دیا اور یہی اسافؓ اور ہبلؓ اور مناتؓ کا حال ہے جنہیں ایک آدمی نے جا کر توڑ چھوڑ دیا تھا اور

۱۔ کلبی اپنی کتاب "الاصنام" میں بیان کرتا ہے کہ اساف اور منات ان کے بت تھے۔
ریاضی حاشیہ ۱۰۰۰ ۳۴۹

سوراع کو بھی ایک آدمی نے جا کر لوٹا دیا، کیا ان میں سے کوئی چیر گئی؟ ثقیفی نے کہا۔
 جن توں کا تو نے ذکر کیا ہے لات ان سے کچھ بھی مشابہت نہیں لکھا۔ حضرت عثمان
 نے کہا، غقریب تجھ اس کا پتہ چل جاتے گا۔ سبھرامام واقفی مسلسل بات بیان کرتے
 ہوتے کہتا ہے کہ ابوسفیان اور یغزہ بن شعبہ دو تین دن پھڑے پھر چلے گئے۔ اور
 ابو ملیح بن عروہ اور قارب بن اسود، اپنی مرضی سے ابوسفیان کے میفرص کے ساتھ لات کے
 توڑنے کے لئے جانا چاہتے تھے، ابو ملیح نے کہا یا رسول اللہ، میرا باپ قتل
 ہو گیا ہے اور اس کے ذمے دو سو منقال سونا قرض ہے، اگر آپ اسے لات کے زبوتا

دلعبہ حاشیہ منور گزشتہ ص ۳۴۹

ان دونوں کو سزے کر کے کعب کے پاس لکھا گیا تھا۔ تاکہ لوگ اس سے نصیحت حاصل کریں۔ پس
 جب ان کا قیام طویل ہو گیا۔ اور اصنام کی پرستش ہونے لگی تو ان کے ساتھ ان دونوں کی گئی لوجیا
 ہرنے لگی اور ان میں سے ایک کعب کے پہلو میں تھا اور دوسرا زم کی جگہ پر تھا اور کعبہ کے پہلو میں تھا قریش
 اسے اٹھا کر دوسرے کے پاس لے گئے اور ان دونوں کے پاس قربانیاں کرتے تھے۔
 لے۔ حبیل، قریش کے بڑے بھول میں سے تھا، کلبی بیان کرتا ہے کہ وہ انسان کی شکل پر سرخ متین
 سے بنا ہوا تھا۔ اور اس کا دایاں ہاتھ ٹوٹا ہوا تھا۔ قریش نے اسے اسی حالت میں پایا تھا۔ اور
 انہوں نے اسے اسی حالت میں پایا تھا اور انہوں نے اس کا ہاتھ سونے سے بنا دیا۔ سب سے پہلے اسے
 خزیمہ بن مکدر نے نصب کیا، اور اسے سبیل خزیمہ کہا جاتا تھا۔ ... اور وہ کعبہ کے وسط میں تھا۔
 اور اس کے آگے ساتھ ترٹے تھے۔ جن کے اعجاز میں صریح اور آخر میں معلق لکھا ہوا تھا۔ پس
 جب انہیں کسی پتے کے بلے میں شکایت ہوتی تو اس کی خدمت میں صدیہ پیش کرتے پھر پرتیل
 کو گھلاتے، اگر صریح نکلتا تو اسے ساتھ لالیتے اور اگر معلق نکلتا تو اسے دود کر دیتے .. اور میت
 اور نکاح پر بھی تر گھاتے۔ اور تین باتوں کی تفسیر بھی معلوم نہیں ہو سکی۔ اور جب کسی مولے میں وہ جھگڑ
 پڑتے یا سفر یا کسی کام کا ارادہ کرتے تو اس کے پاس آتے اور تریر سے قسمت معلوم کرتے اور جو کچھ نکلتا اس پر
 عمل کرتے تھے اور اس کے پاس جاتے، اور اس کے پاس حضرت عبدالمطلب نے اپنے بیٹے عبد اللہ
 و حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کے متعلق تر گھایا تھا اور پوری وہ بت ہے جس کے متعلق
 ابوسفیان بن حرب نے احد کے روز کامیابی کے وقت، اصل سبیل کانفرہ لکھا ہوا تھا۔ یعنی یرات
 بلند ہر۔ ... تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ اللہ علی واصل (باقی ص ۳۵۱ پر)

سے ادا کرنا چاہتے ہیں تو ایسا کر دیجئے، آپ نے فرمایا نہایت اچھا، ادم قلاب بن اسود نے کہا میرے باپ اسود بن مسعود نے عروہ کی طرح قرص چھڑا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسود کافر ہونے کی حالت میں قوت ہوا ہے، تو قلاب نے عرض

(بقیہ طاشیہ صفحہ گزشتہ - ۳۵)

۱۰۔ عرب کے پانچ مشہور اصنام میں سے قد (قد کی فتح کے ساتھ) ہے اور آخذہ تاریخ سے یہ (قد) سواع، یغوث، سر اور یعوق، حضرت نوح کی قوم کے معبود جیسا کہ قرآن کریم میں بیان ہوا ہے کہ قال نوح بب انہم عصونی وابتغوا من لم یزودہ مالہ ودولہ الا خساراً.... ویکفوا حجراً کباراً... وقالوا لا تذکرنا آفتک ولا تذکرنا ودا ولا سواعا ولا یغوث وایعوق ولسلسلہ... وقد ضلوا کثیراً ولا تزادوا لعلین الا ضلالاً۔ البر المنذر مشہام بن محمد کلبی اپنی کتاب الاضنام میں بیان کرتا ہے اور حضرت اسماعیل کی اولاد اور دیگر لوگوں میں سے ہیں سب سے پہلے ان بتوں کو بنایا اور ان کے نام رکھے اس کا نام ہزیل بن مدرک تھا۔ اور ان کے ذکر سے معلوم ہوا ہے کہ یکایام انہوں نے اس وقت کیا جب انہوں نے حضرت اسماعیل کے دین کو چھوڑ دیا تھا۔

انہوں نے سواع بنیلہ، یہ ابن یمنیہ میں رہا۔ اور یمنیہ، مدینہ کی داہلیں میں سے ایک وادی ہے اور ہزیل بن اس کے خادم تھے اور کلب نے دترہ الجندل میں "ود" بنایا اور عمرو بن لہی چڑھی جب قریش سے قبل ہجر کا حکم تھا اور وہ دوتیت کھلایا تھا اور عمرو نے، عوف بن عذرہ بن زید اللات بن ضیہ بن ثور کلب بن دیرہ ثعلب بن حلوان بن عمران بن الحلال بن مقنعا کو دوتیت سے دیا اور عوف اس بت (قد) کو وادی اقمری میں لے آیا اور اسے دترہ الجندل میں رکھ دیا۔ اور اپنے بیٹے کا نام عبود رکھا اور یہ پہلا شخص ہے جو اس نام سے موسوم ہوا۔ اور پہلا شخص ہے جس نے عبود نام رکھا۔ پھر بعد عربوں نے نام رکھا۔ اور بت (قد) دترہ الجندل میں بیوہ بنا رہا۔ یہاں تک کہ حضرت خالد بن ولید نے سلعہ میں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو تبرک سے بھیجا تھا اسے توڑ بیٹھا... امام کلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے مالک بن عارض سے کہا کہ مجھے وہ کمال سننا دگویا میں اسے دیکھ رہا ہوں تو اس نے کہا کہ وہ ایک سیٹھو تھا جیسے بڑے آدمیوں کا ہوتا ہے اور اس پر دو نقش کپڑے تھے ایک کپڑے کا وہ ازار بند باندھے ہوئے تھا اور دوسرے کو اوڑھے ہوئے تھا۔ اور ایک تلوار لٹکائے ہوئے تھا اور کندھے پر ایک کمان لگی رکھے ہوئے تھا۔ اور اس کے سامنے ایک برہما پڑا ہوا تھا۔ جس پر ہنڈا لگایا ہوا تھا اور ایک ترکش تھا جس میں تیر تھے۔

کیا آپ قرابت ظاہری کے لحاظ سے اس کے ساتھ معاملہ نہی کریں، اب فرض میرے ذمہ ہے اور میں اس کے بارے میں مطالبہ ہوں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر میں صلہ نہی کروں گا۔ آپ نے عرضہ اور اسود کے ترس کو شکر لالت سے ادا کیا۔

اور ابوسفیان اور میغرہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ آئے اور نے کیلئے گئے اور جب وہ طائف کے نزدیک پہنچے تو میغرہ نے ابوسفیان سے کہا کہ آگے بڑھ کر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کیجئے تو ابوسفیان نے کہا، بلکہ آپ انہی فتنم کے مقابلہ میں جرات کیجئے۔

پس حضرت میغرہ سپردہ پندہ آدمیوں کے ساتھ لالت توڑنے کیلئے آگے بڑھے اور عشاء کے وقت طائف پہنچے اور رات گلدانی، پھر صبح کے وقت لالت توڑنے کیلئے گئے حضرت میغرہ نے اپنے ساتھیوں سے جہاں بچے ساتھ آئے تھے کہا کہ میں آج ثقیف کے بارے میں تمہیں ضرور سنھاؤں گا۔ پس آپ نے کدال بکڑی کدال سمیت لالت کے گھر پر کھڑے ہو گئے۔ اور آپ کی قوم بنو معتب اس خوف کے پیش نظر کہ کہیں آپ کو اپنے چچا عودہ کی طرح گزند پہنچے۔ اور مختیاروں کے ساتھ آپ کی حفاظت میں کھڑی ہو گئی ابوسفیان بھی اسی کیفیت میں آ گیا۔ اور کہنے لگا، ہرگز نہیں۔ مجھے خیال آ رہا کہ لالت کی جانب سے پیش قدمی کر لی ہے اور اگر میں اسے توڑنے کیلئے تیار ہو جاتا تو نبی معتب میری حفاظت میں کھڑے ہو جاتا۔ میغرہ نے جواب دیا، لوگوں نے آنے سے پیشتر ہی اس پر اتفاق کر لیا ہے اور میں کوئی نفع پر ترجیح دی ہے۔

واقعی بیان کرتے ہیں کہ ثقیف کی مستورات چہروں کو ننگے کئے ہوئے لالت پر بھاگتی ہوئی آئیں اور غلام، بچے اور جوان دھڑ رہے اور دھڑکنے لگی آئیں اور جب نے کدال کے ساتھ ضرب لگائی تو بے قراری کے ساتھ لے ہو ش ہو کر گر پڑے اور اہل طائف بیک آواز کہاں سے ہرگز نہیں تم نے خیال کیا تھا کہ لالت انہی حفاظت

ہیں کر سکتا۔ اہل خدا کی تم سے منہ خواہت کرے گا۔ اور حضرت مغیرہ کچھ دیر تک اسی حالت میں رہے، پھر سیدھے ہنجر بیٹھ گئے اور فرماتے گئے۔

”اے گروہ ثقیف، عرب کہا کرتے تھے کہ عرب کا کوئی قبیلہ تم سے زیادہ احمق نہیں، تم حلاک ہو، لات مغزی اور التیہ کیا ہیں، کیا اس ہنجر کی طرح ایک ہنجر ہیں، جسے معلوم نہیں کہ کون اس کی پرستش کرتا ہے اور کون نہیں کرتا، تم حلاک ہو، کیا لات سنا اور دیکھتا ہے یا فاع نعمان پہنچتا ہے؟ پھر آپ نکالے توڑ دیا۔ اور لوگوں نے کہنے کے ساتھ مل کر اسے توڑا تو خادم کہنے لگا اور ثقیف میں صلات کے خادم بنو اعلوان بن مالک تھے بن قلب بن مالک تھے اور ان میں سے عتاب بن مالک بن کعب اور بھراں کے بیٹے ان کے سردار تھے۔

”آپ دیکھیں گے کہ جب وہ اس کی بنیاد تک پہنچے گا تو بنیاد غضب ناک ہو کر ان کو دھنسا دیگی۔ اور جب حضرت مغیرہ نے یہ بات سنی تو اپنے بنیاد کھودنے کا کام سنبھال لیا۔ یہاں تک کہ اس کی تاربت کے نصف تک پہنچ گئے۔ پھر اس کے چڑنے کے سچلے حقے تک پہنچ گئے جہاں اس کا تعزاز تھا اور انہوں نے اس کے زیورات اور لباس جو کچھ ان میں خوشبودار سونا چاندی تھا، راوی بیان کرتا ہے کہ ان میں سے ایک بڑھا کہتی تھی کہ کھمبول نے اسے چھوڑ دیا ہے اور شمشیر زنی ترک کر دکھا ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ ملا آپ نے اسے ابو ملیح، مغارب اور دوسرے لوگوں کو دے دیا۔ اور اسے راہ خدا میں اور پھیلاؤں کے حزمینے میں خرچ کیا پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر لکھی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

یہ نبی رسول اللہ کی جانب سے مومنین کی طرف تحریر ہے کہ طائف کا

نسکار اور اس کے بڑے کانٹے دار درختوں کو نہیں کاٹنا جائیگا اور جالیسا کرتا پایا گیا۔ اسے کٹرے لگانے جائیں گے۔ اور اس کے کٹرے آٹھ لائے جائیں گے اور اگر کسی نے اس سے تجاوز کیا تو اسے پکڑو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جایا جائے گا، کیونکہ آپ ہی نے یہ حکم دیا ہے۔۔۔ اور حضرت خالد بن سعید نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق لکھا تھا کہ کوئی آدمی اس سے تجاوز نہ کرے اور جو شخص آجپے حکم کو نہ مانے گا۔ وہ اپنی جان پر ظلم کرے گا۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے شکر اور اس کے کانسے دار درختوں کے کاٹنے سے منع فرما دیا ہے اور جو شخص ایسا کرتے ہوئے پایا گیا۔ اس کے کپڑے آٹھ لائے جائیں گے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف پر حضرت سعد بن ابی وقاص کو امیر مقرر کیا۔

اس طرح لات کے توڑنے اور ثقیف کے اسلام میں داخل ہونے کی کارروائی اختتام کو پہنچی اور منطقہ حجاز میں اسلام اور بت پرستی کے درمیان کشمکش کا آخری مرحلہ ختم ہو گیا اور یہ تمام علاقہ اسلامی جماعت میں داخل ہو گیا اور حجاز کی جانب میں بت پرستی کا کوئی بڑا باقی نہ رہا۔ اور ثقیف شہر کے آخر میں مسلمان ہوئے، یعنی حنین کے فیصلہ کن معرکہ میں تمام ہوازن اور ثقیف کے شکست کے کھلنے کے بعد تقریباً ایک سال بعد اور ہجرت کے نویں سال کو عام الفود کا سال کہا جاتا ہے اور اسی سال اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر یہ صورت نازل فرمائی تھی کہ۔

اِذَا جَاءَ لَكُمْ مِنَ النَّاسِ يَدْعُونَكَ مِنَ اللَّهِ فَادْعُ إِلَى سُبْحَانَ اللَّهِ وَإِنَّمَا جِئْتُم بِبَعْدٍ
مِّنْ بَدِئِكُمْ وَاسْتَعْمَرُوا بَلَاءَكُمْ قَوْلًا

جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح آئیگی تو آپ لوگوں کو اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوتا دیکھیں پس اپنے رب کی تسبیح کہیے۔ اللہ اسے استغفار کیجے۔ بیشک بہت توبہ قبول کرنے والا ہے

فصل ششم

تحلیل و تجزیہ

- سرگرمیوں میں فریقین کے مقتولین کی تعداد کے بارے میں شک
- حنین سے حاصل ہونے والے اسباق
- پہلے مرحلہ میں مسلمانوں کی شکست کے اسباب
- شکست کے بعد مسلمانوں کی فتح کے اسباب
- شکست کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مشاقت، مسلمانوں کی پوزیشن کی تبدیلی کا اہم اسٹیج ہے۔
- فتح کے بعد ہوازن کی شکست کے اسباب
- حاصرہ طائف کی ناکامی کے اسباب

اسلامی تاریخ کے معاصر، طبری، داعی

معرکہ حنین میں فریقین کے مقتولین اور ابن اسحاق کی کثرت رجوع کرنے سے

ہمیں حنین کے روز، سپاہی آدمیوں کے سوا، اور کسی آدمی کے شہید ہونے کا ذکر نہیں ملتا اور

یہ ہیں۔

۱۔ ابن بن عبید، جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دایہ آہم امین کے بیٹے تھے

اور ابن اسحاق نے انھیں قریشی میں شمار کیا ہے۔

۲۔ سراقہ بن حارث، الفزاریں سے ہیں۔

۱۔ رفیم بن ثابت بن اعلیٰ بن زید بن لوزان، اور ابن اسحاق ان کو چھوڑ کر ان کے بھائی
یزید بن زمرہ بن اسود میں عبدالمطلب کا ذکر کرتا ہے، جبکہ واقعی کا بیان ہے کہ یزید، طلقت
کے محاصرہ میں شہید ہوئے۔ نہ کہ حنین میں۔

۲۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری کے چچا عامر اشعری

مگر مشرکین کے مقتولین کے بارے میں مؤرخین نے کوئی تفصیل بیان نہیں کی۔ اذنی ہی
نبی مالک کے چاچا آدمیوں کے سوا، انہوں نے کسی کا نام بیان کیا ہے۔ اور وہ یہ ہیں :

۱۔ اللجلاج

۲۔ ایک آدمی جسے دھب کہتے تھے

۳۔ عثمان بن عبداللہ، یہ ثقیف کا سردار تھا

۴۔ عرف بن ربیع، اس کا لقب ذوالخمار تھا

باوجودیکہ مؤرخین نے مشرکین ہوازن کے مقتولین کے ناموں کی کوئی فہرست
نہیں دی مگر معرکے کے متعلق ان کی دو طرفی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہوازن کے مقتولین
کی تعداد بہت زیادہ تھی۔

مثلاً واقعی بیان کرتا ہے کہ ہر طرف ثقیف قبیلے نے معرکے میں ایک سو آدمی مردائے
اسی طرح اس نے (جیسا کہ اس بحث میں پہلے بیان ہو چکا ہے) بیان کیا ہے کہ قبیلہ بنی نصر
(ہوازن کے سالار عام کی قوم) میں قتل کا بازار گرم ہو گیا۔ اور قریب تھا کہ وہ ننا ہو جاتا۔
یہاں تک کہ بنی نصر کے ایک مسلمان نے (باوجود ان کے شرک پر قائم ہونے کے اپنی قوم پر
رحم کرتے ہوئے) بلند آواز سے کہا: یا رسول اللہ! بنو ہذیل ہلاک ہو گئے ہیں، رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! ان کی معیشت کو دگر کر دے۔ اور قبیلہ بنی نصر
ہوازن کے اہم بازوؤں میں سے تھا اور بلاشبہ سنیکیروں میں شمار ہوتا تھا۔ اور اس کے
ایک فرد کا وضع طور پر کہنا کہ قتل اسے فنا کر دے گا۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اس کے مقتولین

تعداد سنیکڑوں تک پہنچی ہوئی تھی اور ہوازن کے فقط دو قبیلے ہیں جو ان کے بیان سے اپنے مقتولین کے متعلق محسوس کرتے ہیں کہ ان کی تعداد سنیکڑوں تک پہنچی ہوئی تھی، پھر ہوازن کے دیگر قبائل کے مقتولین کتنے ہوں گے؟ اس میں کچھ شبہ نہیں کہ وہ بھی اسی طرح سنیکڑوں میں شمار ہوں گے۔ اور یہ کئی عجیب بات نہیں آسکتے کہ معرکہ ساز جاع معین کرتا ہے کہ مقتولین کی تعداد بہت زیادہ ہوگی کیونکہ معرکہ موتہ کے بعد اس قسم کا سخت اور تیز معرکہ کوئی نہیں ہوا۔ اس لئے کہ اس میں بڑے استقلال کا مظاہرہ کیا تھا۔ جیسا کہ اس بحث میں اس کا حال بیان ہو چکا ہے۔

اصحاب سیر و مغازی کے بیان سے درست

مسلمان مقتولین کی تعداد تیس ہزار

پر معلوم ہوتا ہے کہ ہوازن کے تقریباً ایک ہزار سے زیادہ آدمی کام آئے۔ بلاشبہ ان اصحاب سیر و مغازی نے مسلمانوں کے مقتولین کی نہرست بنائی ہے۔ مگر جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے انہوں نے اس میں چار شہداء سے زیادہ کا ذکر نہیں کیا لیکن۔ ہم تاریخ کے فلاسفر امام ابن خلدون کے نظر پر اعتماد کرتے ہوئے جس نے اسے اپنے مقدمہ میں بیان کیا ہے۔ یہ رائے رکھتے ہیں کہ معرکہ کی شدت کی نسبت کے لحاظ سے یہ تعداد تھوڑی ہے پس ہم کہتے ہیں اور اس بارے میں اصحاب سیر و مغازی کے درمیان کی قسم کا اختلاف وجدال نہیں پایا جاتا کہ معرکہ منین (معرکہ موتہ کے بعد) سب سے سخت ترین معرکہ تھا جس میں حبش نبوی نے حصہ لیا۔ اور اس کی شہادت صادق و مصدق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دی ہے جب اس نے شکست خوردہ مسلمانوں کے میدان کارزار میں داخلے کے بعد فرمایا "توڑا بگم ہوا ہے" یقول، قتال کی سختی و شدت کی تصویر کشی کرتا ہے، اور یہ ایک ایسا قول ہے جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی بھر کے معرکوں میں یا کسی معرکہ کے متعلق بیان فرمایا ہو۔ یہ قول سخت قتال میں فریقین کے استقلال کو مجسم و معرکہ کے دکھانا ہے، کیونکہ

جنگ میں تڑپاؤں کے ساتھ گھومتا ہے جب جانناز اعلیٰ اسلحہ کی جنگ میں صبر و ثبات اور عناد کے ساتھ تلواروں کے ساتھ مصافحہ کرتے اور نیزے مارتے اور ایزد اعجازی کرتے ہیں۔

اور ہمازن، ایک ممتاز جانناز قبیلہ تھا اور معرکہ میں شامل ہونے والی بے شمار فوجیں اور زمین نے میں ہزار جانناز بیان کیا ہے۔ اور یہ بے شمار افواج ایک ایسے نوجوان دلیر بادشاہ کی کمان میں تھیں، جو شجاعت، بھائی مہارت اور اس کے اسالیب کے جاننے کے لحاظ سے چوٹی کا آدمی تھا۔ اور اس کی بے شمار فوج اس حد تک سخت ڈسپلن کی حامل تھی کہ ہم نے دیکھا کہ باوجودیکہ اس کے نوجوان سالار نے پریشانی میں غلطی کا ارتکاب کیا۔

اور اس نے ہوازی فوج کو میدان کارزار میں عورتوں، بچوں اور اطفال کو ساتھ لے جانے پر مجبور کیا۔ پھر بھی عام فوج نے اپنے نوجوان سالار کی کیسے سے اطاعت کی۔ اور اس غلطی کے متعلق سحر بہ کار جانناز دریدین لہتم نے سالار مالک کو آگاہ کیا تھا اور اس سے بڑی سختی کے ساتھ مطالبہ کیا تھا کہ وہ اس سے باز آجئے، لیکن اس کے خیال میں جو بات کسب چکی تھی اس نے اس پر اعتماد کرتے ہوئے اسے رد کر دیا۔ اور وہ بات یہ تھی کہ اس نے

جو عظیم اقدام کیا ہے وہ فوج کی ثابت دلی اور نزار کے متعلق عذر نہ کرنے کا سب سے بڑا محرک ہو گا اور عملاً ہمازن کی فوج نے ثابت قدمی دکھائی اور صحابہ معاذی دسیر کے اشارات پر اعتماد کرتے ہوئے ہمارے اماناز کے مطابق انہوں نے ایک ہزار آدمی کی جان گزائی پھر (جیسا کہ حنین نے خدا کو ہی دی ہے) ہم نے دیکھا کہ معرکہ کے پہلے مرحلے میں اسلامی فوج کو کسی خونخوار شکست ہوئی کہ اس کے شکست خوردہ ہراول سمکھ کے قریب جا پہنچے اور شکست خوردہ ہیکوٹوں میں، بغیر کسی جنگ کے بہت قتل ہوئے، خسرونا اس صورت میں جب اس کا فاسخ دشمن اُسے ممکن حد تک جانی نقصان پہنچانے کیلئے اس کا تعاقب نہ ہا ہو اور صحابہ معاذی دسیر کی شہادت کے مطابق) فاتح ہوازن نے معرکہ کے آغاز میں یہی کچھ کیا حالانکہ ہمازن میں ہزار تھے اور مسلمان بارہ ہزار تھے۔

علاوہ ازیں (اور یہ بڑی اہم بات ہے) ہمانوں کے گھاتی دستوں نے مسلمانوں پر اپنے ہولناک حملے میں بھی کامیابی حاصل کی۔ اور گھاتی دستے فجر کے وقت اپنا ٹک ہلک کر دینے والے طریق پر جیش بنوی پڑھتے اور اسکے ساتھ مختلف مہتیاؤں سے جنگ کی جن میں گھوڑے بھی تھے۔ اسی طرح ہوانی گھاتی دستوں نے مختلف جہت سے مسلمانوں پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی۔ جنہیں بعض موحین نے ان کی کثرت کے باعث 'ٹڈلیوں کی ٹانگوں سے تشبیہ دی ہے اور لادرا یہ تیرنہ ان بہت سے جانبازوں کو لگے ہیں گئے۔ خدیوٹا اس لئے کہ وہ ان تیر اندازوں کے مقابلے میں جو ٹیلوں کے پچھے انہیں تاک رہے تھے کھلی حکم پر تھے۔ اور انہیں ان کے متعلق کچھ علم نہ تھا۔

ادبہم نے — ہمارے طاقت کے دوران دکھیا۔ کہ کس طرح قلعہ بند قلعوں کے تیروں سے چوہہ مسلمان شہید ہو گئے۔ حالانکہ مسلمان تیار اور محتاط تھے اور تیروں کے نشانہ سے دور تھے اور مختلف آلات دوسائل کی آڑ لئے ہوئے تھے ہماری رائے میں یہ محض استتاج اور اندازہ ہے) معرکہ حنین میں مسلمان شہداء کی تعداد اس سے بہت نیا ہے جس کا ذکر مقدی اور طبری نے کیا ہے۔ اور ہم قلعی طور پر نہیں جانتے کہ ان شہداء کی تعداد کتنی ہے جو ہمارے خیال میں حنین کے میدان شرف میں بیچ کسیت رہے لیکن وہ ہماری نظر میں سینکڑوں تک پہنچتے ہیں اور یہ وہ تعداد ہے جسے وہ فوجی ماہر، لذمی طور پر تسلیم کرتا ہے جس نے حنین کے تباہ کن معرکہ کے مراحل کے بارے میں مورخین کے بیانات کو پٹھلے ہے۔

ہم اصحاب سیر و معاذی کے جلیل القدر ائمہ پر اخیائے حقائق کا اتہام نہیں لگاتے ہرگز نہیں، ہزار بار ہرگز نہیں بلکہ ہم یقین رکھتے ہیں کہ وہ پاکیزگی، امانت اور صدق کا نمونہ تھے اور وہ جیسا کہ ہم نے اپنی کتاب غزوہ مورتہ میں بیان کیا ہے) امین اور ثق تھے اور جو کچھ وہ اپنے بعد آنے والی نسلوں کے لئے لکھ رہے تھے اسکی ذمہ داری

کا بھی انہیں اتنا زہم تھا اور اونہل نے عداوت کے جس اصولِ امانت کو اپنایا ہے اس کے مطابق انہوں نے معرکہ حنین میں صرف اپنی شہداء کا ذکر کیا ہے جن کا علم انہیں ثقات کے ذریعے سے ہوا تھا اور وہ فقط جاہل آدمی تھے۔

لیکن ان جلیل القدر مورخین نے معرکہ کی سختی و شدت اور اس طول و وقت کو تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔ اور ان کے بیان سے پتہ چلتا ہے کہ مشرکین کے مقتولین کی تعداد سینکڑوں تک پہنچتی ہے؛ حالانکہ انہوں نے چار آدمیوں کے سوا جن کا سر خلیہ نقیٰ فرجوں کا سالار عبداللہ بن عثمان تھا ان کے ناموں کی کوئی فہرست نہیں دی۔

سپر باوجود اس بات کو ترجیح دینے کے کہ حنین میں مسلمانوں کے مقتولین کی تعداد سینکڑوں تک تھی؛ ہماری یہ ترجیح ان سخت اور شدید مراحل قتال کے مطالعہ پر مبنی ہے جس میں آغا کار بارہ ہزار مسلمان جانباڑوں کو شکست ہوئی اور پچھپے سے انہیں میں ہزار مشرک جانباڑ کچے عرصہ تک تلواروں، نیزوں اور تیروں سے مارتے رہے پھر شکست خوردہ مسلمان واپس آئے اور ایک سخت جنگ میں فاتح مشرکین کے ساتھ گتھ گتے اور ذلیعتی کی ثابت قدمی کے باعث رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی جنگ کو اس جیسا سخت بیان نہیں کیا آپ نے فرمایا

”توڑ اب گرم ہوا ہے“

اور ہم اپنی اس ترجیح کے باوجود اپنے جلیل القدر مورخین کی پاکیزگی اور امانت پر فخر کرتے ہیں جنہوں نے اپنی تالیفات میں صرف ان چار مسلمان شہداء کے ناموں کا ذکر کیا ہے جو ان کے علم میں آئے تھے اسی طرح انہوں نے لقیف کے بھی فقط چار ہی مقتولوں کا ذکر کیا ہے۔

معرکہ حنین اور معرکہ موتہ وغیرہ میں اصحابِ مغازی دوسرے مسلمان شہداء کے تفصیلی یا اجمالی اعداد حاصل نہ کرنے کی کئی وجوہات ہیں۔

۱۔ مسلمانوں اور مشرکوں کی کمافوں میں کوئی امتلاعی شعبہ نہ تھا، جس کی ڈیوٹی مقتولین کے شمار کرنے اور ان کے ناموں کی فہرستیں پیش کرنے پر ہوتی تھی۔ کہ موجودہ دور کی فوجوں کا نظام ہے۔

۲۔ اور جیسا کہ ہم نے اپنی کتاب غزوة بدر میں بیان کیا ہے کہ اس وقت فوج کو شمار کرنے کا کوئی محکمہ نہ تھا، جس میں فوج میں شامل ہونے والے لوگوں کے نام ریکارڈ نہ ہوتے۔ اور شہداء کے نام اور تعداد معلوم کرنے کے لئے اس رجسٹرین کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے اور خاص طور پر مغازی و سیر کے حالات لکھنے والوں کے لئے اپنی تالیفات میں ان شہداء کی فہرستیں بنانا آسان سمجھتا ہے۔

۳۔ حنین کے روز جیش ہزوی کی اکثریت مختلف صحرائین قبائل سے مرتب تھی اور یہ لوگ معرکہ حنین اور محاصرہ طائف کے بعد منتشر ہو کر، جزیرہ کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے جنگلات میں، پہاڑوں کی چوٹیوں اور سداوں کے نشیب میں داپس چلے گئے تھے۔ بلاشبہ ہر قبیلے کو اپنے شہداء کا علم تھا۔ لیکن عہد نبویؐ میں خاص طور پر مغازی و حجاب کے حالات مدون کرنے والوں کے لئے ان صحرائینوں سے ان قبائل کے شہداء کے ناموں کا حاصل کرنا مشکل تھا۔ اور انھوں نے جیب ہم خود کوئی تو معلوم ہوتا ہے کہ عہد ہزویؐ کی عرب اسلام کے حالات کی تدوین کا اہتمام مورخین نے دوسری صدی کے آخر میں کیا ہے۔

یہاں سے ہمارا استنباح اور اندازہ ہے کہ معرکہ حنین میں بہت سے سپاہیوں نے شہادت پائی تھی جنکی تعداد اور نام پہلے مورخین کے علم میں نہیں آئے اور ان کی اکثریت (ارجح قول کے مطابق) ان صحرائینوں کی تھی جو حنین میں صحرائینوں کی اکثریت

اور جیسا کہ ہم نے (غزوة موتہ) کا تعقیب میں بیان کیا ہے کہ محض استنباح اور انارازہ ہمیں اجازت دینا ہے بلکہ ہمارا تاریخ کے اس خلیفہ (اصول کو اپنانا) جیسے تاریخ اور سوشیالوجی کے فیاضوں امام عبدالرحمن ابن خلدون گندہا خفرو نے اپنے مشہور مقدمہ میں قائم کیا ہے۔

”محقق مورخ پر لازم ہے کہ وہ تاریخ کی متعلقہ نعروں پر جرم کرنے بیٹھ جائے بلکہ اس کا فرض ہے کہ وہ نعروں کی جانچ پڑتال کے ساتھ تمام واقعات و امور کا مینہ ان عقل سے وزن کرے۔ اور یہ بات کہ عقل اور دبران قبول نہیں کرتے اس کی تصدیق کرنا پھوڑے۔ (جیسا کہ ہارون الرشید کی ۳۰۰ ہجرت کا قصہ ہے) نیز اس پر یہ بھی فرض ہے کہ وہ تاریخی واقعات کی روشنی میں ان حقائق کا استخراج کرے جنہیں تاریخ کی مسطور نعروں پر یہ یقین نہیں کیا گیا لیکن ان نعروں کے اسلوب سے ان حقائق کی درستگی کی جاسکتی ہے جیسے یہ تاریخ کہ موتہ اور حنین کے معرکوں میں مسلمان شہداء کی تعداد اس سے زیادہ ہے جو اصحاب مغازی نے اپنی کتاب میں بیان کی ہے

ہمارے اس استنتاج اور اندازے کے معارفہ کیلئے ایک آدمی کہہ سکتا ہے کہ اصحاب مغازی و میر نے معرکہ بدر و احد میں فریقین (مسلمانوں اور مشرکوں) کے مقتولین کی دقیق فہرست بنانے کی قدرت کیسے حاصل کر لی تھی بلکہ انہوں نے بدر میں مشرکین کے قیدیوں کی تعداد بھی بیان کی ہے اور فریقین کے مقتولین میں سے ہر ایک کا نام اور مشرکین کے قیدیوں کے نام بھی بیان کیے ہیں ؟

اس سوال کا جواب درج ذیل ہے۔

۱۔ ان دونوں معرکوں میں ہر متعارب فریق ایک ہی اصل کی نمائندگی کرتا تھا جو ایک خاندان کے مشابہ تھا۔ کیونکہ اس خاندان کے تمام افراد ایک دوسرے کو فرداً فرداً جانتے تھے۔ مثلاً قریش ایک قبیلہ تھے جو ایک ہی شہر سے نکلے اور یہ قبیلہ بلکہ نام قریشی قبائل قطعیت کے ساتھ دونوں معرکوں میں شامل ہونے والے قریش کے ناموں کو جانتے تھے۔

اور یہی بات اہل مدینہ کے مملک جابنازوں سے متعلق کہی جاسکتی ہے کہ وہ ایک ہی اصل تھے اور ایک ہی خاندان کے مشابہ تھے اور اس خاندان کے افراد ایک دوسرے کو فرداً فرداً جانتے تھے اور ہر فرد کے دونوں معرکوں میں وہ جس آدمی کو کھوتے اس کا نام معلوم کرنا ان کے لئے بہت آسان تھا۔ اور یہ بات دونوں پارٹیوں، مسلمانوں اور مشرکوں کی نسبت برابر ہے اور انصافاً ہر واحد کے دونوں معرکوں میں شامل ہونے والی سب فوجوں کے نام سے واقف نہ تھے۔ بلاشبہ ان میں مہاجرین جو سب کے سب قریش تھے کی تعداد تھوڑی نہ تھی اور ان میں سے ہر ایک دونوں معرکوں میں شامل ہونے والے مشرک سپاہیوں کو جانتا تھا۔ اس لئے کہ ان مشرکین اور ان مہاجرین نے ایک ہی شہر یعنی مکہ میں پرورش پائی تھی۔ پس وہ ایک ہی شہر اور ایک ہی قبیلہ، یعنی قریش کے آدمی تھے، یا وہ اعاہدیش تھے جو قریش ہی میں سے خیال کے جاتے ہیں۔

۲۔ اس کے علاوہ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے، ان دونوں معرکوں میں مسلمان جابنازوں کی تعداد محدود تھی، معرکہ بدر میں وہ تین سو کے قریب تھے اور معرکہ احد میں سات سو کے قریب تھے اور جب وہ اس محدود تعداد کے ساتھ

ان دونوں معرکوں کی طرف نظر تھان کے نام ایک مہینہ طحسبر میں محفوظ تھے، اگرچہ وہ حربہ بڑی بڑی تھیں۔
 تھا، یعنی یہ حیرت اہل مدینہ کے مردوں اور عورتوں کے سینے تھے جو بڑی بارکی کے ساتھ منہ
 سے۔ ان دونوں معرکوں کی طرف جانے والوں کے اسماء اور انساب کو یاد رکھتے تھے، اور
 یہی بات قریش کے مشرکین پر منطبق ہوتی ہے اس لئے اصحابِ یومِ مغازی کے لئے انہی
 تعداد بلکہ دونوں معرکوں میں فریقین کے مقتولین کے انساب کو جاننا آسان تھا اور یہی
 حال مشرکین کے قیدیوں کے انساب، اسماء اور تعداد کا تھا۔ مگر حنین اور موتہ کے معرکوں کا
 معاملہ بہت مختلف ہے۔ ان دونوں معرکوں میں متعدد قبائل سے فوج بنی تھی، بالخصوص
 نزع مکہ میں شامل ہونے والے قبائل کے جاننا ان کے ناموں کی فہرست سے ظاہر
 ہے (دیکھئے ہماری کتاب نزع مکہ) اور معرکہ حنین میں شامل ہونے والے قبائل
 کی اکثریت ان صحرائی باشندوں کی تھی جو جزیرہ کی مختلف اطراف میں پھیلے ہوئے تھے اور
 خاص طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مغازی پر لکھنے والوں کے لئے یہ بہت مشکل امر
 تھا کہ وہ ان کے شہداء کی تفصیلات کو اس طرح معلوم کریں اور لکھیں جیسا کہ انہوں نے بدر
 احد کے شہداء کی تفصیلات معلوم کیں اور لکھی تھیں

معرکہ حنین سے جو پہلا سبق مستفاد ہوتا
حنین سے حاصل ہونے والے اسباق ہے اور جس سے مسلمانوں کو مستفید ہونا

چاہیے وہ خود پسندی اور کثرت تعداد پر دھوکہ کی حد تک نادر کرنے کا انجام ہے اس
 خود پسندی کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے ناپسند کیلئے ہے اور اس سے جو دیال مسلمانوں پر
 آیا تھا اس کے متعلق مسلمانوں کو یاد دہانی کرتے ہوئے قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے

دیوم حنین

بکار حیت

خود پسندی، دھوکے تک لے جاتی ہے اور دھوکا، دشمن کو حقیر سمجھنے تک لے جاتا ہے

اور دشمن کو حقیر سمجھنا بالآخر بہت حد تک اس دشمن کی حربی کارروائیوں کی مدد کرنے تک سے جاتا ہے اور اسے مکمل فتح حاصل ہو جاتی ہے، اگرچہ وہ اس کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ اس طرح اجمالی طور پر ان بڑے نتائج کو معلوم کیا جاسکتا ہے جو مسلمانوں کے اپنی کثرت پر فخر کرنے سے پیدا ہوئے اور وہ یہ ہیں۔

۱. ہوازن کی فوجوں کو حقیر سمجھنا

ب۔ فوج کے عناصر کا یہ عقین کہ وہ معرکہ میں ہرگز مغلوب نہیں ہوں گے۔

ج۔ وہ غیر محکمی اور لاپرواہی جو مقدّمہ الجیش اور اس امر کے اسٹکشاف کے

ذمہ دار حاسوس عناصر پر چھائی ہوئی تھی جس نے ان عناصر کو اپنی ڈیلٹی میں اس حد تک کی تباہی کرنے والا بنا دیا کہ یہ ہوازن کی کمان کی خطرناک اور پریشان کن کارروائی سے بیکار رہے،

فریب تھا کہ وہ کارروائی اسلامی فوج کو تباہ کن معیبت تک پہنچاتی اور وہ کارروائی گھاتوں کی تنظیم کرنے اور انھیں تنگ راستوں اور گزرگاہوں میں بٹھانے کی سعی جن سے طلوع فجر کے وقتے جیش نبوی سے گزرنا تھا جس سے معرکہ کے پہلے مرحلے میں اسلامی فوج کو بری طرح

شلکت ہوئی اور یہ شلکت نتیجہ تھی گھاتوں کے مسلمانوں کی ترتیب پر لوٹ پڑنے اور تنگ و دشوار جگہ پر اچانک مہلک حملہ کرنے کا۔

آغا میں مسلمانوں کی شکست کے اسباب

۱۔ فریب

مسلمانوں کو اپنی کثرت پر فخر تھا جو فوج کے عناصر کے نزدیک دھوکے تک پہنچ گیا

تھا اور اس کا بڑا سبب یہ تھا کہ فوج کے بہت سے عناصر میں بیاداری یا چوکسی اور اہتیاظ کی

جگہ غیر محکمی اور سستی آگئی تھی جس نے دشمن کو گھاتوں کا منصوبہ بنانے اور اسے کامیاب

صورت میں نافذ کرنے کا موقع دے دیا جس سے پہلے مرحلے میں مسلمانوں کو بری طرح

شکست ہوئی اور اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور فوج کے سالار اہلی میدان میں ثابت قدم نہ رہتے تو قریب تھا کہ یہ شکست مکمل اور بے صورت اختیار کر لیتی۔

بے - معرکہ سے قبل ہوازنی فوجوں کی شاندار تیاری کے مطابق، ہم نے دیکھا کہ ہوازن کا سالار اور روشن دماغ بادشاہ مالک بن عوف اپنی پریشانی کن اور تباہ کن غلطی کے باوجود سپاہیوں کا اپنے اہل و مال کو ساتھ رکھنا

اپنی فوجوں کی تیاری میں ایک نفسیاتی محرک کی طرف مائل ہوا جس کا اسمان سپاہیوں کے دلوں میں رعب و ہراس پکڑا۔ اودھ یہ کہ اسے فوجوں کی بھیجی ہوئی سورتوں کو اونٹوں پر سوار کر دیا۔ پس وہ اونٹوں پر چڑھ گئے اور وہ فوج کا حصہ معلوم ہوتی لیتے اور ہوازن کی فوج میں ہزاروں بجائے ایک، کھ سلوہ ہوتی تھی، اور اس کی شہادت حنین میں شامل ہونے والے صحابہ میں سے ایک نے دی ہے جیسا کہ اس بحث میں پہلے بیان ہو چکا ہے۔

ج - سالار ہوازن کا دادی حنین کی طرف سے مسلمانوں سے سبقت کر جانا، اور اس دادی میں اپنی فوج کے پڑاؤ کیلئے مناسب جگہ منتخب کرنا جس سے واضح ہو گیا کہ اس نے مسلمانوں کو سنگتائیں اور گھائیوں میں گھونٹنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اودھ انکی دشواری اتنی تھی اور شدید کشیدگی میں واقع ہونے کی وجہ سے ان کی وجہ سے ان سے گھونٹنے کو اچھا نہ سمجھتے تھے۔ اور یہ وہ حقیقت ہے جسے ایک صحابی نے حنین کی طرف مارچ کرنے کے متعلق بات کرتے ہوئے کہا کہ فوج نرم اور میدانانی جگہ میں مارچ نہیں کر رہی تھی جیسا کہ اونٹ اور سوار اور گھڑ سوار فوج کی اکثریت کیلئے بہتر ہے بلکہ وہ سخت دشوار اور بہت گہرے نشیبوں میں اتر رہی تھی، جس کی وجہ سے اس کی صفوں کی ترتیب بہت حد تک بگڑ گئی اور گھائیوں کے لئے اس پر قابو پانا اور اس خوفناک صورت میں سے شکست دینا آسان ہو گیا۔

۵ :- سالار ہوازن کا گھائیوں کی پوزیشنوں کے انتخاب میں کامیاب ہو جانا تاکہ

وہ مقررہ وقت پر اسلامی فوج پر لوٹ پڑیں۔ یعنی اس نے گھائیوں کی سنگائیوں اور ان زینوں کو منتخب کیا جہاں سے اسلامی فوج لوگدنا تھا۔ امدان کے ارد گرد جو جگہ ہیں اور ٹیلے تھے ان پر گھائیوں کو بٹھا دیا، نیز اس نے اپنے سواروں کی یونٹوں کو ان گھائیوں کے صحارج پر بٹھا دیا۔ تاکہ جب اسلامی فوج ان گھائیوں سے نکلنے کا ارادہ کرے تو وہ ہراول دتے پر (زبردست مہلک طریقے سے) ضرب لگائے اور مسلمانوں کے ہراول دتے کی اکثریت نبو مسلم کے صحرا نشینوں پر مشتمل تھی جن کے سالار حضرت خالد بن ولید تھے۔

۷۔ سالار مالک بن عوف نے پوشیدگی کی جس اسکیم کو اپنایا تھا، اس کا کامیاب ہونا، اور وہ یہ کہ اس نے گھائیوں کی قدامی یونٹوں کو جیش نبوی کے راستے میں منتخب مقامات پر بٹھایا اور مقامات کی تلاش اور انتخاب بڑی مہارت اور باریک بینی سے کی گئی اور ان میں شب کی تاریکی میں گھائیوں کو منظم کیا گیا، جس کی وجہ سے اسلامی فوج کے جاسوس مکمل طور پر لگ گھائیوں اور ان کے مقامات سے آگاہ نہ ہو سکے۔ اور یہی وہ امر ہے جس نے پہلے مرحلے میں مسلمانوں کو اس خوفناک شکست سے دوچار کیا۔

۸۔ مشرکین کے گشتی دستوں اور جاسوسوں کا اسلامی فوجوں کی تعداد اور مہرچ کرنے کے اوقات کے متعلق اس دقیق ترین شکل میں معلومات حاصل کر لیا کہ جب ہم اس کے متعلق کہتے ہیں کہ معلومات کی وہ صورت مسلمانوں کے گشتی دستوں اور جاسوسوں کی کارروائیوں سے نہایت دقیق تھی تو ہم دیکھنے نہیں ہوتے۔

اور اگر ہوازن کے متنازع گشتی دستے اور جاسوس کا میاب نہ ہوتے تو وہ اپنے سالار عام کے لئے ان مقامات کی حد بندی نہ کر سکتے جہاں اسلامی فوج پہنچی تھی، اور فجر کے وقت اس نے جس جگہ پر ہونا تھا، اس بات نے مالک بن عوف کیلئے (دقیق حسابات اور اندازوں کے مطابق) جیش اسلامی پر، مناسب وقت میں مہرچ صورت میں مناسب مقامات پر گھائی مقرر کرنے کا معاملہ آسان کر دیا۔ اور مالک گھائیوں کی

اچانک کھار دیا توں سے بڑی امیدیں وابستہ رکھتا تھا جو اپنی ہم میں مدنی مدد کا یہاں پہنچے اور اگر سالار رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے سمقوڑے سے صحابہ ثابت قدم نہ ہوتے جنھوں نے جلازن کے بادشاہ اور سالار گھاتوں کی کامیاب کارروائیوں کا پھل منانے کو دیا تو قریب تھا کہ گھاتوں کی اسکیم کی کامیابی سے مالک انتہائی بچے ہوئے پھل حاصل کرتا۔

تھا :- اور پہلے مرحلے میں مسلمانوں کی شکست کے اسباب میں سے یہ بات بھی ہے کہ اسلامی فوج میں قریش اور کنانہ کے خوب عقیدہ غناصر بھی موجود تھے۔ جنھوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ جحمان کے لوگوں میں ابھی ایمان داخل نہیں ہوا تھا.....

یہ غناصر حبش نبوی پر مکمل شکست نازل ہونے کے متمنی تھے اور چلتے تھے کہ ہوانا دوبارہ مکہ مکرمہ پر قبضہ کے اقتدار کو قائم کر دیں اس لئے اور یہ بد قسمتی سے یہ کمزور غناصر بھی جب ہوانا کے گھاتوں نے فجر کے وقت مسلمانوں پر اچانک حملہ کیا۔ سب سے پہلے شکست کھانے والے تھے۔ علاوہ ازیں جلد شکست کھانے میں۔

جھٹی انواہوں اور غم کا عامل بھی تھا۔ جیسے اراۃ لہ بدنتی سے مسلمانوں کے دلوں میں خوف اور گھبراہٹ پھیلنے کیلئے اختیار کیا گیا تھا تاکہ ان کے اس موہل پر اثر ڈالا جائے جو صبح کے وقت جھکے میں گھاتوں کے اچانک اور مہلک حملے کے نتیجے میں ایک زبردست دھکے سے دوچار تھا۔

ح :- فوج میں اہل مکہ اور کنانہ کے دوسرے غناصر کا پایا جانا جو بدعت نہ تھے۔ لیکن اسلام سے مکمل طور پر بیگانہ تھے۔ کیونکہ وہ اس دین میں بالکل حدیثِ نبویہ سے تھے جس کی وجہ سے وہ حبش نبوی میں شامل ہو گئے تھے۔ حالانکہ ان کے اسلام پر صبر پندرہ دن گذرے تھے، یہی وجہ ہے کہ یہ غناصر ابھی تک بہت سے بت پرستانہ عقائد پر قائم تھے۔ اور ہمیں معلوم ہے کہ ان غناصر نے حنین کی طرف مارچ کے وقت - کس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ آپ ان کی

ذات انواط مقرر کر دیں انہوں نے کہا: یا رسول اللہ، ہمارے لئے بھی ذات انواط مقرر کر دیں۔ جیسے مشرکین کیلئے ذات انواط تھے۔

یہ عناصر بدینیت نہ تھے، لیکن عقیدہ توحید پر مبنی اسلام کی حقیقت سے بچانہ تھے جس سے ان کا وجود فوج میں الجھن، غم اور کمزوری پیدا کرنے کا باعث بن گیا۔ اس لئے کہ مسلمانوں کے پاس جنگی قوت کا اہم محرک صرف اور صرف عقیدہ اسلام کی قوت تھی۔

۱۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
شکست کے بعد مسلمانوں کی فتح کے اہم اسباب کی ثابت دہی۔

حنین میں بڑی طرح شکست کھانے کے بعد مسلمانوں کی زبردست فتح کا اولین سبب، شکست کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت دہی ہے جبکہ آپ جنگ کے میدان میں ایک مناسب جگہ پر ہٹ کر جم کر کھڑے ہو گئے۔ اور شکست خوردہ لوگوں سے اپیل کرنے لگے کہ وہ میدان شرف کی طرف واپس آ کر آپ کے ساتھ مل جائیں۔

اہل بیت نے مسلمانوں کی شکست کو ہمہ گیر نہ رہنے دیا۔ حالانکہ اس سے قبل قریب تھا کہ وہ مکمل اور تباہ کن ہو جاتی اور جب شکست خوردہ لوگوں کو علم ہوا کہ ان کا نبی اور سالار اعلیٰ میدان میں ثابت قدم رہ کر پشت دینے بغیر آگے بڑھ کر مشرکین سے جنگ کر رہا ہے تو وہ اپنے دلوں میں (خصوصاً انصار) شرمندہ ہوتے اور میدان کی طرف واپس آ گئے۔

اور انہوں نے از سر نو اپنی تمام یونٹوں کو مرتب و منظم کیا۔ اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کمان میں نئے سرے سے زبردست تباہ کن مخالفانہ حملہ کرنے لگے، پس میدان کی طرف ان کی واپسی نے فتح کا وہ بھل جسے ہرانہن کا عقلمند سالار حاصل کرنے لگا تھا، منقطع کر دیا۔

لہذا ذات انواط کے قصہ کی تفصیل اس کتاب کے گذشتہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیے۔

اور یہ ایک واقعی حقیقت ہے جسے ہم سردور اور ہر زمانے میں عسکری معاملات کا مطالعہ کرنے والے ماہرین نے تسلیم کیا ہے۔ پس اللہ عام اور آپ کے جنگی کورڈز کے اگلا نے اس وقت جب کہ فوج ایک زبردست دھکے یا شکست سے دوچار تھی جو ثابت قدمی دکھائی اس کے کم از کم حالات کے درست کرنے اور شکست کو زبردست فتح میں بدل دینے کے بارے میں اچھے نتائج ہمارے ہر سنے اور حبش نبوی کی کھمان کی ثابت قدمی کی وجہ سے علا یہ بات حبش نبوی کے لئے اس وقت رونما ہوئی جب یہ شکست خودہ فوج واپس لوٹی اور از سر نو اپنے قائد اعلیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادہ کو جمع ہو گئی جس نے حنین سے روز اپنی ثابت قدمی سے شجاعت و سیالت کی شان دار مثال قائم کی۔

اور اس میں کچھ تعجب نہیں کہ حنین سے قبل اور اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عسکری تاریخ، بہادر فوجیوں کی تاریخ میں شاندار صفات کی حامل ہے اور جب کبھی بھی ہماری کسی خوف یا گھبراہٹ سے دوچار ہوتے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہر اول دستے میں سٹروس پہاڑوں سے بھی بڑھ کر ثابت قدم رہ کر ان کی حفاظت کرتے رہے اور ان کے دلوں کی ڈھارس بندھاتے رہے اور جب ان پر مصائب نازل ہوتے تو وہ آپ کی پناہ لئے کرتے تھے۔ اور اس واضح حقیقت کو حضرت براہ بن عازب نے بیان کیا ہے آپ فرماتے ہیں کہ جب جنگ شدت اختیار کر جاتی تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سچاؤ کیا کرتے تھے اور آپ وہ شجاع تھے جن کے ذریعے حفاظت کی جاتی ہے۔

اور حنین میں مسلمانوں کو جو شکست ہوئی، یہ مسلمانوں پر نازل ہونے والی پہلی شکست نہ تھی جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت قدمی، موقف کے سچانے اور مسلمانوں کے آپ کے سامنے سے بھاگنے کے بعد ان کے میدان کی طرف واپس آ کر دشمن سے جنگ کرنے کے باعث، شکست کے ناگوار اثرات سے بچنے کا سب سے بڑا اور

پہلا عامل نبی ہوا۔

اُحد کے معرکے میں بھی (جنین کی طرح) مسلمانوں پر خوفناک شکست نازل ہوئی اور شکست خوردہ لوگوں کے ہراول، اطراف مدینہ میں پہنچ گئے۔ لیکن جو نبی انہیں علم ہوا کہ ان کے سالارِ اعلیٰ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم، میدان میں اپنی جگہ ڈٹے ہوئے ہیں تو وہ آپ کے ارد گرد جمع ہونے کے لئے واپس لوٹے اور اس غرض کی تکمیل کے لئے وہ مشرکین کے ان کتلہاٹوں کے ساتھ گھم گئے جو سخت اور زبردست جنگ میں آپ کا احاطہ کئے ہوئے تھے، اس دوران میں انہوں نے اپنے ستر بہترین جوانوں کو کھودیا، لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور شکست کے وقت اپنے نبی کی ثابت قدمی کے طعنیں۔ انہیں دوبارہ اُحد کے کارزار میں غلبہ حاصل ہوا۔ پس انہوں نے اپنی تلواروں کی پناہ لی اور قریش کی اس فتح کا خاتمہ کر دیا جو انہیں مسلمان ترانہ زوروں کی پانٹی کی غلطی سے حاصل ہوئی تھی۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی فتح کو محدود اور پریشانی فتح بنا دیا تھا۔ حالانکہ قبل ازیں یہ فتح کن اثرات کی حامل بن چکی تھی، جس کے مسلمانوں کے انجام پر تباہ کن اثرات کی حامل بن چکی تھی، جس کے مسلمانوں کے انجام پر تباہ کن اثرات پڑتے تھے۔ اگر اُحد کے روز مسلمانوں کی شکست کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ثابت قدم نہ رہتے تو ان کو مکمل اور ہمہ گیر شکست ہوتی اور جب ان کی شکست کی یہ پوزیشن ہوتی تو بلاشبہ مکئی فرج کے سالار ابراہیم کیلئے مدینہ پر قبضہ کرنا آسان ہو جاتا۔ اور یوں اُحد میں مشرکین کی محدود اور پریشانی فتح، فیصلہ کن اور ہمہ گیر فتح بن جاتی۔

۱۔ مولف نے پریشان اور ذمہ دار کن فتح کے لئے بالترتیب تعبیری اور سوتلی کے الفاظ استعمال کئے ہیں، تعبیری اور سوتلی فتح کے درمیان یہ فرق پایا جاتا ہے کہ تعبیری فتح اُسے کہتے ہیں جو محدود جبکہ اور محدود وقت کیلئے ہو اور انجام پر اس کا کچھ اثر نہ ہو اور سوتلی فتح اُسے کہتے ہیں جس کا معرکہ کے نتائج پر فیصلہ کن اثر ہو اور فاتح اس میں اپنے تمام مقاصد کو پورا کرے۔

مترجم

اصل چیز وہ ہے جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین میں کہا۔
 اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے مرحلہ ہی میں جس میں آپ کی
 فوج کو زلزلہ افگن شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ ثابت قدم نہ رہتے تو قریب
 تھا کہ ہوائیں معرکہ کے پہلے مرحلہ میں ہی فتح حاصل کر لیتے۔ پس سالار
 رسول اور شجاعوں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت قدمی کے ثمرات نے ہوازن
 کی فتح کو فقط محدود اور پریشان فتح بنا دیا جس کا انجام پرکچھ اثر نہ پڑا۔ اور آپ کی ثابت
 قدمی آپ کے اصحاب کی میدان کی طرف واپسی کا سبب بنی اور اس قابل ترفیہ واپسی
 نے معرکہ میں طاقت کے توازن دونوں کو مسلمانوں کے مفاد میں پلٹ دیا۔

بل اس بات کی طرف اشارہ کر دینا بھی مناسب ہے کہ حنین کے روز، سالار رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شجاعت اور ثابت قدمی سے جس کٹھن پوزیشن کی درستگی کی
 وہ اس خطرناک پوزیشن سے جس کی آپ نے اُحد کے روز اپنی شجاعت اور ثابت قدمی سے
 درستگی کی تھی۔ دونوں معرکوں کے آخری نتائج کے لحاظ سے مختلف تھی۔

اُحد کے معرکہ میں اپنے اصحاب کی شکست کے وقت، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 کو حاصل ہونے والے فوائد۔

۱۔ مشرکین کا اپنی فتح کی توسیع سے محروم ہونا، کیونکہ یہ ثابت قدمی اس فتح
 کو، پریشان اور محدود فتح کے سنگ دارے میں محصور کرنے کا سبب بن گئی
 جس سے مشرکین رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کاری زخم پہنچانے کے ساتھ ساتھ
 صرف متر صحابہ کو قتل کرنے کی سکت پاسکے۔

۲۔ اس ثابت قدمی نے، قریش کو محدود فتح پر ہی اکتفا کرنے پر مجبور کر دیا۔
 اور انہوں نے واپسی کو ہی ضمیمت جانا اور وہ میدان سے چلے گئے اور
 میدان مسلمانوں کے قبضہ میں چھوڑ گئے اور شکست خوجہ فوج کے چومیں

مقتولین کو سبھی اس میدان میں پچھے چھوڑ گئے، جس نے مسلمانوں کے ساتھ کے محافظین کی غلطی کے نتیجے میں فتح حاصل کر لی تھی اور وہ تیرا نماز تھے جنہیں سالارِ اعلیٰ نے میدانِ کارزار پر بھجائے والے پہاڑ پر متعین فرمایا تھا لیکن جب مسلمان اپنی بری شکست کے بعد میدان کی طرف واپس آئے تو قریش۔ اس فیصلہ کن فتح کے نتیجے میں حاصل ہوئی اسی شکست۔ جو مسلمانوں کو میدانِ کارزار کی طرف واپسی کے بعد حاصل ہوئی۔ سے بالکل معترض نہیں ہوئے اور اپنی فوجوں کے ساتھ صحیح سلامت میدان کو چھوڑ کر اپنے علاقوں میں چلے گئے۔ ان چوبیس مقتولین کے جو اینہوں مسلمانوں کے سنتر مقتولین کے مقابل کھڑے کئے تھے۔

اور حنین کے روز، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت قدمی سے، مسلمانوں نے جو فائدہ حاصل کئے تھے، وہ اس سے بہت بڑے تھے اور وہ اس طرح کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت قدمی، پہلے مرحلے میں ہوازن کی فتح کو صرف محدود فتح کے دائرہ میں محصور رکھنے کا ہی سبب نہیں بنی بلکہ آپ نے اس پریشان اور محدود فتح کو، مسلمانوں کی کامل اور فیصلہ کن فتح میں بدل دیا۔ جنہوں نے ہوازن کو کامل اور بے گیر شکست دی، جس کے بعد مشرکین کا کوئی نقشہ باقی نہ رہا۔

اور جب حنین میں مسلمان، میدان کی طرف واپس آئے تو انہوں نے اپنی صفوں کے جمع کرنے اور دوبارہ اسی تنظیم کرنے اور ہوازن کو مزید کامیابوں کے حاصل کرنے سے روکنے پر ہی اکتفا نہیں کیا۔ جیسا کہ آج بھی ہوا تھا۔ بلکہ انہوں نے ایک زبردست اور مہلک مخالفاۓ حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں مشرک ہوازن کی فوجوں کو خونخاک، ہمہ گیر، اور آخری شکست ہوئی۔ جس سے ہوازن کی فوجیں بھاگ گئیں۔ اور اپنی عورتوں، بچوں اور اموال کو میدان میں مسلمانوں کھیلنے غنیمت چھوڑ گئیں۔

جے :- رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت قدمی، حنین کے روز، آپ کے

یک ہمد بہترین صحابہ کی ثابت قدمی کا سبب بن گئی اور ان سو آدمیوں کی ثابت قدمی نے سلازک کی شکست کی تخفیف میں بہت اچھا اثر ڈالا اور وہ اس طرح کہ یہ سوا دہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمان میں۔ سخت مصیبت کے وقت ایک محافظ فوج بن گئے۔ جس نے شکست خوردہ مسلمانوں کے ساتھ کو بہت حد تک بچایا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سو آدمیوں کی کمان کرتے ہوئے ان ہوازن پر زبردست مخالفانہ حملہ کیا۔ جن کا ہر اول مسلمانوں کے تعاقب میں لگا ہوا تھا اس مخالفانہ حملے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ان چند بیک ہمد اصحاب نے بڑی جہاں بازی کا مظاہرہ کیا۔ اور ہوازن کی بعض یونٹوں کو خطرناک نقصانات پہنچائے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ شکست خوردہ مسلمان اس وقت از سر نو میدان کی طرف پلٹے جب مشرکین ہوازن کے قیدی رسیوں میں بچڑے ہوئے سالار رسول کے سامنے پڑے ہوئے تھے۔

ج۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ایک ثابت قدم صحابہ کی ثابت قدمی، پھر شکست کے وقت ان کا ہوازن کے تعاقب کرنے والے یونٹوں پر مخالفانہ حملہ۔ ہوازن کے اس حملے کی شدت جس کا آغاز گھاتوں نے کیا تھا، کم کرنے کا سبب بن گیا۔ اور مزید بات یہ ہے کہ ہوازن نے دیکھ کر اس کے ہراول پر ایک چھوٹے سے دستے نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمان میں زبردست مخالفانہ حملہ کیا تھا، خیال کیا کہ ساری اسلامی فوج کو شکست نہیں ہوتی، اس بات نے ہوازن کے مہلک حملے کی تیزی کو کم کر دیا جس سے۔ بڑی حد تک۔ اسلامی فوج کی میدان کی طرف واپسی کا کام آسان ہو گیا جو واقعہ فجر کے وقت پہلے حملے میں ممکن شکست کھا چکی تھی۔

د۔ اسی طرح حضرت عباس بن عبد المطلب رآ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا) نے بھی جو ایک ثابت قدم اصحاب میں سے تھے، شکست خوردہ لوگوں کے واپس لانے میں عظیم اور فعال کردار ادا کیا۔ وہ ایسے طریق پر جو ان کی شجاعت پر دلالت

کرتا تھا۔) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق اپنی بلند آواز سے جو کئی
 میلوں تک سنائی دیتی تھی۔ شکست خوردہ مسلمانوں کو اس شاندار حقیقت کی اطلاع
 پہنچانے پر تیار ہو گئے تھے جس کے متعلق ان میں بہت سے آدمی توقع ہی نہ رکھتے تھے کہ
 سالار اعظم صلی اللہ علیہ وسلم میدان میں اپنی جگہ پر ڈٹ کر مشرکین کے ساتھ اپنی تلوار
 سے جنگ کر رہے ہیں، پھر انھوں نے (خصوصاً انصار سے) میدان کی طرف واپس آنے کی
 اپیل کی۔

اور جب حضرت عباس کی آواز میں، شکست خوردہ لوگوں نے سالار رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی اپیل سنی تو اس سے ان کی شکست خوردگیوں کو تقویت دینے اور ان کے
 دلوں میں احساسِ شرمندگی کو بیدار کرنے میں بہت اچھا اثر ڈالا اور جب انھیں معلوم
 ہوا کہ وہ خود تو بھاگ آئے ہیں اور اپنے نبی کو، جو انھیں اپنی جانوں اور بیٹیوں سے بھی
 زیادہ محبوب ہے، میدان میں اکیلا چھوڑ آئے ہیں تو وہ واپس لوٹے اور پھر وہ ایک تباہ
 بگولہ بن گئے جس نے ہوازن اور اُس کے بائیس ہزار سپاہیوں کو اڑا دیا یہاں تک کہ انھوں نے
 ان کو غیظ و غضب سے اس طرح بکھیر دیا جس طرح تیز آمدنی خشک تپوں کو بکھیر دیتی ہے۔
 اگر مسلمان، حضرت عباس کی آواز نہ سُننے جو انھیں ان کے نبی کے ثبات کے
 متعلق اطلاع دے رہے تھے اور ان کے نام سے انھیں میدانِ کارِ ناز کی طرف واپس
 آنے کی اپیل کر رہے تھے تو ان کی شکستِ کامل اور تباہ کن شکست ہوتی اور ہوازن کی
 حدود اور پریشیاں فتح کے ہمگیر اور فیصلہ کن فتح میں بدل جانے سے، ہوازن کی شکست خورد
 اسلامی فوج کی اکثریت کو تباہ کر دیتے۔

پس خوفناک شکست کھانے کے بعد، مسلمانوں کی تباہ کن فتح کی اساس اور اسکا
 بڑا سبب، دیرینہ کے سردار اور اشرف المخلوقات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبات ہے۔ اور
 اس شجاعت کی کوئی نظیر موجود نہیں ہے۔

۵۔ عقیدہ — ماہرین جنگ کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ سپاہی جس جنگ میں بھی حصہ لے، اس کا عقیدہ، اس کے مورال کی قوت کا سب سے بڑا سرچشمہ ہے اور یہی جانناز سپاہی کا سب سے اہم اور اعلیٰ اہمیت والا پہلو ہے۔

اور حقیقی مسلمان، جب سے تو اس اسلام پیلا ہے۔ وہ اپنے عقیدے کی طاقت کو اول درجہ پر رکھتے ہیں اور شاید یہی تفریح حاصل اور نیکو راہ اور قول ہو کہ اسلامی عقیدہ ان تمام عوامل میں سب سے مقدم ہے جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فوجوں کو جن میں کمال فتح سے سرفراز کیا تھا۔

اور ہمیں معلوم ہے کہ مسلمانوں نے اپنی تاریخی جنگوں میں اپنے عقیدے کے ذریعے ان دشمنوں پر جو ہر مادی چیز میں ان سے فوقیت رکھتے تھے کیسے فتح حاصل کی... وہ نہ صرف عہد نبویؐ میں جزیرہ کے اندر فہمند ہوئے بلکہ اس کے باہر بھی انہوں نے اسی فتوحات حاصل کیں جن کو عقل ماننے کو تیار نہیں ہوتی۔ اور وہ اس طرح کہ جب وہ توحید کے مضبوط عقیدہ کے حامل بنتے ہیں تو وہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اس کی حفاظت و دفاع کی راہ میں موت کا آنا وہ چیز ہے جس کی سچا مسلمان آرزو رکھتا ہے... اور اس حقیقت کا اعتراف یقیناً غیر مسلم محققین نے بھی کیا ہے

اور اس حقیقت پر اس سے بڑھ کر دلالت کرنے والی اور کوئی بات نہیں —

کہ جب غیر القرون کے بعد مسلمانوں کے دلوں میں یہ عقیدہ کمزور پڑ گیا۔ تو ان پر پے درپے مصائب آئے اور ان کی تعداد اور سامان کے زیادہ ہونے اور ان کے دشمن کی تعداد اور سامان کے کم ہونے کے باوجود ان کو ذلت آمیز شکستیں ہوئیں۔ پس ان کو کھلے عقائد کو اپنانے کے نتیجے میں جن سے آخری دور میں مسلمانوں کے دلوں کو واسطہ پڑا۔ اسلام کی طرف منسوب ہونے والوں کی پوزیشن بدل گئی اور وہ ہر چیز میں پسماندہ ہو گئے اور خصوصاً اصول و عقائد کو دھاندل کرنے کے بعد جنہیں انہوں نے عقیدہ اسلام کی جگہ اتارا

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
 نہ جو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

فتح کے بعد ہوا زن کی تباہ کن شکست کے اسباب | اس بارے میں کوئی آملات
 موجود نہیں کہ ہوا زن کی کمان

کی سربراہی مہر کے آغاز سے اس کے اختتام تک ایک روشن دماغ و لیر فوجمان کرنا
 تقاریر عسکری سمجھ بوجھ اور فنون و سیاست جنگ اور باریک بینی سے مسلوبہ بنانے اور
 جگہوں کے انتخاب میں ممتاز مقام کا حامل تھا۔

اس کی شجاعت کے متعلق ہم نے آغاز میں دیکھا ہے کہ اس نے اپنی قوم کو
 کیسے دعوت دی۔ اس نے ان میں ایک پرجوش تقریر کرتے ہوئے کہا کہ۔ کروں
 جنگ کے وقت اپنی تلواروں کے نیام توڑ دیں تو میں ہزار جاں بازیوں نے اپنی تلواروں
 کے نیام توڑ دیئے اور العزوں نے بس ہزار سوئی ہوئی اور شکستہ نیام تلواروں کے ساتھ
 مسلمانوں کا سامنا کیا۔ اور تلواروں کے نیام توڑنا ایک ایسی علامت ہے جو شجاعت
 اور جنگ میں موت قبول کرنے کے نچوٹہ ارادے پر دلالت کرتا ہے اور علی لحاظ سے ہم نے دیکھا
 کہ مالک بن عوف نے میدان جنگ میں اپنے خاص قبیلہ بنی نصر کے سر پر کھڑے
 ہو کر مسلمانوں کے ساتھ کیسے جنگ کی۔ باوجودیکہ ہمازن کے دیگر قبائل زخم خورد
 تھے۔ قریب تھا کہ اس کا قبیلہ (اس کی کمان میں اپنی ثابت قدمی کے باعث) اپنے آخری
 آدمی تک فنا ہو جاتا اور اس کی عسکری سیاست وراثت اور مہارت پر اس قبیلہ لار
 کے وہ تصرفات دلالت کرتے ہیں بلکہ وہ اپنی فوج کو مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کے لئے
 تیار کر رہا تھا۔ گویا وہ مجبورہ دوس کے فوجی اداروں کا گریوٹی ہے، ہم نے دیکھا کہ فوج
 سالار کو (مب) اسے یہ علم ہو گیا کہ مسلمان مکہ سے روانہ ہو چکے ہیں (کس قدر آرزو تھی کہ

وہ وادی حنین کے دوپہے گہرے مقام کی طرف ان سے پہلے پہنچ کر اُسے اپنی فوج کا بڑاؤ بنانے کیونکہ وہ (عمر رسیدہ ماہر و رید بن المہدی کے بیان کے مطابق) کھلی اور سخت جنگ تھی اور نرم نہیں تھی۔ اور ان گھوڑوں کی جولانی کیلئے مناسب حال تھی جو اس دور میں مہلک ہتھیار تھے۔ اور حنین کے روز ہوازن کے پاس ہزاروں گھوڑے تھے۔

اللہم نے یہ بھی دیکھا کہ اس نوجوان کی عمر جو پندرہ سال سے متجاوز نہ تھی اور اُسے باریک بینی کے ساتھ مضمون بنانے اور سرعت کے ساتھ ان کی تنقید کرنے کی کسی قدرت حاصل تھی اور ان میں سے جو شاید بیگے شاندار مضمون تھے۔ گھاتوں کا منصوبہ بنانے اور اسکی تنقید کرنے میں مالک دُستورین حد تک چلا گیا تھا۔ نیز ہم نے یہ دیکھا کہ سالار مالک نے جبکہ وہ وادی میں اپنی فوج کو تیار کر رہا تھا کیسے اس جنگی چال کو اختیار کیا جس سے اس نے اپنی فوج کو مسلمانوں کی نگاہوں میں اس کے حقیقی حجم سے کئی گنا بڑا کر دکھایا۔

پھر مسلمانوں نے حنین کے روز، ایسے جانناز دشمنوں کا سامنا کیا، جو دلیلاً اور وجہ اول کے ممتاز سالار تھے۔ ... اور سالار ہوازن کی ذاتی شجاعت پر دُستمان مور حنین کی شہادت کے مطابق اس کے بڑے کردار کو کرنے والی اور کوئی بات نہیں کہ وہ ہوازن کی عام شکست کے وقت میدان میں اپنے خاص خاندان (نبی نصر) کے سر پر کھڑا رہا اور قریب تھا کہ مسلمانوں کی تلواریں ان کے آخری آدمی تک کو فنا کر دیتیں اور سالار مالک نے اس وقت شکست کھائی جب اس نے دیکھا کہ جنگ جاری رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں مگر اس کے باوجود وہ میدان سے کپکپانے والے زہن کی طرح نہیں بھاگا بلکہ اس کی شکست منظم و اچھی کے مشابہت تھی اور ہم نے اس کتاب کے گذشتہ صفحات میں دیکھا ہے کہ یہ سالار اپنے جنگی بونٹے کے امکان کے ساتھ ٹیلے پر کھڑا رہا۔ حتیٰ کہ اُسے یقین ہو گیا کہ اگر وہ بولپوش نہ ہوا تو تعاقب کرنے والے سواروں کا دستہ جس کی قیادت حضرت زبیر بن العوام کر رہے تھے اُسے گھیرے گا۔ تو وہ وادی (ایمانیہ) (نخلہ) میں دُستوں کے درمیان

رُوپوش ہو گیا اور مسلسل چلتے چلتے وادی لیبہ میں اپنے قلعہ میں پہنچ گیا۔ پھر نصیب کے پاس چلا گیا اور ان کے ساتھ طائف میں قلعہ بند ہو گیا۔

پس جب ہوازن کی جنگ اور قیادی سطح اس درجہ تک ممتاز تھی تو کن اسباب کی بنا پر اسے تباہ کن شکست ہوئی؟

گر۔ عقیدے کی عدم موجودگی۔ مسلمان جدید عقیدہ (عقیدہ توحید) کے حامل تھے جس کے زیر سایہ موت کو شیریں خیال کرتے تھے۔ اور وہ اسے سب سے زیادہ عزت دار موت سمجھتے تھے، جس کا کوئی مسلمان آرزو مند ہو سکتا ہے۔ اور یہ خیال اس حال کو بہت تقویت دینے والا ہے جو موت تک جنگ میں استقلال کیلئے لازمی ہے۔ ہوازنی سپاہی اپنی شجاعت کے باوجود کوئی ایسا عقیدہ نہ رکھتے تھے جس کی راہ میں موت کو شیریں خیال کرتے بلکہ وہ اس کے بارے میں تحقیق کر رہے تھے تاکہ وہ بھی راہ خدا میں شہید ہوں جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمان میں ہر معرکہ میں حصہ لینے والے مسلمانوں کا حال تھا۔

اور ہوازن کا بھی ایک عقیدہ (ایک بت پرستانہ عقیدہ تھا) معدوم کے حکم میں تھا کیونکہ وہ عقیدہ، کمزور، غیر واضح غیر واضح اور قابل ہنسی تھا۔ اور اس کے فیضان میں یہ اعتقاد شامل نہ تھا کہ اس کی راہ میں قتل ہونے والا جنت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیگا۔ اور ہوازنی فوج میں ایک سپاہی بھی ایسا نہ تھا جو یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ اگر وہ لات اور عزی یا کسی اور بت کے دفاع میں مارا گیا تو اس کا ٹھکانہ جنت ہوگا۔

پس ہوازن کے متعلق یہی بات کہی جاسکتی ہے کہ وہ کسی عقیدے کے بغیر معرکے میں شامل ہوئے اس لئے ان کے سالار مالک بن عوف نے۔ ایک بت پرست کی طرح اس حقیقت کو چھپانے پر اس عقیدہ صحیحہ مانع کے مقابلے میں عورتوں، بچوں اور اموال کے دفاع کو اختیار کیا۔ جو مسلمانوں کے پاس تو تھا اور ہوازنی اسے تلاش کر رہے تھے پس اس

تمام سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے اہل و اموال کو میدان کی طرف لے جائیں تاکہ ان کے دفاع میں قبول کر لیں کیونکہ ان کے پاس اس کے سوا اور کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس کے دفاع میں وہ موت قبول کرنے پر مجبور ہوتے مگر یہ مضمون کچھ بھی سود مند نہ ہوا اور ہوازن کو ایک ہم گرا اور قابل شکست ہوتی۔ اور وہ اپنے اہل و اموال کو اپنے پیچھے چھوڑ گئے اور صحیح راسخ عقیدے کی عدم موجودگی وہ سبب ہے جس کی جگہ سپاہی کے مورال کو جو موت تک ثابت قدمی کے لئے ضروری ہے اور کوئی چیز مرد نہیں دے سکتی۔

ب۔ تنگ قبائلی عنصریت اور آزاد رویے۔ بت پرست قبائل صحیح ہوازن کے کسی بھی معرکہ میں حصہ لینے کے محرکات کا تجزیہ کرنے کے دوران، محقق پر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ تنگ قبائلی عنصریت جو فقط قبیلہ کے دفاع کی آئینہ دار ہوتی ہے اور نزلوٹ مار کرنے کی خواہش پر دو بائیں، عربی بت پرست سپاہی کو جنگ پر آمادہ کرنے کے دو عظیم محرک ہیں اور یہ دونوں محرک (خوبی ماہر کی نظر میں) موت تک کو ثابت قدمی میں مدد دینے کے لئے کافی ہیں۔

پس عنصریت اگرچہ اکٹھا کرنے کا ایک محرک ہے مگر جانا باز کے نزدیک موت تک ثابت قدم رکھنے کا محرک نہیں ہے۔ پس بلاشبہ وہ اس شخص کی جانب سے رٹے گا۔ جو اس کے قبیلے سے تعلق رکھتا ہوگا۔ اور شجاعت کے ساتھ ڈٹتا رہے گا اور قربانی دے گا لیکن وہ اسے اس حد تک نہیں لے جائیگا کہ رضا کارانہ طور پر موت کا سامنا کرے تاکہ دوسرے لوگ زندہ رہیں۔

(اور نادر اور شاذ مثال میں کوئی تعجب کی بات نہیں) پس جب تک اسے فتح کی امید رہے گی وہ جنگ کرتا رہے گا۔ لیکن جب جنگ اس پر مصیبت ڈال دے اور اسپر جنگ کی سختی اس حد تک پہنچ جائے کہ اسے موت یا فرار میں سے ایک بات کو اختیار کرنے کے سوا چارہ نہیں رہے گا تو بلاشبہ وہ فرار کو ترجیح دے گا۔

اب یہی بات ٹوٹ مار کرنے کی تو یہ عنقریب سے بھی کمزور تر عزم کا ہوا ہے اس لئے کہ جاننا، جنگ میں ٹوٹ مار کی وجہ سے صرف اس لئے حصہ لیتا ہے کہ جو کہ وہ ٹوٹ مار کر رہا ہے اس سے زندہ رہ کر فائدہ اٹھانے کے سبب اسے اچھی طرح یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ جنگ جاری رکھنے میں اس کا انجام موت ہو گا اور وہ کس قدر دلیر اور جنگ کا ماہر ہو وہ بلاشبہ فرار کرنے کی طرف مائل ہو جائے گا اور یہی کام ہوازن نے کیا۔

ج - خود ہارنے اور فریب - سالار ہوازن مالک بن عوف بن یہ دونوں صفات موجود تھیں۔ اگرچہ یہ نوجوان سردار ذہین شجاع اور روشن دماغ تھا، مگر خود ہارنے اور فریب خوردہ بھی تھا۔ اور نوح کے سرداروں میں خودمانی اور فریب کا پایا جانا، نوجوانوں کو کمزور کرنے کا سب سے خطرناک باعث ہے اور ان کے لئے عذاب کا سبب بن جاتا ہے جیسا کہ صدیوں کی تاریخ نے اسے دیکھا دیکھا ہے۔

اور مالک بن عوف کی خودمانی ایک واضح بات ہے جیسا کہ ہمیں معلوم ہے کہ جب درید بن الصمہ جیسے ماہر جاننا نے اس پر یقین کیا کہ اس نے سپاہیوں کو میدان جنگ کی طرف اپنے اہل اولاد والوں ساتھ لے جانے پر مجبور کیا ہے تو اس نے اس کے مشورہ کو رد کر دیا۔ حالانکہ اس نے اسے یہ مشورہ دیا تھا کہ وہ عورتوں، بچوں اور اموال کو پہاڑوں کی چوٹیوں کی طرف واپس کرنے تاکہ ہوازن کی شکست کی صورت میں وہ محفوظ رہیں تو اسے منکرانہ انداز میں اس مشورہ کو رد کر دیا۔ اور جب قبائل ہوازن کے سرکردہ اور سالار حضرت گو درید بن الصمہ کا مشورہ درست معلوم ہوا اور وہ اسے اختیار کرنے کی طرف مائل ہوئے تو ان کے سالار نے انھیں دھمکی دی کہ اگر انھوں نے اس کے منصوبے پر عمل نہ کیا اور اس کے راج کے مطابق پہلے تو وہ خود کشتی کر لے گا تو انھوں نے اس کی بات مان لی (حالانکہ اس کے تصرف میں تباہ کن غلطی پائی جاتی تھی) کیونکہ وہ ان کے ہاں محبوب تھا نیز اس نے یہی کہ جب جنگ ان کے دروازوں پر تھی تو وہ آپس میں بٹ جانے سے ڈرتے تھے۔

اور اس کے فریب کے متعلق مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ وہ متکبر تھا اور ہمیشہ تہ بند لٹکا کر چلتا تھا۔ اور اس نے مسلمانوں کی افواج کے بارے میں عقارت کا جو اعلان کیا تھا اس میں اس کا فریب نمایاں ہے اور یہ عقارت اس کی تقریر میں بھی نمایاں ہے جو اس نے محرک سے مقوڑا سرحد قبل اپنے سپاہیوں میں کی تھی اس نے کہا۔

”اس دفعہ سے قبل محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی جنگ نہیں کی۔ وہ صرف

ناجربہ کار لوگوں سے لڑتے رہے ہیں جنہیں جنگ کے بارے میں کوئی علم نہ تھا۔

حالانکہ ورید بن لہتمہ نے مالک کو مشورہ دیا تھا کہ وہ فریب کو چھوڑ دے کیونکہ وہ ایسے

آدی سے جنگ کر رہا ہے جو عام آدمیوں جیسا نہیں ہے اس نے اُسے کہا تھا

”اے مالک! تو ایک شریف آدمی سے برسرِ پیکار ہے اور تیرا اپنی قوم کا نثرار

بھی بن گیا ہے اور آج کا دن، بعد کے ایام کیلئے ایک حادثہ ہو گا۔

سالار کا فریب اور اسلامی فوج کے سپاہیوں کو اس کا حقیر سمجھنا، اپنی فوج کو

یہ اشارہ دینے کے مترادف تھا کہ وہ بھی اس کی طرح ہو جائیں، پس اسلامی سپاہیوں

کو حقیر سمجھنے کی روح ان کے قبائل میں سرایت کر گئی خصوصاً پہلے مرحلہ میں مسلمانوں کی

شکست کے بعد اور بلاشبہ یہ فریب اور عقارت، فتح کے بعد ہوازن کی ذلت

کے اہم اسباب میں سے ہے اور یہ وہ ذلت ہے جو ہمہ گیر تباہ کن شکست میں

پہل گئی تھی۔

اگرچہ حنین میں ہوازن ایک زبردست

قوت تھے۔ دس ہزار جاں باز ہنگرا کھٹے کے

ہوازن کے درمیان چھوٹ

کے پہلے مرحلے میں انھیں الشقاق کا سامنا کرنا پڑا۔ جس کا ان کے مورال پر بہت

بڑا اثر پڑا۔ اور ہوازن کے دو قبیلوں نے مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے میں

اشتراک کرنے سے انکار کر دیا۔ اور وہ دونوں قبیلے (کعب اور کلاب) قبائل ہوازن میں سے ہیں اور طاقات درتھے۔ بلکہ عمر رسیدہ ہارورید بن الصمۃ کی شہادت کے مطابق یہ دونوں قبیلے ہوازن کے قبائل کے درمیان سب سے طاقت درتھے۔ اور یہ بات اسکے قول سے معلوم ہوتی ہے کہ۔ جب اس بتایا گیا کہ یہ دونوں قبیلے ہوازن کے ساتھ جنگ میں شامل نہیں ہوں گے۔ تو اس نے کہا۔

”خوش قسمتی اور تیزی غائب ہوگئی ہے اور اگر نعمت و برکت ہی کا دن نہ ہوتا تو کعب اور کلاب اس سے غائب نہ ہوتے۔“

کعب، کلاب اور بنی ہلال کی اکثریت کے مالک بن عوف کی فوج میں شامل نہ ہونے کے باوجود ہوازن کے دیگر قبائل میں کوئی تردد پیدا نہیں ہوا، ہاں کعب کلاب اور بنو ہلال کی عدم شمولیت کا ہوازن کے دیگر قبائل کے مورل پر نقصان دہ اثر پڑا کیونکہ مالک بن عوف کی فوج، حمان قبائل سے بنی تھی اس نے ان تین قبائل کے

۱۔ کعب بن سعید بن عامر بن معصوم بن ملوید بن بکر بن ہوازن، یہ ہوازن کا ایک عظیم بطون تھے اور انکے دیار تھانہ، مدینہ اور ارض شام کے درمیان پھیلے ہوئے تھے اور یہ عربوں میں شرف و شجاعت میں مشہور معروف تھے۔

۲۔ کلاب بھی ہوازن کے عظیم بطون میں سے ہیں اور یہ بنو کلاب بن ربیع بن عامر بن معصوم بن معاویہ بن بکر بن ہوازن میں سے ہیں اور ان کی منازل میں حفرہ کی رکھ بھی ہے جو نجد میں واقع ہے اور یہ کلاب کی رکھ ہے اور مدینہ نبوی کی جہات میں رزہ کی رکھ بھی ہے اور نیک اور سوا بھی ہیں۔ اور یہ شام میں پھیلے ہوئے ہیں اور یہ بڑی جانناز قوم ہے، پس ان کی شان عظیم ہوگئی اور انھوں نے حلب اور اس کے نواح اور شام کے بہت سے شہروں پر قبضہ کر لیا اور کعب اور کلاب کی شرف عظمت کو دیکھ کر ایک شاعر دوسرے کو بھوکرتا ہوا کہتا ہے کہ تو میرے قبیلہ سے ہے اس لئے نگاہ نیچے لکھ تو کعب اور کلاب کو نہیں پہنچ سکتا۔

اختلاف کی وجہ سے اپنے ایک اہم جنگی عنصر کو کھو دیا تھا۔ جس سے اس فوج کا ہورال گر گیا۔ یہاں تک کہ ایک سو ساٹھ سالہ منیر چری ماہر و دیرین الصحت نے جس نے عمر کلاب عدتہ جنگوں میں گنڈرا تعجب اُسے تہ چلا کہ کعب اور کلاب اور بنو ہلال مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے میں شامل نہیں تو اس نے ہوازن کی فوج پر شکست نادلہ ہونے کی توقع کی اس نے کہا۔

اگر یہ کوئی بھلائی کی بات ہوتی تو تم اس کی طرف ان سے ہمت نہ کرتے اور اگر یہ کوئی شرف و شہرت کی بات ہوتی تو وہ اس سے بچنے نہ رہتے، اے گروہ ہوازن میری مانو اور واپس چلے جاؤ اور جو کچھ انہوں نے کیا ہے وہی کرو۔“

اور جیسا (دیرین الصحت کی توقع کے مطابق) ہوازن کو مسلمانوں کے خلاف جنگ میں شکست کے سوا کچھ نہیں ملا۔ اور وہ ہمہ گیر اور تباہ کن شکست تھی۔

۵۔ اچانک رعب کا پٹنفا۔ ہوازن نے (مضموناً معرکہ کے

پہلے مرحلہ میں) بڑی جنگی قوت کا مظاہرہ کیا۔ اور جب شکست خوردہ مسلمان واپس آئے اور انہوں نے زبردست مخالفاً حملہ کیا تو ہوازن نے پھر بھی شدید جنگ کی۔ اور ان کا سالار مالک بن عرف میدان میں ثابت قدم رہ کر مسلمانوں کے ساتھ بڑے بے جگری سے لڑتا رہا۔ مغرب تھا کہ اس کا خاص قبیلہ اس کے پہلو میں اپنے ثبات کے باعث فنا ہو جاتا۔

لیکن ہوازنی فوج کو۔ مسلمانوں کے ساتھ از سر نو جنگ کرتے وقت۔ ایک پوشیدہ ہتھیار کا سامنا کرنا پڑا جس کا ہوازن کو جلد شکست دینے میں بڑا اثر تھا۔ اور وہ ہتھیار اچانک رعب کا پٹنفا تھا جس اللہ تعالیٰ نے ہوازن فوج کے دلوں

فغان دیا تھا۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ ہوازنی سپاہی، اسلامی فوج کے پہلو میں خوفناک صورت پر ناکش سپاہیوں کو دیکھتے تھے۔ اور اسلامی مورخین نے وثقہ نصوص پر اکتفا کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ جن سپاہیوں کو، ہوازن کے سپاہی سواروں کی صورت میں دیکھتے تھے وہ مشرکین کے دلوں میں رعب ڈالنے والے ملائکہ تھے اور اس اچانک رعب پڑنے کی حقیقت کا اعتراف ثقیف کے ان آدمیوں نے بھی کیا ہے جو حنین میں مشرکین کے ساتھ شامل تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے اسلام کی طرف ان کی راہنمائی کی جیسا کہ اس کتاب میں اس کی تفصیل بیان ہو چکی ہے۔

جیسا کہ قبل ازیں اس کتاب میں بیان ہو چکا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حنین سے مسلمانوں کی ناکامی کے اسباب ہوازن کے تعاقب میں۔ اپنا تمام فوج کی کمان کر رہے تھے، حتیٰ کہ آپ طائف پہنچ گئے، جہاں ہوازن کا ام بازو وثیقہ موجود تھا۔ آپ نے ان کے قلعوں کا محاصرہ کر لیا اور اس محاصرے کے چھپے آپ یہ امید کر رہے تھے کہ ثقیف مسلمانوں کی اطاعت کر لیں گے۔ لیکن ثقیف نے بڑی شدت کے ساتھ مقاومت کی اور ان کے قلعے سر نہ ہو سکے۔ پس محاصرہ کا ایسا ہیوا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے توڑنے اور ثقیف کو اپنے حال پر چھوڑنے کیلئے مجبور ہو گئے مسلمانوں کے کوئی مثبت نتیجہ حاصل ہوئے بغیر حلبی سے محاصرہ توڑنے کے کیا باہر تھے۔ مندرجہ ذیل امور میں ان اسباب کو مختصر طور پر بیان کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ طائف کے قلعے بڑے مضبوط تھے اور پیادہ اور سوار مسلمانوں کے لئے

ان امور میں دخل ہونا دشوار تھا۔ اور اسلامی فوج کے پاس بھاری ہتھیار تھے۔

جسے وہ عام طور پر قلعوں پر حمل کرنے میں استعمال کرتی تھی اور یہ ہتھیار منجھتیں سنگباری کے آلات اور ٹینک تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان قلعوں میں داخل

ہونے کی ہم کو آسان کرنے کے ارادے سے ان بھاری ہتھیاروں کا استعمال کیا، لیکن
ثقیف کا دفاع پڑا سخت تھا۔ اور ان کی فضیلیں مضبوط تھیں اور آتش اور غیر آتش
گولوں کا ان قلعوں پر کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔

ب :- شدید مقاومت — اس بلے میں کوئی اختلاف موجود نہیں

کہ ثقیف ایک ممتاز جانناز قوم تھے اور ہوازن کے اہم بانڈوں میں سے تھے اور ان کی
شجاعت پر اس سے بڑھ کر دلالت کرنے والی اور کوئی بات نہیں کہ حنین کے روز، تھانے
لیک سو مقتول بیچ کفیت رہے جن میں ان کا سالار عبداللہ بن عثمان بھی شامل تھا۔
اور انہوں نے قلعوں میں مقاومت کی تیاری کرتے ہوئے — اپنے قلعوں میں پورے
ایک سال کا غذائی مواد جمع کر لیا تھا۔ اور ان کے قلعوں میں پانی بکثرت موجود تھا۔
پس انہوں نے محاصرے کی شدید مقاومت کی اور یہ تیرا نازی اور ٹینکوں کے مقابلہ میں
بڑے ہار تھے۔ جنہیں حملہ آور، فضیلوں میں سوراخ کرنے کے لئے عفاقتی زندہ ہوں کی
طرح استعمال کرتے ہیں، لیکن تیرکمان میں ان کا مکمل اعتماد تھا۔ اور انہوں نے بڑی
مہارت کے ساتھ مسلمانوں کو تیرا کے اور اس کثرت سے تیرا نازی کی جن سے مسلمانوں
کو بہت سے مہلک زخم آئے اس بات نے انہیں مجبور کیا کہ وہ تیروں کی نذر سے دور
کسی جگہ پر واپس چلے جائیں۔

تخریب یعنی اسلامی لڑائیوں نے ٹینکوں کو (جو دبیز لکڑی سے بنے ہوئے تھے)

قلعے کی فصیلوں میں راستے بنانے کیلئے استعمال کرنے کی کوشش کی تاکہ اسلامی فوج
ان سے داخل ہو جائے تو ثقیف نے مخالفت داخل ہتھیار کے ساتھ اس بھاری ہتھیار
کا مقابلہ کیا۔ اور وہ گرم پگھلے ہوئے لوہے کے گولے تھے وہ انہیں ٹینکوں پر پھینکتے تو
وہ انہیں جلا کر رکھ دیتے (اس وجہ سے جو سپاہی ان کی آڑ لٹے ہوئے تھے، بغیر آڑ کے
ہو گئے اور تیروں کا نشانہ بن گئے۔ لیکن وہ واپسی پر مجبور ہو گئے اور انہوں نے

تعمیلوں میں شگاف کرنے کیلئے جو بکتر بند حملہ کیا تھا، وہ ناکام ہو گیا تھا۔ اس طرح ثقیف کے قلعوں میں بڑی قوت داخل ہونے کیلئے اسلامی فوج نے جو کوششیں کیں وہ ناکام ہو گئیں۔

ح۔ محاصرے کی مدت طویل کرنے کی صعوبت۔ ثقیف کو اطاعت پر مجبور کرنے کے لئے اب اسلامی فوج کے سامنے ایک ہی صورت رہ گئی تھی اور وہ یہ کہ ثقیف کے پاس جو غذا موجود ہے اس کے خاتمے تک مسلمان ان کا محاصرہ کرتے رہیں۔ اور یہ ممکن ایک سال کا محاصرہ تھا۔ اور مسلمان جابجا ابھی تک اتنی مدت اپنے اہل و عیال سے دور رہنے کا عادی نہیں ہوا تھا۔

پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محاصرے کو باقی رکھنے اور اتنی طویل مدت تک فوج کو ثقیف کے قلعوں کے آگے بٹھانے سے روکنا سیکھنا ہی نہ کیا۔

د۔ ثقیف کی اہمیت کا خاتمہ۔ محاصرہ طائف کی ناکامی کا ایک

سبب یہ بھی ہے کہ ثقیف رہواذن کی قوت کے استعمال کے بعد اسلام کے لئے ایسا خطر نہ تھے جن کی وجہ سے مسلمانوں پر اپنے آپ کو پورے ایک سال تک ان کے محاصرے کی پریشانیوں برداشت کرنا ضروری تھا۔ ہونٹن کے تمام قبائل کے اسلام میں داخل ہو جانے کے بعد ثقیف مکمل طور پر الگ تھلگ ہو گیا تھا۔ اور ان دشمنوں کے گھیراؤ میں تھا جو گزشتہ سال کے دوست اور بھائی تھے اور یہ لوگ موقع ملنے پر اکیلے ہی ثقیف کو دھتکارنے اور اس کا گلا گھورتے کے کفیل تھے اور عملاً یہی کچھ ہوا تھا خصوصاً مالک بن عوف کے اسلام میں داخل ہوجانے کے بعد حنین کے روز، ان کا سلاار تھا اور وہ اکیلا ہی وہ اپنی قوم کا شجاع اور مطاع تھا ثقیف پر زبردست حملے کرنے لگا۔

۵۔ یہ ایک اہم سبب ہے، ثابت ہوا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آسمان سے حکم آیا کہ آپ ثقیف کے محاصرے کو ٹھہریں کیونکہ علم الہامی میں یہ بات پہلے ہی تھی کہ عنقریب ثقیف بنسب نفس مدینہ کو رخصت اور رخصت اپنے قبول اسلام کا اعلان کرے گا۔ اس لئے جب آپؐ چند صحابہؓ نے رجب آپؐ ثقیف کا محاصرہ توڑ رہے تھے آپؐ سے ثقیف کے متعلق بدعا کرنے کی اپیل کی تو آپؐ نے اسے رد کر دیا اور فرمایا۔

”اے اللہ ثقیف کو ہدایت سے اور اسے لاد۔“

تمام جزیرہ عرب کے بت پرستوں
عرب — اسلامی دھکے کی تقلید

جزیرہ عرب میں بت پرستی کا خاتمہ

لقد وجمہ کے خطرے سے بت پرستی کو بچانے کیلئے، بدرجہ اولیٰ — کعبہ کے فادموں اور شاعرانہ کے مخالفین قریش سے امیرین وابستہ کئے ہوئے تھے، اور جب انکا دارالافتاء مکہ ان کے قبضہ میں آگیا تو قبائل ہوازن کے سوا جو کثیر تعداد میں اور تمام بت پرستی قوت کے حامل تھے اور کئی فعال حربی قوت باقی نہیں رہی تھی جس کی طرف توجہ کے مقابلے اور اس کی مسلح افواج پر تسلط حاصل کرنے کے لئے جزیرہ عرب میں بت پرستی پر قائم رہنے والوں کی بجگاہیں اٹھیں لیکن آخر کار ان ہوازن کا بھی سقوط ہو گیا۔ اور اسلام دشمن فوجی قوت کے لحاظ سے ان کا خاتمہ ہو گیا۔ بلکہ یہ سب قبائل اسلام کے مددگار بن گئے۔

پس جزیرہ عرب کے دور درماز کے علاقے میں شرک کی بیکڑ و لاد با دھر پراگندہ پاکٹیں کیا کر سکتی تھیں، پس حنین کے روز ہوازنی فوج کے شکست کھانے سے جزیرہ میں

لہ شاعرانہ کی رسوم ادا کرنے کے مقام کہہتے ہیں۔ مترجم

بت پرستی کی آخری قلمرو شمار ہو گیا۔ اور اس طرح یہ قول یقینی طور پر صحیح ثابت ہو گیا کہ

”معرکہ حنین کے بعد، جزیرہ عرب میں بت پرستی

کا ہمیشہ کے لئے خاتم ہو گیا ہے“

اس کی دلیل یہ ہے کہ اس معرکے کے بعد عرب کے دنیوی و دینی میں اسلام میں داخل ہونے کے لئے آنے لگے۔ اور جن پاکٹوں نے غلگاہ کا اظہار کیا وہ انتہائی شمال میں تھیں (جیسے قبیلہ طی) آیا انتہائی جنوب میں تھیں جیسے نجران کی جانب نبی عارث، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف چھوٹے چھوٹے فوجی دستے بھیجے جنہوں نے ان کی تعداد مت کا خاتمہ کر دیا۔ اور اسی ہجرت کا دسواں سال میں کیا تھا کہ جزیرہ عرب ایک طرف سے دوسری طرف تک اسلام میں داخل ہو گیا۔ اور وہاں ایک ہی بت پرست موجود نہ تھا۔ ہاں کچھ چھوٹی چھوٹی غیر ملکی یہودی اور نصرانی جماعتیں تھیں جو اسلام کی حکومت کے ماتحت اپنے دین برقرار رکھیں، کیونکہ وہ اپنی کتاب لوگ تھے جن سے اسلام کی حکومت کی اطاعت کے اقرار کے بعد جزیرہ لینا کافی ہوتا ہے۔

اس طرح ”معرکہ حنین“ غزوہ تبوک کی طرف اشارہ کے ساتھ ساتھ —

وہ آخری سخت حربی معرکہ تھا جس میں مسلمانوں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کان میں صفہ لیا۔ غزوہ تبوک میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینوں کے ساتھ جنگ میں صفہ نہیں لیا تھا۔ لیکن اس کی کامیابی کا، اسلام کے ستونوں کے مضبوط کرنے اور شام کے بارے میں حکمرانوں اور عرب عیسائیوں پر جو ان کے دوست تھے، کے دلوں میں مسلمانوں کی ہیبت ڈالنے کے بارے میں عظیم معنوی اثر پڑا۔

نیز حنین میں فیصلہ کن عسکری فتح اور لوگوں کے اپنی مرضی سے اسلام میں داخل ہونے کے لئے آنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے۔ جزیرہ عرب میں مسلح

گنہگاروں کے فائدہ کی طرف اشارہ کے طور پر، جس میں مسلمانوں کو، ان معنوی فتوحات کی راہ ہموار کرنے کے لئے حشری فتوحات حاصل ہوئیں۔ جو مدینہ کی طرف اسلام میں داخل ہونے کے لئے سبقت حاصل کرنے والے قبائل پر مشتمل تھیں۔ یہ آیات نازل ہوئیں۔

اِذَا جَادَ لِرِضْوَانِ اللَّهِ وَالْفَتْحِ دَرَايَةِ النَّاسِ يَدُ خُلُونِ فِي

دِينِ اللَّهِ اِنْوَاخَا ، فَبِسَبْحِ مَجْدِكَ رَبِّكَ وَاسْتَعْفِرَانَ كَانَتْ تَطْلُبَا

اختصر فتح پوری

سب پوسٹ آفس فتح پور

مخبر و ضلع گجرات

اس کتاب کے اہم ماخذ

نام مؤلف	نام کتاب
ابن کثیر	تفسیر ابن کثیر
محمد بن علی شوبکانی	فتح القدير
سید قطب	فی ظلال القرآن
زمخشري	مکثاف
بخاری	صحیح بخاری
مسلم	صحیح مسلم
ابن قیم	ناد المعاد
ڈاکٹر جواد علی	تاریخ العرب قبل الاسلام
محمد بن اسحاق	سیرة ابن ہشام
الوافرج اصہبانی	أغانی
الرحبان توحیدی	المصداقة والصیقة
احمد بن علی تالقشندی	صیح الاعشی
ابن قدامہ	المغنی فی الفقہ
علاء الدین الموددی	الانصاف فی معرفۃ الاربعة من الخلفاء

نام کتاب	نام مؤلف
کشف القناع	مفسور بن یونس البهوتی
شبهات مول الاسلام	محمد قطب
مجمع الفوائد	محمد بن محمد بن سلیمان
زاد المسلم	ابن جوزی
سقوط الجولان	خلیل مصطفیٰ
غایۃ المنتهی	شیخ مصطفیٰ السیوط
طبری	محمد بن حسیب یرطبری
القانون الدولی العام	ڈاکٹر سمجی نوبق العادۃ
محمد بنی ورجل دولۃ	ڈاکٹر مننگری واک
حقائق الاسلام و ابطال خصمہ	عباس محمود العقاد
مآلقال عن الاسلام	عباس محمود العقاد
فدائسۃ	سید سابق
الرسول القائد	محمود شیت خطاب
تفسیر امام محمد عبده	سید رشید رضا
میاۃ محمد سالتہ	مولانا محمد علی
سیرت حلبیہ	ابن برہان الدین
فقد السیرۃ	محمد الغزالی
سمط النجوم العوالی	عبد الملک بن حسین العصامی
البدایۃ والنہایۃ	اسماعیل بن کثیر
اکمل فی التاریخ	محمد بن الاثیر

نام کتاب	نام مؤلف
جوانح السيرة	علی بن حسون
آثار المدینہ	عبد القدوس الفارسی
دفاع الوفا	علی بن احمد سہموردی
دائرة المعارف القرن الرابع عشر	محمد بن وحیدی
لسان العرب	ابن منظور افريقي مصري
نیل اللوطار	محمد بن علی شوشانی
اليهود في العترة	عفيف عبد الفتاح طباره
الطبقات الكسبية	ابن سعد
معجم البلدان	ياقوت حموي
مرصد الاطلاع على اسماء الامكنة والبقاع	صفي الدين عبد الوين بن عبد الحق
معجم النساء	عمرو رضا كماله
الاعلام	خير الدين زركلي
ديوان الحماسة	ابو تمام طائي
العرب قبل الاسلام	حسبغا زيبان
الابطال	ماهنس كارلاش
حاضرة العرب	كطاف لوين
التشريح الجنائي في الاسلام	شهيد عبدالقادر عمدة
اصباہ	ابن حجر عسقلانی
استیعاب	ابن عبد البر
آیام العرب في الاسلام	محمد ابوالفضل - علی النجادی

نام مؤلف

نام کتاب

سہیل	العروض الالف
قلقشندی	نہایت اللہ
عبدالعزیز ثعالبی	معجزہ محمد رسول اللہ
عبدالوہاب بخارہ	قصص الانبیاء
عبدالرحمن بن خلدون	تلخیص ابن خلدون
مسعودی	مروج الذهب
عمر رضا کمالہ	معجم قبائل العرب
البکری	معجم البکری
محمد اسعد طلس	تاریخ الامۃ العربیہ
محمد بن یوسف خوارزمی	عجائب الاقالیم البعد
محمد حسین بیگلر	حیاء محمد
یحییٰ بن ابی بکر عامری	بہجتہ المحافل
عقہ نیری	اجتماع الاسماع
عبدالقادر بن احمد مصطفیٰ دمشقی	تہذیب تاریخ ابن عساکر
محمد عزة دروزة	عصر النبی
ابوزید احمد بن سہیل بلخی	البدء والتاریخ
محمد بن عمر بن داقد	مغازی الواقدی
ابن موقل	صورة الارض
محمد بن احمد البیہقی	الاشارة الباقیة فی القرون الثمانيہ
المقدسی المعروف بابشاری	رحن التقاسم فی معرفتہ الاقالیم

نام مصنف	نام کتاب
احمد بن یحییٰ بلاذری	انساب الاشراف
علی بن احمد بن حزم	جمہرۃ انساب العرب
احمد ذکی صفوتی	جمہرۃ رسائل العرب
فضل بن حسن طبری	مجمع البیان فی تفسیر القرآن
مہدی بن محمد بن الاثیر جہدی	جملۃ الاصول من احادیث الرسول
زید بن علی بن حسین	مسند امام زید
عبد اللہ بن یوسف حنفی زلیحی	نصب الریایۃ
مہدی بن محمد بن الاثیر جہدی	الغنیۃ فی غریب الحدیث
احمد بن تیمیہ	منہاج السنۃ النبویہ
الطہرانی	جزیرۃ العرب
الطہرانی	صفۃ جزیرۃ العرب
مصعب بن عبد اللہ ذمیری	نسب قریش
شکری نیشلی	المجمعات الاسلامیہ فی القرن الاول
ابو الحسن بلاذری	فتوح البلدان
ابو اسیم حماد	الحرۃ عند العرب
احمد بن ابی یعقوب	تاریخ یعقوبی
جان جاک بیرک	جزیرۃ العرب
ڈاکٹر محمد عبداللہ	الوثائق السیاسیۃ فی العهد النبوی
	الخلافۃ الراشدہ
محمد بن حبیب بن امیہ ہاشمی	المعبر

نام کتاب	نام مولف
تفتة الخطیة	دل - دیورانت
فتح الاسلام	احمد امین
میرن الاخبار	محمد بن عبداللہ بن مسلم بن قتیبة
معالم تاریخ الانسانیہ	۵۰ ج - ولز
تاریخ الشعوب الاسلامیہ	کامل بردکلمان
شفا العزائم باخبار البلاء المحرم	محمد بن احمد بن علی القاسمی
تاریخ الامم الاسلامیہ	محمد الحنفری
المختصر فی تاریخ البشر نخبۃ الدہر	شمس الدین محمد بن ابی طالب الفساری
فی عجائب البرد الجبر	
عبقریۃ محمد	عباس محمود العقاد
غزوة بدر البکری	مولف
غزوة احد	"
غزوة احزاب	"
غزوة بنی قریظہ	"
تہذیب الصحاح	محمود بن احمد زنجانی
مجمع الزوائد	علی بن ابی بکر الحدادی
الجامع العفیر	امام سیوطی
مجمع الاخبار عثمانی بلاد العربین والآثار	محمد بن بلہیف
صیح ترمذی	امام ترمذی
سنن ابی داؤد	امام ابوداؤد

نام مؤلف	نام کتاب
محمد شیخ خطاب	الفتوح القاد
محمد تقی زیدی	تاریخ العرب
ابو حنیفہ دینوری	الاجتہاد الطوال
جنرل گلبرگ پاشا	الفتوح العربیہ البکر
علی المسعودی	التبیین والاشراف

اسلام کے فیصلہ کن موڑ کے

غزوة بنی قریظہ

یہ غزوة

تاریخ اسلام میں اس لحاظ سے اہم ہے کہ اس سے یہودیوں کا غرور اور گھمنڈ ایک لحنت ختم ہو گیا تھا اور ان کی کمر ہیشہ ہمیشہ کے لئے ٹوٹ گئی تھی۔ اس اہم واقعے کی تفصیل اس کتاب میں مختلف اہم ماخذوں سے جمع کر دی گئی ہے

تالیف

محمد احمد باشمیل

ترجمہ

مولانا اختر فتح پوری

صفحات ۲۸۸ صفحات مجلد

اسلام کے
فیصلہ کن موڑ کے

غزوة بکرا

اس غزوة میں مسلمانوں نے قلیل تعداد میں ہونے کے باوجود اپنے سے تین گنا بڑے لشکر کو شکست فاش دی تھی اور اسلام کا بول بالا کیا تھا۔ دراصل اس غزوة کے بعد ہی اسلام کو پھیلنے پھولنے کا موقع ملا۔ اس غزوة کے تفصیلی حالات اور واقعات اس کتاب میں جمع کر دیئے گئے ہیں۔

تالیف: محمد احمد باشمیل

ترجمہ: مولانا اختر فتح پوری

۲۸۸ صفحات مجلد

اسلام کے
فیصلہ کن معرکے

غزوة
موتہ

غزوة موتہ تاریخ اسلام کے ان
فیصلہ کن معرکوں میں سے ایک ہے
جب معرود نام میں میسائی قوتوں
نے اسلام کے خلاف گٹھ جوڑ کر لیا
تھا اس غزوة میں ان کی تمام تدابیر
ناکام ہو گئیں اور مسلمان سرخرو
ہوئے۔ اس کتاب میں ہر مکملہ ماخذ
سے فائدہ اٹھایا گیا ہے اور اس
غزوة کے اسباب و حلل تحقیق سے
بیان کئے گئے ہیں

تالیف: محمد احمد باشبیل
ترجمہ: مولانا اختر قچوری

۳۰۸ صفحات

سیرة
رسول کریم

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی
نے سیرت نبوی پر یہ کتاب اس
انداز سے لکھی ہے کہ اس سے عام
آدمی کے علاوہ طلباء بھی فائدہ
اٹھا سکتے ہیں۔ اس کتاب کا یہ انداز
کہ واقعات ذہن نشین ہو جائیں
منفرد اور دلکش ہے

تالیف

ابوالقاسم محمد حفظ الرحمن سیوہاروی

صفحات ۲۹۶ مجلد

اسلام کے فیصلہ کن معرکے

صلاح حدیبیہ

یہ مسلمانوں کی تاریخ کا عظیم الشان واقعہ ہے جس کے نہایت مفید اور دور رس نتائج رونما ہوئے۔ اس واقعہ کو تمام تفصیل اور کوائف کے ساتھ عہد حاضر کے مشہور عربی مورخ محمد احمد باشمیل نے قلم بند کیا ہے۔ اس کتاب کو پہلی مرتبہ مولانا اختر فتح پوری نے اردو میں منتقل کیا ہے۔

تالیف: محمد احمد باشمیل ضخامت صفحہ ۲۵۶
ترجمہ: مولانا اختر فتح پوری

اسلام کے فیصلہ کن معرکے

فتح مکہ

تالیف: محمد احمد باشمیل

صفحہ ۲۵۶

تاریخ اسلام کا انتہائی حیرت ناک اور انقلاب آفرین واقعہ ہے۔ اس کے وقوع پذیر ہونے کے بعد مسلمانوں کی کامیابیوں اور فتح مندیوں کو دیکھتے ہوئے ہزاروں افراد نے قبول اسلام کیا اور اسلام کی دعوت تبلیغ عام ہوئی۔ اس واقعے کو تمام شرح و بسط کے ساتھ مشہور مورخ محمد احمد باشمیل نے مستند حوالوں کی روشنی میں قلمبند کیا ہے اور مولانا اختر فتح پوری نے اردو میں منتقل کیا ہے۔

